بعون عنایت سبحانی و فضل خلاق یزدانی

دیوان زند

معروف بہ

گلدستۂ عشق

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد پڑا نکہ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا — سب سے بیگانہ ہوا جو دست شناسا تیرا
شان ارفع ہے بڑا مرتبہ اعلا تیرا — تو ہی یکتا کوئی ثانی نہین حقا تیرا
عقل کیا دخل کرے کنہ حقیقت مین تیری — حوصلہ پست مرا مرتبہ اعلا تیرا
راہ مین اسکی جتنا بہت قدم ہے — سجدہ گہ جانے ملک نقش کف پا تیرا
جستجو مین ہے جو دوڑ مین نہ تکون پا اپنا — سر وہ کٹ جائے نہو جس مین کہ سودا تیرا
وحش دایہ کو مین جانون نہ کنار مادر — پرورش یافتہ ہون دامن صحرا تیرا
تو ہی نے اسکو بنایا ہی ید قدرت سے — تو ہی چاہیگا تو بگڑیگا یہ پتلا تیرا
ویلیلی کے لیے دیدہ مجنون ہے ضرور — میری آنکھون سے کوئی دیکھے تماشا تیرا
ایک عالم کو ترے نام کا ہے ورد ابیت — مین ہی کچھ فکر نہین کرتا ہون تنہا تیرا
مین بھی دیکھونگا دکھا مجکو تجلاے جمال — مین بھی شائق ہون صنم صورت ترسا تیرا
کسکی آنکھون سے ہے دعوی تیری چشم کا — کثرت دیدہ ان ہے اور نرگس شہلا تیرا
مین مسافر ہون اتر جاؤنگا پار الم مین — تجارت ... مبارک ہے دریا تیرا
قصد کرکے نہین کھینچا قلم قدرت نے — خود بخود بنگیا بے ساختہ نقشا تیرا
تیری سوائی کے خون نہ ہمدادر ہے ہی — دامن یار خدا ڈھانک لے پردا تیرا
آنکھ لاسکتی نہین تاب تجلاے جمال — عالم نور ہوا اے حور سراپا تیرا
چشم وابرو بھی اگر تیری سی ہوتی اسکی — ہو چکا تھا رخ خورشید پہ دھوکا تیرا

رشک بلقیس بنایا ہے خدا نے مجکو
بدلون خاتم سے سلیمان کے نہ چھلا تیرا

بیٹھے تکیہ بھی لگا کر نہ کبھی اُسدن سے
ہم فقیرون نے لیا جب سے سہارا تیرا

پیچ و تاب اسقدر ای موج عبث ہی تجکو
رول دیویگا نہ موتی مجھے دریا تیرا

باکرامانی مین تیری نہین پڑنے کا خلل
اپنے مشتاقون سے ناحق ہی یہ پردا تیرا

تجھسے بیزار ہون جاتا ہون سوی ملک عدم
منھ نہ دکھلائے خدا پھر مجھے دنیا تیرا

اختیاری نہین ہر بار بنے ایسی ہی شکل
کھینچ گیا صانع ایجاد سے نقشا تیرا

بے بہا جنس ہے نوابل جہان بیقدر ہیں
میرے یوسف نہ بنے گا یہان سودا تیرا

عاشق روے پری شیفتہ حور نہیں
جانجان رند ہی دیوانہ و شیدا تیرا

منزل مقصود کا سودا اگر ہو جائے گا
مثل جادہ راستے مین اپنا گھر ہو جائیگا

بادۂ گلگون مین افیون کا اثر ہو جائیگا
دورے سے یار مین دوران سر ہو جائیگا

میرے نالے کا ترے دل مین اثر ہو جائیگا
کارگر یہ تیر بے پیکان دیر ہو جائیگا

جامے سے باہر جو مشتاق سفر ہو جائیگا
گرم رفتاری مین ہمسنگ شرر ہو جائیگا

تجھ مین بھی یوسف مرے ہی معجز ختم النبی
گر اُٹھے انگشت تو شق القمر ہو جائیگا

اشک چشم سینہ ریشان ہی یہ طوفان لائیگا
قطرۂ نیسان نہین کچھ جو گہر ہو جائیگا

لائیگی گردش مین تجکو بھی مری آوارگی
کو بکو مین ہون تو تو بھی دربدر ہو جائیگا

نور کا عالم بنا دیگا اسے حسن و شباب
چاند سا چہرہ ترا رشک قمر ہو جائیگا

ایک عالم ہے تہ و بالا فلک کے ہاتھ سے
یہ ہنڈولا بھی کبھی زیر و زبر ہو جائیگا

یون نہین رہنے کے گردش مین ہمیشہ مہر و ماہ
ختم اک دن دورۂ شمس و قمر ہو جائیگا

مثل موسی راہ مانگون گا اگر دریا سے مین
خشک ہو جائیگا نہین تو تا کمر ہو جائیگا

وہ شجر ہون میرے قاطع ہوگی سرسبزی مری
شاخ سے جو برگ ٹوٹیگا تبر ہو جائیگا

خاکساری سرو سان شیوہ کریگا تو اگر
دیدۂ اہل نظر مین تیرا گھر ہو جائیگا

سیر کو آیا تھا ہستی مین عدم سے مین غریب
کیا سمجھتا تھا یہ زندان میرا گھر ہو جائیگا

ہی عبث نازان تو حسن کم بقا پر عندلیب
دم مین مثل رنگ روئے گل نوع دگر ہو جائیگا

حسن کی دولت سے ہی تجھ مین نمونہ شان خدا
جس طرف تو ہوگا اک عالم ادھر ہو جائیگا

موشگافی کرتی ہو دیگی دم فکر سخن
بال سے باریک مضمون کمر ہو جائیگا

یاوری طالع کرے تو کیمیا کیا مال ہی
سنگریزہ ہاتھ مین لونگا تو زر ہو جائیگا

یار رخصت ہو دیگا اندھیر ہو دیگا جہان
ظلمت شب سے سیہ نور سحر ہو جائیگا

یا رب گر ادل شب سے بہی شدت رہی
کام میرا آخر اسے درد جگر ہو جائیگا

گر یہی ہین فرقت جانانکی مہمان داریان
نوشجان درد و غم و خون جگر ہو جائیگا

غم نہ کہا تجھسے سوا رزاق کو ہی فکر رزق
لاکھ در وا ہونگے گر بند ایک در ہو جائیگا

بعد مردن خواب غفلت سے تو ہوگا ہوشیار
تب خبر ہو گی تجھے جب بیخبر ہو جائیگا

جائیگا چوری کفن بھی بعد مردن گور سے
ہمنشین رہزن مرا رخت سفر ہو جائیگا

وصل کی شب دیکھے دم عریان کرینگے اسکو رند
ایک دن واقعۂ ناف و کمر ہو جائے گا

فصل گل مین کب اٹھا تجھسے ستم صیاد کا
توڑ ڈالونگا اگر ہوگا قفس فولاد کا

تو گرفتاری مین چندے یاد گلشن کی رہے
اب قفس سے چھٹکے گھر یاد آئیگا صیاد کا

خانہ باغ یار کی پائی بہار اسنے کہان
نام گو باغ ارم ہی گلشن شداد کا

عالم اسباب کے اسباب کا خواہان نہین
آسمان لیلے کفن سمجہو رہا دریاد کا

خاک کے پتلے کو حورین خلد مین کرتی ہین یاد
شان مین کرتی ہین پریان ذکر آدم زاد کا

کھینچ کر ذوق اسیری دام تک لیجائیگا
آب و دانہ ہی جو قسمت مین مری صیاد کا

یکسان عشق پر جور و ستم اچھا نہین
صبر پڑ جا دیگا او ظالم کسی ناشاد کا

ضبط کرتے کرتے مرغان قفس تنگ آ گئے ہین
اب رسائی انکی ہو یا حکم ہو فریاد کا

سب سے بیگانہ ہوا یدل آشنائی اُس سے کر
بھول جا سب کو ارادہ ہی جو اُسکی یاد کا

کر لے مُرد سے پہرے نہ زمین بھی ظلم و جور
آسمان انسان نہ رہجائے تجھے بیداد کا

ہی مقابل تیرے روئین تن سمجھ کر آپ کو
ہمنشین چڑھتا اگر ہوتا آئینہ فولاد کا

اسقدر بالا بلندون سے ہی اب مجکو گریز
نیچے چلتا ہون جہان سایہ پڑے شمشاد کا

آشیان میرا جلا کر وہ بھی اپنا پائے گا
پھونک دیگی آتش گل جھونپڑا صیاد کا

سر کا کٹنا کیسا اک خط بھی نہ گردن پر پڑا
سخت جانی سے مری جی چھٹ گیا جلاد کا

ہلاکت مین حسن کی ہی حکم قتل داد خواہ
جان ہی کھیلان ارادہ تب کرون فریاد کا

عید کا دن ہی گلے سے مرے لگجا تو بھی آج
ملتے ہیں باہم سب غل ہی مبارکباد کا

جوہر حسن آئینہ رو یونہیں کھلتے کس طرح
گر سکندر سے نہ بنتا آئینہ فولاد کا

رند شکوہ کیجیے کس کا بقول اُستاد کے
آب و دانہ نے دکھایا گھر مجھے صیاد کا

زبان غیر سے جب نام تیرا جان جاں نکلا
لگی اک آگ تلووں سے کہ بس سر سے دھواں نکلا

تباہی کو چمن کی دیکھتا کیونکر ان آنکھوں سے
ترے ہاتھوں سے گلچیں چھوڑ کر میں آشیاں نکلا

زمیں میں گڑ گیا خجلت سے تیرا سرو اے قمری
خراماں باغ میں جسدم مرا سرو رواں نکلا

فلک کے ہاتھ سے جس سرزمیں پر بھاگ کر پہنچا
یہی واں بھی زمیں پائی یہی واں آسماں نکلا

دل سوزاں کو میرے ساتھ اگر گاڑا لحد میں بھی
تو بارہ دیکھ لینا قبر سے میری دھواں نکلا

نہ دیکھی سرزمیں ایسی نہو دے آسماں جس جا
مگر طبقہ زمین شعر کا بے آسماں نکلا

میں گدی کی طرف سے کھینچکر تجکو نکالوں گا
کبھی تجھسے جو راز عشق باہر اے زباں نکلا

نہ دکھلایا کسیدن بوند بھر پانی پسینے نے
ترا چاہ ذقن ایجان جاں اندھا کنواں نکلا

دلا کس دشت پر آفت میں تنہا بھیجا مجکو
کبھی اس راہ سے ہو کر سلامت کارواں نکلا

ہوا تھا عشق کاکل میں پس اندرون لحد سے بھی
مثال عشق پیچہ پیچ در پیچ استخواں نکلا

بڑا رتبہ بیاں کرتے تھے حاجی سنگ اسود کا
کیا تحقیق تو اُس بت کا سنگ آستاں نکلا

ترے عشاق کو پروا نہ کبھی قصر و ایوان کی
مقام بیدماغان محبت لامکاں نکلا

جہاں تک ہو سکے تجھسے ستم کر آسماں مجھپر
زباں کو کاٹ ڈالوں گا جو حرف الاماں نکلا

خوشا طالع ترے اے پیر کنعاں واہ ری قسمت
کہ تیرے صلب کی دولت سے یوسف سا جواں نکلا

تن خاکی میں دیکھا روح کو تو اک مسافر ہے
گماں صاحب خانہ تھا جس پر میہماں نکلا

خلش موجود ہے سینے میں اُسکے تیر مژگاں کی
جگر سے رند کے جیسے نفس کانٹا کہاں نکلا

کیا ہے درد جدائی نے نیمجاں کب کا
جواب دے چکی ہی جان ناتواں کب کا

کیے جو نالے تو نکلا بخار سینے کا
بھرا ہوا تھا مرے دل میں یہ دھواں کب کا

اگر ستون نہ ہوتا ہماری آہوں کا
زمیں پہ گر چکا ہوتا یہ آسماں کب کا

نسیم صبح چمن تک مجھے تو ہی پہونچا
بھٹک رہا ہوں میں گم کردہ آشیاں کب کا

گذشتہ صحبتوں کا ذکر جب سُنا تو کہا
کہاں کا تذکرہ کرتے ہو مہربان کب کا

الٰہی دیکھیے واماندگی کہاں پہونچائے
روانہ ہو گیا منزل سے کاروان کب کا

غرض نہ دیر سے مقصد نہ کعبے سے اے دوست
تجھی کو ڈھونڈھ رہا ہوں کہاں کہاں کب کا

جنوں اب اور بتا کوئی شغل بیکاری
اڑا چکا ہوں گریبان کی دھجیاں کب کا

جو دل کا حال ہے فر فر بیان کرتی ہے
یہ بیر لیتی ہے مجھ سے مری زبان کب کا

زمین میں گاڑ چکا جب تو چین آیا رند
ہماری جان کا دشمن تھا آسمان کب کا

جو جسکے حق میں سمجھا وہ بہتر بنا دیا
مجھ کو فقیر تجھکو تونگر بنا دیا

خالق نے ایک ایک سے بہتر کیا ہے خلق
دارا کوئی کسی کو سکندر بنا دیا

غافل مقام رشک نہیں جائے شکر ہے
سو سے برا تو ایک سے بہتر بنا دیا

صاحب کمال رکھتے ہیں اکسیر کا خواص
چٹکی اُٹھائی خاک کی اور زر بنا دیا

اُجرت پہ استخوان کی گیا لیکے خط شوق
مجھ زار نے ہما کو کبوتر بنا دیا

ساری رگیں ہوئی ہیں تن زار پر نمود
ناطاقتی نے جسم کو مسطر بنا دیا

گردن میں طوق پاؤں میں زنجیر ڈالی رند
سودائیوں کو اپنے یہ زیور بنا دیا

خلف وعدہ سے ترے دشوار جینا ہو گیا
ایکدن کو کہہ گیا تھا اک مہینا ہو گیا

خوار کرتا ہے جوان مردونکو سفلونکو عزیز
سُن تو چرخ پیر کیا تو بھی کمینا ہو گیا

وقت فکر شعر اگر آیا بناوٹ کا خیال
گل سُرخ رنگین ہوا شبنم پسینا ہو گیا

کب محیط غم میں ڈوبا جسکا تو حامی ہوا
ہر حباب اسکے لئے گویا سفینا ہو گیا

اس مہینے میں بھی مہرو سے رہا پہلو تہی
عید کا بھی چاند خالی کا مہینا ہو گیا

گھر ہوا ہے عشق کا اُس عرش منزل پہ دل
آسمان کوٹھے کا جسکے ایک زینا ہو گیا

دوسرا مجھ سا نہو گا کوئی برگشتہ نصیب
کی محبت میں نے جس سے اسکو کینا ہو گیا

اب کہاں وہ اینڈنا مستونکا وہ ہو حق کہاں
ساقیا موقوف جلسے کا پینا ہو گا

اب نہیں دل میں کدورت رند حاصل ہے صفا
جیسے اشراقی کا سینہ میرا سینا ہو گیا

ہے مصر میں شہرہ تری شیرین دہنی کا
دم بند لبوں سے ہے عقیق یمنی کا

تو قصد کرے گا نہ مری دل شکنی کا
ہے پاس برابر مجھے محتاج و غنی کا

ہوں دولت حشمت سے غنی روز ازل سے
محتاج نہ تھا روز تولد کفنی کا

تاراج کیا کشور دل ترک نگہ نے
لپکا نہ سپاہی کو پڑے راہزنی کا

دار اُسکی سروہی کے رُکے چہرہ پہ صد شکر
پایا نہ رقیبوں نے محل طعنہ زنی کا

جو پاس ہووے ڈالیو تو راہ خدا میں
محتاج بھی ہو جائے تو دل رکھو غنی کا

پھر دیکھینگے ہم کون ہدف کرتا ہے سینہ
ہو شوق تو اس ترک کو ناوک فگنی کا

منصف ہو اگر دیدۂ انصاف سے دیکھے
گل نام نہ لے آگے ترے گلبدنی کا

تیار نہیں ساعد و بازو ترے قاتل
بیڑا نہ اُٹھا تو ابھی شمشیر زنی کا

اللہ کو کر یاد نہ کر شکوۂ گردوں
ہے وقت سحر نام نہ لے ایسے دنی کا

یاد آئے جو مجھکو تپ ہجران کے حرارے
صدمہ نہ ہوا نزع کی اعضا شکنی کا

قارون کے خزانے کا طلبگار نہیں میں
ہوگا نہ سزاوار مجھے مال دنی کا

سمجھا ہوں جو اس منزل ہستی کو سرا میں
دھوکا ہے وطن میں بھی غریب الوطنی کا

بو مشک کی آئی ہے کھلے ہیں ترے جو بال
جوڑا نہیں نافہ ہے غزال ختنی کا

کھلجا دیگا زاہد یہ رندوں کا تقدس
موسم تو قریب آنے دو توبہ شکنی کا

سر پھوڑنا تھا تیشہ سے شیریں ہی کے آگے
فرہاد نے کیوں قصد کیا کوہ کنی کا

مژگاں تری پھر کرنے لگیں خون دلوں کا
ان ترکوں کو پھر شوق ہوا راہزنی کا

یاد دُرِ دنداں میں گئی جان مری رند
تقدیر نے کشتہ کیا ہیرے کی کنی کا

مارا ہوا ہوں اک بت وحشی خصال کا
تربت پہ ہو چراغ تو چشم غزال کا

خط نکلے پر صفا رخ پہ نور کی کہاں
شہرہ ہے عارضی ترے حسن و جمال کا

کس کس پری کی شکل مرے دل پہ نقش ہے
رکھتا ہوں میں بغل میں مرقع خیال کا

دل میں غبار لیکے چلا ہوں جہان سے
تودہ لگے گا گور پہ گرد ملال کا

قالین کی احتیاج نہیں کچھ فقیر کو
بہتر نمد کے فرش سے بستر ہے کھال کا

گلشن میں یاد آئی جو چشم سیاہ یار
سوسن کا پھول بن گیا دیدہ غزال کا

دانہ ہی اُس پری کے شکم پر جو خال ہے — عالم ہوا اسکے جالی کے کرتہ پہ جال کا
کشتہ کیا ہی اک بت وحشی مزاج نے — ہو شامیانہ گور پہ آہو کی کھال کا
آغاز سے ہر امر کا انجام خوب ہو — انسان کو خیال رہے گر مآل کا
کس مہروش کی در کی گدائیکی ہی ہوس — خورشید ہی فلک پہ جو کاسہ سوال کا

چشمک زنی کرین نہ کہین رند سب جوان
پیری مین عشق خوب نہین خردسال کا

عارض اس رشک چمن کا گل رعنا سمجھا — شرمگین چشم کو مین نرگس شہلا سمجھا
کثرت خلق کو اس در کے میلا سمجھا — گردش ہفت فلک کو مین ہنڈولا سمجھا
لکنت اس طفل کی مین لکنت موسیٰ سمجھا — چور مہندی کا مین اسکے ید بیضا سمجھا
سب درختون سے چمن کے جو وہ موزون دیکھا — سرو گلشن کو قد یار کا سایہ سمجھا
مہروش یار نے افشان جو چنی ماتھے پر — رخ خورشید مین عقد ثریا سمجھا
گل سوسن پہ ہوا دیدۂ آہو کا گمان — تجھ بن اے شوخ مین گلزار کو صحرا سمجھا
چشم خواہش سے نہ دیکھا کبھی دولت کیطرف — مین نے مردار غذائے سگ دنیا سمجھا
بھاگ کر مردم دنیا سے چھپا یان آکر — امن کی جا مرے ویرانے کو عنقا سمجھا
کعبۂ رو کو ترے سجدہ کیا ہر ہر گام — جادۂ راہ کو تیرے مین مصلا سمجھا
لالہ و گل پہ گمان اس رخ رنگین کا ہوا — سنبل باغ کو مین زلف چلیپا سمجھا
اس مسیحا پہ تصدق جو کیا پڑ گئی جان — لاش کے تیلے کو مین خاک کا پتلا سمجھا
شیفتہ جب ترا پریون کو بھی دیکھا مین نے — خاتم دست سلیمان ترا چھلا سمجھا
نکلی ڈھول کی آواز انا الحق کی صدا — دار منصور کو مین نٹ کا تماشا سمجھا
تاب جلوہ کی نہ تھی گر تو کہا کیون ارنی — پہلے آغاز کا انجام نہ موسےٰ سمجھا
گلشن دہر مین شبنم کیطرح قانع ہون — قطرۂ آب ملا تو اُسے دریا سمجھا
رونگٹے موجین ہین تن پر ترے اے قلزم حسن — خال رخسار کو مین عنبر سارا سمجھا
خانۂ دوست سمجھ کر گئے کعبے کے طواف — قیس آہوے حرم کو سگ لیلےٰ سمجھا
وہ غنی ہون کہ زر و سنگ برابر ہین مجھے — خاک و اکسیر کا مین ایک ہی رتبہ سمجھا
چشم وحدت سے جو کی سیر جہان کی اے رند — زاغ بھی آیا نظر تو اُسے عنقا سمجھا

حقیقت مین اُسے منظور خاطر یان نہ آنا تھا
فقط حیلہ تھا دردِ سر کا صندل کا بہانا تھا

شب فرقت مین یہ حالت رہی بیتابی دل سے
سرہانہ پائینتی تھی پائینتی میرا سرہانا تھا

ندی آرائش گیسو نے فرصت بات کرنے کی
مقابل آئینہ تھا ہاتھ مین کافر کے شانا تھا

جو مر جاؤن تو لوحِ قبر پہ میری یہ کھدوانا
ہوا یہ دردِ فرقت سے قضا کا اک بہانا تھا

ہمیشہ سے ہدف ہون ناوکِ مژگانِ خوبان کا
ہوا تیر افگنی کا شوق جس کو مین نشانا تھا

یہ حسن و عشق سے منظور تھا صانعِ عالم کو
مجھے دیوانہ کرنا تھا پری تجھکو بنانا تھا

مسافر تھے عدم کی سیر کرنے یان بھی آئے تھے
رہے یان جب تلک قسمت مین یان کا آب و دانا تھا

بھری رہتی تھین ہمین صورتین آئینہ رویون کی
یہ اپنا خانۂ دل بھی کبھی آئینہ خانا تھا

کسی دلکو محبت سے تری خالی نہین پایا
ترا چرچا تھا ہر محفل مین تیرا ہی فسانا تھا

بڑھایا کیون مرض اپنا کیا تو نے او نرگس
اُن آنکھون سے تجھے بیمار آنکھین کیا لڑانا تھا

ازل سے اُلفت روئے حسینان اپنے دل مین ہے
مزاج اپنا لڑکپن مین بھی ازبس عاشقانا تھا

چھڑایا رند ہم سے آسمان نے اسکا در ورنہ
یہی سر تھا ہمارا اور اُس کا آستانا تھا

ہوشیاری نے ستمگر تری بیہوش کیا
تیری گفتار نے ظالم مجھے خاموش کیا

سر شوریدہ کیا تن سے جدا قاتل نے
بارِ احسان سے مرے سر کو سبکدوش کیا

بعد مردن پھرے گی روح بھی دیوانی سی
تیرے سودائے محبت نے اگر جوش کیا

آہ کے ساتھ فنا ہو گیا مین سوختہ جان
شمع سان باد کے اک جھونکے نے خاموش کیا

مژدہ اے قیس کہ لیلیٰ رہی اب صحرا مین
شہر کی راہ کو ناقے نے فراموش کیا

نہ غرض دین سے نہ دُنیا سے سروکار مجھے
یاد مین تیری دو عالم کو فراموش کیا

مین وہ دیوانہ تھا جس کے لئے پریان روئین
میرے ماتم نے حسینون کو سیہ پوش کیا

گور کی مردہ پسندی ہوئی ظاہر مجھکو
مردے کی طرح نہ زندون کو ہم آغوش کیا

جام کو منھ سے لگانے کی نہ نوبت پہونچی
چشمِ مخمور نے ساقی کے یہ بیہوش کیا

واہ رے عشق رہی تیری کشش مجنون کو
شاہدِ حی سے نہ خاک ہم آغوش کیا

مین وہ محرم محبت ہون لڑکپن مین بھی
وا کسی نے نہ مرے واسطے آغوش کیا

دیکھنے کو ترے اور سننے کو تیری گفتار
چشم نرگس کو کیا گل کو ہمہ گوش کیا

پوچھتے رند سے کیا ہو سبب مدہوشی
چشم مخمور نے اک مست کی بیہوش کیا

دیکھکر دامن صحرا کو چمن یاد آیا
سیر غربت مین جو کی ہم نے وطن یاد آیا

ہم نے شادی مین بھی ماتم نہ فراموش کیا
پہنی پوشاک مکلف تو کفن یاد آیا

جانیوالون پہ عدم کے نہین رو دون کیونکر
ہون مین غربت زدہ مجکو بھی وطن یاد آیا

گل کو دیکھا تو بندھا عارض رنگین کا خیال
غنچہ گر باغ مین دیکھا تو دہن یاد آیا

لحد تیرہ کی ایذا سے مجھے راحت ہو گی
شب ہجران کا اگر رنج و محن یاد آیا

یوسف و چاہ کا احوال جو قرآن مین پڑھا
اپنے یوسف کا مجھے خال ذقن یاد آیا

تیرے کوچے کا تصور مجھے فرقت مین بندھا
قید مین بلبل شیدا کو چمن یاد آیا

خال عارض پہ گمان عنبر اشہب کا ہوا
سونگھ کر زلف کی بو مشک ختن یاد آیا

باغ مین بھی نہین اس رشک چمن کو بھولا
رنگ گل دیکھکے وہ سیم بدن یاد آیا

بولتے بولتے کیون ہو گئے خاموش اے رند
کس پری کا تمھین انداز سخن یاد آیا

غرہ مٹ جاتا ہے راہ عشق مین مغرور کا
ٹھوکرین کھاتا ہے یان سر قیصر و فغفور کا

گر مرے بخت سیہ کا سامنا ہو جائیگا
رنگ اڑ جائیگا چہرے سے شب دیجور کا

جیسے وہ آرام جان آغوش خالی کر گیا
اے اجل مشتاق ہون تب سے کنار گور کا

جاے خون چشم جگر سے شعلے اٹھتے ہین مدام
آگ لگ اٹھے اگر پھاہا دھرون کافور کا

دیکھنے والا ہون اس رشک مسیحا کا کلیم
پرتو اتھا حسن کا جس کے تجلے طور کا

دیکھکر صورت تری پریان کہین پڑھکر درود
واہ انسان کو دیا خالق نے چہرہ حور کا

دے چکا مجھ زار کو وہ عیسے دوران جواب
اے اجل تم ہی مداوا کرو اب اس رنجور کا

آمد خط سے دگرگون رنگ روے یار ہے
چاہ تھا جو زنخدان اب ہے روزن نور کا

سرد مہری سے جہان کی جلن موذی کی گئی
نیش گر جاتا ہے سرما مین ہر اک زنبور کا

ساعد سیمین زیب اس دست نگین کی ہو نہ
پنجہ مرجان مین دستہ جڑ دیا بلور کا

خاک کر ڈالا اگرچہ سوزش رو نے رند کو
بعد مردن خاک سے اٹھیگا بگولا نور کا

سادہ رو ایک بت غنچہ دہن مجکو دیا
میرے اللہ نے بنجار چمن مجکو دیا

کی پس از مرگ فلک نے مری مٹی بھی خراب
گور ہی دی مجھے اس نے نہ کفن مجکو دیا

بوسۂ خال پری لونگا یہی ہے تعبیر
خواب میں حور نے ہی مشک ختن مجکو دیا

مالک سلطنت و ملک کیا اوروں کو
بدلے خلعت کے فلک تو نے کفن مجکو دیا

شکر کس منھ سے ادا ہو ترا اے رب کریم
لاکھ احسان کیے جو عضو بدن مجکو دیا

اور اللہ سے کیا دولت دنیا مانگوں
یہ عطا کم ہی بت سیم بدن مجکو دیا

گور سے بیٹھ نہیں لگنے کی سب سکھیں
بعد مرون جو عزیزوں نے کفن مجکو دیا

سر پہ رکھا اسے میں پھول سے بہتر سمجھا
گر کسی دوست نے اک خار وطن مجکو دیا

نونہال چمن حسن جسے سب کہتے
ایسا اک یار نہ اے چرخ کہن مجکو دیا

رند کی ہی یہ تمنا کہ اثر بھی دے تو
ربنا تو نے اگر ذوق سخن مجکو دیا

مقابل آرسی میں حسن جو اُس کا نمایاں تھا
مثال آئینہ وہ آئینہ رو خود بھی حیران تھا

صبا کی طرح دیر و کعبہ میں جسکا میں جویاں تھا
برنگ بوئے گل دیکھا تو وہ مجھ میں ہی پنہاں تھا

جنون پر دست کلری کا فقط یاروں کا بہتان تھا
مثال صبح چاک اپنا ازل ہی سے گریبان تھا

نہ احسان کفن لونگا کسی کا مر گئے پر بھی
برہنہ جاؤنگا دنیا سے میں آیا بھی عریان تھا

تعلق جیب و دامن کا تھا منظور چھوڑوانا
فقط اسواسطے مجھسے جنون دست و گریبان تھا

ہنوز آگہ نہ تھا تو رسم ناوک افگنی سے بھی
کمان ابرو پہ مرغ دل جبھی سے تجھپہ قربان تھا

بنایا صبح ہوتے راکھ کا ڈھیر آہ سوزان نے
مثال شمع شب کی شب میں اس محفل میں مہمان تھا

اڑایا دھجیاں کرکے لگا جو ہاتھ وحشت میں
کبھی پرزے تھے دامن کے کبھی ٹکڑے گریبان تھا

نہ لوٹوں کسطرح کانٹوں پہ دوری میں گلستان کی
وہ بلبل ہوں کہ فرش خواب جسکا گل کا دامان تھا

مرے باعث سے ہی عالم میں شہرہ تیری صورت کا
وگرنہ مصحف رو تیرا کس کافر کا ایمان تھا

دبستان محبت میں مری تحصیل افزوں ہی
اگر مجنون تھا ابجد خوان تو مجکو حفظ قرآن تھا

ترا دیوانہ جس وادی میں تھا اے غیرت لیلی
پرے مجنون کے جنگل سے بھی وہ کوسوں بیابان تھا

جلایا تھا مجھے کس مہوش کے سوز فرقت نے
ہر اک ذرہ جو میری خاک کا خورشید تابان تھا

نہ چھٹکارا ہوا صحرا میں بھی ایذا دہندوں سے
لہو کا میرے پیاسا یان بھی ہر خار بیابان تھا

یہ مزد بندگی ہے گر دیا جنت مجھے یارب
سوا اسکے اگر کچھ اور دیتا تو تو احسان تھا

ہوا خود منزل دشمن وہ کیا ذلت سے مجھے دیتا
خدا اس بندۂ عاصی کی عزت کا نگہبان تھا

نشان تک بھی نہ رکھا میرا ہو کر صبح پیری نے
مثال شبنم اس گلشن مین شب کی شب کا مہمان تھا

نہ چھوٹا فقر مین بھی پیشۂ مردانگی لے رند
نیستان بوریا تھا میرا مین شیر نیستان تھا

کوہ فرہاد سے مجنون سے بیابان جیتا
وحشت دل ترے اقبال سے میدان جیتا

دو گھڑی کے لئے آتا اگر اے رشک مسیح
چار دن اور ترا کشتۂ ہجران جیتا

روئے بیتہ بھی اب کھل نہین سکتی ہم سے
باندھ لاتے تھے کبھی شیر نیستان جیتا

گرد کلفت مین دبا جاتا ہے میرا تن زار
گاڑ دیگی مجھے کیا گردش دوران جیتا

بندگی کرتا غلامون کی طرح سے تیری
آج کے دن نہ ہوا یوسف کنعان جیتا

جسکی دعوت کی زمانے نے اسے زہر دیا
اسکے گھر سے نہ پھرا ایک بھی مہمان جیتا

پیس ڈالے گی یہ ایک ایک کو چکی کیطرح
کوئی رکھنے کی نہین گردش دوران جیتا

مرگ خواہان ہے مری دے چکی ہے زیست جواب
تیری امید پہ ہون عیسی دوران جیتا

آپ وابستہ کوئی کھوتا ہے نعمت اپنی
پھینک دیتا ہے کوئی توڑ کے زندان جیتا

سخت جان تھا جو رہا زندہ چمن سے چھٹکر
مین تو دم بھر بھی نہ اے مرغ گلستان جیتا

چل کے اب عرض کرو حضرت آتش سے رند
معرکہ آپ کا یہ طفل دبستان جیتا

پیدا ہے جس سے رخش کسی شہسوار کا
آنکھون کو انتظار رہا اس غبار کا

دکھلایا چشم یار نے روز سیہ مجھے
مارا ہوا ہون گردش لیل و نہار کا

کیونکر دہان یار سے تشبیہ دون اسے
غنچے کو اسکے سامنے رتبہ ہے خار کا

اٹھنا پڑیگا سنتے ہین پھر بعد خواب مرگ
سوتون کی موت پھونکنا ہے بار بار کا

یہ جانتا ہون میرے گنہ بیشمار ہین
اندیشہ دل مین کیا کرون روز شمار کا

بعد وصال ہجر مین یون مبتلا ہوا
کیفی کو جیسے ہوتا ہے صدمہ خمار کا

ضد سے مری فریفتہ عالم ہوا ترا
باعث ہی میرا عشق ترے اشتہار کا

بدمست میکدے سے جہان کے مین اٹھ گیا
آنکھون سے میری رنگ نہ دیکھا خمار کا

یوسف بسائے پیرہن اپنا یقین ہے
اوگل کھنچے جو عطر ترے باسی ہار کا

دیوانے جائین دشت کو زنجیر توڑ کر
تلوؤن مین یاد آئے کھٹکنا جو خار کا

اللہ ری صفائے رخ رنگین یار کی
گل کو بھی اس مقام پہ رتبہ ہے خار کا

اب اُسکے آستان سے چھڑائے ہین مجکو یار
اے رند جب محل نہ رہا اختیار کا

قتل پر میرے جو قاتل تیغ اُٹھا کر رہ گیا
شاہ رگ کے پاس دم قالب سے آ کر رہ گیا

اے صبا جا دے تو کہیو میرے سرو ناز سے
لگ گیا یہ دل ترا گلشن مین جا کر رہ گیا

بے تکلف اپنی صورت اُس نے دکھلائی مجھے
تھا جو موسیٰ کو فقط جلوہ دکھا کر رہ گیا

گر نہین کچھ عشق کامل نے اثر اُس کو کیا
کیون زبان پر شب کو میرا نام لیکر رہ گیا

حق مین کافر کے نہ نکلی میرے مُنھ سے بددعا
قبلہ رو خاموش ہاتھون کو اُٹھا کر رہ گیا

منزل ہستی کو حق آباد رکھے حشر تک
چار دن آرام سے مین یان بھی آ کر رہ گیا

پہونچے منزل پر سبکباری سے ہمراہی مرے
اپنی گردن پر مین ناحق بوجھ اُٹھا کر رہ گیا

ہوش گردون کے اُڑاتی ہے مری سرگشتگی
دیکھکر مجکو فلک چکر مین آ کر رہ گیا

دل کا دل ہی مین رہا شوق شہادت اے غضب
قتل کرنے کو وہ قاتل ہاتھ اُٹھا کر رہ گیا

سخت جانی نے مری خنجر کو عاری کر دیا
ہونٹھ قاتل اپنے دانتون سے چبا کر رہ گیا

قصد تھا صحرا کو جاؤن جوش وحشت مین مگر
تھا مسلسل ہاتھ پاؤن کو ہلا کر رہ گیا

گر یونہین چندے رہا سودائے خط سبز رند
دیکھ لینا ایک دن مین زہر کھا کر رہ گیا

ہر اک زبان پہ تو حاصل کلام آیا
وہ رٹتا ہے سبحے جسطرح تیرا نام آیا

ہمارے حلقے سے خارج ہے ذکر غیر اے دوست
شمار مین نہین تسبیح کا امام آیا

گلی مین اسکی ہوائے بہشت چلتی ہے
وہ زندہ ہو گیا مردہ جو زیر بام آیا

کبھی سنا نہ ہوا سے چرخ دیکھنا کیسا
دکھاؤن گا مین اگر وہ مہ تمام آیا

خم و سبو ہوئے معمور فیض ساقی سے
شراب پیجئے اب دور دور جام آیا

جیا نہ خانۂ صیاد مین کوئی بلبل
پھڑک پھڑک کے موا جو اسیر دام آیا

تری ہی ذات کریم و رحیم ہے اے دوست
سوا ترے کوئی مشکل مین کس کے کام آیا

دکھایا آنکھوں نے گردوں نے روئے صبح امید
شبوں کا جاگنا آخر ہمارے کام آیا

چلوں بچا کے مزار شہید الفت کو
خیال اتنا نہ تم کو دم خرام آیا

قصور کیا ترا ساقی فلک نہ دیکھ سکا
گرا یا ہاتھ سے لب تک جو میرے جام آیا

کہو یہ ہمسفروں سے نہ لیویں راہ میں دم
کہ دور جانا ہے اور دن قریب شام آیا

یہی ہے قول مرے غیرت زلیخا کا
خریدے گا کوئی یوسف سا جو غلام آیا

نہیں ہے ابلق لیل و نہار قابو میں
ہماری ران تلے اسپ بے لگام آیا

وفور شوق سے اے رند ضبط ہو نہ سکا
زباں پکار اٹھی جب دل میں اسکا نام آیا

محتسب دلکو نہ رندوں کے بہلتے دیکھا
دور ساغر نہ ترے دور میں چلتے دیکھا

حق بجانب ہے جو غش آ گیا قاتل کو مرے
دم کسی کا کبھی کاہے کو نکلتے دیکھا

ہو گئی پیش صنم قفل دہن خاموشی
حرف مطلب نہ کبھی منہ سے نکلتے دیکھا

ٹھوکریں کھانے لگے بھول گئے اپنی چال
کبک و طاؤس نے شاید تمہیں چلتے دیکھا

کشت انجم کو نہ سرسبز کرے ابر بہار
کام اسفل سے نہ اعلیٰ کا نکلتے دیکھا

آسماں کو نہیں منظور ہے مردوں کا فروغ
شمع کو شیر کی چربی سے نہ ڈھلتے دیکھا

دھیان آیا نہ کبھی یار کا آرایش پر
مہندی اک دن اسے ہاتھوں میں نہ ملتے دیکھا

قد سے اس شوخ کے کیا دیتے ہیں تشبیہ اے رند
دو قدم سرو کو اک روز نہ چلتے دیکھا

مطلب میں صفا ہو یہ تکلف ہے زباں کا
دقت ہو معنی میں تو کیا لطف بیاں کا

دلچسپ مرقع ہے ہر اک نقش جو یاں کا
نقشہ کسی اُستاد نے کھینچا ہے جہاں کا

وابستہ ترے ذکر سے ہے لطف بیاں کا
ہو جائے ترا نام سخن تکیہ زباں کا

پھولا ہے پھلا چھوڑ کے اُٹھ جاؤں چمن کو
اللہ دکھائے مجھے عالم نہ خزاں کا

تھا قصد حرم الفت بت دیر میں لائی
آ نکلا کدھر کو میں ارادہ تھا کہاں کا

مر مر گئے عاشق ترے ٹکرا کے سروں کو
تو نے نہ کبھی روزن دیوار سے جھانکا

گھائل ہوئے جب سے تری تلوار کے اے ترک
مرہم ہی لگایا نہ کبھی زخم کو ٹانکا

کیا کر سکینگے اپنے مریضوں کا مداوا
پہلے وہ علاج آپ تو کر لیں خفقاں کا

ثابت نہین ہوتا چلی جاتی ہے کدھر کو / عالم ہے مری روح مین بھی ریگ روان کا
دلخواہ جنون ٹھیک نہین ہوتا گریبان / سو بار اُدھیڑا اُسے سو مرتبہ ٹانکا
حے پیکے جوان دیتے ہین ساقی کو دعائین / تا دور فلک دور رہے پیر مغان کا
ہستی نے بھلایا ہے مجھے گور کا رستہ / اے مرگ بتادے تو پتہ میرے مکان کا
چہرے سے عیان ہوتا ہے جو حال ہو دلکا / خاموشی عاشق مین بھی عالم ہے بیان کا
ہر ایک مژہ تیر ہے پر بے پر و پیکان / ابرو پہ گمان ہے مجھے بے چلہ کمان کا
ٹھہرا ہے بڑا آپ کی شیرین دہنی کا / دو منھ مین ذرا ذائقہ چکھون مین زبانکا
صحرا سے گلستان کیطرف لائی ہے وحشت / دل یان سے بھی گھبرایا بُرا ہو خفقان کا
قاصر ہو جہان مدرکۂ عقل نخستین / کیا ذہن رسائی کرے اس ہیچدان کا
یارب کبھی نکلا نہ کبھی یا صنم اس سے / کچھ مجھ پہ نتیجہ نہ کھلا میری زبان کا
کیا کیا نہ جوان سیدھے کئے پیر فلک نے / ٹیڑھا نہ ہوا اس سے کسیدن کوئی بانکا
تربت پہ پس از مرگ ہو ہموار زمین سے / تا نام بھی باقی نہ رہے میرے نشان کا
ہوجائے ابھی کافر و دین دار کی اک راہ / کھلجائے اگر بھید ترے راز نہان کا
ہوویگا وہی جو کہ ہے تقدیر الٰہی / قائل نہ شگونکا ہون نہین فال زبان کا
اُٹھوائی پس از مرگ مجھے اشک کی چادر / چشمون نے کفن مجکو دیا آب روان کا
میخواری کی تکلیف نہ دے روزہ مین ساقی / شوال مین ہوجائیگا بدلا رمضان کا
ایماے ملاقات تھی خاموشی ہماری / گونگے نے اشارے سے لیا کام زبان کا
جب آے تھے ہستی مین تو تھی یاد عدم کی / وان جائینگے تو دھیان رہیگا ہمین یانکا
تسکین نہ ہوئی سیب ذقن سے بھی شب وصل / اب مرگ مداوا ہے ہمارے خفقان کا
بے یار مجھے باغ پہ صحرا کا گمان ہے / شک غنچہ سوسن پہ ہے آہو کی زبان کا
بوسہ لب شیرین کا لیا وصل کی شب مین / افطار کیا خرمے سے روزہ رمضان کا
کیا جانیے کیا بات نکلجائے دہن سے / اب گنگ ہی ہونا ہے بھلا میری زبان کا
دیکھا نہ پرکھتے ہوے یان کھوٹے کھرے کو / ٹکسال سے باہر ہے چلن اہل جہان کا
ممنون کیا میت کو مری ریگ روان نے / بے گور و کفن تھا مین مری لاش کو ڈھانکا
دن عید کے للہ پلائے کئی ساغر / ساقی نے دیا فطرہ یہ ماہ رمضان کا

بیکار ہے بے روح کے یہ پیکر خاکی
عز و شرف و رتبہ مکین تک ہے مکان کا

اک عمر سے ہے زندگی اور موت مین جھگڑا
قصہ نہین چکتا یہ بکھیڑا ہے کہان کا

پیری مین ہوئے رند عبث مائل طفلان
کیون آپ کو مطعون کیا ہر پیر و جوان کا

اے پری یاد ہے وہ ناز سے آنا تیرا
منھ کو شرما کے دوشالے مین چھپانا تیرا

آنکھین نیچی کیے شرمائے ہوئے منھ پھیرے
مسکرا کر وہ گلوری کا چبانا تیرا

نقش ہے دل پہ مرے آج تلک اے ظالم
سب کی نظرون مین بچا آنکھ لڑانا تیرا

سانپ سا لوٹتا ہے چھاتی پہ جب آتا ہے یاد
بگڑی زلفون کا وہ ہر بار بنانا تیرا

جان جان یاد ہے بوسے کیلئے وصل کی شب
منتین کرنا مرا منھ کا چھپانا تیرا

ایک اک چیز کو مین یاد کیا کرتا ہون
کبھی چوٹی کبھی گردن کبھی شانا تیرا

منتین مانیان درگاہون مین چلے باندھے
پر میسر نہ ہوا ساتھ سلانا تیرا

کہیو اے باد صبا مرتا ہے عاشق تیرا
کوچۂ یار مین گر ہو کبھی جانا تیرا

کتنا سمجھایا سمجھتا نہین تو او ظالم
دل بیتاب یہی ہے جو ستانا تیرا

ڈالتا ہون کسی جلاد کے پالے تجکو
آج ہی کل مین لگاتا ہون ٹھکانا تیرا

دیکھکر کوچے مین اپنے مجھے بولا وہ شوخ
نہین کمبخت کہین اور ٹھکانا تیرا

جب مین روتا ہون تو ہنسکر مجھے فرماتے ہین
آنکھین پھوڑیگا عبث اشک بہانا تیرا

دل بیتاب گھڑی بھر تو مجھے سونے دے
قہر ہے روز کا راتون کا جگانا تیرا

آج مرجانے پہ راضی ہے ترے سر کی قسم
ہو یقین مجکو اگر گور پہ آنا تیرا

دم مین دم باقی ہے جبتک نہ اٹھا یار سے ہاتھ
رند دشمن ہے تو ہو سارا زمانہ تیرا

ہنگامہ گرم آہ شرربار نے کیا
رسوائے خاص و عام دل زار نے کیا

سوداگران ہجوم خریدار نے کیا
دل سرد میرا گرمی بازار نے کیا

آغاز سبزۂ خط رخسار نے کیا
بے نور آئینہ ترا زنگار نے کیا

ستھراؤ تیغ ابروئے خمدار نے کیا
میدان صاف یار کی تلوار نے کیا

دکان دہر مین تھا متاع گران بہا
ارزان مجھے کسادی بازار نے کیا

جن بنکے پتلا سر سے نہ اترا کسیطرح
دیوانہ تیرے سایہ دیوار نے کیا

وہ جنس ناقبول ہون بازار دہر مین
رخ اسطرف کبھی نہ خریدار نے کیا

عفو قصور ہو مرا گو آپ حد نہ ہین
پر اب تو ترک عشق گنہگار نے کیا

مطلب تھا بندگی تری یا دیر یا حرم
سجدہ تجھی کو کافر دیندار نے کیا

پھانسی گلے مین رات کو دی یاد زلف مین
دیوانے سے نہو سکے جو ہشیار نے کیا

دیکر متاع عقل لیا ہے جنون عشق
کیسا معاوضہ یہ دل زار نے کیا

بدنام اسکو کرتا ہین رسوا نہ آپ کو
سارا فسانہ یار کی تکرار نے کیا

تصویر کسطرح حرکت لب کو بھی نہین
خاموش کس کی حسرت گفتار نے کیا

مانند خضر چشمہ حیوان پہ پایا دخل
اعجاز سبزۂ لب دلدار نے کیا

سیدھا کرونگا گیسوئے خمدار کی قسم
جس روز مجھ سے بل کبھی اغیار نے کیا

اے بادشاہ حسن ہوا تجھپہ وہ فقیر
ترک لباس تیرے طلبگار نے کیا

دو دن مین شکل اور سے کچھ اور ہوگئی
کیا جلد منفعل غم دلدار نے کیا

ثابت ہوا جو عشق بتان کا گناہگار
ملزم مجھی کو کافر دیندار نے کیا

در گران بہا ہے وہ تو جس کے واسطے
بیعانہ نقد جان کو خریدار نے کیا

جھگڑا کیے مجھے نہ جلایا گیا نہ دفن
مردہ خراب کافر دیندار نے کیا

شب زندہ دار اہل جہان مین لقب ہوا
رتبہ یہ اپنا دیدۂ بیدار نے کیا

گلہائے زخم تازہ سراپا شگفتہ ہین
باغ و بہار یار کی تلوار نے کیا

جاتی تھی سوئے چرخ ہوائی کسطرح سے
شب کو تماشا آہ شرربار نے کیا

آنسو ہنسی مین آنکھ سے اسکے نہین گرے
صحت کا غسل مردم بیمار نے کیا

غافل بقدر حوصلہ تکلیف دے مجھے
جبر اختیار کب ترے مختار نے کیا

تصویر اسکی سینے سے کرتا نہین جدا
تعویذ نقش یار دل زار نے کیا

روندا قتیل جرم محبت کی لاش کو
انصاف ترک شوخ کے رہوار نے کیا

قاصر تھی رعب حسن سے ہر مرتبہ زبان
کچھ عرض حال جب لب اظہار نے کیا

جان لب پہ آکے پھر گئی پردہ نہ اچھرا
ایفائے وعدہ خوب مرے یار نے کیا

قتل اسلیے کیا تھا اگر تا نمود ہو
تشہیر کیون نہ لاش کو خونخوار نے کیا

دکھلا دیا جمال تصور نے یار کا
جب اضطراب طالب دیدار نے کیا

پان ہونٹھ نیلے کر دیے دانتون نے کاٹ کر
دان زیر لب مسی کو اگر یار نے کیا

بے یار سیر باغ جوگی مین نے جا کے رند
دل داغ داغ لالۂ گلزار نے کیا

مشغلہ تھا یہ شب ہجر مین مہرو اپنا
سینہ و سر کبھی پیٹا کبھی زانو اپنا

پھینک دون گا مین اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھ پہ قابو نہین دلبر تو ہی قابو اپنا

ہو چکے حشر کہین قصہ ہو یکسو اپنا
پھیرے خورشید جہان تاب ادھر رو اپنا

نہین معلوم تجھے کس سے خصوصیت ہی
اہل ایمان تجھے اپنا کہین ہندو اپنا

آئینہ دیکھ لے سکتا سا ہوا ہی اس کو
محو آئینۂ رخ آپ ہی مہ رو اپنا

بوے گل سے مجھے دھوکا نہ دے اسکی بو کا
جو چلا رہنے دے باد سحری تو اپنا

دعوی حسن کیا کرتا ہی اس سے شاید
دیکھا یوسف نے نہین آئینہ مین رو اپنا

رام کس طرح کریگا کوئی صیاد اسے
اپنے سایے سے بھی رم کرتا ہی آہو اپنا

کیا ہوا اے بت کافر وہ تری چشم کا سحر
کیا فسون بھول گئی نرگس جادو اپنا

جانجان جب سے ہی تجھسے مرا خالی آغوش
گو کبھی مجھ سے تہی کرتی ہی پہلو اپنا

ولے قسمت کیا حضر آئینہ نے روے نگار
شانے نے کر لیا اس زلف پہ قابو اپنا

قصد نخچیر تو کر تیغ تو تو کھینچ اے ترک
آپ کاٹے گا گلا آن کے آہو اپنا

یاد کر کے لب پا خوردہ کی تیری سرخی
خون دل آج پیا ہی کئی چلو اپنا

کسکو ہم پلہ گنے حسن مین وہ طفل شریر
سمجھے یوسف کو جو پاسنگ ترازو اپنا

ہاتھ سے اپنے ابھی آپ ہی کوچے کا مین
پاؤن میدان سے سرکے جو سر مو اپنا

منتشر کس شے سے ہوا خون جگر اشکون مین
رات سے رنگ بدلنے لگے آنسو اپنا

اک نظر آئینہ گر آنکھ سے میری دیکھے
ابھی اے بت کلمہ پڑھنے لگے تو اپنا

کہدو ساقی سے کہ حاضر ہو لیے کشتی سے
بادہ خواری کا ارادہ ہی لب جو اپنا

یاکرامانی کا وعدہ نہ کرے اس رو سے
منہ گریبان مین اگر ڈالے کبھی تو اپنا

اوٹھا کرتا ہون شب ہجر مین اکثار دو بیر
جلنے لگتا ہی جدھر رکھتا ہون پہلو اپنا

تا سحر ہجر کی شب درد کیا کرتا ہے
دل کبھی سینہ کبھی اور کبھی پہلو اپنا

داغ کھا کھا کے مرے عشق مین گلرونکے
حشر کے روز کفن ہووےگا خوشبو اپنا

دیکھ تو کتنے گلے کٹتے ہین تلوارون سے
تو ہلا بیٹھ کسی روز تو ابرو اپنا

پیچ و خم دیکھکے دم بند ہوا سنبل کا
باغ مین اُس نے جو کھولا کبھی گیسو اپنا

یاد آیا ترا سر رکھکے جو سونا شب ہجر
پیٹتے پیٹتے نیلا کیا زانو اپنا

خویش بیگانون سے ہم جنکے لیے غیر ہوئے
نہ ہوا پر نہ ہوا حیف وہ بدخو اپنا

زلف عارض پہ نہ چھوڑین نہ کرین اندھیر
شانہ نے پر شوق سے لٹکائین وہ گیسو اپنا

وار تلوار کے چہرہ پہ لیے مثل سپر
نہ پلک جھپکی نہ ٹیڑھا ہوا ابرو اپنا

پشت پا مارین نہ کیون ہمت گردون پر رند
شل نہین فضل خدا سے ابھی بازو اپنا

موت آئی راستے مین اُسے یا بھٹک گیا
قاصد مرا نہ ایک بھی دلدار تک گیا

دل ایک ساغر مئے اُلفت سے چھک گیا
یک ظرف مثل جام لبالب چھلک گیا

اے رند شوق جامہ دری پھر چمک گیا
پھر ہاتھ رفتہ رفتہ گریبان تلک گیا

پھر دل مین گھر کیا ہے کسی رشک ماہ نے
دو چار دن سے داغ جگر پھر چمک گیا

پھولا یہ آمد آمد گلرو سے باغ مین
مارے خوشی کے پیرہن گل مسک گیا

اس گل کی شاخ گل سے بھی نازک کلائی ہے
گجرا جو لپٹا پھولون کا پہونچا لچک گیا

ستھرائی دی نسیم نے میرے مزار پر
باران رحمت آنکے پانی چھڑک گیا

گلشن مین آکے آگ لگا دی بہار نے
انگارے کیطرح سے ہر اک گل دہک گیا

کین عاشقون سے اپنے ترش رویان نے لب
شیرین لبون کے چہرہ سے آخر نمک گیا

سونپا زمین کو مجھکو میرے پردہ پوش نے
پیوند خاک ہو گیا مین عیب ڈھک گیا

یارب بہار گلشن ہستی سدا رہے
بلبل ہزار رنگ کا آکر چہک گیا

جس جسطرح سے چاہا مرا امتحان کیا
اب تو یقین ہوا تجھے کیون دل نہ تھک گیا

پہلو مین اب نہین ہے وہ پھوڑے کی سی ٹپک
خون ہو کے دل بھی اشک کے شامل ٹپک گیا

اے حور آدمی ہون نہ دو دن کتک جواب
چپ رہتے رہتے میرا کلیجہ تو پک گیا

صیاد تیرے دام سے آسان تھا چھوٹنا
مشکل یہ ہے کہ تجھ سے مرا دل اٹک گیا

بیخود تھا ساقیا مجھے نشہ زیادہ تھا
تقصیر ہو معاف اگر مین بہک گیا

برباد کر کے خاک مین مجکو ملا چکا
اٹھو غبار دل سے ترے اے فلک گیا

لرزا یہ اضطراب سے میرے مرا مزار
جو سنگ لوح اپنی جگہ سے سرک گیا

بیمار دونون اک مرض عشق کے ہوئے
وان مضمحل ہی یار ادھر مین جھٹک گیا

سرکاڑ دیٹہ شب کو جو گردن کے پاس سے
جگنو کیطرح یار کا جگنو چمک گیا

غالب ہی جنس دلکو کیا اس نے ناپسند
لاکر جو مشتری مرے سر سے پٹک گیا

انگڑائیان جو لین مرے اس تنگپوش نے
چولی نکل نکل گئی شانہ مسک گیا

سوچا جو رند دل مین مآل شگفتگی
رویا مین غنچہ باغ مین ہمدم چٹک گیا

گرمی سے اسکے رخ کے یہ گلشن دہک گیا
گل پر پڑا جو دانۂ شبنم چٹک گیا

کاکل مین تیری مرغ دل اب ہو چکا اسیر
پھنستا نہین جو دام سے طائر پھڑک گیا

ثابت کی ہستی کمر یار ناف نے
آیا یقین عدم کا مرے دل سے شک گیا

دل چاہتا ہی آپ گلا رگڑدون باڑھ سے
قاتل کو دیکھ تیغ بکف دم پھڑک گیا

آباد رکھے حق ترا میخانہ ساقیا
ہشیار کون کونسا آکر بہک گیا

اللہ ری وحشتین مرے آہو خصال کی
کوسون ہی رم کیا ہی جو پتا کھڑک گیا

ہوگا ضرور غازہ رخسار شاعری
رنگین جو مجھ سے ایک بھی مضمون ٹپک گیا

وحشت مین جس طرف کی مجھے لہر آگئی
سرگاڑ کے مثل سیل اُدھر بے دھڑک گیا

تم جانتا ہوئی حرکت قطب کو بھی آج
میدان سے جو پاؤن ہمارا سرک گیا

مطبوع طبع یار نہو گی شبیہ بھی
رنگ قبول چہرے سے میرے ٹپک گیا

بستر پہ تیرا پھول بچھانا جو آیا یاد
پہلوے دلمین خار سا اے گل کھٹک گیا

دی جان اُس نے آتش گل سے کباب ہو
شاید کہ آشیانۂ بلبل بھڑک گیا

نکلا وہ سیر کو جو کبھی مل کے عطر گل
ہر کوچہ مثل صحن گلستان مہک گیا

گلچین نے کوئی گل جو کبھی توڑا باغ مین
چاک قفس سے دیکھکے بلبل پھڑک گیا

پائی نہ تیرے وادی الفت کی انتہا
پائے کمیت فکر بیک دو دین تھک گیا

شاعر نہین ہون رند مین مجنون عشق ہون
جو منھہ مین آیا عالم وحشت مین بک گیا

دیوانہ عشق زلف گرہ گیر سے ہوا
دلبستگی کا سلسلہ زنجیر سے ہوا

پھر راتین کاٹنے لگے اختر شماری مین
پھر عشق ایک چاند سی تصویر سے ہوا

دونون کو ایک جھٹکے مین توڑ دیگا اکجون
جس روز تنگ مین غل و زنجیر سے ہوا

باعث ہوئے گناہ ترے عفو کے کرم
مستوجب نجات مین تقصیر سے ہوا

دل اور جگر مین ایردو شر کا ن سے چور چور
زخمی یہ تیر سے تو وہ شمشیر سے ہوا

کھینچا ہے اسکو جذبۂ دل نے مری طرف
اتنا اثر تو عشق کی تاثیر سے ہوا

اس ترک شہسوار کو ہے جیسے ذوق صید
خالی شکار بند نہ نخچیر سے ہوا

لکھدیا وصل ہجر کی جا سر نوشت مین
اتنا نہ سہو کاتب تقدیر سے ہوا

قابو ہوا نہ ایک پریزاد پر کبھی
بے اعتقاد دل مرا تسخیر سے ہوا

سر نامہ کی طرح سے کیا پیرہن قبا
دیوانہ اس پری کی مین تحریر سے ہوا

بے واسطہ جدا کیا سر تن سے شمع کا
جلاد کا ہی کام جو گل گیر سے ہوا

چلا تری کمان کا کھنچا کس سے ای جوان
ہم پلہ کس کا تیر ترے تیر سے ہوا

تو ہی دکھائے نالۂ گرم اپنا کچھ اثر
دل سرد آہ سرد کی تاثیر سے ہوا

پابند ہون کسی کا مجھے کب دماغ تھا
سودائے زلف شامت تقدیر سے ہوا

رکھتے ہی اسکے جان مرقع مین پڑ گئی
اعجاز عیسوی تری تصویر سے ہوا

سر پر جو بار عشق حسین جوان لیا
قامت خمیدہ تو فلک پیر سے ہوا

جوہر وہ خاکساری نے پیدا کیا مری
حاصل ہوسون کو جو اکسیر سے ہوا

بزم سخنوران مین نہ پاتا کبھی فروغ
روشن بیان جہان مین تقریر سے ہوا

برباد ہو کے خاک مین جبتک ملا نہ مین
غافل نہ آسمان مری تدبیر سے ہوا

جانے دیا نہ دشت کو الجھا رکھا مجھے
تنگ اے جنون مین پاؤن کی زنجیر سے ہوا

کافر ہون مین جو اپنے نوشتہ کو بد کہون
تحریر یہ ہے کہ خامۂ تقدیر سے ہوا

جلاد آئی وہ تو کیون مین گلا اپنا کاٹتا
خون مجھ سے میرا مرگ کی تاخیر سے ہوا

پہونچائیو سلام اسیرون کو اے صبا
گل تنگ اگر گذر کسی تدبیر سے ہوا

رزاق نے کیا مجھے پیدا جہان مین بعد
موجود پہلے رزق ترا شیر سے ہوا

دشنام تھا جواب غرض ہر سوال کا
جب لاجواب وہ مری تقریر سے ہوا

یوسف بھی میرا تا در زندان تھا ساتھ ساتھ
قید اے جنون مین عزت و توقیر سے ہوا

تر غیب لاکھ طور سے دی پر دے چھوڑ کر
عریان نہ یار پر کسی تدبیر سے ہوا

آئینہ وار پشت بدیوار ہی رہا
جو صورت آشنا تری تصویر سے ہوا

قول مدعی کا سیف زبان سے ہوا دو نیم
اعجاز ذوالفقار اسی شمشیر سے ہوا

پھر دل کو رابطہ ہوا اک طفل شوخ سے
بار دگر مین رند جوان پیر سے ہوا

فلک کا جور و ستم اب سہا نہین جاتا
زمین کاش پھٹی ہوتی مین سما جاتا

شب فراق کا صدمہ نہین سہا جاتا
حرام موت نہ ہوتی تو زہر کھا جاتا

دکھاؤن مین کسے تقدیر کا لکھا جا کر
مرا نوشتہ کسی سے نہین پڑھا جاتا

اٹھائین لطف نہ نعمت سے اپنے سرگردان
دہان غیر مین ہے رزق آسیا جاتا

یہ آج صاحب طبل و علم ہے کل وہ ہے
ہے اپنے نام کی نوبت ہر اک بجا جاتا

نہین لکھی جو سعادت مرے مقدر مین
بجائے سائے کو سر پر سے ہے ہما جاتا

ترے مقام کا اید دست گر نشان پاتا
ہوا سے آگے رہ شوق مین اڑا جاتا

وہ کروٹو نکا بدلنا تھا تاب و طاقت تک
ترے مریض سے اب تو نہین ہلا جاتا

محیط دہر مین استادہ صورت کشتی
دکھائے دیتا ہون سب کو بہون چلا جاتا

کوئی یہ پڑھکے مرے ساتھ والو سے کہدے
یہ ناتوان ہے پس قافلہ رہا جاتا

خبر نہین ہے کدھر جاؤنگا چلا ہون کہان
مثال رنگ پریدہ ہون پر اڑا جاتا

نہ کرتی موت اگر ہجر مین مسیحائی
مین کسکے پاس لیے درد لا دوا جاتا

اذیت تپش دل سے چھوٹتا کوئی دم
اس اضطراب کے بدلے تو غش ہی آجاتا

جو ترک عشق نہ کرتا بھلا تو کیا کرتا
مین اپنی جان سے جاتا تمہارا کیا جاتا

جنون وسیع نہ ہوتا جو دامن صحرا
نکالنے مین کدھر دل کا حوصلا جاتا

نہ سنتا کوئی کبھی نارسائیون کا گلہ
جو لیکے یار تلک طالع رسا جاتا

گھسیٹتا ہے گریبان جنون صحرا کو
کبھی کبھی ہون اگر آپ مین بھی آجاتا

نہین ہے کوئی پس از مرگ گاڑنیوالا
مین رند خاک مذلت مین ہون گڑا جاتا

قریب آ گئے کیا اے جنون بہار کے دن
جو خود بخود ہے گریبان مرا پھٹا جاتا

نہ کر تو گریبان اے برق مثل نخل چنار
ہمارے اپنی آگ مین ہون آپ ہی جلا جاتا

ہما کے کھانے سے مین مری سعادت تھی
سگ حبیب اگر ہڈیان چبا جاتا

اگر نہ کرتی وہ زلف دراز کوتاہی
جنون عشق کا کاہیکو سلسلہ جاتا

زبان و گوش ہوئے گنگ و کر جب آئے تم
جو پہلے آتے تو کچھ کچھ کہا سنا جاتا

نہین ہی طاقت اظہار قصۂ جانکاہ
بیان نہ کرتا اگر حال دل کہا جاتا

جو گاہ گاہ بھی ہوتا وصال یار نصیب
غم فراق کلیجا مرا نہ کھا جاتا

ہنسی ہی کھیل ہی دلستین تری ابتک
ہی اپنی جان سے اک بندۂ خدا جاتا

نہین ہین دست و قلم اختیار مین قاصد
زبانی کہیو تو خط تو نہین لکھا جاتا

ہمارے آپکے بس آج سے ہنسی موقوف
ذراسی بات مین غصہ ہی تمکو آجاتا

رہا تھا آکے یہان ہاتھ جان سے دھوکر
تری گلی سے کہان یہ شکستہ پا جاتا

پھرا دے خنجر خونخوار کو پھر اے قاتل
گلے مین ہی مرے تسمہ لگا رہا جاتا

اکیلے منزل ہستی مین کیا کروگے رند
چلو عدم کو ہی یارون کا قافلہ جاتا

عشق مین حال جہان نوع دگر ہونے لگا
اے پری دیوانہ تجھپر ہر بشر ہونے لگا

حسن سے آگاہ اب وہ بیخبر ہونے لگا
آئینہ جو اسکو منظور نظر ہونے لگا

رونق افزا بام پر وہ بیشتر ہونے لگا
بند یارے بھیڑ کے اب رہگذر ہونے لگا

گوش زد جسکے ہوا سرگشتگی کا میری حال
انگلیان کانون مین دین دوران سر ہونے لگا

اک نہ اک ایذا رہی ہر دم بدولت عشق کے
درد دل اچھا ہوا درد جگر ہونے لگا

وصل کی شب ہو چکی پیدا ہوئے آثار صبح
یار دل کے نالۂ مرغ سحر ہونے لگا

جس نے موتی گوش مین دیکھا ترے کہنے لگا
ہی تماشا کان سے پیدا گہر ہونے لگا

مے کشی موقوف جام و شیشہ رکھ بالائے طاق
رنگ محفل ساقیا نوع دگر ہونے لگا

روئے انور پر ہوا آغاز خط رو سیاہ
یہ بڑا اندھیر اے رشک قمر ہونے لگا

آہ عاشق کان مین اسکے نہین کرتی اثر
گوش گل فریاد سے بلبل کے کر ہونے لگا

دل سے گذری انتہا سے کاوش مژگان یار
اب رگ جان مین ترو نشتر ہونے لگا

میرے مرنیکی جو دی اس حور کو جا کر خبر
سنتے ہی ارشاد فی النار و سقر ہونے لگا

جھولنے کو جب ہنڈولے پر چڑھا وہ رشک مہ — مین یہ سمجھا آسمان زیر و زبر ہونے لگا
شعر سنکر یہ عدی مرنے لگے کٹنے لگے — اب سخن مین میرے سیفی کا اثر ہونے لگا
لیکے دل صورت چھپانے سے بھلا کیا فائدہ — بے مروت اب تو جانون کا ضرر ہونے لگا

عرش تک جسدن گئی آہ رسا سن لیجو نظیر
عالم بالا مین شور الحذر ہونے لگا

پھرا مین ہر روش پر بے ترے گلزار مین بھٹکا — نظر مین ہر گل تر خشک کانٹے کی طرح کھٹکا
اشارہ ہی یہی ہے ہم انسی کاکل کی ہر لٹ کا — کوئی گر بات سیدھی بھی کہے الٹا اُسے لٹکا
وہ روئے سادہ اسکا نقش رد سحر ہے شاید — اثر کرتا نہین ہرگز کوئی جادو کوئی ٹٹکا
امارت کا مزا یان فقر کی دولت سے حاصل ہی — اٹھایا بورئے پر چین پھولون کے بچھونے کھٹکا
بلا سے تیری سودائی ہو کوئی یا پریشان ہو — بنا کر موئے کاکل شوق سے شانون پہ تو لٹکا
ہوا پر مثل برگ گل پھرا صحرا مین مین وحشی — کسی دن ایک کانٹا بھی نہ تلوے مین مجھے کھٹکا
لب دریا اگر سوتے ہین اُس کاکل کے جاتا ہون — ڈراتا ہی بلا بنکر مجھے مردہ بھی مرگھٹ کا
سمجھکر پاؤن رکھنا خضر صحرائے محبت مین — خبر تحقیق ہی بے شبہ ہے اس راہ مین کھٹکا
جنون زنجیر کے روکے نہین رکنے کا مین وحشی — جدا ہو جائیگی اک اک کڑی جب پاؤنکو جھٹکا
کبھی میرا بھی اے گیسوے پیچان دسترس ہوگا — مثال شانہ عقدہ کھولدونگا تیری لٹ لٹکا
چلا تھا دیر کو کعبے مین آنکلا مین وحشت مین — کہان جانا تھا مجکو کسطرف آیا بہت بھٹکا
مقام ضبط و خاموشی ہی محفل رازدارون کی — کبھی اسپند کا دانہ نہ مجمر مین یہان چٹکا
مثال تیر سیدھا منزل مقصود کو پہونچا — نہ کھایا دس قدم کا پھیر ہی نہ راہ مین بھٹکا
پس از مردن لحد مین جا کے سوئے پاؤن پھیلا کر — ملا آرام فرش خاک پر ہم کو چھپرکھٹ کا
لگایا راہ پر ہر طرح اُس کو شہسوارون نے — اگرچہ ابلق ایام کیا کیا باگ پر جھٹکا
چمن لیے یار کے آنکھون مین مشتاق نکلی مقتل تھا — لگی بندوق کی گولی کوئی غنچہ اگر چٹکا
خیال گیسوئے پرپیچ و خم جب آگیا دل مین — پڑی پھانسی ہمارے دم گلے مین آن کر اٹکا
خبر تک بھی نہین اپنی جبین کو واہ ری غفلت — ہماری جبہہ سائی سے گھسا سنگ اُسکی چوکھٹ کا
ابھی آجائیگا غماز کوئی جلد بوسہ دو — یہ ہی تکرار کا ہنگام یا موقع ہی جھٹ پٹ کا
زبردستی لیا بوسہ جو اُس کا وصل کی شب مین — بہت جھگڑا بہت بگڑا بہت جھنکا بہت پٹکا

سحر تک ہجر کی شب سینہ و سر پیٹتے گذری
اٹھایا ہاتھ اگر سر سے تو پھر چھاتی پہ دے ٹپکا

بتان سنگ دل سے بے سبب کیون دل لگا بیٹھے
یہ شیشہ دیدۂ و دانستہ کیون پتھر پہ دے ٹپکا

چڑھا گر دار پہ منصور تو اس کا عجب کیا ہے
گلی مین اسکی یہ بھی اک طرح کا سوانگ ٹھاٹ کا

تڑپتا مرغ بسمل کی طرح تھا یہ کبھا قوت کہاں
ہوا ہے ضعف سے مشکل بدلنا اب تو کروٹ کا

سحر تک ہجر کی شب در کو کھولا اکھ بار اٹھکر
گمان ہر دم گذرا تیرے پاؤن کی آہٹ کا

سرائے دہر مین عمر روان کی طرح سے ٹھہرے
مسافر دم نہین لیتا ہے جس منزل مین ہو کھٹکا

بتاؤ رند کیا ہم کو دلیپ کیا صدمہ گذرتا ہے
کئی دن سے ہے منھ اترا اتھارا اور بدن چھبکتا

سبزہ موسم گل مین جو نہ زندان ہوتا
پھر تو مین اور کف دست بیابان ہوتا

خوب تھا وصف رخ و گیسو جانان ہوتا
ذکر صبح وطن و شام غریبان ہوتا

نسبت اس زلف سے ملتی جو پریشان ہوتا
رتبہ آئینہ کا پاتا جو مین حیران ہوتا

چھپتے موسم گل مین جو نہ پوشاک مری
چاک ٹکڑے ہوتے نہ دامن نہ گریبان ہوتا

پان سے ہوتی نہ زیادہ جو عدم مین راحت
آکے ہستی مین کوئی طفل نہ گریان ہوتا

قدکشی کرتا نہ اس غیرت شمشاد سے یون
آدمی تو اگر اے سرو گلستان ہوتا

گر تری زلف پریشان کا نہ ہوتا سودا
اپنا مجموعۂ خاطر نہ پریشان ہوتا

مثل خورشید سراپا ہے ترا عالم نور
دھوپ شب کو نکل آتی جو تو عریان ہوتا

قد موزون جو ترا یاد چمن مین آتا
نخل ماتم تجھے ہر سرو گلستان ہوتا

ہاتھ دھوتا وہ حنا ملکے تو دریا مین حباب
سرخ مانند کف پنجۂ مرجان ہوتا

عقل نے کر دیا پابند تعلق ورنہ
جیب کی فکر نہ اندیشۂ دامان ہوتا

ہون وہ بیکس جو مجھے قتل وہ قاتل کرتا
دیدۂ جوہر شمشیر بھی گریان ہوتا

صحبت اہل صفا سے ہے تنفر بد کو
آئینہ دیکھکے زنگی سیہ پشیمان ہوتا

عکس اگر چہرۂ پر نور کا تیرے پڑتا
جام جم مطلع خورشید درخشان ہوتا

اسے بت دل کا دکھانا جو نہ آتا تم کو
نکلا دیر مین ناقوس نہ نالان ہوتا

وہ پری کیا شنوا ہے مرے حال دلکا
بات انسان کی سنتا اگر انسان ہوتا

اے جنون یہ بھی مری طرح سے عریان تن ہے
ڈھانکتا مجکو جو دامان بیابان ہوتا

گر یہی باد بہاری کا ہے عالم چندے
گل نظر آتا ہے بلبل مجھے عریاں ہوتا

جان دینی کبھی گر جانے نہ دینا تھا اسے
دل میں رہ رہ کے ہوں واللہ پشیماں ہوتا

تجکو جانا ہے تو جا چک تو سویرے ورنہ
کام میرا ہی تمام اے شب ہجراں ہوتا

پچھلے ہی سال کیے نذر ترے دامن و جیب
اب ہے کیوں مجھ سے جنوں دست و گریباں ہوتا

تو نے عریاں ہی رکھا مجکو فلک خوب کیا
میں کبھی پھیلاتا ترے آگے جو داماں ہوتا

آپ اگر اپنا گلا کاٹ کے مرجاتے رند
سر پہ کیوں خنجر جلاد کا احساں ہوتا

اک پری کا پھر مجھے شیدا کیا
عشق نے پھر مفسدہ برپا کیا

آج پھر اس شوخ نے فقرا کیا
وعدۂ امروز بھی فردا کیا

خون ناحق اک مسلماں کا کیا
کیا غضب او شوخ بے پروا کیا

دل کو مائل شعلہ رویوں کا کیا
دین زردشتی کو پھر احیا کیا

ابر اکثر اس برس برسا کیا
کیا تتبع دیدۂ تر کا کیا

کیوں اجل کیا تجکو بھی موت آگئی
اسقدر آنے میں کیوں عرصا کیا

کان کی بجلی جو یاد آئی تری
برق کے مانند میں تڑپا کیا

وہ کف پائے حنائی کرکے یاد
ہجر کی شب ایڑیاں رگڑا کیا

اسکو بھی سکتہ ہوا دیکھ آئینہ
دیر تک حیرت سے منھ دیکھا کیا

میں بھلا کیونکر کہوں تم کو برا
آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا

خاک چھانی مدتوں تنکے چنے
کیا کہوں اس عشق میں کیا کیا کیا

کل نہ پاؤگے ہمیں کہیو سفیر
آج آنے میں اگر حیلا کیا

واں ہوئے مستی سے لب انکے کبود
پیٹ کر منھ ہمنے یاں نیلا کیا

نت اٹھے ہیں ان بتوں کے ہمسے ناز
جب کلیجا اپنا پتھر کا کیا

پڑی گرہ موئے کمر کی ناف یار
فکر نے اپنے یہ عقدہ وا کیا

لاگ پیدا کرکے اب جلاد سے
جان کھوئی ہائے دل نے کیا کیا

ڈنڈ پر باندھا ہم نے جوشن کی طرح
حرز جاں قاتل ترا چھلا کیا

مجکو مجنوں کر دیا مانند قیس
ہجر میں او غیرت لیلا کیا

معرکہ مین عشق کے سرکا نہ پاؤن
آبرو کو جان کو صدقہ کیا

سوز فرقت نے شرارت مجھ سے کی
ہیزم تر کی طرح سلگا کیا

اے شب فرقت نہ کر مجھ پر عذاب
مین نے تیرا منہ نہین کالا کیا

زلف جانان جس نے دیکھی ایکبار
دل سے اپنے عمر بھر الجھا کیا

اس مصیبت سے شب فرقت کٹی
پاؤن پیٹے آہ کی نالا کیا

عشق افشان جبین یار مین
خاک چھلنی کی طرح چھانا کیا

تھا مناسب ترک عشق یار رند
آپ نے انسب کیا اولا کیا

آزردہ کیون ہوئے جو مین آیا تو کیا ہوا
کچھ درد دل جو تم کو سنایا تو کیا ہوا

چھوڑینگے ہم نہ دامن دولت کو مثل اشک
تم نے نظر سے ہم کو گرایا تو کیا ہوا

احوال پرسی آن کے کس روز تم نے کی
مین نے یہ حال اپنا بنایا تو کیا ہوا

ہم کو ابھی جنون سے جو تھا سلسلہ سو ہے
منت کا طوق اس نے بڑھایا تو کیا ہوا

اللہ دل کے داغ کو روشن رکھے صدا
تو نے چراغ گور بجھایا تو کیا ہوا

یکسان ہے دم کی آمد و شد ہجر یار مین
آیا تو کیا ہوا جو نہ آیا تو کیا ہوا

اے رند سنگدل ہے نہین رحم یار کو
لو آج تم نے زہر بھی کھایا تو کیا ہوا

اک جہان دیوانہ اس زلف دوتا کا ہو گیا
ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہو گیا

آپ کو کھویا مگر جویا خدا کا ہو گیا
راز جس پر منکشف فقر و فنا کا ہو گیا

خال رخ کے عشق مین مرتے ہین عاشق سیکڑون
سنکھیا کا عالم اس حب شفا کا ہو گیا

ہم کو بھی آخر حضور قلب ہوویگا کبھی
عرض کر لینگے جو موقع التجا کا ہو گیا

حائل نظارہ دیدار کیا ہو گی نقاب
دور پردہ جس گھڑی شرم و حیا کا ہو گیا

مرتے ہین بیمار الفت متصل ایسا مسیح
بند دروازہ مگر دار الشفا کا ہو گیا

اس نگاہ تیز سے دل ہو گیا جسدم دوچار
مین نے جانا سامنا تیر قضا کا ہو گیا

حور کے نخرے اسے جنت مین خوش آتے نہین
اے پری رو کشتہ جو تیری ادا کا ہو گیا

یاد مین اس سرو راست قامت کے جو کی فریاد رند
ماہ قدر بالا الف آخر ندا کا ہو گیا

خانۂ بلبل شیدا مہین تنہا پھونکا
تو نے اے آتش گل باغ ہی سارا پھونکا

کبھی گلزار جلایا کبھی صحرا پھونکا
کیا کہون آہ شرربار نے کیا کیا پھونکا

جلے ہمسایونکے گھر آگ لگی چار طرف
آخر اے آہ شرربار محلا پھونکا

عشق جن بنکے جو لپٹا تو نہ چھوٹا مجھسے
کس پریزادون نے نہین آنکے جھاڑا پھونکا

ہر بن مو سے دھوان اٹھتا ہے شاید تو نے
دل و جگر دونون کو اے آتش سودا پھونکا

گرمی حسن نے بے پردہ کیا عارض کو
شعلۂ رخ نے نقاب رخ زیبا پھونکا

تا فلک آہ شرربار جو فرقت مین گئی
غل پڑا عالم بالا مین کہ پھونکا پھونکا

گرمیان دیکھ لین اے آہ شرربار تری
ایک دن یار کے گھر کا نہ پردا پھونکا

خشک ہین ہم کسطرح ہڈیان کیونکر نہ جلین
ہڈیون آتش فرقت نے کلیجا پھونکا

تندرستی ہوئی اس کو جو ترے آتے ہی
اپنے بیمار پہ کیا پڑھکے مسیحا پھونکا

بعد مردن بھی جلانے سے نہ تم باز آئے
صورت شمع مزار سر مرقد پھونکا

باعث درد نہ تھا جاکے اذان بھی اے رند
بار ہا کعبے مین ناقوس کلیسا پھونکا

ساتون فلک کے تہ و بالا نکل گیا
آخر شب فراق مین نالا نکل گیا

وحشت نے مجھپہ عرصۂ ہستی کیا جو تنگ
گھبرا کے سوئے عالم بالا نکل گیا

سر دیا ہے یاد گیسوئے جانان کی راہ مین
پیٹا کیے لکیر کو کالا نکل گیا

یعقوب وار روتا ہین اس چشم تر سے ہم
یوسف مرا اندھیرا اجالا نکل گیا

فرقت مین اسکی شدت گریہ کہان تلک
برسا برس کے ابر کا جھالا نکل گیا

روکا کیے ملائکہ ہفت آسمان سے
ساتون فلک کو توڑ کے نالا نکل گیا

سینے سے [illegible] آنکھ سے
بیمار [illegible] کر نالا نکل گیا

کیونکر نہ رو دیئے دل گم گشتہ کے لیے
نازونعم سے تھا جسے پالا نکل گیا

پیر مغان فقیر کو سمجھے شراب خوار
جس میکدے مین لے کے پیالا نکل گیا

جاتا نہ گھر سے آپکے فتنے رقیب کی
لیکن پیاس خاطر والا نکل گیا

جھٹکا جو کبھی زلف کو جھنجھلا کے یار نے
بالے سے مچھلی کان سے بالا نکل گیا

کس رشک شمع کی جو کبھی قبا اوس نے تنگ جست
باہر جو اپنے جامے سے لالا نکل گیا

دانہ تھا کیا حرام کا رزق حلال ہین / منہ سے جو اے کریم نوالا نکل گیا
بوٹا کہو نہ قامت دلبر کو شاعرو / اب سرو سے بھی وہ قد بالا نکل گیا
روندا کیا ہین خار بیابان کو اے جنون / اک بچا کے پاؤن کا چھالا نکل گیا
کمل مین اپنے گہر رہا ہین فقیر مست / کیا کیا نہ دور دار دوشالا نکل گیا
پہر چل دلا نہ کوچہ گیسو کا قصد کر / ہی آج راہ کاٹ کے کالا نکل گیا
اکتا گیا یہ تنگ ہوا کیا کرے غریب / آخر تمہارا چاہنے والا نکل گیا

یہان ہی فقیر سے سخن لینگے آپ زند
مرشد کا اپنے کر کے پیالا نکل گیا

لالہ رویون سے کب فراغ رہا / اک نہ اک گل کا دل پہ داغ رہا
ناز بیجا اٹھائیے کس کے / اب نہ وہ دل نہ وہ دماغ رہا
کب مٹا عشق کا نشان دل سے / زخم اچھا ہوا تو داغ رہا
اک نظر جس نے تجکو دیکھ لیا / عمر بھر در پے سراغ رہا
یاد ہین کس کی زمزمے بلبل / مدتون ہمنوائے زاغ رہا
کبھی نظارہ چمن نہ کیا / اپنے داغون سے باغ باغ رہا

دل کو افسردگی سی ہی اے زند
سیر گل کا کسے دماغ رہا

زلف اس حور کی دکھا لایا / دل مری جان پر بلا لایا
رنگ خون اشک بار رہا لایا / آج لخت جگر بہا لایا
نہ ملا جب کہ نامہ بر کو جواب / پرزے خط کے مرے اٹھا لایا
اے صنم مجکو یاس کلی تھی / بارے یان تک مجھے خدا لایا
کب کیا مین نے بندگی مین قصور / حکم جو کچھ ہوا بجا لایا
خاک چھنوائی اُس کے کوچے مین / بیٹھے بٹھلائے دل اٹھا لایا
رو کبھی پہیلی لگا سنانے اب / رنگ آخر وہ بے وفا لایا
ناتوانی تو دے چکی تھی جواب / تم تلک دل کا حوصلہ لایا
کبک رکھتا نہین زمین پہ قدم / اس کی رفتار کیا اڑا لایا

اے پری صدمہ جدائی کی — تاب کب تیرا مبتلا لایا
بحر الفت سے کشتی ساحل تک — ناخدا لایا یا خدا لایا
شوق کنج قفس مین بلبل باغ — گھر سے صیاد کو بلا لایا
دیکے دم آج باتون باتون مین — اپنے گھر تک اُسے لگا لایا
کب ملے آپ مجھ سے مین جو رُکا — تم جو روٹھے تو مین منا لایا
شکل بت پھر رہی تھی آنکھون مین — بتکدے مین سے مجھے خدا لایا

حیف بازار دہر مین اے رند
کیا مین لینے گیا تھا کیا لایا

خنجر قاتل پہ رکھدونگا گلا — جی چلا بیٹھونگا ہون مین منچلا
ایک دو ساغر کرینگے نشہ کیا — خم کے خم پیتا رہا ہون ساقیا
خیر مقدم حضرت عشق آئیے — پیشوا ہادی ہمارے مقتدا
المدد اے رہبر درماندگان — منزلون آگے گیا ہے قافلا
کشتگان عشق سب گڑوا دیئے — اے جزاک اللہ قاتل مرحبا
آن پہونچا وعدۂ دیدار یار — مژدہ باد اے عاشقان باد فنا
کشتۂ فرقت کا کیا تقدیر نے — یون قضا آئی دفینا با قضا
صورت آباد جہان کی دید کو — آن نکلے شوق تھا دیدار کا
بار اُلفت بھی اُٹھا کر دیکھ لون — رہ نہ جاوے دل مین دلکا حوصلہ
عشق بازی مین کیا نقصان دل — مفت کھو بیٹھے یہ لعل بے بہا
مار ڈالا بے ثباتی نے تری — ہستی فانی بڑا دھوکا دیا
چشم بد دور آج دیکھا آنکھ سے — شہرہ سنتے تھے جمال یار کا
شوق کاکل پھر ہوا اس ترک کو — ملک دل پر پھر ہوئی نازل بلا
کھولدی زنجیر مجھ دیوانے کی — اے پری تجھ پر بھی شاید جن چڑھا
صبح پیری کا ہو غافل وقت تنگ — اُٹھ نماز فرض ہوتی ہے قضا
شمع سان بزم جہان مین جل بجھے — کسکا رونے پر ہمارے دل جلا
نام کیا کیا آپنے رکھوائے ہین — بے مروت خود غرض ناآشنا

سنتے ہین ہوتی ہین روز آرائشین ... چل دلا دیکھین تکلف یار کا
روٹھ کر اکثر ملے ہین یار سے ... ہو چکے ہین ایسے جھگڑے بارہا
یادلب نے اسکی رلوایا جو ہون ... بن گیا ہر اشک لعل بے بہا
سینۂ سوزان کی میرے لو خبر ... بوئے داغ آتی ہے شاید دل جلا
سونگھکر کاکل جو روتا ہون کبھی ... ہنسکے کہتے ہین تجھے سودا ہوا

لپٹو تم ہر کس و ناکس سے نہ رند
کیجیے جو وقت کا ہو مقتضا

نہ پھرا پھر خدا بھر ہمیشہ نہ پھرا ... دربدر خاک بسر عشق ستمگر نہ پھرا
گھر سے باہر گیا باہر سے کبھی گھر آیا ... کونسی رات ترے ہجر مین مضطر نہ پھرا
بام دلبر کی ہوا مین وہ گیا تھا اڑکر ... دن گیا رات ہوئی میرا کبوتر نہ پھرا
چین پہ ابرو نہو بوسے کے طلب کرنے پہ ... آنکھین طوطے کی طرح تجھسے ستمگر نہ پھرا
للہ الحمد پھرے آپ ہی وعدہ کرکے ... شکر صد شکر مین اقرار سے دلبر نہ پھرا
یہی سیرت ہے جنون دوش ہوا پر اڑتا ... صورت تخت سلیمان مرا بستر نہ پھرا
نونہالان چمن سے ہے مجھے ربط قدیم ... سایہ سان کب مین پس سرو صنوبر نہ پھرا
عید قربان ہی کے رکھتا ہون تجھسے قاتل ... پھانسی دونگا جو گلے پر مرے خنجر نہ پھرا
کور ہوجاؤنگا دیکھا جو نگاہ بد سے ... میل آنکھون مین مری ترک ستمگر نہ پھرا
مرغ دل طعمۂ چشم سیہ یار ہوا ... نچکے شاہین سے آخر یہ کبوتر نہ پھرا
ہون وہ محروم محبت کہ طفولیت مین ... دست شفقت کبھی پدر کا مرے سر پہ نہ پھرا
حیف صد حیف چلے حسرت پیغام لیے ... پتلیان پھر گئین پر قاصد رہبر نہ پھرا
جذب الفت اسے گھر تک بھی نہ لیجاویگا ... راہ سے یار پھریگا جو سمندر نہ پھرا
چاہا نرد فلک نے تو بہت سا لیکن ... صورت مہرۂ شطرنج مین گھر گھر نہ پھرا
بیشتر آمد و رفت اس کی رہا کرتی تھی ... ابکی ایسا گیا پھر آن کے دلبر نہ پھرا
ایک نے منھ نہ لگایا مجھے شیشے کیطرح ... کونسی بزم مین مین صورت ساغر نہ پھرا
کب نہ منظور ہوئی یار کو پامالی گل ... کونسے دن روش باغ پہ جاکر نہ پھرا
ظلم و جور و ستم یار و جفا پیشہ سے ... مین نے جانا تھا کہ پھر جائیگا دل پر نہ پھرا

رکھ نہ منظور نظر میری پریشان حالی
مثل سودا زدگان زلف معنبر نہ پھرا

اٹھیان رگڑینگے ہم جان پہ بنجاویگی
دم نکل جائیگا گھبرا کے جو دلبر نہ پھرا

صورت قطب عطا کر مجھے ثابت قدمی
مثل سیارہ تو اے گردش اختر نہ پھرا

سامنے جنت و دوزخ ہین کہین بھیج ہی چک
مجکو عریان میان صف محشر نہ پھرا

پاؤن کے ہاتھ سے گردش ہی ہی مجکو مدام
چاک کسطرح سے کس رہ تو مرا سر نہ پھرا

منتظر کب سے مین بیٹھا تھا جواب خط کا
اڑ گئے ہوش مرے جب کہ کبوتر نہ پھرا

اے فلک نعمت دنیا مجھے درکار نہین
مثل دریوزہ گران مجکو تو در در نہ پھرا

ایڑیان شوق شہادت مین بہتون رگڑین
آرزو رہ گئی حلقوم پہ خنجر نہ پھرا

خط گرا یا مرا یار راہ ادھر کی بھولا
نامہ بر سب کے پھرے قاصد دلبر نہ پھرا

رند ہوتا ہی تصدق تو لے بٹھا لے پاس
گرد سر مرد مسلمان کو کافر نہ پھرا

زلفین چھوڑین ہین کہ جوڑا اسنے چھوڑا سانپ کا
دیکھیے کس کس کو ڈستا ہے یہ جوڑا سانپ کا

گورے گالون پر ترے زلفین یہ لہراتی نہین
یاسمین زار صباحت مین ہی جوڑا سانپ کا

عشق ان زلفونکا مجھ سے ترک ہونیکا نہین
ہی مرا ہمزاد اے ناصح یہ جوڑا سانپ کا

دونون زلفین یار کی الٹی ہین بالونپر مرے
وجد کرتا ہی صدائے نے سے یہ جوڑا سانپ کا

منہ ڈھکئین زلفین ہین شاعر کسے اب دینگے مثال
ہو گیا تشبیہ کی خاطر بھی توڑا سانپ کا

عمر بھر دلکو خیال گیسوئے پیچان رہا
دھیان اس نادان نے ہرگز نہ چھوڑا سانپ کا

نقرئی مباف چوٹی مین رہا ان کی سدا
کیچلی نے عمر بھر پیچھا نہ چھوڑا سانپ کا

پڑ گئی ایذا دہندی کی تری زلفونکو خو
کاٹتا ہی اٹھ کے عاشق کو یہ جوڑا سانپ کا

کچھ سمجھکر کر رہا ہون یار کی زلفونکی داشت
پالتا ہون اپنے کٹڑا انکو جوڑا سانپ کا

شام سے ان گیسوؤنکی یاد مین جو سو رہا
خواب مین دیکھا کیا تا صبح جوڑا سانپ کا

عشق مین گیسو و ابرو کے اگر دشمن ہے جان
نیش عقرب کھا کے پی لے زہر چھوڑا سانپ کا

واسطے موذی کے آخر مین بھی موذی بنگیا
سر کسی حالت مین بے کچلے نہ چھوڑا سانپ کا

عشق گیسو مین نہ قطرہ بھی تلف ہونے دیا
زہر سارا حلق مین ہم نے نچوڑا سانپ کا

خط پہ آتے ہین بہت لہرا کے گیسو یار کے
سبزۂ نو خیز پہ عاشق ہے یہ جوڑا سانپ کا

حلقۂ گیسوئے شب کو ذرۂ افشاں چنی
رات کو جن چنکے اک اک دانت توڑا سانپ کا

ہر قدم پر مار کر سر کر رہا ہی ناگ پیچ
اب چلن سیکھا ہی اس موذی نے تھوڑا سانپ کا

ربط انھیں موذی سے عہد نے سواری میں بھی تھا
تازیانے نے عوض رکھتے تھے کوڑا سانپ کا

دشمن جانی کو اپنے دی نہ ایذا رند نے
دانت ہی توڑا نہ چھالا اُس نے پھوڑا سانپ کا

مشہور رند خاص سے تا عام ہو چکا
تقدیر میں جو لکھا تھا وہ نام ہو چکا

توبہ کا پاس رند سے آشام ہو چکا
بس ہو چکا تقدس و اسلام ہو چکا

شمع حرم تھا گاہ گہے دیر کا چراغ
میں زیب کفر رونق اسلام ہو چکا

جو دم ہی مغتنم ہی مرا اعتبار کیا
میں صبح ہو چکا کہ سر شام ہو چکا

صیاد تو نے لی نہ خبر اپنے صید کی
آخر پھڑک پھڑک کے تہ دام ہو چکا

اب عشق عاشقی کا زمانہ نہیں رہا
جاتا رہا وہ وقت وہ ہنگام ہو چکا

قاصد کو آہ باندھے کمر دن گزر گیا
نامہ ہوا تمام نہ پیغام ہو چکا

کوٹھے پہ چلیے لطف شب ماہ دیکھیے
سب چاندنی کا فرش لب بام ہو چکا

اب پھر رہی ہی کس لیے یہ آسیائے چرخ
میں سرمہ سا تو گردش ایام ہو چکا

آیا نہ تو تو وعدے پر او انتظار میں
دن آج کا بھی عہد شکن شام ہو چکا

دیندار برہمن کہے کافر بتائے شیخ
دونوں طرف سے مورد الزام ہو چکا

کیا رہ گیا ہی اہل بصیرت سے تو نہاں
پردہ اُٹھا دے حسن ترا عام ہو چکا

دل بجھ گیا ہمارا شروع کباب میں
یاں روغن چراغ سر شام ہو چکا

رکھدے اُٹھا کے ساغر و مینا کو طاق پر
دورہ تمام ساقی گلفام ہو چکا

اکثر مشاعرہ پہ ہوا بزم غم کا شک
کیا کیا مرے کلام پہ کہرام ہو چکا

قرآن اُٹھاتے ہیں طمع زر کیواسطے
دیندار اگر یہی ہیں تو اسلام ہو چکا

ہمغمز ہی جو کرتا ہی پھر اُس سے چشم چار
شرمندہ لاکھ مرتبہ یا دام ہو چکا

اس سن میں شوخیاں نہیں زیبا شباب کی
اب گرمیاں نہ کیجیے وہ ہنگام ہو چکا

چھوٹے ہوا خدا سے محبت سے شکر ہی
اس کا عوض بھی گردش ایام ہو چکا

تقوی و زہد سے نہ کہیگا کوئی فقیر
مست شراب خوار مرا نام ہو چکا

جان پر ہو آنہ جس کو لگا روگ عشق کا
ہم کو مرض یہی ہے تو آرام ہو چکا

ہون کاسہ لیس میکدہ ساقی نہ جاؤنگا
مین چاشت خوار درد تہ جام ہو چکا

کعبے کو جاتے جاتے پھرے سوے دیر زند
لو حج کر آئے آپ اور احرام ہو چکا

چشم حق بین سے ہوا اس بت کا سراپا دیکھا
صنعت صانع قدرت کا تماشا دیکھا

سیکڑون مر گئے برباد ہوئی اک خلق خدا
جوش بھی قہر الہی کا نمونہ دیکھا

ہون وہ شفتیدہ جگہ خاک اڑا دی مین نے
نگہ جذب سے جب جانب دریا دیکھا

داغ کر میرے تن زار کو سر سے پا تک
یار نے سرو چراغان کا تماشا دیکھا

یہ بھی ہشیار کو دیوانہ بنا دیتی ہے
اثر الفت مین بھی آسیب پری کا دیکھا

نظر بد سے کسی گل کو بچا کب مین نے
نگہ رشک سے کیون بلبل شیدا دیکھا

اپنے خوش چشم کی وحشت مجھے یاد آتی ہے
کوئی رم خوردہ اگر آہوے صحرا دیکھا

اسکی ہمچشم نہین مین نہ کہا کرتا تھا
دیکھنا یار کا اور نرگس شہلا دیکھا

چشم بد دور ترقی پہ ہے روز بروز
گل سے بھی آج ترے حسن کو بہکا دیکھا

بہرہ ور نعمت وافی سے ہون اہل کرم
خشک پیاسون کی طرح سے لب دریا دیکھا

کیا بجز رنج و غم ہجر ترے ہاتھ آیا
عشق بازی کا مزا اور دل شیدا دیکھا

طور پر وادی ایمن مین جو دیکھا تو نے
مین نے ہر ذرے مین موسی وہی جلوہ دیکھا

ہو گیا ابر سیہ مین مجھے تجلی کا یقین
اس کے بالون مین جو موباف ذری کا دیکھا

قصۂ آدم و ابلیس جو قرآن مین پڑھا
ہم نے سجدہ کیا جو خاک کا پتلا دیکھا

پھر گیا سارا جہان جیسے تو آزردہ ہوا
تیرا غصہ بھی نمونہ قہر خدا کا دیکھا

ہے سیہ خانہ مرا فیض قدم سے روشن
نقش پا مین ترے نور ید بیضا دیکھا

آگئی یاد ترے پھول سے رخسارون کی
باغ مین جا کے جو کوئی گل رعنا دیکھا

داغ الفت سے رہا سینہ ہمیشہ خالی
اس چمن مین نہ کبھی پھولتے لالہ دیکھا

ایک ہی حال رہا تا نفس باز پسین
ساتھ جاتے ہوئے مر کے ترا سودا دیکھا

خط بھی لکھے بہت سفاک کو جی ڈرتا ہے
پرزے قاصد کے اڑ گئے جو لفافہ دیکھا

آگئین یاد غزل خوانیان اپنی اے زند
کسی نبض کو اگر زند مسیحا دیکھا

طور اغماض کا انداز ادا کا دیکھا
کیا کہون تم سے کہ آن آنکھون سے کیا کیا دیکھا

یون تو چاہا کیے ہر سال مہینون لیکن
ابکی تو چندنی مین اک چاند سا ٹکڑا دیکھا

عمر بھر کی جو تمنا تھی سو وہ بر آئی
مرتے دم شکر ہے دیدار تمھارا دیکھا

کبھی بالون کو سنوارا کبھی ماتھا پونچھا
آئینہ لیکے سحر اُس نے جو چہرا دیکھا

ہون وہ کافر کہ مسلمانون نے اکثر مجکو
پھونکتے کعبے مین ناقوس کلیسا دیکھا

جان بلب ہوگیا دو روز کی غفلت مین تری
اپنے بیمار کا احوال مسیحا دیکھا

کل تو سب کر چکے تھے گور و کفن کی تدبیر
جان جان آج تو تو نے اُسے اچھا دیکھا

اب تو ہر اک سے مجھے پوچھتے ہو تم نے کہین
میرا عاشق مرا مفتون مرا شیدا دیکھا

بدگمانی سے خفا ہوتے ہو مجھسے ہر بار
کچھ عجب طرح کا انداز تمھارا دیکھا

آپکے گھر کے سوا یہ تو بتا دو مشفق
کوسنے کوچے مین کس نے مجھے کس جا دیکھا

افترا مجھپہ کیا ہے یہ در اندازون نے
بخدا مین نے کسی کو نہین اصلا دیکھا

اور جا ور نہین تم کو تو چلو خوب کیا
اب نہ کہیگا کہ کیون اور سے جھانکا دیکھا

آپ کیون کرتے ہین ہر روز نظارہ بازی
مین نے بھی گر کسی محبوب کو دیکھا دیکھا

اٹھ گیا اُس کا دوپٹہ جو ہوا سے اے رند
صاف آئینے سے وہ پیٹ مصفا دیکھا

متاع وصال کی لذت اٹھائے گا پھر کیا
گدا کو دیگا نہ منعم تو پائے گا پھر کیا

شب فراق صنم سر پہ لائے گا پھر کیا
یہ روز بد مجھے گردون دکھائے گا پھر کیا

جو نہ ہجر کی تلخی سے تو نہین آگاہ
تو قند وصل کی لذت اٹھائے گا پھر کیا

مری طرف سے کوئی صانع ازل سے کہے
بگاڑتا ہے جو مجکو بنائے گا پھر کیا

ہزار بار کیا میرا امتحان اُس نے
بس آزما چکا اب آزمائے گا پھر کیا

جفا و جور نہ کر اُس کے بندون پر او بت
خدا کو حشر کے دن منھ دکھائے گا پھر کیا

وہ گھورتے ہین بڑی آنکھ سے پھر اب ہر بار
مین دیکھتا ہون مقدر دکھائے گا پھر کیا

ہزار بار جو تقریر مین ہوا ہو بند
وہ میرے سامنے باتین بنائے گا پھر کیا

ملال غیر سے ملنے کا جائے گا کیونکر
یہ مین نے مانا وہ قسمین بھی کھائیگا پھر کیا

رہے جو پیش نظر ہر گھڑی تصور یار
یہ آنکھین کور ہون ان مین سمائے گا پھر کیا

مثال طور ہی سینے مین دل بھی خاک سیاہ
جلے ہوئے کو وہ شعلہ جلا سکے گا پھر کیا

کرے نہ دیر کو مسمار جو کہ بت کے لئے
وہ اینٹ کے لئے مسجد کو ڈھائیگا پھر کیا

رہے نہ آپ مین ساقی جو ایک ساغر مین
بھلا وہ میری طرح خم چڑھائے گا پھر کیا

ضرور حشر کے دن عاصیون کی ہوگی تلاش
نہ ہون گے ہم تو جہنم جلائے گا پھر کیا

خیال زاد سفر رکھ عدم کو جانا ہے
جو لے نہ جائے گا یان سے تو پائیگا پھر کیا

عبث ہے دام لیے فکر مین مری صیاد
یہ مشت پر کے سوا ہاتھ آئے گا پھر کیا

یہ دل لگی نہین اچھی چلی کٹی پہ نہ آ
ہنسی ہنسی مین تو ہمکو رلائے گا پھر کیا

مرے نصیب مین رونا ہی صورت شبنم
بر رنگ گل جو فلک تو ہنسائیگا پھر کیا

خیال بوسۂ لب پھر ہوا ہے اور سنو
مین دیکھتا ہون یہ دل منہ کی کھائیگا پھر کیا

نظر پڑے تپش دل کے آج طور برے
الٰہی خیر جگر منھ کو آئے گا پھر کیا

ذرا سی بات مین روئے یہ حال ہو جس کا
وہ چٹکیون مین کسی کو اڑائے گا پھر کیا

وہ بیوفا ہے نہ چھوڑے گا غیر کا ملنا
جو رند کوفت مین وہ مر بھی جائیگا پھر کیا

راتون کو بھی وہ آ کے کئی بار رہ گیا
ارمان اب بھی کوئی دل زار رہ گیا

تو شب کو آتے آتے جو اے یار رہ گیا
کیا کیا تڑپ تڑپ کے دل زار رہ گیا

چندے یونہین جو ہجر کا آزار رہ گیا
سن لینگے آپ مر کے یہ بیمار رہ گیا

یوسف رہا نہ کوئی خریدار رہ گیا
افسانہ بہر گرمی بازار رہ گیا

کرتا ہون اس طرح سے بسر کوئے یار مین
در سے اٹھا دیا پس دیوار رہ گیا

جاگے نہ ایک رات بھی ہمراہ یار کے
خوابیدہ بخت دیدۂ بیدار رہ گیا

چلتے جو دیکھا چاہنے والون کو دھوپ مین
دیوار پر وہ سایۂ دیوار رہ گیا

تاب سزائے زلف محبت نہ لا سکے
سب چل بسے مگر یہ گنہگار رہ گیا

کوتاہیان تو اس لب جان بخش نے نہ کین
صحبت نہ تھی نصیب مین بیمار رہ گیا

کافر کی قبر مین بھی نہ ہوگی یہ تیرگی
دم گھٹتے گھٹتے میرا شب تار رہ گیا

پائی خبر جو آمد فصل بہار کی
کیا پھڑ پھڑا کے مرغ گرفتار رہ گیا

رندان عشق چھٹ گئے مذہب کی قید سے
لٹکا رہا گلے مین نہ زنار رہ گیا

شاعر ہزار طرح سے تجھے باندھنے لگے
اب کیا ثبوت ہین کمر یار رہ گیا

جانا ہوا نہ وادیٔ وحشت مین ایک سال
پیاسا لہو کا میرے ہر اک خار رہ گیا

تم جاتے جاتے کس لیے پھر آئے خیر ہو
چنپا کلی کا موتیون کا ہار رہ گیا

سُن لینگے سب وہ غیرت یوسف اگر گیا
تو تختۂ مصر کا سر بازار رہ گیا

اُٹھا پھر آج عاشق گریان کے سامنے
کس دن مین تجھسے ابر گہربار رہ گیا

مین بک چکا تھا شومیٔ طالع کو کیا کرون
بیعانہ دیتے دیتے خریدار رہ گیا

جوش جنون ہی جامہ دری مین کمی نہ ہو
پھر پڑ گیا جو بچکے کوئی تار رہ گیا

ساقی ہے مے ہے آمد فصل بہار ہے
بیہوش ہی وہ آج جو ہشیار رہ گیا

ہے ترک عشق پر بھی وہی کاوش مژہ
دل مین کھٹک رہا ہے کوئی خار رہ گیا

زخمون مین اپنے خون کے کتھالے بھرے رہے
کائی کی طرح مرہم زنگار رہ گیا

خوف خدا تھا ورنہ زمانہ کو پھونکتا
مین کرتے کرتے آہ شرربار رہ گیا

تیری گلی بہشت ہی طوبیٰ ہر اک درخت
کیا فرق تجھ مین حور مین اے یار رہ گیا

کیا آمد خزان ہی صبا کیا ہوا چلی
کیون زمزمون سے بلبل گلزار رہ گیا

چمکا جو اُس کا صاعقۂ حسن بام پر
ہو کر ہچک مین پشت بدیوار رہ گیا

شیشے کی شکل توڑینگے توبہ شراب خوار
چندے جو ابر اور گہربار رہ گیا

کہتے ہین جان رند نے دی کوئے یار مین
دار الشفا مین مر گئے یہ بیمار رہ گیا

ہر دم کا خیال رخ زیبا نہین جاتا
کیون رند ترے سر سے یہ سودا نہین جاتا

افسوس ہی تو رشک مسیحا نہین جاتا
حال اب ترے بیمار کا دیکھا نہین جاتا

باقی ہی پس از مرگ بھی عشق خط و گیسو
سر کٹ گیا پر سر سے یہ سودا نہین جاتا

اللہ رے غلو کفر مین مجھ رند کا اے شیخ
کعبے کی طرف ہو کے کلیسا نہین جاتا

ویران ہے بیابان جنون جب سے گیا قیس
مجنون کوئی اب جانب صحرا نہین جاتا

غش کرتے ہو چمکانے پہ جوبن کے مری جان
شوق آپ سے ہو بانت زری کا نہین جاتا

اُس زلف کی زنجیر مین عاجز ہین سپیرے
کالا کسی منتر سے یہ کیلا نہین جاتا

جس بات کی چاہو قسم اک مرتبہ لے لو
ہر بار تو قرآن اُٹھایا نہین جاتا

صحت ہوئی اُن کو جو اُترتے نہیں صدقے
چھوڑا ہے پر اب ماش کا پتلا نہیں جاتا

کیا پہونچے خبر حال پریشان کی ہمارے
اُس تک کوئی اخبار کا پرچا نہیں جاتا

ہی تذکرہ اب تک مری شوریدہ سری کا
یہ ذکر ہے مذکور یہ چرچا نہیں جاتا

ہے رنگ نہ وہ روپ مگر باقی ہے اغماض
سب اُڑ گیا پر غمزۂ بیجا نہیں جاتا

ہر گام پہ ڈگمگاتا ہے قدم راہ وفا میں
کھائی ہے جھپٹ ایسی کہ سنبھلا نہیں جاتا

کاشانۂ دل جب سے پسند آیا کسی کا
غم سلمہ اللہ تعالے لے نہیں جاتا

چل پھر کی جو طاقت تھی ہی تاب تواں تک
اب تھک کے جہاں بیٹھے تو اُٹھا نہیں جاتا

احباب کو کیا کام یہ کیوں پوچھتے ہیں رند
جاتا ہوں میں اس کوچے میں اب یا نہیں جاتا

عدو غیر نے تجکو دلبر بنایا
کوئی جور مجھ پر مقرر بنایا

کوئی سرو رکھتا نہ تھا راست یہ سہی
ترے قد کو میں نے صنوبر بنایا

کیا میں نے جلاد اُسے اپنے حق میں
ستم سہتے سہتے ستمگر بنایا

نہ گنتا تھا کوئی حسینوں میں اوسکا
تجھے دیکے دل میں نے دلبر بنایا

شکر لب کہا میں نے کڑوے ہوے تم
عبث منہ کو مجھ سے ستمگر بنایا

عناصر سے خالق نے خلقت بنائی
تجھے نور سے حور پیکر بنایا

ترا عاشق زار روز ازل سے
بنایا تجھے اور ستمگر بنایا

بھلا کیا جواب اسکا دیگا تو قاتل
اگر خون کا میں نے محضر بنایا

مری عقل حیران ہے بار الٰہا
طلسمات دنیا کو کیونکر بنایا

پڑی جان اُڑنے لگا میرے سینے
ردولی کا جو تو نے کبوتر بنایا

ہمہ وقت ممکن نہیں وصل دلبر
ہنسی کھیل کیا جان مضطر بنایا

وہ ہوں صاحب ظرف ہرگز نہ چھلکا
اگر خاک کا میری ساغر بنایا

خیال دہن نے کیا تنگ مجکو
کمر کے تصور نے لاغر بنایا

کھلائے سوز فرقت میں اس شمع رو کے
یہ حال اپنا کیوں رند جل کر بنایا

ساقیا پلوا تنگ ظرفوں کو چلو بھر شراب
میں ہوں دریا نوش کیا دیتا ہے اک ساغر شراب

فصل گل ہے کھنچ رہی ہے آجکل گھر گھر شراب
بادہ کش بدمستیاں کرتے ہیں پی پیکر شراب

ہے دعا مستوں کی یارب مثل ماہ و آفتاب
جام گردش میں پہر ہی کھایا کرے چکر شراب

بزم میں وہ ترک آیا میکشی کو ساقیا
خوب ہا تر سے خوب تر بہتر سے ہو بہتر شراب

ہوں وہ میکش محتسب ہوئیں تو پہلے حکم دوں
دودھ کے بدلے پلادے طفل کو مادر شراب

پھر بہار آئے الٰہی پھر شگفتہ ہو دیں گل
تاک کے سایہ میں انیڈیں مست پھر پیکر شراب

گر صفائے قلب چاہے میکشی کر اختیار
واسطے آئینۂ دل کے ہے روشنگر شراب

الفت چشمان میگوں بیخودی کیونکر نہ لائے
آدمی کو آپ سے کر دیتی ہے باہر شراب

شوق سے دامادی پیر مغاں کرتے قبول
خوبصورت سی اگر ہوتی کوئی دختر شراب

بوسۂ لبہائے میگوں ہوا گر مجکو نصیب
گور پہ ساقی کے بھجوا دوں گھڑے بھر بھر شراب

گر یہ نہیں چندے رہی افراط مے کی ساقیا
چاہیے بہتی پھرے میخانے کے باہر شراب

میکشی سے گرچہ زاہد کو ابھی انکار ہے
دیکھتا ہے سیر پیر رندوں کو پلوا کر شراب

غم غلط ہوتا ہے غمگیں کا سرور بادہ سے
خون دل پینا پڑے مجکو نہ ہووے گر شراب

دور دورہ جام مینا دور گردوں تک رہے
بادہ کش دیویں دعا ساقی کو پی پیکر شراب

کھل ہی جاتی ہے بناوٹ آدمی کی نشے میں
صاف دکھلا دیتی ہے انسان کا جوہر شراب

دیکھتا کیفیت رندے زمیں آئینے میں
جام میں جمشید کے پیتا جو اسکندر شراب

بیچتا ہے تو لکر پیر مغاں سونے کی تول
ہو گئی ہے دور میں اپنے تو آب زر شراب

ہے غنیمت فرصت بخت ایک دورہ اور ہو
ہے ابھی شیشے میں اے ساقی کئی ساغر شراب

حشر کے دن دیکھنا بدمستیاں مجھ رند کی
گور سے کہتا اٹھے یا ساقی کوثر شراب

ٹکڑے ہوتا ہے جگر سنکر نوائے عندلیب
ہو گئی سوہان جاں مجکو صدائے عندلیب

مول لیکر چھوڑ دے صیاد سے ہو گا ثواب
چند برگ گل ہیں اے گلچیں بہائے عندلیب

دوستوں کی دلبروں سے دوستی ممنوع ہے
گل سے کچھ مطلب نہ رکھیں آشنائے عندلیب

آ گئی الفت پہ گر باغ ہستی کی ہوا
چاہیے آغوش غنچے کا ہو جائے عندلیب

گل ہیں مثل خار آنکھوں میں مری گلبدن
تیر سے لگتے ہیں دل پر نالہائے عندلیب

حق صحبت تجھ پہ واجب ہے قفس تک لے کے جا
چند برگ گل اٹھا لیجا برائے عندلیب

مظلمہ خون کا عبث اٹھتا ہی اپنے ذمہ تو
چند برگ گل ہین گلچین خونبہائے عندلیب

جائے کیونکر باغ سے وہ قیدی زندان عشق
الفت گل ہوگئی زنجیر پائے عندلیب

وانہین کرتی ہی بے اذن اسکے غنچہ کو نسیم
اتنو گلشن مین مندھی بالے ہوائے عندلیب

باغ مین اے زند جا کر مین بھی گویا کی طرح
خندہ ہائے گل سنون یا نالہائے عندلیب

کس رشک ماہتاب کا جویا ہی آفتاب
چکر مین میری طرح جو رہتا ہے آفتاب

گرمی سے کس کے حسن کی دہلا ہی آفتاب
تھر تھر جو کانپتا ہی لرزتا ہے آفتاب

اسکے خرام ناز نے برپا کیا ہے حشر
دیکھون کدھر سے آج نکلتا ہے آفتاب

دیکھا ہے جب سے غیرت خورشید کو مرے
چنبر کی طرح رنگ بدلتا ہے آفتاب

شام شب وصال کے ہوتے ہی صبح تھی
گردونہ جانے مہ نکل آیا ہے آفتاب

زلفون سے اسکا روے منور عیان نہین
ابر سیہ کو چیر کے نکلا ہے آفتاب

خورشید ذرے کا بھی تفاوت صریح ہے
دریائے حسن یار کا چشمہ ہے آفتاب

روز فراق آٹھ پہر سے بھی بڑھ گیا
تو آج چال کونسی چلتا ہے آفتاب

مقدور ہے کرے اگر اس سے مقابلہ
آنکھین نہین ہین چہرے پہ اندھا ہے آفتاب

اسکی سی شوخیان کہان وہ گرمیان کہان
مانا یہ مین نے نور کا پتلا ہے آفتاب

نکلے چمک کے لاکھ وہ اے غیرت مسیح
پیش ضیائے حسن تو میلا ہے آفتاب

اسکے بھی دل مین بھڑکی ہی کیا آتش فراق
جلتا ہی میری طرح بھلستا ہے آفتاب

مین نے کہا کہ رات کو آؤ تو یون کہا
دیکھا ہی تو نے شب کو نکلتا ہے آفتاب

لٹکایا جائیگا چہ بابل مین ایک دن
زہرہ جبین پہ مرے مرتا ہے آفتاب

حاضر اگر ہی دن کو تو غائب ہی رات کو
غمزہ یہ کس جبین سے سیکھا ہے آفتاب

پابند نہین ہی تم مین کسی رشک ماہ کے
رومال رکھ کے ابر کا روتا ہے آفتاب

پیر مغان بھی عامل کامل سے کم نہین
شیشے مین جن کی طرح اتارا ہے آفتاب

پھرتا ہے یہ بھی یار کا رخ جسطرف کو ہو
سورج مکھی کا پھول کہون یا ہے آفتاب

داغ سفید چرخ ہی میری نظر مین زند
شبنم کی گو نگاہ مین رعنا ہے آفتاب

آج انکار نہ فرمائیے آپ
شب کی شب گھر مرے رہ جائیے آپ

جائیے گھر کو نہ گھبرائیے آپ
ہم نہ مر جائینگے بس جائیے آپ

کھول دو شوق سے بند انگیا کے
لپٹ کر ساتھ نہ شرمائیے آپ

آتے ہی کہتے ہو میں جاؤں گا
میں بھی آنے کا نہیں جائیے آپ

ڈھونڈھتے پھریے اگر لیکے چراغ
مجھ سا عاشق جو کہیں پائیے آپ

عمر بھر تو نہ قدم رنجہ کیا
آئیے اب تو نہ ترسائیے آپ

جان مشتاق لبوں پر آئی
کچھ وصیت ہو وہ سن جائیے آپ

دل سمجھتا نہیں مجھ سے ناصح
آپ سے سمجھے تو سمجھائیے آپ

سایہ ساں شوق میں افتاں خیزاں
ساتھ رہتا ہوں جدھر جائیے آپ

میں دکھاؤں جو جنوں کی ہے صفت
شان بیرحمی کی دکھلائیے آپ

ٹکڑے ٹکڑے میں گریباں کے کروں
پرزے پرزے مرے اڑوائیے آپ

شاد ہو روح اگر بعد فنا
شمع و گل گور پہ بھجوائیے آپ

جان صدقے کروں کیا مال ہے جان
کاٹ دوں سر کو جو فرمائیے آپ

منھ پہ منھ رکھا تو بولے کیا خوب
پہلے منھ اپنا تو بنوائیے آپ

غیر کٹنے لگیں بندہ جائے ہوا
مجھسے کل اگر الجھوائیے آپ

نام تک لوں نہ کبھی ہوں وہ بشر
اب اگر حور بھی بنجائیے آپ

ہاتھ سے رند کو کھوئے ہو عبث
کہیں ایسا نہ ہو پچھتائیے آپ

عاشق کہاں کے رند نہ کیجے غرور آپ
اُس جور سے خفا ہوئے کیوں بے قصور آپ

فرمائیں رند عشق میں ہیں کس کے چور آپ
دیوانہ پری ہیں کہ شیدائے حور آپ

جلوہ چمک چمک کے جو دکھلاتے ہیں یوں
کیا پھر جلایا چاہتے ہیں کوہ طور آپ

نوبت نہ معذرت کی ہوئی اس کریم سے
باعث ہوئے نجات کے میرے قصور آپ

کیا مجھ گناہ گار کی ایذا اٹھائیں گے
ہیں اپنے اپنے حال میں اہل قبور آپ

مسجود خاص و عام ہے دہلیز یار کی
جھکتا ہے واں ہو بیچ سے سر پر غرور آپ

محتاج عرض حال نہیں یار کی جناب
پہچان لیگا عالم ما فی الصدور آپ

لڑوا رہے ہیں شیخ و برہمن کو بیجہت
در پردہ کر رہے ہیں یہ سارے فتور آپ

آتش فشاں ہے برق تجلی قدیم سے
معلوم ہے جلا چکے ہیں کوہ طور آپ

تکلیف اب نہ کیجیے گا مہرباں من
تھم جائیگا تڑپ کے دل ناصبور آپ

کھینچے گا شوق کوچہ دلدار کی طرف
لیجائیگا بہشت میں سودائے حور آپ

گلشن میں گل سے کر رہی ہے شوخ چشمیاں
نرگس کو چلکے آنکھ دکھائیں حضور آپ

گذرا کرم سے مورد بیداد ہی سہی
ثابت کرونگا یار یہ اپنا قصور آپ

انسان خوبرو ہیں یہ ثابت ہوا ہمیں
رہتے نہ کیوں بہشت میں ہوتے جو حور آپ

معشوق کی کمی نہیں عاشق مزاج کو
بس بس زیادتی نہ کریں اب حضور آپ

رخشاں نہیں ہے روئے منور ہے مثل ماہ
انصاف تو یہ ہے کہ سراپا ہیں نور آپ

واقف نہیں خوشی سے بجز رنج ہجر میں
ساتھ اپنے لے گئے مرے دلکا سرور آپ

عاشق ہوں میں تو جذبۂ دل کھینچ لائے گا
دیکھوں تو کب تلک رہینگے دور دور آپ

نازاں ہوں رند اسکی کریمی کی شان پر
ہوتے ہیں شوق عفو میں مجھسے قصور آپ

نہ رہا جیسا تھا آگے گل رخسار کا روپ
چل دلا دیکھیں کسی اور طرحدار کا روپ

کون کہتا ہے کہ بگڑا مرے دلدار کا روپ
اب تلک تو وہی جوبن ہے وہی یار کا روپ

ہوں گے حیران صفا دیکھکے ہم زانو کی
دیکھنے دینگے نہ کوئی کمر یار کا روپ

عالم جنبش ابرو بھی دکھا دے اک دن
دیکھیں چلتے بھی قاتل تری تلوار کا روپ

چاندنی رات میں وہ رشک قمر آیا ہے
آج کچھ اور ہے ہم دردو دیوار کا روپ

چاندنی رات سے بہتر ہے سیاہی اسکی
کس کے گیسو سے مشابہ ہے شب تار کا روپ

آخرکار مسیحا نے دیا صاف جواب
ابتدا ہی سے برا تھا ترے بیمار کا روپ

گل ہیں پژمردہ تو ہر غنچہ گرفتہ دل ہے
آج بگڑا نظر آیا مجھے گلزار کا روپ

اسطرح روتے ہیں جسطرح سے برسے نیساں
آنکھیں دکھلا رہی ہیں ابر گہربار کا روپ

دن کو پوشاک ہے رنگیں تو شب کو ہے سفید
صبح کچھ شام ہے کچھ اس بت عیار کا روپ

کونسی خوبی ہے جو حسن بتاں کافر کے نہیں
چشم بد دور ذرا دیکھو مرے یار کا روپ

اے پری حسن ترا رونق ہندوستاں ہے
حسن یوسف ہے فقط مصر کے بازار کا روپ

گھر مین بیٹھا ہون مگر پیش نظر ہی ہر وقت
یاد ایام جو زندان مین گئے جاتے تھے
ہر گل تر نظر آنے لگے محبوب حسین
نگہ چشم منور سے بھی میلا ہو جائے
سرخ پوشاک پہنکر وہ نکلتا ہے مدام
عالم زلف بسا ہی جو ترے شانے پہ
یاد گیسو مین یہ رہتا ہی ہمارا عالم
پھر نظر اور کو دیکھا ہو تو اندھا ہو جاؤن
اک نظر دیکھ لیا جس نے وہ مشتاق ہوا
صبح مرجائیگا تا شام اگر نہ زندہ رہا
دل کا سینے مین وہی حال ہی اسے فرقت یار

کبھی اس بام کا عالم کبھی دیوار کا روپ
اپنو مردے سے مشابہ ہی تن زار کا روپ
چشم بلبل سے اگر دیکھیے گلزار کا روپ
کیا بیان کیجیے صفائے گل رخسار کا روپ
ایک ہی ترک فلک ورمے خونخوار کا روپ
دوش کافر پہ یہ ہوتا نہین زنار کا روپ
وقت پھانسی کے جو ہوتا ہی گنہگار کا روپ
جیسے آنکھون مین سمایا ہی مرے یار کا روپ
قدرت حق کا تماشا ہی مرے یار کا روپ
آج اچھا نہین عیسیٰ ترے بیمار کا روپ
جو قفس مین ہو کسی مرغ گرفتار کا روپ

شوق دیدار مین ہی ایک بعینہ اے زند
چشم تصویر کا اور دیدۂ بیدار کا روپ

کہتے ہین جس کو عرش بریں ہی وہ بام دوست
کٹتے ہین سیکڑون کے گلے گام گام پر
جاتا ہی جیسے خون شہیدان عشق کو
صحت مین جنکو شک ہی وہ ہین خود غلط ہنوز
ان روز دن بانکپن ہی زیادہ مزاج مین
ہی جی مین کو وہ طور پہ اک روز جا سیئے
سکہ بٹھایا اپنی محبت کا یار نے
عاشق جلو مین دوڑتے ہی دوڑتے مرے
وہ بے نشان ہی یہی اس کا نشان ہے
پیغامبر کو دخل نہین اس مقام مین
آتا ہی یار فاتحہ پڑھنے کو بیشتر
مارے خوشی کے منھ سے نکلتی نہین ہی بات

اعلیٰ ترین مرتبہ دیکھا مقام دوست
چلنے سے تیغ کے نہین کچھ کم خرام دوست
کاٹھی سے نکلی پڑتی ہی باہر حسام دوست
ہم وحی جانتے ہین سراسر کلام دوست
عرش بریں مین جھولتی ہے اب حسام دوست
مثل کلیم ہو جیے وان ہم کلام دوست
کندہ ہی مثل نقش نگین دل پہ نام دوست
ہرگز قدم رکا نہ کہین خوش خرام دوست
کہتے ہین اسم پاک جسے ہی وہ نام دوست
بیواسطہ پہونچتا ہی مجکو پیام دوست
لوح لحد ہی تختۂ مشق خرام دوست
شاید زبانی لایا ہی قاصد پیام دوست

وان تک گذار ہر کس و ناکس محال ہی
پر جلتے ہین ملک کے جہان ہی مقام دوست

رہتا ہی وہ خزانے مین پنہان مثال گنج
جو دل شکستہ ہی وہی دل ہی مقام دوست

بیٹھا کرے وہ شوخ جو کوٹھے پر آن کر
میلا سا روز رہنے لگے زیر بام دوست

اے رند مشک و عود کی کیا اُس کو احتیاج
رکھتی ہی بوے زلف معطر مشام دوست

گھر مرے آئیگا وہ لالہ عذار آجکی رات
چمن حسن کی لوٹون گا بہار آجکی رات

پھر نہ رہجاوے دلا کوئی تمنا باقی
صبح تک یار سے ہو بوس و کنار آجکی رات

باندھتے ہین دل بیتاب کے مضمون سبھی
کھیلنا ہی مجھے مچھلی کا شکار آجکی رات

اپنے گھر آئے کو ناراض کوئی کرتا ہے
خاطرین کرتے ہین اُس گل کی ہزار آجکی رات

صاف ہو جائیے دلمین نہ کدورت رکھیے
جھاڑیئے دامن خاطر سے غبار آجکی رات

مہربانی ہی مرے حال پہ سب دن سے سوا
کچھ بہت پاتا ہون مین شفقت یار آجکی رات

منفعل ماہ کو اے مہر لقا کرتا ہے
روے روشن سے ترے کرنے دو چار آجکی رات

کل تلک تو یہ چمک حسن کی اے ماہ نہ تھی
نور دیتے ہین ترے دونون عذار آجکی رات

حور وش ماہ نے فرمایا نزول اجلال
لیلۃ القدر سمجھ عاشق زار آجکی رات

دیکھنے لطف شب ماہ وہ گل آیا ہے
چاندنی باغ کی دیتی ہی بہار آجکی رات

جی کی جی ہی مین رہی وصل مین بھی حسرت دل
سو رہا آکے سر شام سے یار آجکی رات

بچگیا تیرے تصور مین مرے رشک مسیح
مر گیا ہوتا ترا عاشق زار آجکی رات

خرمن برق نظر آئیگا گل خاکستر
ہوگئی آہ اگر صاعقہ بار آجکی رات

تپ فرقت کے حرارون سے نہ ہونگے ظاہر
جان لیویگا ہماری یہ بخار آجکی رات

نہین پہلو مین جو وہ غیرت گل رشک چمن
ہر سر مو ہی بدن پر مرے خار آجکی رات

نہ رہا حیلہ گلگشت چمن کرکے گیا
دے گیا داغ مجھے لالہ عذار آجکی رات

دل تو آگے ہی کیا پیشکش یار اے رند
جان کر اسکے قدم پر تو نثار آجکی رات

نالہ ہونے لگا افلاک کے پار آجکی رات
ضبط مجھسے نہ ہوا آخر کار آجکی رات

شب فرقت کی مصیبت کو گوارا کر لے
کاٹ دے نالے ہی کرکے دل زار آجکی رات

ہوش آتا ہی سیاہی سے شب فرقت کی
تا دم صبح تری یاد مین اے رشک مسیح
کل جگا لیجیو شب وصل مین اس ماہ کے ساتھ
شب آیندہ پہ موقوف ہوا وعدۂ وصل
بہہ گیا دل تو لہو ہو کے شب ہجر مین کل
شب تاریک جدائی ہی فقط اور رہہم مین
خواب غفلت مین کبھی اے یار رہا تیرا خیال
مغتنم جان اگر خیر سے گذرے شب ہجر
یار دامن کو چھڑا ہاتھ سے گھر آئیگا
رہ نہ زدم ناک مین کرتی ہی بلائے شب ہجر
اے جنون مشغلۂ عالم تنہائی سے
جو یہی تار ہی رونیکا تو اے چشم سُنا

گور تاریک سے ہی تیرہ و تار آ جکی رات
شق ہیار کرا یا دل زار آ جکی رات
سونے دے اور دل بے صبر قرار آ جکی رات
دیکھیے کٹتی ہی کیونکر دل زار آ جکی رات
تو بھی جا چک کہین اے جان نزار آ جکی رات
کوئی مونس ہی نہ غمخوار نہ یار آ جکی رات
نیند مین تجکو پکارا کئی بار آ جکی رات
تجھپہ بھاری ہی بہت اے دل زار آ جکی رات
مین بھی رکھون گا گریبان مین تار آ جکی رات
کھینچتا ہی مجھے گرد اپنے حصار آ جکی رات
گن ہمارے تو گریبان کے تار آ جکی رات
ہاتھ سے جائیگا سر رشتہ کار آ جکی رات

دل جگر آتش فرقت نے جلائے اے رند
شام سے نالے کے اُڑتے ہین شرار آ جکی رات

کیا کہیے کاٹی ہجر مین کیونکر تمام رات
نیند آئی تم بغیر نہ دم بھر تمام رات
اندھیر تھا نظر مین جہان تار تیرہ تھا
دیکھا فلک پہ عقد ثریا جو شام کو
شب کاٹتے ہین ہم قلق و اضطراب مین
لیٹا ہون تجھ بغیر جو پھولون کی سیج پر
سویا جو یاد قد مین تمہارے تو خواب مین
لے لے کے کروٹین بھی مری جان صبح کی
رہتی ہی جان تجھ مین مری جان صبح تک
تا صبح مجھکو روز جگاتا ہے شام سے
اے جان یاد ابروے خمدار مین تری

گذری جو کچھ گذر گئی مجھپر تمام رات
تارے گنا کیا ہون مین دلبر تمام رات
کس جا رہا تو ماہ منور تمام رات
بھولا نہ تیرے کان کا گوہر تمام رات
سوتے ہین آپ چین سے کیونکر تمام رات
لوٹا کیا ہون کانٹون کے اوپر تمام رات
دیکھا کیا مین سرو صنوبر تمام رات
ڈھونڈھا کیا تمھین دل مضطر تمام رات
مر مر کے کاٹتا ہون مین دلبر تمام رات
سونا ترا پری رو لپٹ کر تمام رات
رگڑا کیا گلے پہ مین خنجر تمام رات

مژگان تمہاری شام سے جو یاد آگئیں
دل میں چبھا کئے مرے نشتر تمام رات

سودا کہاں کا تیرے تصور میں اے پری
آتش کا شعر پڑھتا ہوں اکثر تمام رات

مشتاق کل بھی وصل سے محروم رہ گیا
غائب رہا کہاں تو ستمگر تمام رات

شب باش آج تو مرے گھر ہو کہ ہم مگر
رویا نہیں ہوں کل سے میں دن بھر تمام رات

ہو جاؤ آ کے سینہ بہ سینہ کہاں تلک
پھڑکا کیے مرا دل مضطر تمام رات

دل ڈھونڈھتا ہے تمکو مری خو بگڑ گئی
دو چار بار سوئے جو آ کر تمام رات

ناتو یہ عرض رند کی ہو آج اسکے پاس
پھر نہوا تو بس رہے بیٹھ تمام رات

سجے متروک ہیں رائج ہوئے زنار بہت
ایک بت کے لیے کافر ہوئے دیندار بہت

کشتنی سیکڑوں زندان کے سزاوار بہت
عشقبازی جو خطا ہے تو گنہگار بہت

دیکھکر تابش خورشید قیامت اے ماہ
یاد دے گا ترا سایۂ دیوار بہت

کردیا اپنے تن زار کو موئے باریک
نکرو کہتے تھے فکر کمر یار بہت

آج بیکار ہے آنا ترا اے عزرائیل
جان لینے کو ہے فرقت کی شب تار بہت

نہ لگی صبح تلک اسکی زبان تالو سے
کل سے بھی آج گرا باد دل بیمار بہت

نہیں ہوتا رخ رنگین کا نظارہ نہ سہی
دل لگی کے لئے گل سیکڑوں گلزار بہت

جھانکنا کیا کسی عاشق کا ہوا مد نظر
تاکتے پھرتے ہو کچھ روزن دیوار بہت

نظر آئے مرض عشق کے آثار برے
طول کھینچیگا مسیحا مرا آزار بہت

کفنی تو نہ پہنوائے کہیں شنگرفی
خوش تو آئی تری رنگینی گفتار بہت

ناتوانی نے بنایا ہے زمیں اے رند مجھے
میرے دب جانے کو ہے سایۂ دیوار بہت

مژدہ وصل کسی روز تو کہلا بھیجو
پی چکا خون جگر ہجر میں اے یار بہت

محفل غیر ہے پہلو سے سرک کر بیٹھو
غلبہ شوق کا ہوتا ہے مجھے یار بہت

پرورش مد نظر اسکے ہے کس کس کی
جیسے پھرتے ہیں مصیبت کے گرفتار بہت

ہوں میں بازار جہاں میں وہ متاع کاسد
مسترد کر گئے لے لے کے خریدار بہت

مختصر ہے دل ادر گذر اب جانے دے
طول ہو جائیگا کیوں کرتا ہے تکرار بہت

سر بازار کوئی آنے تو دو یوسف وش
بانکے پھرتے ہیں زر انداز خریدار بہت

سیکڑون یار ملین گے جو وفادار ہین ہم
ہان ہی اچھا ہمارا تو خریدار بہت

عشق کچھ آپ پہ موقوف نہین خوش رہیے
ایک سے ایک زمانے مین طرحدار بہت

طرف غیر سے پھیرو رخ و ابرو کو ادھر
ایک جانب کو کساتے نہین تلوار بہت

خوب سا دیکھ لے جی بھر کے چمن کو بلبل
یاد آئیگا قفس مین تجھے گلزار بہت

دو واسطے عشق چڑھائی ہی جفاکارون کی
تن تنہا ہی دل زار ستمگار بہت

چشم خواہش سے زلیخا کی طرف جب دیکھا
نظر آنے لگے یوسف سر بازار بہت

نہ کیا فائدہ پرہیز دوا سے اے تند
تم تو آگے سے بھی کچھ ہو گئے بیمار بہت

کرنا نہ یار حور شمائل سے دل اچاٹ
وقت پھر گی ہوویگا مشکل سے دل اچاٹ

ہوویگا غم غلط ترا موج و حباب سے
دریا مین کود پڑ جو ہو ساحل سے دل اچاٹ

آزاد ہو کے لطف اسیری کریگا یاد
دیوانے کر نہ طوق و سلاسل سے دل اچاٹ

چلتا نہین وہ حلق پہ کرتا نہین یہ ذبح
خنجر سے دل ودا ہی ہی قاتل سے دل اچاٹ

اے آسمان کیا مری مٹی یہین کی ہے
ہوتا نہین جو کوچۂ قاتل سے دل اچاٹ

مشفق یہ بے سبب نہین بے اعتنائیان
شاید ہوا ہی عاشق بیدل سے دل اچاٹ

ہو جائے اتفاق اگر حسن و عشق مین
ہوئے پتنگ شمع کا محفل سے دل اچاٹ

وحشت کشان کشان مجھے لائی تھی باغ مین
یان بھی ہوا اتفاق عنادل سے دل اچاٹ

یاد آرہا ہی چاند سا مکھڑا کسی کا ہائے
ہوتا ہی صورت مہ کامل سے دل اچاٹ

نامحرمان عشق سے کیونکر کہون یہ حال
جب آگیا تو ہوتا ہی مشکل سے دل اچاٹ

برگشتہ وہ مژہ دل مجروح سے ہوئی
ہی سوزن مسیح کا گھائل سے دل اچاٹ

فانوس سے نہ شمع کو باہر نکالیے
خلوت نشین کا ہوویگا محفل سے دل اچاٹ

موقع یہی ہی تند بہر کیف کیجیے
عشق بتان حور شمائل سے دل اچاٹ

جاتا ہی ہر قدم دم قیس حزین الٹ
پردہ شتاب لیلی محمل نشین الٹ

یون یکبیک نقاب کو رخ سے نہین الٹ
وحشت یہ ہی نہ جائے مرا دم کہین الٹ

در پہ سے آکے میرا مسیحا جو پھر گیا
آنکھیں گئین دم نفس واپسین الٹ

ماہ چہاردہ شب یلدا میں ہو عیاں
بالوں کو اپنے چہرے سے اے مہ جبین الٹ

اقرار وصل کرکے اب انکار ہی عبث
منکر نہ ہو زبان نہ اے نازنین الٹ

مار سیاہ زلف سے اے دل پناہ مانگ
یہ سانپ تجکو ڈس کے نہ جائے کہین الٹ

مانند لالہ داغ نہ لگجائے اے نسیم
پانون کیطرح برگ گل یاسمین الٹ

تیغ نگاہ ناز چلاے عاشقو چلی
تم دیکھنا صفین کی صفین اس نے دین الٹ

بد مستیون سے رات کو اس بادہ نوش کی
شیشے کہین لنڈھے گئے ساغر کہین الٹ

ہو کر دو چار چشم فسون ساز سے مری
گر سحر سامری ہو تو جائے وہین الٹ

نکلی جو جان حسرت دیدار یار مین
آنکھون کی پتلیان دم آخر گئین الٹ

برگشتہ یار ہو گیا مجھ راست باز سے
قسمت کسی کی جائے نہ یون ہمنشین الٹ

بسمل تڑپ کے خون کے چھینٹے اوڑا چکے
دامن سمیٹ اپنا کر اب آستین الٹ

وہ خواب ناز مین ہی چل آہستہ اے نسیم
آنچل نہ رخ سے یار سے جائے کہین الٹ

معدوم ہو وے نام و نشان شاعری کا رند
طبقہ زمین شعر کا جاوے کہین الٹ

جستجوے شاہد مقصود ہی اے دل عبث
توڑ کر جان کو نکر تو سعی لاحاصل عبث

تیغ ابرو کے اشارے مین ہی کام اپنا تمام
تیز کرتا ہی چھری میرے لئے قاتل عبث

دسترس جب دامن قاتل تلک ممکن نہین
ہاتھ پاؤن مارتا ہی خون مین اے بسمل عبث

ایسے جینے سے تو میرا ڈوب مرنا خوب تھا
دے رہی ہی مجکو غوطے حسرت ساحل عبث

اُسکے کشتون مین نہین کرتا مجھے کوئی شمار
خون لگا کر مین شہیدون مین ہوا شامل عبث

حسن دو روزہ پہ ناحق ہی یہ صنا حبیب کو غرور
اسقدر ہی نشہ معجون آب و گل عبث

منتخب کردہ نہین ہی حسن کی دیوان گی
کیون بنا یا بیت ابرو کے برابر تل عبث

مرتبہ ایک جان و قالب ہی دادرست مجھے
میرے اُسکے بیچ مین ہی اب دوئی حائل عبث

آسمان پا مالیے دل سے مرے کیا آیا ہاتھ
اس وہ ویران پہ پہونچی دوراے عامل عبث

ہاتھ دھوے جان سے بیٹھے ہین کوچے مین ترے
آستینون کو چڑھا کر پھرتا ہی قاتل عبث

زہر ہی کھانا پڑا آخر فراق یار مین
سبزہ رنگون پہ ہوئے اے رند تم مائل عبث

دو دن سے منہ بنائے ہو غنچہ دہن عبث / پھولا ہوا ہی مجھ سے وہ رشک چمن عبث

تکلیف باغ دیتی ہی بے گلبدن عبث / لہرا رہی ہی مجکو ہوائے چمن عبث

بیکار رکھ زبان نہ وصف جمال سے / پیدا کیے نہین لب دکام و دہن عبث

مہمان چند روزہ ہون پا در رکاب ہون / کرتے ہین مجھ سے کاوشیں اہل وطن عبث

رکھدین لحد مین لاش تردد فضول ہے / دیتے ہین مجھ شہید کو غسل و کفن عبث

رکھلا دنگا اے جنون مین ابھی چیر پھاڑ کے / کرتا ہی مجکو تنگ مرا پیرہن عبث

عریان رہون گا لینگے فرشتے تبرّکا / لکھتے ہین خاک پاک سے میرا کفن عبث

رنگ سفید کو ہوئی دل سے صفا کہان / دعوی ہی روئے یار سے اے یاسمن عبث

اک دن نفاق ہوئیگا باہم یقین ہے / ہی اسقدر موافقت روح و تن عبث

تشبیہ اُسکے قد سے نہ دینی تھی شاعر و / پھنکے گئے اُکھاڑ کے سرو چمن عبث

دعوی ہو جس کو آپ سے بل اُس سے کیجیے / ہی مجھ نحیف و زار سے یہ بانکپن عبث

ہون بدنصیب مرکے بھی مٹی نہ پاؤن گا / میرا امیدوار ہے تو گورکن عبث

شیرین کے دلپہ نقش محبت نہ ہو سکا / ساری مشقتین تھین تری کوہکن عبث

تاثیر دار ایک سے نالہ سُنا نہین / کرتے ہین یاوہ گوئیان مرغ چمن عبث

ٹیڑھی ہی راست بازون سے ناحق تری قرہ / بل کر رہی ہی زلف شکن در شکن عبث

پائین مقام دوست جو باہر ہون آپ سے / کعبے مین شیخ دیر مین یان برہمن عبث

دیوانہ یہ بھی کیا کسی غنچہ دہن کا ہے / گل چاک چاک کرتا ہین پیرہن عبث

خود کاٹ کر گلا ہمین مرنا تھا اے اجل / میلا کیا دھرے دھرے اپنا کفن عبث

نقصان جان ہی رند جو دو غم بہم ہوئے / کرتے ہو رنج ہجر مین فکر سخن عبث

ماہر دلبر ہوا ہی آن کر ہمخانہ آج / غیرت برج قمر میرا بنا کاشانہ آج

ہی منور شمع روئے یار سے کاشانہ آج / پر جلین آئے اگر اس بزم مین پروانہ آج

سب سے پہلے دوڑ کر مین نے گلا کٹوا دیا / کام آئی آخر اپنی ہمت مردانہ آج

نرخ بڑھ جائے کہ گھٹ جائے مجھے مطلب نہین / مین دیے رکھتا ہون جنس حسن کا بیعانہ آج

تیرے دیوانون کے دم کی ہی یہ رونق اے پری / شہر سے آباد آتا ہی نظر ویرانہ آج

پاس قاتل تا کجا اے کشتۂ تیغ ادا
ڈالدے اُسکی کمر مین ہاتھ بیباکانہ آج

اب نہین روکے سے رکتا وہ کسی اے پری
طوق زنجیرین توڑا تا ہی ترا دیوانہ آج

ہاتھ آوے مال و زر سے یار کچھ یوسف نہین
قیمت کو نہین ہی اس شوخ کا بیعانہ آج

آرہی ہی قلقل مینا سے حق حق کی صدا
وہ بت کافر ہوا ہی ساقی میخانہ آج

یار گھر آیا ہی دخل غیر ہونا ہے محال
شمع تک آنے نہین پاتی کہان پروانہ آج

پاس تھا جب تک وہ رشک حور تھا قصر بہشت
قید خانہ ہو گیا اُس بن مرا کاشانہ آج

مژدہ باد اے ہمصفیران چمن آئی بہار
لیچلے سوئے قفس ہمکو تو آب و دانہ آج

وادی ایمن کا جلوہ دیکھتا ہون گھر مین
کیا وہ بُت آیا ہی یان اے شیخ بتخانہ آج

بعد مدت سیر کو آئے تھے زندان کیطرف
بنگئے جن لپٹا پریزادون کو مین دیوانہ آج

شمع رو دلدار سے کہتا ہی مجکو سوز دل
تخلیہ ہی کہدو باہر ہی رہے پروانہ آج

کس کا یہ رتبہ ہی اے ساقی زہے میرے نصیب
آپ بھر کر یار نے مجکو دیا پیمانہ آج

وہ صنم آیا مرے گھر بے بلائے آپ سے
رکعتین دو پڑھکے کیجے سجدۂ شکرانہ آج

اے پری کٹوادین شاید تونے اُسکی بیڑیان
غل نہین کرتا ہی زندان مین ترا دیوانہ آج

رشک آیا عندلیبان چمن کو مجھ پہ رند
باغ مین لپٹا جو مین اُس گل سے گستاخانہ آج

یاد اُس زلف کی جی کے لیئے جنجال ہی آج
کیا بیان کیجیے احوال برا حال ہی آج

حسن کا عشق کے بازار مین بھی کال ہی آج
ہندو کا نین مین معشوقون کی ہڑتال ہی آج

حسرت بوسہ مین عشاق لہو روئین نہ کیون
ملکے چہرے پہ گلال آئے ہین منھ لال ہی آج

صاف منقارون سے کرتے ہین گرفتار قفس
قید سے چھوٹتے ہین فکر پر و بال ہی آج

دولت اشک سے ہین جیب مین دریا موجود
دامن ابر بہاری مرا رومال ہے آج

مژۂ تیز ترے دل مین مرے چبھتے ہین
جسم پر نشتر فصاد مرا اک بال ہے آج

کس کو معلوم ہی احوال کہ کل کیا ہوگا
تجکو نادان عبث فکر مہ و سال ہی آج

دھوم ہی چار طرف یار کی آرائش کی
شور پازیب ہی آوازۂ خلخال ہی آج

ہجر دلدار مین بھی وصل کا حاصل ہی لطف
ہر گھڑی پیش نظر یار کی تمثال ہی آج

پھول سے ہونٹون مین لیکر جو پیا ہی حقہ
غنچۂ گل سے معطر تری منقال ہی آج

گنج بخشی ترے عاشق کو نہین ہے منظور سلطنت پاس ہو قارون کی تو کیا مال ہے آج
رمضان ہو چکا ایام تقدس گذرے مژدہ اے بادہ کشان غرۂ شوال ہے آج
خود بخود دل مرا افسردہ ہوا جاتا ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا مرا کیا حال ہے آج
رنگ زرد اور لب خشک جو دیکھے میرے خود بھی فرماتے ہین ہنسکر ترا کیا حال ہے آج
پھر وہی دل کا قلق ہے وہی بیتابی ہے رات کو حال جو گذرا تھا وہی حال ہے آج
رشک عیسے مرا پوچھے تو یہ کہنا قاصد آپکی جان سے دور اُس کا بُرا حال ہے آج
واہ ری طالع برگشتہ زہے خوبی بخت قرعۂ نیک بھی میرے لئے بدفال ہے آج
وقت فرصت کو نہ افسوس غنیمت جانا کل جسے سہل سمجھتے تھے وہ اشکال ہے آج
وجد صوفی کو رہا یاد نہ قوال کو قول حال باقی ہے کسی بزم مین نا قال ہے آج
مشک و عنبر کی دہن سے مرے بو آئیگی کل شام سے ورد زبان ذکر خط و خال ہے آج
آج تو مین بھی مشرف ہون ہم آغوشی سے روز نوروز ہے اے ماہ نیا سال ہے آج
گور تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے دست و پا کانپتے ہین پرسش اعمال ہے آج
آمد آمد ہے نکیرین کی ہوتا ہے عذاب روح تھراتی ہے وحشت سے عجب حال ہے آج
مین تڑپتا ہون لرزتی ہے زمین کہتی ہے خلق زلزلہ آیا زمین ہلتی ہے بھونچال ہے آج

رند کھلجاتا ہے یان کھوٹے کھرے کا پردہ
لکھنؤ اہل ہنر کے لیے ٹکسال ہے آج

شال مار کھاتا ہے سدا پیچ کسی کاکل کا سنبل پر پڑا پیچ
مین کہتا ہون دل ناداں نہ کھا پیچ کریگی اک نہ اک زلف دوتا پیچ
خم گیسو کا اب تو پڑ گیا پیچ دل بیتاب کھا کر گر پڑا پیچ
کھلا جاتا ہے جو معباف کا پیچ تری چوٹی کا کیا ڈھیلا ہوا پیچ
عیان ہے درد دل ہر آہ کے ساتھ کوئی پوچھے کہ قلیان پر ہے کیا پیچ
مری جان دیکھے بل نہ لقین جو باندھین سبب کیا ہے نہ کچھ مجھ پر کھلا پیچ
بگولے کی طرح سے دے کے چکر کسے گی خاک سے باد صبا پیچ
کمند عشق مین گھبرا نہ اے دل پڑا ہے اس طرح کا بارہا پیچ
مین دیوانہ ہوا ہون جب سے دیکھا پہر پڑا تو دن کے سر کا دلربا پیچ

نکل آئی پری ساقی نے جسدم / نکالا کاگ شیشے کا لگا پیچ
نہ ٹھیرین دست و پا کیون تاگ کیطرح / خمار مے کا ساقی ہی بڑا پیچ
وہ چھچھورا پہلوان خم جس نے مارا / ہوا چت عشق کا جس پر بندھا پیچ
لپیٹے گا کسے باندھے گا کس کو / تری دستار کا یہ لٹپٹا پیچ
سکھا دی جو کولون تک گئی ہے / کمر کو یار کی زلف رسا پیچ
بہت سی فکر کی آنکھون کو کبر نیند / نہ کچھ وابستگی کا پھر کھلا پیچ
کھلی رہتی نہین کیون زلفون کو بھلا / سبب کیا ہی نہ کچھ مجھپر کھلا پیچ
تعشق کا کہون مین ماجرا کیا / ہوا جو کچھ ہوا اب تو پڑا پیچ
نہین چھٹتا کبھی الفت کا مارا / محبت کا بھی ہوتا ہی بڑا پیچ
ہوا بیفائدہ نقصان جان کا / دل نادان دیا تونے بڑا پیچ
مجھے دم دیکے ٹالا کرکے اقرار / نہ آیا پھر نہ آیا کر گیا پیچ
پڑی پھر عشق کی پھانسی گلے مین / بچے تھے کس مصیبت سے پھٹا پیچ

چھری کی طرح سے رکتے نہین رند / نگہ نے اسکی سیکھا بانک کا پیچ

نازِ کافر نہ اٹھا منت دیندار نہ کھینچ / صدمۂ کشمکش سبحہ و زنار نہ کھینچ
سبزۂ خط مین دکھا کر گل رخسار نہ کھینچ / پھول کیواسطے کانٹون مین مجھے یار نہ کھینچ
چین بہ ابرو نہو ہر بات مین تیوری نہ چڑھا / راست بازی سے کبھی چھوڑ دے تلوار نہ کھینچ
دم نکل جائے گا چھاتی تری پھٹ جاویگی / نالے دل توڑ کے یون مرغ گرفتار نہ کھینچ
شب گئی آئے نسیم سحری کے جھونکے / منت خواب اب اے دیدۂ بیدار نہ کھینچ
مرض الموت محبت ہی نہ ہوگا جان بر / رنج بیہودہ عبث اے مرے غمخوار نہ کھینچ
روز محشر کی طوالت کو نہ کر شرمندہ / اسقدر طول تو فرقت کی شب تار نہ کھینچ
خون ہوے جاتے ہین عشاق کے دل سینے مین / ناز سے پاے حنائی دم رفتار نہ کھینچ
عشق مژگان مین ہوا ہی تو اگر دشت نورد / پاؤن کیا دلمین چبھے خار تو زنہار نہ کھینچ
عشق ابروے بتان کا نہ ارادہ کرنا / نہ کھنچے گی یہ کمان تجھسے دل زار نہ کھینچ
زندگی تلخ نہ کر اپنے پرستار دن کی / دن بہت زیست کے اے ہجر کے بیمار نہ کھینچ

ہو نہ تو وہم و گمان شعرا سے غائب
مجکو تو سوئے عدم او کمر یار نہ کھینچ

کلمۂ حق ہی اگر قد کو ترے سرو کہا
راست گو ہون مجھے سولی پہ جفاکار نہ کھینچ

سر نہ سرکا تو جو دم بھرتا ہی جان بازیکا
سانس بھی بلکہ تہ خنجر خونخوار نہ کھینچ

لائے رو تجکو کہا نشہ مین تقصیر ہوئی
داغ دے میری زبان پوست جفاکار نہ کھینچ

خط نکل آئے تو رکھنا رخ گلگون پہ نقاب
چند روز اور تماشا باغ کی دیوار نہ کھینچ

کر سکے گا نہ کسی طرح سے تو ہمچشمی
خجلت ان آنکھون سے اے ابر گہربار نہ کھینچ

رشک آتا ہی نہ ہو خاک کسی عاشق کی
عطر مٹی کا مرے سامنے دلدار نہ کھینچ

باعث گرمی بازار ہین کر پاس ان کا
چاہنے والون سے دور آپکو اے یار نہ کھینچ

تپ فرقت کی حرارت یہ نہین کم ہو گی
سرد آہین متواتر دل بیمار نہ کھینچ

ہو نہ ہر مرتبہ دلبر سے کشیدہ اے رند
رشتۂ خام محبت ہی یہ ہر بار نہ کھینچ

نام آخر ترے بیمار کا ہی تا دم صبح
اول شام نکل جائیگا دم یا دم صبح

عالم نور کے نظارہ کی حسرت ہی رہی
طالع خفتہ نے اکدن نہ جگایا دم صبح

قبلہ رو ہاتھ اٹھا مانگ دعائے شب وصل
کرتے ہین باب اجابت کو ملک وا دم صبح

رات بھر کلبۂ احزان مین جو رویا شب ہجر
موج زن صحن مین تھا اشک کا دریا دم صبح

منتظر آنیکا تھا تیرے جو اے وعدہ خلاف
تاکتی در کی طرف شام سے تھی تا دم صبح

بوسہ کے دینے پہ تکرار رہی ساری رات
ہو گیا بارے مرے یار کے پرچھا دم صبح

سو رہا نشہ کے عالم مین جو شبکو مرے ساتھ
بدگمان میری طرف سے ہوا کیا کیا دم صبح

نالۂ شب نے کیا سارا جہان زیر و زبر
ایک عالم نظر آیا تہ و بالا دم صبح

اے نسیم سحری خواب سے بیدار نہ کر
بدمزاجی کا نہ ہو اس کو بہانا دم صبح

مغتنم جان شب وصل شرابین پی لے
پھر نہ ساقی ہی نہ ساغر ہی نہ مینا دم صبح

یار کے کان کا یاد آیا جو جھمکا مجھے رند
چرخ پر دیکھا اگر عقد ثریا دم صبح

زندگی کر دیگا ہجران سے دل ناکام تلخ
عشق کا آغاز شیرین ہی مگر انجام تلخ

بیٹھی آنکھون سے نہ دیکھا ایکدن دلدار نے
کر دیے شوریدہ بختی نے مرے بادام تلخ

وصل میں جو سے جو تھے بہائے شیرین یار کے
کردیے صفراے فرقت نے وہاں وہ کام تلخ

ہوش میں آئیں سمجھا ہی تو یاں شربت کا گھونٹ
کیا سمجھکر ہر گھڑی ہوتا ہی او خود کام تلخ

خار خار میکشی سے کر رکھا ہے بیقرار
خواب و خور ہی تجھ بغیر اے ساقی گلفام تلخ

ذائقہ تبدیل ہو نعمت کا وہ بدبخت ہوں
شہد ہو تو کردے منہ میں شامت ایام تلخ

کھائینگے سب شوق سے دے گا یاں ہو کر ترش
رشک شیرین کونسی ہوگی تری دشنام تلخ

منہ بنائے نامہ بر آیا ہی یارب خیر ہو
کچھ نہ کچھ بھیجا زبانی یار نے پیغام تلخ

نیت صحت سے پیوے گر مریض چشم یار
ہووے افیون سے زیادہ شیرۂ بادام تلخ

شب کو سوویں دنکو کھاویں کچھ جو ہو دلکو قرار
ہو گئے ہیں ہجر میں خواب و خور و آرام تلخ

طاق پر رکھدے یہ شیشہ اور لا ساقی شراب
ایک تو شیرین پلا سکے پی چکا ہوں جام تلخ

پھیر دے سب پر چھری کہدو کوئی صیاد سے
زیست ہی ہم تو گرفتار دل کو زیر دام تلخ

مار ڈالا تو نے شیرین بے گنہ فرہاد کو
بھیجا کیوں اُس عاشق جانباز کو پیغام تلخ

دور ہی وہ شکرین لب کسطرح گذرے نہ رند تمام
ماہ تلخ و سال تلخ و صبح تلخ و شام تلخ

ساقی نہیں شیشے میں مے ہوشربا بند
مینا میں کیا خضر نے یہ آب بقا بند

کرتے نہیں دست کرم ارباب سخا بند
کیوں رکھیں در فیض کو مردان خدا بند

ناخواندہ خط شوق کیا مسترد اُس نے
نامے ہی میں مطلب ہرے نامے کا رہا بند

نکلے نہ کبھی درد جگر سے یہ دیا آہ
بھرتا ہی دھوان گھر میں جو ہوتی ہی ہوا بند

غل کرتے ہیں زندانیں یہ جب ہوتے ہیں باہم
ہی حکم کہ دیوانے ہوں ایک ایک جدا بند

بیہوشی مے میں بھی نہ مطلب ہوا حاصل
نشہ میں بھی شلوار کا اُس سے نہ کھلا بند

تنہائی کی شب میں یہ رہا مشغلہ تا صبح
کھولا کبھی در کو کبھی پھر اُٹھ کے کیا بند

دل چاہے اگر وصل کسی اور کا اُس بن
ہو جائے الٰہی مرا ایک ایک جدا بند

مطلق نہیں تخفیف جنون بلکہ فزون ہی
آگے سے بھی دیوانے پہ ہی تیرے سوا بند

آنکھوں کے لڑانے کی نکالو کوئی راہ اور
روزن ہوئے دیوار کے اے حور لقا بند

لینی ہی خبر اُسکی تو لے رشک مسیحا
بیمار پہ ہی تیرے غذا بند دوا بند

آپہونچی خزان فصل گل آخر ہوئی تو بھی
منقار کرا سے بلبل بے برگ و نوا بند

عارض پہ نمایاں ہوا خط منڈ گئے گیسو
آزاد ہوئے سلسلۂ زلف سے پابند

پڑھنا اُسے بھی نامۂ شوقیہ کو پڑھکر
ملفوف ہی حال شب فرقت کا جدا بند

یاد آئے شب ہجر جو وہ گیسوئے پر پیچ
پھانسی سی پڑی حلق مین دم ہونے لگا بند

ہین حسن کے عاشق کوئی محبوب حسین ہو
رہتے نہین ہم ایک طرحدار کے پابند

مہندی نہ کھلی جب تلک آئی نہ اُسے نیند
مشاطہ نے کیا کھینچ کے باندھے تھے حنا بند

یوسف کے نہ کٹ جائین کہین ہاتھ چھُری سے
ہوتے ہین نقاب رخ دلدار کے دابند

باتین سُنی جاتی نہین ہر ناکس و کس کی
ہو جائین الٰہی میرے گوش شنوا بند

کر خاطر محزون کو ہماری بھی شگفتہ
اک عمر سے ہی غنچۂ دل باد صبا بند

پھیلاتے نہین دست سوال آگے کسی کے
مٹھی کو سدا رکھتے ہین تیرے فقرا بند

خواہان ہی یہ عاجز تری ہمت کا مددگار
مطالب مرا کب تک رہے اے عقدہ کشا بند

وقت طلبی کرنے لگا ہی دم جولان
ہی توسن فکر اپنا کئی سال سے جا بند

بلبل ہوا خاموش مرے زمزمے سُنکر
طوطی کا مرے ناطقے سے نطق ہوا بند

موقوف ہوئے نالۂ دل گور مین لے رند
منزل پہ پہونچکر ہوئی آواز درا بند

کھُلی ہی کنج قفس مین مری زبان صیاد
مین ماجرائے چمن کیا کرون بیان صیاد

دکھائیگا نہ اگر سیر بوستان صیاد
پھڑک پھڑک کے قفس ہی مین دونگا جان صیاد

جہان گیا مین گیا لیکے دام وان صیاد
پھرا تلاش مین میری کہان کہان صیاد

دکھایا کنج قفس مجکو آب و دانہ نے
وگرنہ دام کہان مین کہان کہان صیاد

اُجاڑا موسم گل ہی مین آشیان میرا
الٰہی ٹوٹ پڑے تجھپہ آسمان صیاد

مین کھینچون دام مین بلبل تو آشیانہ جلا
بہم یہ مشورہ کرتے ہین باغبان صیاد

عجیب قصہ ہی دلچسپ اک حکایت ہی
سُناؤنگا گل و بلبل کی داستان صیاد

نہ گل کھلینگے نہ چہکارے گا کوئی بلبل
بہار باغ کو ہونے تو دے خزان صیاد

ہمارے زندہ گھسیٹیگا دام مین شاید
بجائے دانہ بچھاتا ہی استخوان صیاد

خبر نہین کسے کہتے ہین گل چمن کیسا
قفس کو جانتے ہین ہم تو آشیان صیاد

اُداس دیکھکے مجکو چمن دکھاتا ہے
کئی برس مین ہوا ہے مزاج دان صیاد

رہے نہ قابل پرواز بال و پر میرے
قفس سے اُڑکے مین اب جاؤنگا کہان صیاد

قفس کو شام سے لٹکا کے فرش خواب کے پاس
سُنا کیا مری تا صبح داستان صیاد

کریگا یاد مرے زمزمون کو بعد مرے
ہون چند روز ترے گھر مین میہمان صیاد

سُناؤن واقعہ اپنا تجھے تمام و کمال
جو گوش دل سے سُنے میری داستان صیاد

ستم زیادہ نہ کر حکم دے رہائی کا
پکارتے ہین گرفتار الامان صیاد

چمن مین رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی
خدا کرے یوہین ہو جائے بے نشان صیاد

ہزار مرغ خوش الحان چہکتے ہین ہر سو
بیاز چمن ہوا اب تو ترا مکان صیاد

مین جھانکتا نہین چاک قفس سے بھی گل کو
نہو سے تا مری جانب سے بد گمان صیاد

اسیر کنج قفس کر نشوق دام مین کھینچ
قضا لے آئی ہی مجکو کشان کشان صیاد

پرون کو کھولدے ظالم جو بند کرتا ہے
قفس کو لے کے مین اُڑ جاؤنگا کہان صیاد

نہ ہوگا بند قفس مین بھی مین وہ بلبل ہون
ہزار تجکو سُناؤن گا داستان صیاد

در قفس کبھی کھلیگا تو اب نہ جاؤن گا
یقین نہ ہووے تو کر میرا امتحان صیاد

رہا بھی ہو کے نہ بھولون گا حق خدمت کو
ادائے شکر کرونگا مین ہر زبان صیاد

چمن مین بلبل و قمری کا پر نہ چھوڑے گا
رہا جب آٹھ پہر گھات مین نہان صیاد

قفس پہ رکھنے لگا اب تو ہار پھولون کے
ہزار شکر ہوا مجھپہ مہربان صیاد

عزیز رکھتا ہی کرتا ہے خاطرین میری
ملا ہی خوبی قسمت سے قدردان صیاد

نکالیو نہ قدم آشیان سے او بلبل
لگائے بیٹھے ہین پھندے جہان تہان صیاد

وہ عندلیب ہون جلکر کرون جو نالۂ گرم
قفس کے چاکون سے اُٹھنے لگے دھوان صیاد

مرے بیان کو سُن سُنکے کانپ اُٹھتا
غضب یہ ہی کہ سمجھتا نہین زبان صیاد

الٰہی دیکھیے کیونکر نباہ ہوتا ہے
زبان دراز ہون مین اور بد زبان صیاد

سوائے شکر شکایت اگر کبھی کی ہو
الٰہی قطع ہو منقار سے زبان صیاد

فریب دانہ نہ کھاتا مین زینہار اے رند
نہ کرتا دام اگر خاک مین نہان صیاد

سکت کہان جو کرے تیرا ناتوان فریاد
اُسے تو آہ کا یارا نہین کہان فریاد

یہ ہی یقین کہ جائیگی رائگان فریاد
اگر کرینگے کبھی پھر امتحان فریاد

گئیں جو حسرت دیدار لے کے دنیا سے
کرینگی حشر کو آنکھوں کی پتلیاں فریاد

فراق یار مین جو ہو سکا وہ کر دیکھا
نہ آہ و نالہ کرون مین نہ اب فغان فریاد

دیے ہین پنبۂ خورشید ماہ کانون مین
ستم زدون کی سنیگا خاک آسمان فریاد

ملیگا سینے مین دل آئیگا جگر منھ کو
کبھی سنوگے جو عاشق کی میریجان فریاد

چھٹے گا بعد فنا بھی نہ شغل نالہ کبھی
کرینگے بشکل ہزار میرا استخوان فریاد

تمہارے واسطے نالان ہین سارے خرد و بزرگ
جو پیر کرتے ہین آہین تو نوجوان فریاد

ترے فراق مین اذیت کراہنے کے سوا
قسم خدا کی جو آئی ہو تا زبان فریاد

حصول کچھ نہین بلبل دہائی دینے سے
سنیگا نالون کو گلچین نہ باغبان فریاد

اثر ہو باد بہاری کا آہ مین میری
وہ گل کرے لب نازک سے غنچہ سان فریاد

گیا نہانے جو دریا پہ وہ بت ترسا
کرینگی صورت ناقوس مچھلیان فریاد

لگائی عرضی عدالت مین مجھپہ خوب کیا
ابھی تو تم نہ کروگے کہان کہان فریاد

چبوترے مین مرے نالشین غضب ہون گی
کروگے پھر در دولت پہ مہربان فریاد

کہان وہ عشق کے ہمراہ رنگ تاثیرین
سنیگا کون اثر بار اب کہان فریاد

کھلے ہین کیا ترے بازو پہ سیمبر تعویذ
بندھے ہین بیچ مین جوشن ادھر ادھر تعویذ

خدا بچائے تمہین چشم بد کے صدمے سے
نظر گذر کے لیے رکھے ڈنڈ پر تعویذ

نہین ہے ایک مین تاثیر دیکھا لکھ پڑھکر
تمام گنڈے ہین بیکار ہے اثر تعویذ

نہ پوچھ حال مرا بند بند ڈھیلا ہے
کھنچے کھنچے ترے بازو کے دیکھکر تعویذ

شب فراق مین تا صبح نقش جیکے بھرے
جلائے شام سے لکھ لکھ کے تا سحر تعویذ

لڑکپنے سے وہ کم باندھتے ہین بازو پہ
گلے مین سیکے پہنتے ہین بیشتر تعویذ

فروغ حسن دوچندان ہو زیب دین تجھکو
طلائی ہوئین جو بازو کے سیمبر تعویذ

گلوریان تو بہت سی کھلائین پڑھ پڑھکر
پلاؤ پانی مین دو چار گھول کر تعویذ

جگر پہ نقش ہے مصرع یہ مصحفی کا رنگ
لٹکتے ہین ترے ہیکل کے تا کمر تعویذ

شب ہوئی ڈالو نقاب اپنے رخ انور پہ
چشم بد بین کا گمان ہے مجھے ہر اختر پہ

شگفتہ ہین مہ و خورشید رخ انور پر
آنکھ پڑتی ہی ستارون کی مرے دلبر پر

آنکھ پر اپنی نہ ڈال آنکھ تو آئینے مین
یہ وہ جادو ہی کہ چل جاتا ہی جادوگر پر

شب فرقت مین تصور مین کسی ابرو کے
رات بھر مین نے گلا رگڑا دم خنجر پر

اے شہ حسن کرم کیجیے جب جی چاہے
بیٹھا رہتا ہی فقیر آٹھ پہر بستر پر

لطف فرمایا قدم رنجہ کیا شاد کیا
مہربان آپکا احسان ہمارے سر پر

قتل کا حکم ملے دیکھیے کس کس کو آج
حکم ہی آئین گنہگار محبت در پر

سادگی مجکو حسینون کی پسندیدہ ہے
طالب حسن ہون عاشق ہون نہین زیور پر

اسکا مارا ہوا پانی بھی نہ مانگے قاتل
ختم خونریزی کا جوہر ہی ترے خنجر پر

تیرہ بختی سے نہ دیکھا کبھی روز روشن
زلف شبگون کا پڑا سایہ مرے اختر پر

مٹ گیا ہوگا یقین ہی خط پیشانی بھی
اسقدر رگڑی ہی جبین سائی بتون کے در پر

تجکو یوسف بھی جو دیکھے تو کرے لے ر چہر
سورۂ نور کو دم پڑھ کے رخ انور پر

پھیریے لیکے مین وہ تیغ ہون زنگ آلودہ
نہ پڑے آنکھ مُبصّر کی مرے جوہر پر

لب دریا ہو شب ماہ ہو تو ساقی ہو
ہاتھ گردن مین تری لب ہون لب ساغر پر

ایک دن قاف کو وحشت مین نکلجاؤن گا
دم نکلتا ہی کسی شوخ پری پیکر پر

جامہ زیبی کا صنم قطع ہی جامہ تجھ پر
زیب پوشاک کی ہوتی ہی ترے پیکر پر

یار کی زلف پہ سودائی ہوئین ہین پریان
حور کی رال ٹپکتی ہی مرے دلبر پر

پیر گردون نے دکھائے ہین تماشے کیا کیا
ختم ہی شعبدہ بازی اسی بازیگر پر

قسمت بد سے وہ پیدا کرے خاصیت چند
گر ہما سایہ فگن ہو کبھی میرے سر پر

عشق مین لالہ عذارون کے یہ گل کھائے رند
داغ ہی داغ ہین طاؤس صفت پیکر پر

رشک آئینے کو آئے مری حیرانی پر
صدقے جمعیت خاطر ہو پریشانی پر

ہم تو گرداب حوادث مین ہین کیا دم مارین
لوگ ساحل کے ہنسین کشتی طوفانی پر

حال کھلتا ہی بد و نیک کا وقت بد مین
جوہر تیغ عیان ہوتا ہے عریانی پر

نہ مٹے گا وہ سمجھ لیجئے پتھر کی لکیر
جو لکھا کاتب تقدیر نے پیشانی پر

سارے سامان مہیا ہون جو چاہے اللہ
دھیان کرنا نہ مری بے سر و سامانی پر

زیست کا خوف نہیں جلسے یہ معلوم ہوا
موت مامور ہوئی میری نگہبانی پر

ایک عالم ہی گرفتار تری کاکل پر
کیا ہی جمعیت احباب پریشانی پر

حسن کے دن ترے جاتے رہے را تین آئین
چھا گئی ظلمت خط چہرۂ نورانی پر

خوان نعمت پہ فلک کے نہ ہوا تنا مغرور
تکیہ کرتا ہی عبث سفلے کی مہمانی پر

قد کشی کرکے صنم تجھسے ہوا ہی یہ ذلیل
اوس سی پڑ گئی ہی سرو گلستانی پر

سرنوشت ایسی لکھی کاتب تقدیر نے یون
کھینچا تھا خط باطل مری پیشانی پر

ورطۂ غم سے خدا ہی نے نکالا اے رند
ناخدائی کی مری کشتی طوفانی پر

شعلۂ رخسار دلبر کو دکھایا رات بھر
خون رولایا شمع کو مین نے جلایا رات بھر

زلف شبگون کے تصور نے جگایا رات بھر
یاد نے چاہ زنخدان کی رولایا رات بھر

ماہ رو دلبر سے شب کو بام پر صحبت ہوئی
چاند کو انگاروں پر مین نے لٹایا رات بھر

لب بلب سینہ بسینہ صبح تک تھے یار سے
ں کی شب ہم نے کیا کیا لطف اٹھایا رات بھر

تا سحر آیا نہ میرے پاس وہ وعدہ خلاف
پاؤن پیغامی کے توڑے ورتھکایا رات بھر

وصل کی شب شوخیانکی شوخیان کین یار نے
آپ بھی جاگا وہ مجکو بھی جگایا رات بھر

ساتھ اپنے لیکے سویا گلبدن محبوب کو
جسم کے جامے کو پھولوین بسایا رات بھر

شام سے تا صبح وصف عارض گلگون کیا
باغ مین بلبل کو کانٹون پر لٹایا رات بھر

ہجر کی شب یار بن مجکو سلانے آئی تھی
چٹکیون مین نیند کو مین نے اڑایا رات بھر

نوجوان دلبر سے باتون ہی مین ہو جاتی سحر
بخت خفتہ نے نہ کیون اکدن جگایا رات بھر

ہجر کی شب وہ مسیحا جو نہ تھا آغوش مین
کیا کہون جو درد پہلو نے ستایا رات بھر

شام سے اسکے تصور روے نورانی کا تھا
گیسوئے نگار رند نے مضمون بنایا رات بھر

ہوتے وے شاد منکرون کو از دجام پر
موقوف ہی جہاد ظہور امام پر

پڑتی ہی آنکھ جب مری مینائے جام پر
سو سو درود پڑھتا ہون ساقی کے نام پر

سنتا ہون دیگا حکم وہ کل قتل عام پر
کیا گذرے دیکھیں خضر علیہ السلام پر

اک جام بھر کے ہم کو بھی دے ڈال خیر خم
ساقی وگرنہ دور ہی یہ اختتام پر

شاعری مین نہین ہٹنے کا قدم اپنا رند
معرکے سے کہین ہوتے ہین دلاور باہر

باغ سے کونسا نکلا ہے گل تر باہر
آپ سے ہو گئے ہین سرو و صنوبر باہر

رات کو گھر سے وہ کسطرح برآمد ہوتے
شب کو نکلا ہی کہین مہر منور باہر

راہ اُلفت مین سہے ظلم نہ کیا کیا مین نے
جادۂ صبر سے رکھا نہ قدم بھر باہر

جیسے خورشید لقا مین نے کہا ہی اُن کو
صبح کو بیٹھتے ہین گھر سے نکل کر باہر

شہر مین جی نہین لگتا کسی صورت میرا
مرد سودائی ہون پھرتا ہون مین باہر باہر

اپنے کوچہ سے نکلوائے مجھے کیون نہ وہ حور
ابن آدم ہون نہ ہون خلد سے کیونکر باہر

پہنے زنار ہوئے کتنے مسلمان ہندو
گھر سے نکلا تھا کہین وہ بُت کافر باہر

تو بھی مدہوش ہی کیا میری طرح اے ساقی
میکدے مین جو صراحی ہی تو ساغر باہر

رات کی طرح سے ہی روز جدائی تاریک
کیا عجب دن کو نکل آئین جو اختر باہر

سبزۂ خط نہین چہرے پہ ہوا اسکے نمود
کعبے سے نکلا ہی کفار کا لشکر باہر

گھر مین جانے نہین پاتے ہین جو عاشق اسکے
شکل تصویر کھڑے رہتے ہین ششدر باہر

تیغ ابرو کے اشارے پہ گلے کاٹتے ہین
مرضی یار سے مشتاق ہون کیونکر باہر

یار بن جانب میخانہ جو مین جا نکلا
طیش سے پھیکدیے شیشہ و ساغر باہر

پڑ گئے آنکھون پہ پردے نہ رہی تاب نگاہ
اُس نے غرفے سے نکالا جو کبھی سر باہر

آئینہ رو وہ مسیحا ہی جو ٹھکرائے اگر
قبر سے اپنی نکلجائے سکندر باہر

دیکھنے والا انکا دروازے پہ ہتا ہی ہجوم
وہ صنم گھر سے نکلتا نہین دم بھر باہر

آبرو گر تجھے منظور ہی کر ترک وطن
قدر ہوتی ہی صدف سے جو ہو گوہر باہر

نہین گیسوے رخ زیبا پہ ترے رشک پری
طائر حسن کے نکلے ہین یہ شہپر باہر

بغل گور مین تنہا وہ پڑے سوتے ہین
جن کو آغوش سے کرتی تھی نہ مادر باہر

رگ سودا مین مرے ہی اثر مقناطیس
نکلیگا ٹوٹ کے فصاد کا نشتر باہر

دل لیا جان بھی حاضر ہی ہو منظور نظر
نہین تجھ سے مین کسی حال مین دلبر باہر

ہون وہ مشتاق شہادت کہ مرا دم پھڑکا
میان سے جب ہوا اُس ترک کا خنجر باہر

مین وہ مجرم ہون جہنم مین اگر جاؤنگا
اہل دوزخ بھی کھینچینگے مجھے باہر باہر

گیا دنیا سے تہیدست یہ سب دیکھین رند
رکھتے تابوت سے تھے دست سکندر باہر

بار ہ رکھواتا ہی قاتل خنجر فولاد پر / فتنۂ دوران نے باندھی ہی کمر بیداد پر
نالے پہ نالہ ہی اور فریاد ہی فریاد پر / کوہ غم ٹوٹا ہوا ہی خاطر ناشاد پر
نو گرفتار قفس آمادہ ہین فریاد پر / ناگوارا گر نہ گذرے خاطر صیاد پر
شاق ہون گلشن مین طبع بلبل ناشاد پر / گوش گل رہتے ہین جب سے وا مری فریاد پر
دیکھے گر قامت کشیدہ میرے سرو ناز کو / پر سے قمری کے چلے آرہ سر شمشاد پر
عیش مین مشغول ہے شیرین تو کیا خسرو کیا / کام اپنا کر چکا تیشہ سر فرہاد پر
بوجھ ہی گردن پہ سر کا قتل کیون کرتا نہین / کیا سبکدوشی ہماری بار ہے جلاد پر
مر کے چھوٹینگے قفس سے اڑ کے جائینگے کہان / قابل پرواز اب اپنے نہین صیاد پر
دام مین لا کر پھنسایا اب تو آب و دانہ نے / کھل ہی جاوینگے مرے عیب و ہنر صیاد پر
بحر ہستی مین حباب آسا ہی تیری ہست و بود / اسقدر ہی تجکو استحکام کس بنیاد پر
آسمان ناحق کفن تو نے دیا مرنیکے بعد / تہمت خلعت لگی مجھ عور مادرزاد پر
کوئی الفت مین نہ کرتا دادخواہی کا خیال / یان زبان کے کاٹنے کا حکم ہی فریاد پر
گیسوؤن کے سلسلے کا جو ہی وہ پابند ہی / کون کرسکتا ہی آوازے تری آواز پر
ہو بہو گر کھینچ دے مجکو شبیہ اس حور کی / کلک قدرت کا گمان ہو خامۂ بہزاد پر
مرگ غربت مجکو بہتر ہی وطن کی موت سے / رونیوالا کون ہی مجھ خانمان برباد پر

خود فراموشی کے عالم مین وہ از خود رفتہ ہی
الغرض بھولا ہوا ہی رند تیری یاد پر

خود بھی رو دیتا ہی اکثر مجکو گریان دیکھکر / آئینہ رو دنگ رہجاتا ہے حیران دیکھکر
گھانس تھا نظرون مین سنبل زلف پیچان دیکھکر / پھول ہی برگ خزان سے روئے خندان دیکھکر
ہو گئی باری زیارت مصحف رخ کی نصیب / آج مین نکلا تھا گھر سے فال قرآن دیکھکر
پنجۂ مرجان سے آیا دست رنگین کا خیال / یاد آئی وہ کلائی شاخ مرجان دیکھکر
ڈوب مرئیے چل کنوین مین زندگی بیکار ہی / دل مین آتا ہی یہی چاہ زنخدان دیکھکر
بلبل و گل جور صیاد خزان سے چلدیے / باغبان نے رو دیا خالی گلستان دیکھکر

آپ ہوتا ہی تمیز نیک اور بد کا فہیم
آدمی بنجاتا ہی انسان انسان دیکھکر

ہو گیا گلزار ہجر یار مین ماتم سرا
مین کبھی چلانے لگا بلبل کو نالان دیکھکر

پھر گیا آنکھون تلے بیساختہ انجام کار
خوب رویا آج مین گور غریبان دیکھکر

کیون فلک اب وہ کرین نخچیر ولتے روبہ بازیان
تپ چڑھ آئی تھی جنھین شکل غضبان دیکھکر

زورق گردون بہے اسطرح رونے چشم تر
نوح چلائے ترا اشکونکا طوفان دیکھکر

پھوٹ بہنا سبکے آگے اسطرح اچھا نہین
اپنا بیگانہ ذرا اے چشم گریان دیکھکر

پابرہنہ لائی وحشت کل جو صحرا کیطرف
اٹھ گیا کیا آبلے خار مغیلان دیکھکر

ہای ز بس حسن ملیح یار کا دل کو قرار
چاٹنے لگتا ہون ہونٹھ اپنے نمکدان دیکھکر

قصۂ گل سیر کے قابل نہین اوراق لپیٹ
کیا کرون دیوان کا چند اوراق پریشان دیکھکر

آسمان اس بیکسی کر مجھے پیوند خاک
روئین میرے حال کو گبر و مسلمان دیکھکر

کوئی رکھ سکتا نہین ہر دونکے وادی مین قدم
ہول سے مرجائے خضر اپنا بیابان دیکھکر

ہے یہ قدر و منزلت دیوانگی تیرے پری
سر بہ قید تعظیم کرتا ہی سلیمان دیکھکر

عشق مین آئینہ رو ہونیکے یہی ہوتا ہی حال
آپ کیون حیران ہوئے ہین مجکو حیران دیکھکر

چاک ہین سینون مین دل عشاق کے مثل کتان
چاند سا مکھڑا ترا اے ماہ تابان دیکھکر

قتل سے میرے جو قاتل کو ندامت سی ہوئی
روح کو صدمہ ہوا اسکو پشیمان دیکھکر

میکشون سے ترک مے ممکن نہین برسات مین
پانی بھر آتا ہی منھ مین ابر باران دیکھکر

جامہ زیبی نے پہنوائی قبائے تنگ چست
اب تو پھٹتے ہین گریبان اسکا دامان دیکھکر

تاب نظارہ نہ تھی اس ناز کا عالم تھا رند
بند آنکھین ہو گئین اس سر کو عریان دیکھکر

پھر لہو سرخ ہوا جسم مین کالا ہو کر
رہ گیا ایک برس بھی مجھے سودا ہو کر

مرتبہ پست ہوا اشک کا اعلا ہو کر
پھر وہی قطرے کا قطرہ رہا دریا ہو کر

آہ نکلی جو سوئے عرش معلا ہو کر
رہ گیا عالم بالا تہ و بالا ہو کر

لب کو جنبش نہ ہوا اس در مین شکل لب جام
بیٹھ رہو بیٹھ وہین صورت مینا ہو کر

مرد میدان وفا ہو تو نہ چاہو امداد
سر کرو معرکۂ عشق کو تنہا ہو کر

آبیاری جو کرے موجۂ اشک بلبل
شبنم باغ کا قطرہ بہے دریا ہو کر

خاکساری نے یہ ترکیب سجھائی ہی مجھے
چوم لے اسکے قدم نقش کف پا ہوکر

کیا ہوا مشفق من معجزہ روح اللّٰہی
طرح بیمار سے دیتے ہو مسیحا ہوکر

سیر پستی و بلندی بھی گردون وحشت مین
قصد کہسار کا ہی جانب صحرا ہوکر

اگری کا ہی گمان شک ہی ملاگیری کا
رنگ لایا ہی ڈوپٹہ ترا میلا ہوکر

جلوہ فرما سر محفل ہو تکلف نہ کرو
منھ چھپاتے ہو عبث انجمن آرا ہوکر

چشم بہنے لگے جب داغ جگر بھر آیا
چور پیدا کیا ناسور نے اچھا ہوکر

منھ بنا لیتے ہو جب سنتے ہو ذکر عاشق
نام بیمار سے چڑھتے ہو مسیحا ہوکر

نات معشوق کا عاشق کو دیا ہی دھوکا
تار موے کمر یار نے حلقا ہوکر

خاکساری مری رہبر ہوئی واماندونکی
رتبۂ خضر ملا جادۂ صحرا ہوکر

شوق دیدار سمجھاتا ہی ہمین مثل کلیم
چل نکل طور کو مشتاق تجلا ہوکر

دیکھ لینا جو رہا سوز درون یون جیتے
رہ گئے راکھ کا ہم ڈھیر سراپا ہوکر

مر کے سودائے رُخ و زلف نکلنا ہی محال
عشق لپٹا مجھے آسیب پری کا ہوکر

پاس ناموس محبت کا رہے گا ملحوظ
اُسکو بدنام نہین کرنے کا رسوا ہوکر

اپنے ہی ہاتھ سے سر کاٹونگا اپنا اکدن
کون بیٹھا رہے پابند قضا کا ہوکر

سرنگین آنکھ کسی گل نے تو دکھلائی ہے
رہ گئی ہے جو جھپک نرگس شہلا ہوکر

ضد بہم جمع نہ ہو سکے مجھے بیجا ہی تلاش
فکر عقبیٰ نہ کر آلودۂ دنیا ہوکر

ملک الموت کو تکلیف نہین دینے کا
پیشتر مرگ سے رہجاؤنگا مردا ہوکر

ٹھوکرین کھاتے ہو کیون کعبے مین جا جا کر رند
بیٹھ رہیے کہین رہبان کلیسا ہوکر

کیونکر نہ ہووے خاک کے پتلے کو جان عزیز
رکھتا ہی میہمان کو بہت میزبان عزیز

اللہ کے بھی گھر سے ہی کوئے بتان عزیز
کعبے سے بھی زیادہ ہی ہندوستان عزیز

یہ مشت خاک ہو کہین مقبول بارگاہ
مٹی ہماری کرم بھی جھکے آسمان عزیز

پہونچے کیسے دلکو نہ تجھ سے اگر گزند
جان کی طرح کرین سمجھے اہل جہان عزیز

رہتے ہین ذکر خیر مین ہم جسکے روز و شب
دشنام ہم سے کرتا ہی وہ بدزبان عزیز

بند ھتے رہے کمر ہی کے مضمون بیشتر
گیسوئے یار سے بھی ہی موئے میان عزیز

جی چاہے تو چھڑا ل تو جی چاہے قطع کر
تجھے نہین یہ منت براے باغبان عزیز

عالم ہوا فریفتہ اُس طفل شوخ کا
یوسف کی طرح رکھتے ہین پیر و جوان عزیز

مٹی مری خراب نہ کر گا اُچک کہین
دو گز کفن تو مجھے نہ کر آسمان عزیز

شکوے کی جاے غیر سے باقی نہین رہی
دشمن سے بھی زیادہ ہین خوبان جان عزیز

باعث سے روح کے یہ شرف قصر تن کو ہی
اُترا ہی اس مکان مین اک میہمان عزیز

کیونکر فراق یار سے دلکو کرون دریغ
مجکو سگ ہما سے نہین استخوان عزیز

ہستی عدم سے لائی ہی کس پاس غیر مین
کوئی نہ آشنا ہے ہمارا نہ یاران عزیز

اے نندا اپنے عہد مین قدر سخن نہین
ہی عصر مین وگرنہ سکھے اہل زبان عزیز

دل ہمارا ہی حسینون کی طرف مائل ہنوز
دولت دیدار کا طالب ہی یہ سائل ہنوز

دور ہی شاید حد بخیان گور کی منزل ہنوز
روح کے ناقہ پہ ہی جو جسم کا محمل ہنوز

یاد کرتا ہی شہیدون کو مگر قاتل ہنوز
لوٹتے ہین ہچکیان لے لیکے دم بسمل ہنوز

آب باقی ہے جو خنجر مین تو کچھ سیراب کر
چاٹتے ہین ہونٹھ اے قاتل ترے بسمل ہنوز

بے طلب دیتا ہی تو اپنے گدا کو اے کریم
وان نہین ہوتے ترے آگے لب سائل ہنوز

جسکو دیکھا تیری دولت سے وہ مالامال ہی
پاتے ہین صدقے مین تیرے سیم و زر سائل ہنوز

اہل ایمان کی زمانے مین ابھی باقی ہی قدر
مردہ مومن نہین ہوتا ہی گل در گل ہنوز

گا چکا مطرب اُٹھایا ساز بزم آخر ہوئی
حال کرتے ہین مرے شعرون پہ اہل دل ہنوز

حشر کے دن ہاتھ ہی میرا گریبان ہی ترا
معرکہ باقی ہی میرے تیرے اے قاتل ہنوز

المدد اے خضر راہ بیکسان ہی دشت ہنوز
تھک گیا ہون مین مسافر دور ہی منزل ہنوز

دور کہتا ہی مجھے چمکاے رکھنا خود کو نندا
پر نہین روئے منور سا مہ کامل ہنوز

ہی نہ اب کچھ اسیری سے رہائی کی ہوس
دل گرفتہ ہون مجھے یکسان ہی گلزار و قفس

باغبان کیسی بہار آئی چمن مین اس برس
تا کمر برگ خزان ہی تا بزانو خار و خس

کسطرح ہون ہم سے واماندے شریک قافلہ
ہی غبار کاروان پیمانہ فریاد جرس

کس پری کے سلجھے سلجھے بال یاد آئے مجھے
دم مین سو سو مرتبہ اُلجھے مرے تار نفس

میری خاموشی سے عزت آہ و نالہ کی رہی
کس سے مین فریاد کرتا کون ہے فریاد رس

خانۂ صیاد مین ہے حکم نالہ یا نہین
مجھکو بھی بتلا دو یانکی رسم مرغان قفس

نالے کرتا قافلے سے دس قدم آگے رہا
کون کرتا کاروان مین بحث ہمراہ جرس

ڈھونڈتے جس وادی مین حضرت تشنہ لب پہنچے ہین
اس بیابان مین ہے دل کو آب حیوان کی ہوس

طول و عرض اتنا نہ دے تو آشیان کو عندلیب
مشت پر کے واسطے کافی ہے مشت خار و خس

وہ کرے مجھ کشتنی کو گر تو اک وار ہین
قبضۂ مشکل کشا قاتل نہ دیوے کچھ کو جس

قلب جن کا نور عرفان سے منور ہو گیا
چشم باطن سے برابر دیکھتے ہین پیش و پس

خشک روٹی کا فقیرون کی مزہ جس کو پڑا
پھر نہ بیٹھی سفرۂ شاہان پہ جا کر وہ مگس

بے اثر ہوتے اگر نالے مرے تیری طرح
پھانسی دیتا گھونٹتا اپنے گلے کو اے جرس

کیون نہ روئین ڈھانک کر منہ ہائے حال پر
پھنس گئے ظالم کے پھندے مین نہین چلتا ہے بس

آپ اڑ کر آ گئے تھے وابستہ ہم تو دام مین
کھینچکر لائی نہ تھی کچھ آب و دانہ کی ہوس

کیا تمنا تھی ہوا کیا حیف ہے افسوس ہے
کون اب فریاد سنتا ہے بجز فریاد رس

مطلب ما از اسیری صحبت صیاد بود
بہر دست رفت و ما ماندیم تنہا در قفس

بے مشقت آستان یار کب ملتا ہے رند
پا بمردی کر جو وان تک جا پہنچتا ہے دسترس

آگیا پیغام دلبر عاشق مضطر کے پاس
نکہت یوسف گئی یعقوب پیغمبر کے پاس

نامہ پہونچایا کسی نے بھی نہ اُس دلبر کے پاس
لے گیا یہ التجا مین بیشتر اکثر کے پاس

عشق ابرو مین کیا مرتے ہین کب ہین نے قصور
بارہا قاتل گلا رکھ رکھ دیا خنجر کے پاس

منہ ملا کر منہ سے بھی محروم بوسے سے رہے
ہم پھرے تشنہ پہونچکر چشمۂ کوثر کے پاس

حسن کے طالب غنی ہون دولت دیدار سے
سیم تن محبوب آوین عاشق بے زر کے پاس

دل تو آگے دے چکا ہون یہ بھی اک پن نذر ہے
کیا کرونگا رکھ کے جان زار بے دلبر کے پاس

لطف اٹھایا ہے جو عشق بت مین دل کی چوٹ کا
گرتے ہین وابستہ ٹھوکر کھا کے ہم ٹھوکر کے پاس

کاروان در کاروان دیکھا متاع حسن کو
جنس کنعان پر نہ نکلی ایک سوداگر کے پاس

اے جنون تیرے ذریعہ سے رسائی ہو گئی
غیر ممکن تھا پہونچنا اس پری پیکر کے پاس

نور اسکا بھی ہو زائل وہ سیہ طالع ہون مین
ہو زحل گر آفتاب آوے مرے اختر کے پاس

دیکھ لعبت بازِ گردوں نے نہ کھانا تو فریب
ہیں ہزاروں شعبدے اس پیر بازی گر کے پاس

ثالث بالخیر ہی ہو عاشق و معشوق ہیں
وحی لے جبریلؑ کب آتی ہی پیغمبر کے پاس

مثلِ یعقوب اپنے یوسف کو جو رویا ہجر ہیں
پڑ گئے رخسار پر ناسور چشم تر کے پاس

اتصالِ قلب ہی گو ہی بظاہر فاصلہ
دور دل سے تو نہیں وہ گھر نہیں گو گھر کے پاس

جب تلک جیتا ہوں مثلِ سایہ تیرے ساتھ ہوں
صورتِ ہمزادِ اے قاتل رہونگا مر کے پاس

کیا زوالِ حسن نے عالم کیا کیوں مہربان
تم بلاتے ہو کوئی آتا نہیں ہی در کے پاس

وہ لگے اب دور سے کھنچنے کیا خدا کی شان ہی
آن پاتے تھے جو آکے منتیں کر کر کے پاس

دردِ سر الفت کا بعد از مرگ بھی ہوگا ضرور
گور میں رکھنا مجھے صندل رگڑ کر سر کے پاس

ہچکیاں لے لیکے دو دن دم اُکھڑ جائے مرا
ساقیا دیکھوں جو شیشہ یار میں ساغر کے پاس

شومیِ طالع سے میرے خشک ہو جاتا تھا نہر
عہدِ طفلی میں اگر جاتا تھا میں مادر کے پاس

شق ہوا جاتا ہی سینہ دھیان جب آتا ہی رند
آج اکیلے بیٹھے ہیں کل لیٹے تھے دلبر کے پاس

فصلِ گل ہی کو بکو چلا رہے ہیں مے فروش
بادۂ رنگیں پیا د ساقیِ کوثر نوش

کب تلک انکی رسائی ہو کمر تک دیکھئے
کاکلِ مشکیں تری آنے لگی ہیں تا بدوش

نام بلبل پر لٹاتا ہی چمن کو باغبان
جھولیاں بھر بھر کے لائے باغ سے گل گلفروش

اک صراحی دار گردن کا تصور جو رہا
لب سے ہے اپنے سدا رنگ لبِ ساغر خموش

روئے رنگیں بھی بہارِ حسن سے گلزار ہی
چشمِ نرگس ہی دہن غنچہ ہی گل ہیں اسکے گوش

پھر گل و گلزار ہوں بازار بیٹھیں آن کر
ڈر کے پھولونکے لیکر اپنے آگے گل فروش

بس بہت رسوا ہوئے اب خاک کا پیوند کر
ہم گنہگاروں کا پردہ رکھلے تو اے پردہ پوش

قاتل اب تاخیر کیا ہی حکم ہو جلاد کا
کب سے میدانِ شہادت میں کھڑے ہیں سرفروش

عیش کر لو نوجوانو ورنہ جاتا ہی شباب
ادبدہ ہی دو چار دن مہمان فصل تابستوش

حشر کو جام مے جنت پلانا یا علیؑ
ساقیِ کوثر ہی تو اور میں ہوں رند بادہ نوش

میکدوں میں کرتے ہیں گر رندِ آشام رقص
مسجدوں میں کرتے ہیں زاہد بھی صبح و شام رقص

کیجیے پامال تا آسودگان خاک کو
سیکھتا ہی اسلیے وہ سروِ گل اندام رقص

مردے جی اُٹھتے ہین نہ زندے ہین گلونکو کاٹتے
حشر کرتا ہی بپا تیرا بت خود کام رقص

صبح سے لے صبح تک رقصان رہا وہ بام پر
چرخ پہ نہ ہر اکیا کی شام سے تا شام رقص

سیکڑون پھاڑینگے کپڑے گر یہی ہے رقص یار
دے جنونکا دیکھیے کس کس کو اب الزام رقص

تو گرفتارونکی اپنے سیر او صیاد دیکھ
مرغ بسمل کیطرح کرتے ہین زیر دام رقص

ہو مہیا ساز عیش اور وہ نہو یادش بخیر
باغ مین کیا لطف دے بے ساقی گلفام رقص

رقص کے معنی کھلے اُس بت کو رقصان دیکھکر
ناز کی رفتار کا رکھا ہے اُس نے نام رقص

کیف مے مین رند طالب ہون اگر مین رقص کا
ہاتھ مین ساقی کے تھرکے اور دکھائے جام رقص

ستم سے یار کے مطلب نہ کچھ جفا سے غرض
ہمین تو کام سے ہے کام مدعا سے غرض

قسم خدا کی ہے تو عشق پاک ہی تم سے
غرض سے ہے مجھے مطلب نہ مدعا سے غرض

فقیر سے بھی کسی دن تمہین پڑے گا کام
کبھی تو ہوگی شہ حسن اس گدا سے غرض

کوئی خفا ہو کوئی خوش اُسے خیال نہین
کدورتون سے نہ مطلب نہ کچھ صفا سے غرض

شریک بزم جہان ہین مثال بیگانہ
نہ کام غیر سے رکھین نہ آشنا سے غرض

پسے ہزارون لہو تھوک کے مرے لاکھون
بہت سے خون کیے تم نے اک حنا سے غرض

کریگا آپ وہ آغاز کا بخیر انجام
نہ ابتدا سے ہے مطلب نہ انتہا سے غرض

تھکے ولایت غم کے معالجے کر کے
نہ تندرست ہوئے اور نہ تھی شفا سے غرض

اُمید قطع ہوئی زندگی سے یاس ہوئی
دم اخیر ہے ان کی ہے اب خدا سے غرض

وہ بوسہ دین کہ نہ دین آئین یا نہ آئین ہمین
رہا طبیب سے مطلب نہ کچھ دوا سے غرض

رہا وزیر سے مطلب نہ بادشہ سے کام
چھڑایا فقر نے اک اک کی التجا سے غرض

فراق یار مین پڑھتا ہون عاشقانہ غزل
نہ واہ واہ سے مطلب نہ مرحبا سے غرض

کبھی کسی کا خدایا نہ کیجیو ممنون
پرانے دوست سے مطلب نہ آشنا سے غرض

کسے خیال ہے یان سعد و نحس کا اے رند
نہ بوم سے ہے عداوت نہ کچھ ہما سے غرض

بے خط و زلف سنبل و ریحان سے کیا غرض
چل او نسیم مجکو گلستان سے کیا غرض

اسکی طرح سے اسکے بھی لے لیجیے اے جنون
دامن اگر نہین تو گریبان سے کیا غرض

مذکور کر نہ غنچہ و گل کا تو اے نسیم
زندانیٔ قفس کو گلستان سے کیا غرض

مطلب نہین ہی خط سے مین شیدائے خال ہون
ہندوئے بت پرست کو قرآن سے کیا غرض

گر قصد فاتحہ کا نہین ہی تو پھر مجھے
قاتل بتا دے گنج شہیدان سے کیا غرض

ہنگامے لاکھ طرح کے برپا کرے فلک
کشتیٔ نوح ہون مجھے طوفان سے کیا غرض

عاشق ہون گل کا مین مجھے گلچین سے کام کیا
دیوانۂ پری ہون سلیمان سے کیا غرض

کہتا تھا قیس وجد کے عالم مین بارہا
لیلیٰ اگر نہین تو دبستان سے کیا غرض

کیون راہ پوچھتے ہو سیہ خانہ کی مرے
اے شمع تجکو چشمۂ حیوان سے کیا غرض

آب دہان یار سے رکھتا ہون واسطہ
اے خضر تجکو چشمۂ حیوان سے کیا غرض

جویان دہان یار کا ظلمات خط مین ہون
اے خضر مجکو چشمۂ حیوان سے کیا غرض

سودائی ہون جو سونگھون اُسے بدلے زلف کے
نکلے گی میری سنبل پیچان سے کیا غرض

کرتے ہو کیا مطالعہ دیوان رند کا
مطلب نہین ہی اس سے تو دیوان سے کیا غرض

اب پسند آنے لگا اُس کو ہمارا اختلاط
وصل کا دینے لگا کچھ کچھ سہارا اختلاط

ہنستے ہنستے ہو گیا اے گل اگر وہ بد دماغ
ناک کے رستے نکل جاویگا سارا اختلاط

جا کے گھر پیغام تک بھیجا نہ اُس دلدار نے
وہ پری رکھتی ہے منھ دیکھے کا سارا اختلاط

ہجر مین منھ پیٹتا ہون ہائے جب آتا ہے یاد
بھولی بھولی باتین اور وہ پیارا پیارا اختلاط

آئیگا بعد میرے پاس پہلے مہربان
سو طرح کا دل پہ کر لیجے گوارا اختلاط

باتین کرتے ہو تو پردہ پہلے اٹھوا دیجیے
چڑھ رہے ہے میری بندہ پہ وہ رہے نظارا اختلاط

دل لگی مین بھی وہ کڑوے ہوتے ہین ہر مرتبہ
اب شکر رنجی کا کرتا ہے اشارا اختلاط

ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہی تصور آپ کا
بھولتا دل سے نہین صاحب تمھارا اختلاط

ہو نہ آزردہ اگر بوسہ لیا رخسار کا
اختلاطون مین ہی اک یہ بھی ہمارا اختلاط

لگ نہ چلیے ورنہ کھل جائیگی الفت مہربان
راز مخفی کو کریگا آشکارا اختلاط

لاگ دل سے کی ہی پیدا مشکل ہے اک بت کی رند
شیشہ من میکند با سنگ خارا اختلاط

چلا جہان سے ترا مبتلا خدا حافظ
ہوا اسے مرض لا دوا خدا حافظ

ضرور پہونچونگا خدمت میں پھر جو زندہ رہا
مین اٹھکے جاتا ہون اے دلربا خدا حافظ

سفر کے وقت جو رخصت کیواسطے میں گیا
کچھ اور بات نہ کی یہ کہا خدا حافظ

کمال حسن پہ تیرے کبھی نہ آئے زوال
ترے جمال کا اے مہ لقا خدا حافظ

ذرا سی بات میں کہتے ہو ترک ربط کیا
یہ دور بھی ہی تو بیوفا خدا حافظ

کہے سے غیر کے ناحق خفا ہوا مجھ سے
چلا میں اوبت نا آشنا خدا حافظ

ہوا اسیر پھر اک بت کے دام کاکل میں
بڑی بلا میں یہ دل پھر پھنسا خدا حافظ

کیا اسیر قفس ہم کو آپ و دانہ نے
تو جا چمن کی طرف اے صبا خدا حافظ

جو فصد لینی ہے کم تو کرد لہو میرا
بہار آئی جنون پھر بڑھا خدا حافظ

رہینگے کاہیکو ثابت کواڑ سینے کے
جو اضطراب یہی ہی دلا خدا حافظ

اٹھائی کاوش مژگان سہی کشاکش زلف
ترے عتاب میں دل پڑ گیا خدا حافظ

کہا جو میں نے کہ جاتا ہون اب نہ آؤنگا
تو ہنسکے کہنے لگا رند جا خدا حافظ

بزم میں ڈر نہ کیونکر تیرے آگے آئے شمع
تو اگر دیکھے نگاہ گرم سے جل جائے شمع

ہاتھ کا تیرے اگر چھلا طلائی پائے شمع
اے پری اور ساق سیمین پر ترے کھل جائے شمع

آپکو سیمبار سانچے میں اگر ڈھلوا ئے شمع
بر گداز ی جسم کی تیری کہاں سے لائے شمع

کاٹ دیں پروانے آتش شغل میں فرقت کی رات
ہائے دلبر میں کہون تا صبح تو کہہ وائے شمع

تو اگر محفل میں آجائے تو سکتہ ہو اُسے
اے صنم صورت کو تیری دیکھ بت بنجائے شمع

اُف نہ کی اور ہو گئی جل جلکے گل کھا کر تمام
غور سے دیکھا کیا میں سر سے لیتا پائے شمع

سب پہ روشن ہو گیا ہی داغ کھا کر سیکڑوں
گور پر سر و چراغان رکھو میری جائے شمع

اک رخ روشن تصور میں ہی یان پیش نظر
ہم نہیں رکھتے شب تاریک میں پروائے شمع

پھونک کر منہ سے بجھائے گر مرا غنچہ دہن
بر لیے پروانوں کے بسمل آئیں محفل میں جائے شمع

مثل شعلہ مجکو بھی دی ہی زبان اللہ نے
اپنی یہ آتش زبانی اور کو دکھلائے شمع

اور میں راز و نیاز عشق سے واقف نہیں
یہ تو دیکھا ہی سر پروانہ تھا اور پائے شمع

کانپتی ہی تیری صورت سے اگر ہو اختیار
انجمن سے پر لگا کر شعلے کے اڑ جائے شمع

تیرے آگے کر سکے شب تاب کا رتبہ نہیں
کچھ بھی غیرت ہو تو محفل میں نہ منہ دکھلائے شمع

دیکھ لے گر شعلۂ عارض کو تیرے بے نقاب
رشک کی آتش میں بے روشن کیے جل جائے شمع

چاہتے ہیں ہووے روشن عاشق مردہ کا نام
حکم ہی پروانے کی چربی کی ڈھل کر آئے شمع

سامنے آ جائے بھولے سے جو وہ خورشید وش
پانی ہو کر بزم میں آگے ترے بہ جائے شمع

دور استادہ ہی تجھسے لگ رہی مغرور ہی
گرد پھرتی مثل پروانہ جو ہوتے پائے شمع

روبرو تیرے اگر گرمی کرے پروانہ سے
منھ بگڑ جائے ہوا کا وہ تھپیڑا کھائے شمع

مطلع ہووے اگر سوز دل پروانہ سے
صورت رندانیان فانوس میں گھبرائے شمع

رند اگر وہ روے انور سے الٹ دے نقاب
سات پردوں میں چھپاوے منھ کو یہ شرمائے شمع

نہ کوئی شمع جلائے نہ کوئی لائے چراغ
جلے گا داغ جگر گور پر بجائے چراغ

کھپائے رشک سے یا آپ کو جلائے چراغ
ضیائے چہرۂ انور کہاں سے لائے چراغ

کہاں تلک تہ دامن کوئی چھپائے چراغ
ہوائے مرگ کہیں نیست کا بجھائے چراغ

سیاہ بخت بھی حاصل کریں سعادت کو
کرم کرے مرے کاشانے میں ہما سے چراغ

حضور روئے منور خجل ہوا ایسا کہ
زمین پھٹے تو یقین ہی ابھی سمائے چراغ

بس انقضا بھی تکلف سے ہے مزاج بری
کبھی نہ شمع جلی گور پر سوائے چراغ

عبث ہی پند و نصیحت بھی کور باطن کو
مثل ہی یہ کوئی اندھے کو کیا دکھائے چراغ

برنگ شمع فروزاں ہے رخ روشن
سر پتنگ میں جبتک ہے ہوائے چراغ

رہا ہوں بزم جہاں میں مثال بیگانہ
زمین پتنگ سے واقف نہ آشنائے چراغ

میں شمع تربت مجنون سمجھ کے رویا خوب
کبھی جو غول نے ویرانے میں جلائے چراغ

ہمیشہ شمع زخون سے رہا مکان روشن
رہے ہیں لوز کے ٹکڑے سدا بجائے چراغ

میں تند خوئی تری یاد کر کے رویا خوب
نسیم صبح نے جب آ کے بجھائے چراغ

میں وہ شہید محبت ہوں جسکی تربت پر
پری جو پھول چڑھائے تو خود جلائے چراغ

یہ حال شمع ہی پیش ضیائے رخ اے رند
کہ جیسے روبروئے مہر ہو ضیائے چراغ

ہے سراپا بسکہ تیرا صورت آئینہ صاف
عکس ہی چاہ ذقن کا جسکو بتلاتے ہیں ناف

سطح گلزار ہی وہ روئے رنگین بے خلاف
عشق پیچاں موئے مشکین کاکل گل سے عارض صاف

رونگٹے تیرے شکم پر موج بحر حسن ہے
جان جان گرداب یہ ہی جسکو بتلاتے ہین ناف

نام ہی خوش طالعی خوشنودی دلدار کا
وہ اگر برگشتہ ہی تقدیر بھی ہے برخلاف

وصف یکتائی رقم کرتا ہون جب قرطاس پر
ہاتھ مین جبکہ اُٹھا لیتا ہون خامہ بے خلاف

سو کف شوق شہادت مین ہون کب انکار ہے
قتل کا بیڑا اُٹھائے تو وہ تیغ خوش غلاف

راہ پر لائیگا کیا مجکو یہ خود گمراہ ہے
رہنے دو اہل زمین گر آسمان ہی برخلاف

باندھتا ہون جب مین مضمون صفائے روئے یار
خودبخود ہوتے ہین موزون لفظ و معنی صاف صاف

گرم صحبت رہتے ہین اُس آتشین رخسار سے
وصل کی شب اوڑھتا ہی کون سرما مین لحاف

مین وہ دیوانہ ہون ٹکراؤن جو سر کوے پری
سنگ ریزے کرکے اکدم مین اڑادون کوہ قاف

یاد آیا مارگیسوء دوتا مین دیکھکر
پیشتر کھولا اگر ناخن پہ خامے کا شگاف

اے شکرلب گر تری شیرین بیانی ہو رقم
بند ہو جائے دم تحریر خامے کا شگاف

تنگ ہون لیچل چل یہان سے عدم آباد کو
وضع دنیائے زمانہ ہی طبیعت کے خلاف

نقطۂ موہوم کہتے ہین بہت سے بعضے عدم
الغرض واقع دہان یار مین ہین اختلاف

اُڑکے جاسکتی ہی مجھسے کسطرف کو وہ پری
چھان مارونگا مین وحشی قفس سے تا بقاف

طبع اقدس یہ ہی کیون یا حضرت آتش ملال
شاعری کا رند نے کسدن کیا لاف و گزاف

نہ کسطرح سے کرین نالہ و فغان مشتاق
کہان تلک تری اُلفت کرین نہان مشتاق

یہان بھی آیئے اک رات کو کرم کیجے
تمھارے لطف کے ہم بھی ہین مہربان مشتاق

پتا لگا ترا بتخانے مین نہ کعبے مین
پھرے تلاش مین تیری کہان کہان مشتاق

نقاب اُٹھایئے اب تو حجاب کیجے دور
جمال پاک کی ہین چشم مردمان مشتاق

سُنا ہی جب سے تری ذات ہی کریم و رحیم
عطا و لطف کا رہتا ہون ہر زمان مشتاق

دکھایا جلوہ بھی اپنا نہ تو نے بعد کلیم
ترس گئے تری صورت کو جانجان مشتاق

فراق یار شکرلب نے زیست کردی تلخ
ہوئی ہی چاشنی مرگ کی زبان مشتاق

رسائی کعبۂ مقصود تک اگر پائین
لگائین آنکھون سے وہ سنگ آستان مشتاق

تمھارے طالب دیدار زہر کھاتے ہین
بتنگ آئے ہین دیتے ہین اپنی جان مشتاق

قرار اُسکو نہین ایکدم کسی جا پر ہو
کسی حبیب کا پھرتا ہی آسمان مشتاق

کمال حسن پہ تیرے کبھی نہ آئے زوال
رہے فریفتہ ہر پیر و ہر جوان مشتاق

عیان تھی رند کی نظروں سے یاس تادم مرگ
خدا اُٹھائے جہان سے نہ اے بتان مشتاق

نالے شرر فشان رہے تاب و توان تلک
اور اب تو آہ بھی نہین آتی زبان تلک

پرواز اپنی آگے تو تھی لامکان تلک
دشوار اُڑکے جانا ہی اب آشیان تلک

قسمت گئی نہ لیکے کسی قدردان تلک
وہ مدعا ہون مین جو نہ پہونچا بیان تلک

وہ سوختہ ہون مین کہ نہ پاوینگے بعد مرگ
سگہائے کوئے یار مرے استخوان تلک

اک رشک گل کی دوری مین ہم ہین قریب مرگ
بلبل کی زندگی ہوئی کیونکر خزان تلک

اس شعلہ رو بغیر جو پہنچی ہی آہ گرم
پڑ پڑ گئے ہین آبلے دل سے زبان تلک

روشن چراغ داغ ہی ہین سوز غم سے کیا
جلتے ہین مثل شمع مرے استخوان تلک

اس خانمان خراب کا پایا نشان نہ کچھ
سو مرتبہ خیال کیا لامکان تلک

ہوگا گمان فرشتون کو تیر شہاب کا
نالہ مرا جو شب کو گیا آسمان تلک

اعضا تمام اشک ہو چشمون سے بہ گئے
اس بحر حسن کے لئے رویا ہون یان تلک

گرمی سے بھی زیادہ زمستان مین لو چلے
اک نالہ سوز دل سے جو آئے زبان تلک

دم جب تلک ہی دم مین ہونگا ترے ستم
دیکھون تو ظلم و جور کریگا کہان تلک

اکدن پنائی اسمین ہوا کوئے یار کی
سو بار سیر کو گئے ہم بوستان تلک

قمری ترے گلے مین پڑے طوق دوسرا
اُٹھ کر جو پہونچے تو مرے سرو روان تلک

ہمراہی اپنی تیز روی کرکے بڑھ گئے
ہم گرد سان پہونچ نہ سکے کاروان تلک

افسوس رند نام سے وہ آشنا نہین
الفت مین جسکی مٹ گیا اپنا نشان تلک

سرسبز ہین نسرین و گل و یاسمن اب تک
محفوظ خزان سے ہی بہار چمن اب تک

رکھا ہی امانت کیطرح مجکو زمین نے
میلا نہین ہونے دیا تار کفن اب تک

عریان اُسے دیکھا کیا مین شام سے تا صبح
دیکھا نہین گردون نے بھی جسکا بدن اب تک

کی خاک بھی برباد مری کوئے صنم سے
ہی دل مین کدورت ترے چرخ کہن اب تک

شک دل سے نکلتا نہین ہستی و عدم کا
ثابت نہ کمر ہی نہ تمہارا دہن اب تک

سو قافلے اس دشت مین آئے بھی گئے بھی ہم ڈھونڈھتے ہی رہ گئے راہ وطن ابتک
باندھا نہین مضمون ترے گیسوئے رسا کا کوتاہ ہے بڑھنے نہین پایا سخن ابتک
موزون نہین کرتے ہین جو مضمون دہن کو سمجھے نہین وہ لوگ مذاق سخن ابتک
شمشاد بھی دیکھے ہین بہت کبک بھی دیکھے قد دیکھا تمہارا سا نہ ایسا چلن ابتک
مرنے پہ بھی الفت نہ گئی شعلہ رخون کی جلتا ہے تپ غم سے ہمارا بدن ابتک
بوسے مین لیا کرتا ہون اس لب کے شب و روز خون روتا ہے جسکے لئے لعل یمن ابتک

اے رند محبت ہے خط و خال بتان سے
قبضے مین ہمارے ہین خطا و ختن ابتک

جمع کر کے لئے بیٹھا رہون خرمن کب تک راہ دیکھون تری برق شرر افگن کب تک
برچھیان ماریگی اس ترک کی چتون کب تک گلے کٹوائیگا عشاق کا جوبن کب تک
حسن سے باز رکھین دل کو یہ آنکھین تا کے رخنہ بندی کرین دیوار کے روزن کب تک
زلف تا چند نظر رخ پہ نہ جانے دیگی راستہ روکے گا یہ افعی رہزن کب تک
بے نشان نام بھی ہو جائے گا اک دن اپنا خاک ہووینگا نہ سنگ سر مدفن کب تک
چار دن حسن کے عالم کو غنیمت جانو چند روزہ ہے مری جان یہ جوبن کب تک
سر بکف کوچۂ دلدار مین چل ڈر کیسا عشقبازی مین یہ اندیشۂ دشمن کب تک
قدر عشاق کرو لہو و لعب ترک کرو سبزہ آغاز ہوا رخ پہ لڑکپن کب تک
بس دلا ترک ہوا خواہی گلرویان کر خاک چھنوائیگا او جان کے دشمن کب تک
عارضی حسن کا ہوتا ہے دگرگون عالم چاند سے چمکینگے رخسارۂ روشن کب تک
دل نہین پہلو مین اپنے لیلی گھونسا ہے پسلیان توڑیگا او جان کے دشمن کب تک
فاتحہ کے تو لیے چلیے مزارون پہ کبھی رنج پہونچے شہدا کو تہ مدفن کب تک
رہبری کر مری اے برق تجلی تو ہی پوچھون اک اک سے رہ وادی ایمن کب تک
سامنا خنجر جلاد سے آخر ہوگا جھکنے دیگی نہ مرا سر رگ گردن کب تک
دیکھیے رہتا ہے تا چند نفاق باہم متفق ہوتے نہین شیخ و برہمن کب تک
مسی آلودہ دہن کھولیے باتین کیجے ناشگفتہ رہے یہ غنچۂ سوسن کب تک
بال و پر توڑ کے مرغان قفس کے صیاد حسرت زمزمہ پیرائی گلشن کب تک

دیکھیے شغل رہے جامہ دری کا تا چند — رکھے عریان یہ جنون صورت سوزن کبتک
اے جنون جامہ دری سے تو بس اب ہاتھ اٹھا — جیب مین کیجیے رفو پھاڑ کے دامن کبتک
کیا رہیگی یونہین تصویر سے چہرے پہ چمک — ہم بھی دیکھینگے اُڑیگا نہ یہ روغن کبتک
روح طے کر بھی چکے پست و بلند ہستی — ٹھوکرین کھائیگا یہ بھیڑ مین توسن کبتک
ظلم پر ظلم سہون جور و بیداد رہون — دوستی مین تری اے جان کے دشمن کبتک
سچ بتا دیکھنگے پوتھی تجھے گنگا کی قسم — وصل اس بت سے مرا ہوگا برہمن کبتک
دامن دین سے دلا گرد صفت لپٹا جا — نہ لگےگا قدم اس ترک کا توسن کبتک
رند اب جلد کہین ہادی دین کا ہو ظہور — ہم سنین نالۂ ناقوس برہمن کبتک

لگائی سوز محبت نے کیا بدن مین آگ — دہن سے میرے نکلتی ہی ہر سخن مین آگ
عیان ہی ہر خم گیسو سے شعلۂ رخسار — بھری ہی سنبل تر کی شکن شکن مین آگ
وہ آیا شب کو جو سرما مین مین بھی گھبرایا — جلائی شمع تو مجمر مین اور لگن مین آگ
پس از فنا بھی ہی تاثیر محبت کی ایسی — لگائی سردی کافور نے کفن مین آگ
مین خانہ زاد قفس ہون مری بلا سے نسیم — ادھر ادھر جلین جنگل لگے چمن مین آگ
گرا جو اُس مین ہوا خاک ڈوبتا کیسا — بھری ہی پانی کے بدلے چہ ذقن مین آگ
برہنہ رہنے دو کپڑے مجھے نہ پہنائو — لگے گی جسم کی کمخواب و گلبدن مین آگ
بہار آتے ہی ہم آشیان کو رو بیٹھے — یہ بھڑکی آتش گل لگ گئی چمن مین آگ
وہ مجھ سے بزم مین ہنستا رہا رقیب جلے — لگائی گرمی صحبت نے انجمن مین آگ
بدن کو ڈھانکون تو سوز درون ابھی کھلجائے — فتیلہ سان لگے ہر تار پیرہن مین آگ
عیان کسی پہ نہ کر جوہر حرارت کو — برنگ سنگ چھپائے رکھو اپنے تن مین آگ
بنائی دھوپ مین میری لحد جلانے کو — الٰہی ڈالیو تو قبر گورکن مین آگ
عقیق رشک کی آتش مین جلکے راکھ ہوا — لگائی لعل لب یار نے یمن مین آگ
مین گرم سیر ہون غربت کی دشت مین شب و روز — لگاؤن آن کے کیا دوستو وطن مین آگ
جو پھول توڑنے جاؤن کبھی مین سوختہ بخت — لگے چنار کے مانند نسترن مین آگ
مثال نخل سر طور ہے ہر ایک درخت — بجائے آب برستی ہی میرے تن مین آگ

گرے ہین شاخون سے بلبل کباب ہو ہو کر
ولا یہ وادی تفسیدگان الفت ہے
مثال ریاض نہ آئی وہان تلک شبنم

الٰہی پھول کھلے یا لگے چمن مین آگ
بجائے نافہ ہی اس دشت کے ہرن مین آگ
لگائی چرخ نے تقدیر کو کہن مین آگ

کلام گرم مرا سن کے یار بولا رند
مثال شعلہ زبان ہی ترے دہن مین آگ

مست ہوجاتا ہون بلبل سان کھلے جب خار گل
داغ ہین سب تیرے ہاتھونکے لئے لے یار گل
پھر بہار آوے کہین دکھلا دین پھر دیدار گل
روبرو میرے چنگیرن مین نہ لاؤ ہار گل
گر بچھاتا ہون مین فرش خواب بے یار گل
رحم دل ہون اشک نکلینگے آنکھون سے ابھی
غور سے دیکھو سراپا ہی وہ اک باغ و بہار
خار خار اس کو ہے رنگین کا جو رہتا ہی اسے
سنتے ہین آنکھین لڑا نیکا ہوا ہی اسکو ذوق
تو وہ گل ہی نالہ کرتا عشق مین تیرے ہزار
باغ کی دکھلائی ہی خون کف پا نے بہار
ہو نہ وہ غنچہ دہن ہمراہ جب گلگشت مین
وہ بت رنگین ادا گلگشت کو آوے اگر
یہ بھی دیوانہ کسی گل کا ہی کیا میری طرح
ایک دن پژمردہ ہوگا رنگ تو اڑ جائیگا
گل نہ ہو کیونکر چراغ زندگی اس ترک سے
جتنے گل ہین پا بگل ہین چال تیری سی کہان
یار سوتا ہی بچھا کر انکو فرش خواب پر
دیکھتے ہین باغ کے بدلے بہار روئے یار
باغ ہستی مین کسی گل کے ہین مشتاق جمال

یہ چراغ عقل ہوتا ہے مرا سر بار گل
کھائین چھلو نکے ترے اے آتشین رخسار گل
مثل یوسف باغ سے آوین سر بازار گل
یار بن کھٹکینگے آنکھونمین برنگ خار گل
خار کا دیتے ہین پہلو کو مرے آزار گل
روبرو میرے نہ کاٹو شمع کا زنہار گل
بال سنبل سرو قد غنچہ دہن رخسار گل
سوکھتا جاتا ہی ہر دم صورت بیمار گل
کچھ کھلایا چاہتے ہین روزن دیوار گل
شکل بلبل اے پری رکھتا اگر منقار گل
بن گئے ہین دشت وحشت مین بھٹکے جتنے خار گل
کیون نہ کھٹکین میری آنکھونمین برنگ خار گل
تار سنبل کا گلے مین ڈال لے زنار گل
ٹکڑے کرتا ہی گریبان کا جو اک تار گل
دیکھ لینا منہ تو چڑھتا ہی ترے ہر بار گل
جو اڑا دے شمع کا بندوق سے ہر بار گل
ہی بجا اے سرو کہیے تجکو خوش رفتار گل
سچ تو یہ ہی رکھتے ہین کیا طالع بیدار گل
ہوگئے ہین اسکے دور حسن مین بیکار گل
یون عدم سے جو چلے آتے ہین مارا مار گل

آمد آمد کی خزان کی ہی جو اندیشہ انھین
کان کھولے روز و شب گلشن مین ہین ہشیار گل

خاک مین رلتے ہین اور پر خار کا انبار ہی
نازکی سے ہاتھ پر ہوتا تھا جن کے بار گل

عرش اعلیٰ پر گیا ہی گلفروشون کا دماغ
جیسے وہ کرنے لگا ہی زینت دستار گل

رند تار دنیا سے گیا داغ غم فرقت لیے
ایکدن چل کر چڑھاؤ قبر پر دو چار گل

دید گل کے تجھے پڑ جائینگے لالے بلبل
پڑ گئی جب کسی صیاد کے پالے بلبل

کان کھولے ہوئے گل گوش برآواز ہی آج
درد دل جو تجھے کہنا ہو سنا لے بلبل

پھر وہی کنج قفس ہی وہی صیاد کا گھر
اور دو روز ہوا باغ کی کھا لے بلبل

پہلے گلشن کی ہوا دیکھ لے رکھ جنا پے
آشیان کی تو ابھی طرح نہ ڈالے بلبل

دست انداز نہ ہو گل پہ ابھی اے گلچین
صبر کر صبر ذرا باغ سے جا لے بلبل

بے اجازت مین قدم باغ مین دہرتا نہین
منتظر ہون در گلزار پہ آ لے بلبل

ہاتھ اوراق گل آوین تو بنا کر اجزا
لکھیون رنگین مضامین کے رسالے بلبل

کوئی ارمان نہین لیکے چلے باغ سے ہم
دل کے جو حوصلے تھے خوب نکالے بلبل

نہ رہی بوئے وفا ایک بھی گل مین باقی
ابتو اس باغ سے اللہ اٹھا لے بلبل

ہی یہ ویرانی گلشن تو عجب کیا اس کا
بچے بوم جو بیضے سے نکالے بلبل

کسطرف جائیگی برداشتہ خاطر ہو کر
باغ کیون کرتی ہی گلچین کے حوالے بلبل

باغ تک خانۂ صیاد سے اڑ کر آئے
بارے پھر تو نے پر و بال نکالے بلبل

عہد طفلی سے وہ گل مائل عشاق رہا
طائر رنگ جو ہوا شوق تو پالے بلبل

دعوی ملک تو اثبات کرے گلچین پر
لا کے دکھلائے گلستان کے قبالے بلبل

دام مین پھنسکے نکلنا ترا نا ممکن ہے
تا بمقدور پر و بال ہلا لے بلبل

درد آمیز ہو پہنچی نہین کانون مین صدا
بے اثر ہو گئے کیسے ترے نالے بلبل

دم بدم سینۂ سوزان سے نہ کر نالۂ گرم
پڑ نہ جائین تری منقار مین چھالے بلبل

ایک دو گل سے جو تسکین نہ ہووے تجھکو
باغ کا باغ ہی سر پہ نہ اٹھا لے بلبل

جس شجر پر ترا جی چاہے نشیمن کر لے
پھٹ پڑینگے نہ ترے بوجھ سے ڈالے بلبل

مانگ خالق سے دعا بعد بقائے گل کی
پہلے صیاد سے خیر اپنی منا لے بلبل

نہ رہے گل ہی گلستان مین جو تھے رتبہ شناس
اُٹھ گئے سب ترے پہچاننے والے بلبل

کسی غنچہ کو چھوا اور نہ کوئی گل توڑا
گھورتی کیون ہی مجھے آنکھین نکالے بلبل

پہنچے نہ ضرر گر تو یہ ہو جائے گی بند
کہدے گلچین کہ زبان اپنی سنبھالے بلبل

غیر ہی حسرت گلزار مین حال بلبل
دیکھون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل

گوش دل سے شنوا ہو سنئے حال بلبل
گل پہ ثابت ہوا گر صدق مقال بلبل

باغبان کون ہی بیجا ہے خیال بلبل
لائے صرفہ مین زر گل تو ہے مال بلبل

موسم گل مین اکھیڑے پر و بال بلبل
جان صیاد یہ پڑ جائے وبال بلبل

باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان
آگئے آگئے ایام زوال بلبل

سرو دیکھا تو تجھے قمری کا رہا
گل کو دیکھا تو بندھا مجکو خیال بلبل

مین چلا جاؤن تو گل توڑ لیو تو اے گلچین
مجھسے دیکھا نہین جائے گا ملال بلبل

کیجیے رنجہ قدم باغ تلک لطف بیجا
پوچھیے گل سے ذرا وجہ ملال بلبل

شاخ گل ہاتھ لگے گی تو تراشون گا قلم
آج لکھنی ہی مجھے صورت حال بلبل

فصل گل آئی ہی کیا پھولی ہوئی بیٹھی ہے
دیکھنا دبدبۂ جاہ و جلال بلبل

شاد دو دن رہی دو دن رہی غمگین و ملول
کٹ گئے یون شب و روز و مہ و سال بلبل

مرگئی فرقت گلزار مین نالے کرکے
اب رہا حشر پہ موقوف وصال بلبل

داخل طبق عشاق ہی چہرہ اُس کا
لکھے ہین دفتر گل مین خط و خال بلبل

گل ہین مصروف عزاداری یہ کہین پھول ہین آج
ہو گیا سنتے ہین گلشن مین وصال بلبل

بعد مردن ہوئی مدفون شجر گل کے تلے
کسکو معلوم تھا یہ ہوگا مآل بلبل

کچھ خبر ہی تجھے صیاد ستمگر کہ نہین
جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل

ہی عیان حسرت پرواز پس از مردن بھی
اُڑتے پھرتے ہین چمن مین پر و بال بلبل

عشق کیا چیز ہی معشوق کسے کہتے ہین رند
نہ تصور ہے تجھے گل کا نہ خیال بلبل

منظور جو لکھنا ہی تجھے خرچ زر گل
ہو جائے قلم ہاتھ مین شاخ شجر گل

مرقد ہی یہ کس بلبل بیکس کا چمن مین
جھک آئی ہی جو آپ سے شاخ شجر گل

پھڑکا دیا صیاد کو الطاف نے میرے
بلبل جو لیا مول دیا مین نے زر گل

کس درد کا درمان ہون الٰہی مین چمن مین
بلبل کا عزادار نہ مین نوحہ گر گل

دی باد بہاری نے شکست آکے خزان کو
گلشن مین کھلے رایت فتح و ظفر گل

اس درد سے نالے نہ کرو بلبل شیدا
بہ جائے کہین ہو کے نہ پانی جگر گل

کیون خار سمجھتے ہین مجھے کیون ہین کھٹکتے
غماز ہون بلبل کا نہ ہین پردہ در گل

ہاتھ آئی ہی بیرحم کو کیا مفت کی دولت
گلشن مین صبا روز لٹاتی ہی زر گل

کرتا ہی زبس حد سے سوا سمع خراشی
ہی نالۂ بلبل سبب درد سر گل

احوال چمن پچھ تو صبا مجھسے بیان کر
سیدھی ہی کہ بلبل سے پھری ہی نظر گل

ایذا ہی مجھے راحت معشوق کی خاطر
صندل مین رگڑتا ہون پئے درد سر گل

فریاد کرے بلبل ناشاد کہان تک
اے کاش کہین ہو شنوا گوش کر گل

آ نکلے ہین مانند صبا سیر چمن کو
نقصان ہی بلبل کا نہ ہم سے ضرر گل

جا ساتھ اسی کے جو تجھے جانا ہے بلبل
رہتی ہی صبا بو کی طرح ہمسفر گل

رخسارۂ رنگین کے تصور مین ہوا ہون
بونا مری تربت کے سرہانے شجر گل

بے قیمت بلبل مین اگر دے کوئی صیاد
بٹا نہ لگا قلب نہ ٹھہرا تو زر گل

اکڑتا ترے رخسارۂ رنگین کی ہوا مین
بلبل کی طرح ہوتے اگر بال و پر گل

بلبل کے قفس کے لئے لاؤنگا چمن سے
کاٹی کسی گلچین نے جو شاخ شجر گل

افسوس ہی کیا خاک اڑائی ہی خزان نے
یہ باغ وہ ہی جسمین کہ تھا فرش زر گل

گو نام و نشان مٹ گیا پر یاد ہی مجھکو
یان سرو کے تھے پیڑ یہان تھے شجر گل

ناواقف مطلق ہو نہین احوال چمن سے
معلوم ہی کچھ عیب نہ مجھکو ہنر گل

پردہ مجھے رہتا نظر آتا نہین اسکا
ہی دست جنون میری طرح جامہ در گل

مایوسی بلبل سے یہ ثابت ہوا مجھکو
اس باغ مین امسال نہ ہوگا گذر گل

گلگشت چمن سبکو مبارک ہے اے زند
سودائے گلستان بہ سر مین نہ سر گل

جا بلین راحت کو نہ آگاہ ہین آرام سے ہم
پھنس گئے کنج قفس مین جو چھٹے دام سے ہم

فکر مضمون رخ و زلف مین ہین سرگردان
صبح کر دیتے ہین جب بیٹھ گئے شام سے ہم

رند سرمست بلانوش ہین میخانے کے
خم گردونکو سمجھتے ہین کم اک جام سے ہم

وہ بھی واقف ہین جو آگاہ نہین صورت سے
مثل عنقا ہوئے مشہور فقط نام سے ہم

چین سے دامن دایہ مین بھی سوئے نہ کبھی
روز مولود سے واقف نہین آرام سے ہم

زہر کھانا پڑیگا ہمکو جبھی سمجھے تھے
خط کے آغاز مین آگاہ تھے انجام سے ہم

عمر بھر شوق ہم آغوشی مین بیچین رہے
پہلوے گور مین شاید رہین آرام سے ہم

بے قضا کے نہین ہوتا کوئی پیوند زمین
روکین ملکوں سے فرشتے جو گرین بام سے ہم

خاندان مجنون مین رتبہ ہے ہمارا ہی بلند
سلسلے رکھتے ہین گیسوے دل آرام سے ہم

زلف سے بچتے تو کھاتے ہین وہ چشم سیاہ
ہوتے شاہین کے شکار اڑتے اگر دام سے ہم

عاشقوں مین ترے ہم بھی ہین ازل سے ای دوست
تجکو دیکھا نہین آگاہ ہین پیغام سے ہم

یان بھی قسمت نے لب خشک نہ ہونے دیے تر
آکے میخانہ مین محروم چلے جام سے ہم

اس ہنڈولے پہ ہر اک جان دیے دیتا ہے
کیون نہ چکر مین رہین گردش ایام سے ہم

ساغر بادۂ الفت جو پلایا تھا ہمین
آجتک مست ہین اے رند اسی جام سے ہم

تنگ ہین ایسے چمن مین گل و شمشاد سے ہم
آشیان مانگتے ہین چنگل صیاد سے ہم

کسطرح دلکو کرین سخت نہ فولاد سے ہم
واسطہ رکھتے ہین کیسے ستم ایجاد سے ہم

لین گے جبتک نہ عوض ظلم کا صیاد سے ہم
باز آئینگے نہین نالہ و فریاد سے ہم

اسکو آزردہ کرین کسلئے فریاد سے ہم
ہم سے صیاد رضامند ہے صیاد سے ہم

مر گئے پر بھی حسینون کی وہی الفت ہے
سایہ بن بنکے لپٹتے ہین پریزاد سے ہم

ہے جو لیلی پہ تمھین فوق تو مجنون پہ ہمین
تم جو شیرین سے زیادہ ہو تو فرہاد سے ہم

رنج مین بھی ہے مزا ذوق محبت ہے اگر
ہر طرح شاد ہین اپنے دل ناشاد سے ہم

بیڑیان جلد بنین فصل بہار آپہونچی
روز کہہ آتے ہین جا جاکے یہ حداد سے ہم

یاد آیا جو چمن مین قد بالا تیرا
سرو سے دوڑ کے لپٹے کبھی شمشاد سے ہم

یاد ایام کہ اک سلسلہ زنجیر سے تھا
ابتو وحشت سے بڑے پھرتے ہین آزاد سے ہم

ہم تری یاد پہ بھولے ہوئے ہین یاد رہے
پھر کبھینگے نہین گذرے جو تری یاد سے ہم

سخت جانی کا برا ہو نہ گلا کٹنے دیا
سخت شرمندہ ہوئے خنجر جلاد سے ہم

تیلیان ٹوٹین قفس کی جو ابھی مار پڑے — رشتہ برپا ہین فقط الفت صیاد سے ہم
سب نے اگر گل امید بھرے دامن ہین — اک تہیدست چلے گلشن ایجاد سے ہم
ہین وہ مظلوم بلک کر جو ابھی آہ کرین — کھود کر پھینک دین گردون تجھے بنیاد سے ہم
خدمت گل مین صبا آکے مشرف ہوگئے — چھوٹنے پائے اگر خانۂ صیاد سے ہم
رات دن لوٹتے ہین ہجر کے انگارون پر — کس جلاپے مین ترے عشق پریزاد سے ہم
ہے یقین جیب بھی نہ سودائے محبت کم ہو — رگ جان چھیدین اگر نشتر فصاد سے ہم
یہ بھی ہین پارۂ دل وہ ہین اگر لخت جگر — کم سمجھتے نہین شعر اپنے بھی اولاد سے ہم
آدمی زاد تو کیا چیز ہے اے غیرت حور — دل لگائین ترے ہوتے نہ پریزاد سے ہم
مژدہ پہونچے تجھے او حسرت پرواز چمن — آج رخصت ہوئے سرو اور گل و شمشاد سے ہم
خانہ ویرانی کا اپنے نہین کھلتا باعث — پھرتے ہین کسکی ہوا خواہی مین برباد سے ہم
آپکو بھولے ہین لیکن نہین بھولے تجکو — یاد کیا رکھین جو غافل ہون تری یاد سے ہم

فرق ہے ذرہ و خورشید کا اے رند صریح
شعر مین پڑھکے نہ جھکے کبھی استاد سے ہم

شتاب سے لکھے ثنائے رخ نگار قلم — دکھائے قطعۂ گلزار کی بہار قلم
ضرور اتنا تکلف ہے مشق نو خط کو — جو لوح نقرئی ہووے تو زرنگار قلم
کہان تلک نہ لکھے حال شہسوارون کا — ہوا کے گھوڑے پہ کب تک رہے سوار قلم
نہ ختم ہوگا کسی طرح خط شوقیہ — جو لکھین سیکڑون منشی چلین ہزار قلم
سیاہ سیکڑون دفتر کیا کیے شب و روز — نہ ہوگا میرے برابر سیاہ کار قلم
جو مین نے چاہا وہ لکھا قصور اسکا کیا — گناہگار رہون مین یا گنہگار قلم
جو یون لکھیگا مضامین شوق کے گستاخ — کریگا مجکو بھی آخر گناہگار قلم
زیادہ تر ہو فروغ انجمن مین مردون کی — مثال شمع جو سر ہو ہزار بار قلم
لکھا کرے مرے دیوان کٹا کرین حاسد — ہے اسلیے وہ زبان مثل ذوالفقار قلم
دکھائے لکھکے مضامین روئے رنگین کے — بنائے صفحۂ کاغذ کو لالہ زار قلم
کیا جو چاہے رقم حال خاکسارون کا — تو پہلے لیوے صلاح خط غبار قلم
مزا ملے نہ اگر اسکو زخم کھانے مین — تو سر خوشی سے نہ کٹوائے بار بار قلم

رہے نہ صید مضامین کی فکر ہی مین خراب
کرے ہمائے معانی کو بھی شکار قلم

دلیل ہو یہ ہماری سیاہ کاری پر
کرے جو لوح ہماری سر مزار قلم

لکھی ہی جب سے صفت اُسکی تیغ کی اے رند
زیادہ ہو گیا خنجر سے آبدار قلم ٭

بتائے کس کو رہ بوستان نہین معلوم
نہال کس کو کرے باغبان نہین معلوم

سُنا ہی نام فقط پر نشان نہین معلوم
پتا مین کیا دون مجھے خود مکان نہین معلوم

پتا کچھ اِسکا کچھ اسکا نشان نہین معلوم
دہن کدھر ہی کمر ہی کہان نہین معلوم

وہ زلف رُخ پہ ہی لیکن دہان نہین معلوم
عیان ہی مار پہ گنج نہان نہین معلوم

مثال گرد پس قافلہ ہون سر گردان
گیا کدھر کو مرا کاروان نہین معلوم

ہمیشہ ایک سا عالم ہی باغ ہستی مین
کچھ اس چمن کی بہار و خزان نہین معلوم

سُنا ہی آتش گل نے جلا دیا گلشن
بچا کہ خاک ہوا آشیان نہین معلوم

جلا جگر کہ پھُنا دل ہی سوز فرقت سے
کہان سے اُٹھتا ہی ہر دم دھوان نہین معلوم

نہ آیا وادی مجنون مین ناقۂ لیلےٰ
کدھر کو لیکے گیا ساربان نہین معلوم

سمجھکے حق سگ یار اُڑ گیا شاید
ہما نے کھائے نہ کیون استخوان نہین معلوم

ہر اک کا عیب و ہنر صاف منہہ پہ کہتی ہے
کرے گی کیا مرے حق مین لسان نہین معلوم

چمن کو چھوڑکے بلبل ستم سے گلچین کے
کدھر کو لیکے گئی آشیان نہین معلوم

یہ آرزو ہی کہ اس زندگی سے ڈوب مرون
تمھارے چاہ ذقن کا نشان نہین معلوم

تری جناب سے اے دوست ہی جہان آگاہ
وہ کون ہی جسے یہ آستان نہین معلوم

نظارے گلشن ہستی کے رند کرتا ہون
پر اس چمن کا مجھے باغبان نہین معلوم

برنگ نکہت گل ہم ہین خانہ زاد چمن
قدامت اپنی سمجھے باغبان نہین معلوم

کرم کرے کبھی اس مشت خار و خس پر بھی
ہمارا برق کو کیا آشیان نہین معلوم

جہان کی ہو مری مٹی وہین مجھے پہونچا
وہ سرزمین مجھے اے آسمان نہین معلوم

نہ شکوہ اس سے کبھی تا ادائے شکر ہوا
خدا نے دی ہی مجھے کیون زبان نہین معلوم

ہی ایک پاؤن سے استادہ سرو کیا باعث
روان ہی کس لئے آب روان نہین معلوم

نکر مذمت رندان خموش اے واعظ
وہ کس کے حال پہ ہی مہربان نہین معلوم

پھرا ہی منھ ترے خنجر کا مجھسے کیون اے ترک
ہوئی ہی کس لیئے بیسے رخ کمان نہین معلوم

یہ ہڈیان نہ پسین آسیائے چرخ سے بھی
پسے ہین کس کے مرے استخوان نہین معلوم

ہمیشہ رہتا ہی برگشتہ راست بازون سے
خلاف ان سے ہی کیون آسمان نہین معلوم

سبک کیا مجھے اہل زمین کی نظرون مین
فلک مین کیون ہوا تجھ پر گران نہین معلوم

وہ یان کی رسم سے واقف ہی پوچھ بلبل سے
اگر تجھے روش گلستان نہین معلوم

غرور حسن سے گمراہ ہے ابھی تجکو
طریق دلبری ایجا نجان نہین معلوم

رہیگے کب تلک اے رند خواب غفلت مین
ہین کس خیال مین اہل جہان نہین معلوم

وان پڑین ابرو پہ بل یان ہون تہ شمشیر ہم
زلف سلجھے اور پھانسی پائین بے تقصیر ہم

کھائین مثل نیشکر اے ترک تیرے تیر ہم
جان کر شربت پئین آب دم شمشیر ہم

بت سے الفت ہمکو زاہد عاشق اللہ تو
تو بنا مسجد کو بتخانہ کرین تعمیر ہم

ہمسے کاوش کرکے کیا ہاتھ آئیگا اے آسمان
مالک طبل و علم ہین صاحب جاگیر ہم

ہم وہ منصف ہین جو دے مقدور ہمکو آسمان
خاک بلبل سے کرین گلزار کی تعمیر ہم

بیگناہی اپنی ثابت حسن پر ہو یا نہ ہو
عشق شاہد ہی ہوئے ہین قتل بے تقصیر ہم

جب چلے گھر سے تو پہونچے منزل مقصود تک
تیز رفتاری مین رکھتے ہین خواص تیر ہم

کوہکن کہتا تھا اے شیرین جو ہی تائید عشق
بیستون کو کاٹ کر لاتے ہین جوئے شیر ہم

دیکھ لیتے ہین شفق آلودہ جس دم ماہ نو
یاد کرتے ہین گریبان کی تری تحریر ہم

دولت دنیا سے مستغنی قناعت نے کیا
جانتے ہین خاک کوئے فقر کو اکسیر ہم

لاکھ بھڑکاوین وہ انداز آتش افروزی کرین
جوش کھا کر کب ابلتے ہین مثال شیر ہم

رخ کو قرآن جانتے ہین تیرے مصحف کی قسم
کیون کہین خط کو نہ فتح اللہ کی تفسیر ہم

کھینچتی ہی وحشت دل کوہ و صحرا کی طرف
توڑتے ہین لے جنون اب پاؤن کی زنجیر ہم

کسطرح کاٹین تاسف سے نہ ہر دم پشت دست
ہاتھ سے کھو بیٹھے ہین سررشتۂ تدبیر ہم

سر تہ خنجر تھا آنکھین تھین رخ جلاد پر
محو تھے اللہ اکبر کیا دم تکبیر ہم

عالم وحشت مین باہم ہمقرین زندانین سے تھے
حق صحبت کسطرح بھولین ترا زنجیر ہم

ہونٹ میرا داب کر دانتون نہین کیا کہتا ہی یار
بوسے لینے کی تجھے دیتے ہین یہ تعزیر ہم

پاس آکر یہ نہ دیکھا مرگیا یا زندہ ہے
دیکھنا کس ترک بے پروا کے ہین نخچیر ہم

عشق کا شہرہ ہوا اور حسن نے پکڑی نمود
خلق مین رسوا ہوے بے جرم و بے تقصیر ہم

شانہ کرتے گیسوے جانان مین دیکھا غیر کو
کس سے پوچھین اس پریشان خواب کی تعبیر ہم

وقت بد مین ہون زیادہ تر شریک حال دوست
ہین سپاہی رکھتے ہین خاصیت شمشیر ہم

ابتو یوسف کی زبان کا بھی اثر جاتا رہا
ہوتی ہی بر عکس لین کیا خواب کی تعبیر ہم

دیکھکر اس غیرت گلزار کو سکتا ہوا
کھنچگئے ہین بلبل گلدستۂ تصویر ہم

بخت برگشتہ نے کی بر عکس تاثیر عمل
جب لگے پڑھنے عزیمت ہوگئے تسخیر ہم

بیٹھے رہتے تھے ہمہ تن گوش مرغان سحر
کھینچتے تھے جن دنون مین نالۂ شبگیر ہم

عفو کر تیری رحیمی کا یہی ہے مقتضا
قابل تقصیر ہم مستوجب تعزیر ہم

اسکی آمرزش ہی زاہد باعث اپنے جرم کا
کرتے ہین دانستہ شوق عفو مین تقصیر ہم

آگئے اُڑکر اگر چشم سیاہ یار پر
حلقہ ہاے زلف سمجھے دام آہو گیر ہم

صورت معنی عیان ہی اپنی ہر اک بیت سے
شاعری کرتے نہین ہین کھینچتے تصویر ہم

غیب سے ہوتے ہین بیان مضمون الہامی عطا
کرتے ہین گویا زبان یار سے تقریر ہم

پڑھتے تھے سارے ملک تسبیح پر اپنی درود
عالم ارواح مین بھی تھے یہ خوش تقریر ہم

شیخ ناسخ خواجہ آتش کے سوا بالفعل رند
شاعران ہند مین کہتے ہین طرز میر ہم

منھ ہر کس و ناکس کو دکھایا نہ کرو تم
یہ حسن خداداد تماشا نہ کرو تم

دم دیکے نہ ٹالو مجھے فقرا نہ کرو تم
اب وعدۂ امروز کو فردا نہ کرو تم

یوسف مرے زیبا نہین عاشق تمھین بننا
معشوق ہو تقلید زلیخا نہ کرو تم

کہتے ہین جسے عشق کچھ آسان نہین ہے
مشکل ہی بہت اسکا ارادہ نہ کرو تم

سب کرتے ہین چشمک مجھے ہوتی ہی ندامت
یون آنکھ چرا کر مجھے دیکھا نہ کرو تم

اچھا نہین اچھا نہین مانو مرا کہنا
رسوا نہ کرو تم مجھے رسوا نہ کرو تم

پڑجائین نزاکت سے نہ ہاتھون مین کہین نیل
مل ڈالا کرو مہندی کو باندھا نہ کرو تم

توبہ کرو عشاق کو مشرک نہ بناؤ
للہ خدائی کا تو دعوے نہ کرو تم

سیدھی مری باتون سے عبث ہوتے ہو ٹیڑھے
سلجھانے مین زلفون کے تو الجھا نہ کرو تم

تم پاس سے اُٹھے تو نکل جائیگا دم بھی
بیٹھے رہو جانے کا ارادہ نہ کرو تم

خود حور ہو ہونیکا نہین تم کو جھپیٹا
اندیشہ کچھ آسیب پری کا نہ کرو تم

اچھا نہین ہر وقت کا آنا مرے گھر مین
بدنام نہ ہو تم مجھے رسوا نہ کرو تم

بوسہ لیا تقصیر ہوئی منہ نہ بناؤ
ہم کو تو بس اب جانے دو غصہ نہ کرو تم

پھر جاتا ہے اک دوسرا قد آنکھ کے نیچے
آگے مرے ذکر قد بالا نہ کرو تم

پھر ہم کو نہ پاؤگے اگر دیر لگائی
آنے کا ارادہ ہے تو عرصہ نہ کرو تم

منہ چاند سا ڈھانکو نہ ڈوپٹے مین پریجان
سوتے ہو اگر ساتھ تو پردا نہ کرو تم

جور و ستم انداز و ادا ناز و کرشمہ
یہ سب سہی پر غمزہ بیجا نہ کرو تم

رند الفت بُت چھوڑو اب اللہ کو پالو
کعبے کو چلو قصد کلیسا نہ کرو تم

دل کو پھر کاکل مین اُلجھاتے ہین ہم
سر پہ پھر روز سیہ لاتے ہین ہم

جب تری فرقت مین گھبراتے ہین ہم
سر کو دیوارون سے ٹکراتے ہین ہم

یاد آتے ہین وہ عارض پھول سے
باغ مین جا جا کے گل کھاتے ہین ہم

اے اجل آ چک خدا کے واسطے
زندگی سے اب تو گھبراتے ہین ہم

کل کہ آئے تھے نہ آوینگے کبھی
بے بلائے آج پھر جاتے ہین ہم

کر سکے گی تو نہ اپنی ہمسری
تو تو چل باد صبا آتے ہین ہم

ہم پہ بہتان اور کی الفت کا ہے
لے ترے سر کی قسم کھاتے ہین ہم

جان نہ دی ہوگی کسی نے روبرو
یہ تماشا تجھکو دکھلاتے ہین ہم

ہم نہ ہووینگے تو پھر پچتائے گا
مُفت تیرے ہاتھ سے جاتے ہین ہم

دل کسی صورت سمجھتا ہی نہین
تا بمقدور اُس کو سمجھاتے ہین ہم

وصل کی مانی ہین کیا کیا منتین
سیلے درگاہون مین بندھواتے ہین ہم

ارتباط آپس کے اب موقوف ہین
وہ ہی آتے ہین نہ وان جاتے ہین ہم

وصل مین بھی یان ہے عالم ہجر کا
اُنکو پاکر کھوئے سے جاتے ہین ہم

یاد آتا ہے وہ مکھڑا چاند سا
چاندنی راتون مین چلاتے ہین ہم

کھینچکر لاتے ہین کوئے یار سے
وان تو جا کر پاؤن پھیلاتے ہین ہم

کس نے وعدہ گھر مین آنے کا کیا / آپ سے باہر ہوئے جاتے ہین ہم
زلف کی تعریف جب کرتا ہے غیر / سانپ کے مانند بل کھاتے ہین ہم
یان عدم کو لگ رہا ہے چل چلاؤ / اب بھی آنا ہے تو آ جاتے ہین ہم
وحشت آبادی مین جب کرتی ہے تنگ / جانب صحرا نکل جاتے ہین ہم
رند جب ملتے ہین وہ تنہا کہین / دوڑ کر ان سے لپٹ جاتے ہین ہم

شکر اکثر کہتے ہین تب ناز سے
بس انھین باتون سے گھبراتے ہین ہم

ہم جو خاموش دم فکر سخن بیٹھے ہین / ڈھونڈتے کو ترا مضمون دہن بیٹھے ہین
ایکدن ہمکو بھی غربت مین نہ آئی افسوس / مجکو بھولے ہوئے یاران وطن بیٹھے ہین
نہین آتا جو وہ قاتل تو اجل ہی آئے / کب سے پاس اپنے لئے اپنا کفن بیٹھے ہین
بزم ماتم مری کیونکر نہ بنے رشک چمن / میرے پھولون مین کئی غنچہ دہن بیٹھے ہین
نہ اُٹھا کوچۂ دلدار سے دم لینے دے / تھک گئے پھرتے ابھی اے چرخ کہن بیٹھے ہین
باغ جنت کی ہوا سر مین نہین ہے اُنکے / جو ترے کوچے مین آ کے رشک چمن بیٹھے ہین
خرچ اکدن کا ہے قارون کا اگر گنج بھی ہو / جب تلک پاس مرے سیم بدن بیٹھے ہین
باغبان پھولا سماتا نہین پیراہن مین / آج گلشن مین کئی رشک چمن بیٹھے ہین
مژدۂ فصل بہاری جو صبا سے ہے سنا / کیسے پھولے ہوئے مرغان چمن بیٹھے ہین
للّٰہ الحمد کہ غربت مین وہ راحت پائی / دل سے بھولے ہوئے ہم یاد وطن بیٹھے ہین
زیر گردون نہین آرام کی صورت کوئی / سب اُٹھانے کو یہان رنج و محن بیٹھے ہین
دل شگفتہ ہو ذرا بات کرائے غنچہ دہن / ہم بڑی دیر سے مشتاق سخن بیٹھے ہین
مٹی دروازے کی اُنکے لیے جاتے ہین بعض / وقت کے اپنے مسیحا جو وہ بن بیٹھے ہین
دیکھکر طرز خرام اس بت وحشی کا مرے / چوکڑی بھولے ہوئے اپنی ہرن بیٹھے ہین

چند بیتین جو لکھین ہین وہ سنادے اے رند
آج محفل مین کئی اہل سخن بیٹھے ہین

یون کس طرح سے وصف خط مشکبو کرین / کلی کرین گلاب سے تب گفتگو کرین
کرلین وضو شراب سے مستونکی جان کر / ہم بادہ کش جو بیعت دست سبو کرین

منصف وہ ہین ہمارا اگر اختیار ہو
بلبل کا زخم دل رگ گل سے رفو کرین

برسے فلک سے آگ جو پانی کی ہو تلاش
دوزخ ملے بہشت کی گر آرزو کرین

مضمون اس کمر کے نکالے نئے نئے
عنقا کو باندھ لائین جو ہم جستجو کرین

مجنون کو کسقدر سگ لیلی عزیز تھا
دیوانے ہین جو ہم ترے کتے کو تو کرین

سودائی کرنا زلف کو عشاق کا نصیب
حیران مثال آئینہ آئینہ رو کرین

اُس گل کی بوئے زلف سے تازہ دماغ ہی
عطر گل بہشت ہو تو ہم نہ بو کرین

منھ مین زبان یقین ہی نیے نافہ مشک کا
ہم وصف زلف یار اگر مو بمو کرین

رنگ قبول سوختگان کو نہین دیا
دیکھا نہین کبھی کہ گل و شمع بو کرین

گلشن مین تو جو جائے تو جھکجائین سرو باغ
سرکش بھی دیکھین تجکو تو گردن فرو کرین

مرنے لگون تو مُنھ طرف کوئے یار ہو
مومن ہون وقت نزع مجھے قبلہ رو کرین

اک بحر حُسن کے رُخ رنگین کا عشق ہے
ہم کیا نظارۂ چمن و آب جو کرین

چپکے ہین ایک رشک مسیحا کی یاد مین
مُردے جواب دین جو ابھی گفتگو کرین

کرتے ہین مدعی دہن یار مین کلام
کچھ وہ بھی مُنھ سے بولے تو ہم گفتگو کرین

ہر شاخ مثل شمع لگے جلنے باغ مین
گل پر نگاہ گرم جو یہ شعلہ رو کرین

ہو جائے زرد سچ یہ یقین رنگ برگ خشک
اے رشک گل جو گل کو ترے روبرو کرین

وہ مست ہون جو میکدہ مین رند جاؤن مین
تعظیم سرو قد مری اُٹھکر سبو کرین

معشوق اور دوسرا ترسا حسین نہین
زیبندہ اس جمال پہ چین بر جبین نہین

وہ کونسا مکان ہی تو جسمین مکین نہین
ناحق کا یہ گمان ہے کہین ہے کہین نہین

مردود بارگاہ نہ ہو کوئے یار کا
دونون جہان مین اسکا ٹھکانا کہین نہین

مشہور اک جہان مین ہین عشقباز ہون
جانانہ ہو جسے کوئی ایسا حسین نہین

بعد از کلیم بھڑکی نہ پھر آگ طور کی
کیا کیا ہوائین ورنہ جہان مین چلین نہین

ہوگی قیامت اُس قد قامت سے ایکدن
کافر ہین روز حشر کا جنکو یقین نہین

دیر و حرم مین شیخ و برہمن تباہ ہین
خانہ خراب تیرا ٹھکانا کہین نہین

لازم پڑا ہی حُسن کی خاطر غرور بھی
وہ کونسا حسین ہے کہ چین بر جبین نہین

کسدن کٹے نہ قدمون پہ دو چار کے گلے
تلوارین تیری چال مین کس دن چلین نہین

دریا ہین چشم تر کی بدولت بھرے ہوئے
دامن ہی ابر تر کا مری آستین نہین

خدمت مین جسکی ہووے نہ بندے کو بھی نیاز
اس عہد مین تو ایسا کوئی نازنین نہین

ہونٹون پہ جان آکے کئی بار پھر گئی
وہ جان جان جو پاس دم واپسین نہین

کب خوف جان معرکۂ عشق مین کیا
کس طفل ترک سے مری آنکھین لڑین نہین

وصلت شتاب سیم بدن سے نصیب ہو
دنیا تو ہاتھ آئے بلا سے جو دین نہین

کیا سنگ آستان صنم سنگ لوح ہے
کس کس نے میری قبر سے آنکھین ملین نہین

انکار کیا کریگا تو عصیان کا اپنے رند
موجود دو گواہ یسار و یمین نہین

نہ شتا در پہ پڑا رہنے دے کیا لیتے ہین
اے شہ حسن فقیرون کی دعا لیتے ہین

تیزئ عمر نے طے منزل ہستی کر دی
ہم بھی یاران عدم رفتہ کو جا لیتے ہین

میرے ہمراہی مجھے چھوڑ گئے یان ورنہ
قافلہ والے تو سوتون کو جگا لیتے ہین

بھیجین گے پیک بنا کر ترے پاس اے شہ حسن
سر قاصد کے لئے بال ہما لیتے ہین

سامنا لاکھ مصیبت کا پڑے پر کوئی
آسرا غیر کا مردان خدا لیتے ہین

کوچۂ دوست مین رکھ پاؤن ادب سے غافل
سرکش اس راہ مین گردن کو جھکا لیتے ہین

زلف پرپیچ کا مضمون نہین بندھ سکنے کا
کیون وبال اپنے سرون پر شعرا لیتے ہین

حق تو یہ ہی کہ عجب لوگ ہین وان شان خدا
اپنے سر غیر کی ناحق یہ بلا لیتے ہین

شور و شر کرتے یہ ہین ہستی دو روزہ پر
آسمان اہل زمین سر پہ اٹھا لیتے ہین

لب بلب رہتے ہین جو شام و سحر دلبر سے
زندگانی کا وہی لوگ مزا لیتے ہین

گرچہ درویش ہین یہ لوگ مگر جائین تو
سلطنت مول ترے در کی گدا لیتے ہین

میرے ویرانے مین درویش بھی سلطان ہوجے
یان بسیرا سر شام آکے ہما لیتے ہین

جام جم سے اسے دیتے ہین سمجھتے ہین زیاد
بھیک جس کاسے مین تیرے فقرا لیتے ہین

جو گذر ہوتا ہے مدفن پہ حسینون کے کبھی
وان کی ہم خاک کو آنکھون سے لگا لیتے ہین

عیب سے پاک و مبرا ہی کلام اُن کا رند
جو غزل حضرت آتش کو دکھا لیتے ہین

باقی رہے تمیز نہ پھر خوب و زشت مین
پارس کا ہو خواص جو ہر سنگ و خشت مین

روشن دلون کی بزم مین تیرہ درون کہان
ہو ویگی صبح شام نہ ہو گی بہشت مین

یون ہو گئی زراعت دل پائمال غم
گویا ہوا گذار ملخ اپنی کشت مین

سجدے بتون کے کسلئے کرتا ہی بے شعور
او برہمن خدا تو نہین سنگ و خشت مین

غش کا بہانہ کرکے گرا کوے یار مین
ادریس کی طرح سے رہا مین بہشت مین

اے شانہ بل نہ نکلے گا گیسوئے یار کا
افعی کیطرح اس کی کجی ہے سرشت مین

ہووے مجھے جو وصل بت سیم تن نصیب
سونیکے بت چڑھاؤن برہمن کنشت مین

یوسف کے بعد تجکو نکالا حجاب سے
عاقل جو ہو تو فرق کرے خوب و زشت مین

جیتا ہون جب تلک میرا آغوش ہی تہی
پھر مین ہون اور پہلوے حور اور بہشت مین

سودائیون کی بیڑیان سونے کی ہو گئین
پارس ہی کیا گلی کی ترے سنگ و خشت مین

انکے شریک حال ہین ہم جنکے پاس ہین
ششیر کی طرح ہی یہ جوہر سرشت مین

ہی آستان یار مقام اپنا خوش رہین
کعبے مین شیخ اور برہمن کنشت مین

پھرتا نہ کس طرح سے محبت مین دربدر
یہ ٹھوکرین لکھی تھین مری سرنوشت مین

زوار کو جو ہند مین دیکھا ہوا یقین
دوزخ مین آیا مار کے ٹھوکر بہشت مین

اے رند فصد کھولین کہ پہنائین بیڑیان
سودائے زلف یار ہی میری سرشت مین

پھیرنا حلق پہ خنجر تجھے کیا یاد نہین
کاٹ ڈال اپنا گلا آپ جو جلاد نہین

جس جگہ سرو نہین گل نہین شمشاد نہین
ایسے گلشن مین مجھے عادت فریاد نہین

عمر گذری ہی مجھے مشق خموشی کرتے
ہون وہ بلبل مجھے انداز فغان یاد نہین

بند کر اپنی زبان پھر نہین دشمن کا خطر
مرغ تصویر کو اندیشۂ صیاد نہین

لطف گلگشت چمن کنج قفس مین بھولے
اب تو نقشہ بھی گلستان کا مجھے یاد نہین

اے جرس کسلئے یہ ہرزہ درائی چپ رہ
قافلے مین کوئی سنتا تری فریاد نہین

دل لگی کس سے کرون کس سے مین دل بہلاؤن
سرو اس باغ مین پایا [illegible] شمشاد نہین

جان کنی پیشہ ہی اور کوہ کنی ننگ مرا
کچھ مجھے دعوی ہمچشمی فرہاد نہین

ہو پس از مرگ ہر اک شے ورثا مین تقسیم
دولت شعر مین پر حصۂ اولاد نہین

میری مشکل کبھی ہو آسان کہین قاتل للہ
تو ہی تلوار لگا بیٹھ جو جلاد نہین

تا بدامن کوئی ذرہ تو کبھی پہونچے گا
خاک کس کس کی تری راہ مین برباد نہین

رو بہ دیوار چمن کرکے اُڑانا مجھکو
راستہ باغ کا صیاد مجھے یاد نہین

مل رہیگا تجھے اک روز ریاضت کا صلا
ہو نہ مایوس مشقت تری برباد نہین

دے نہ تکلیف تو ساقی مجھے میخانے کی
لائق انجمن عیش یہ ناشاد نہین

فصل گل مین کیا آزاد قفس سے مجھکو
بھولنے کا کبھی احسان ترا صیاد نہین

جوہر ذات بھی لازم ہی ہر اک شے کے لئے
موم سا نرم ہو یہ خوبی فولاد نہین

دیکھون کبتک تجھے ہی صحبت عاشق سے گریز
آخر انسان ہی تو بھی تو پریزاد نہین

مصرع قد مین ترے جلئے کم سکتا ہے
اُٹھ نہین سکنے کا ایسا مرا ایراد نہین

اب رہائی سے اسیری ہی میری بہتر ہی
بال و پر اُڑنیکے قابل مرے صیاد نہین

سامنا رہتا ہی اندوہ و الم کا ہر وقت
ایکدم غمکدۂ دہر مین دلشاد نہین

ہوسکے تیری فقیرون سے اطاعت کسکی
لائق بندگی غیر یہ آزاد نہین

ایک سے ایک ہی بہتر جو تری صنعت ہی
قابل ایراد کے تیرا کوئی ایجاد نہین

جو نظر آتا ہی معشوق وہ ہی حور کی شکل
باغ فردوس کہون گلشن ایجاد نہین

نالے کرتی ہی عبث بے سروپا او بلبل
سیکھلے مجھسے جو انداز فغان یاد نہین

سیر گلشن کی مزے قید مین کسدن بھولے
کب قفس مین ہمین یاد گل و شمشاد نہین

بحر ہستی مین حباب لب جو ہی غافل
غور سے دیکھ زیادہ تری بنیاد نہین

یان فلاطون کیلیئے رتبۂ شاگردی ہی
کونسا طفل دبستان ہی جو استاد نہین

کان صیاد کے کھلتے وہ فغان کرتا مین
ایک مجبور ہون اب رخصت فریاد نہین

وضعداری ہی اگر قد کی درازی اے رند
تاڑ کے پیڑ سے اونچا قد شمشاد نہین

اُسے غیرون سے بھڑکاتے ہین اپنا رام کرتے ہین
کسی کے کام سے کیا کام اپنا کام کرتے ہین

رسائی اسکے گیسو کے رسا تک غیر ممکن ہی
وہ سودائی ہین جو ایسے خیال خام کرتے ہین

نہ گیسو چھونے دیتے ہین نہ رخ کا بوسہ دیتے ہین
یوہین اک عمر گذری ہی کہ صبح و شام کرتے ہین

کبھی نامرد قائل عشقبازی کے نہین ہوتا
بہادر ہین جو اپنا معرکو مین نام کرتے ہین

شراب پیجئے دل کھو لکر اب دور ساقی ہے
سبو ملتا ہے میکش گر سوال جام کرتے ہین

ہوئے وہ چار خون گریبان کھانیسے عجب کیا ہے
وہ جب مہندی لگاتے ہین تو قتل عام کرتے ہین

جو لکھا ہے مقدر مین وہی فعل اس سے ہوتا ہے
عبث انسان کو مستوجب الزام کرتے ہین

جگانا ہے انھین تا صبح اگر دن وصل کی شب ہین
ابھی سونے دو گر طالع مرے آرام کرتے ہین

جواب نامہ بھی لکھتے نہ تھے جب خط نہ لکھا تھا
زوال حسن ہے شاید جواب پیغام کرتے ہین

دہان یار حاضر ہے اگر پستہ کو دعوی ہو
لڑا لین آنکھین ہمچشمی اگر بادام کرتے ہین

مٹا وے آپکو منظور اگر ہے نامور ہونا
نشان سے جو گذر جاتے ہین وہ ہی نام کرتے ہین

جگاتے ہین سحر تک رات بھر جب رنجہ رہتے ہین
نہ مجکو سوتے دیتے ہین نہ آپ آرام کرتے ہین

نظر آتے ہین ہمکو خواب مین بھی رات بھر کالے
اگر دن کو خیال زلف عنبر فام کرتے ہین

لبالب مے سے کر دے تا لب خشک اپنے تر ہووین
صراحی کی طرف ساقی اشارے جام کرتے ہین

پھنسو لگا مین جو قسمت مین قفس کا آب و دانہ ہے
عبث صیاد پنہان خاک مین گندام کرتے ہین

نہین دیکھا ہے تجھ سا دوسرا وحشی مزاج اب تک
جو تجھکو دام مین لاتے ہین وہ ہی کام کرتے ہین

پرستش کی بہت تیری نہ سمجھا اپنا بندہ تو
رجوع اللہ سے اب او بت خودکام کرتے ہین

سنے پھرتے ہین عاشق معرکوں مین منھ چراتے ہین
عبث اے رند نام عشق کو بدنام کرتے ہین

گر تجھے روح روان راحت جان کہتے ہین
سب بجا کہتے ہین جو اہل جہان کہتے ہین

رخ کو گل قد کو ترے سرو روان کہتے ہین
لوگ کیا کیا تجھے اے جان جہان کہتے ہین

مرض عشق اطبا سے نہ تشخیص ہوا
کچھ جنون کہتے ہین بعضے خفقان کہتے ہین

ہو گئے خوگر ہین تری بوئے دہن کے اے گل
غنچۂ گل کو بھی وہ گندہ دہان کہتے ہین

زلف و رخ کی سحر و شام جو کرتے ہین دید
گل کو انگارے وہ سنبل کو دھوان کہتے ہین

یون پتا پوچھو اس حور کے گھر کا قاصد
اسکے کوچے کو گلستان جنان کہتے ہین

قامت یار کو بتلاتے ہین بعضے شمشاد
اکثر اس قد کو قیامت کا نشان کہتے ہین

جس نے دیکھا تجھے ایجان وہ جان بر نہ ہوا
اہل دل تجھکو بجا آفت جان کہتے ہین

کیون نہ وہ طفل حسین ہووے عزیز ہر دل
یوسف وقت اسے پیر و جوان کہتے ہین

سنکے کٹتے ہین سخن کو مرے حاسد اے رند
اسلیئے لوگ مجھے سیف زبان سمجھتے ہین

یار سے کچھ ہین بد گمان نہین
مجھکو منظور امتحان نہین

جان جانے مین دیر جان نہین
جان یہ وقت امتحان نہین

کونسے بُت مین آن بان نہین
بے نیازی کی کس مین شان نہین

سخت مشکل ہے عشق ابروے یار
کھینچ لین سب یہ وہ کمان نہین

کر دیا رعب حسن نے خاموش
منھ مین گویا مرے زبان نہین

ہون کمان کیطرح سے خانہ بدوش
لامکان ہون مرا مکان نہین

اور عالم ہی اُس کے کوچے کا
یہ زمین اور یہ آسمان نہین

اتنی غفلت نہین مناسب حال
مین تڑپتا ہون تم کو دھیان نہین

مالک نوبت و نشان تھے جو کل
آج نوبت یہ ہی نشان نہین

جائین اُس کوچے سے کہان عاشق
کھیت چھوڑین یہ وہ جوان نہین

اے زمین زور سے فشار نہ دے
مرچکا ہون مین مجھ مین جان نہین

حال دل خود زبان پہ آتا ہے
اختیاری مرا بیان نہین

دہر اسمین ہین تیغ بران کے
رُکنے والی مری زبان نہین

سونگھ کر چھوڑ دے نہ کیون سگ یار
خار ماہی ہین استخوان نہین

دل سے لگے کس طرح مرا صیاد
یہ قفس ہی کچھ آشیان نہین

خشک ماہی کیا ہی خلق سے مجھے
ہی دہن تو مگر زبان نہین

رند بیجا کرو نہ شکوۂ یار
کچھ وہ ایسا تو بدزبان نہین

پاس کیجے تو کچھ بعید نہین
یار دیرینہ ہون جدید نہین

صفتِ حسن یار کیا لکھون
حق یہ ہی دید اور شنید نہین

ہر مہینے گلے وہ ملتا ہے
کونسا چاند ماہ عید نہین

دوست دشمن ہین بہرور تجھسے
کونسا شخص مستفید نہین

بولے مانگا جو نامہ بر نے جواب
نامۂ شوق کی رسید نہین

منع ہی اُسکی فاتحہ خوانی
تیغ ابرو کا جو شہید نہین

چند روزا تو یہان بھی لازم ہے
کرچکے مدت مدید نہین

تنگ آئے ہین اُسکی دوری مین
زہر کھالین تو کچھ بعید نہین

آنکھین دی ہین پئے نظارۂ حسن
کور ہی جس کو شوق دید نہین

سب سے قاصد جواب لایا ہی
میرے مکتوب کی رسید نہین

کشتے قاتل کے جنتی ہین سب
کون ہم رتبۂ شہید نہین

قید کے دن تھے ابتدائے جنون
طوق و زنجیر اب مفید نہین

قیمت دل مین لونگا خاطرخواہ
مال مفلس نہین مزید نہین

طالع بد سے اپنے ہون خرسند
نہ سہی بخت گر سعید نہین

آب انگور میکشون پہ ہی بند
محتسب کی طرح یزید نہین

دیکھ لینگے اگر ہزار چھپو
بے بصیرت جو اہل دید نہین

کربلا کیون نہ ہو گلی تیری
کس جگہ دفن اک شہید نہین

ہوگیا ہون مزاجدان اس کا
ہے قدامت مجھے جدید نہین

کیا کروگے دل شکستہ مرا
شیشہ یہ قابل خرید نہین

وحدہٗ لاشریک لہ ہے تو
دوسرا تجھسا اے وحید نہین

یاد ابرو دلاکے قتل کیا
تیغ بران ہی ماہ عید نہین

گاہ باشد مزاج مین آجائے
تجھسے نا قدردان بعید نہین

ترسین صورت کو ہم سے حسن پرست
دیکھین جو مستحق دید نہین

ہی طریق اپنا رند رندانہ
پیر و مرشد کا ہین مرید نہین

سرو کٹتے ہین اُکھڑتے باغ سے شمشاد ہین
نازپروردان گلشن ہو رہے برباد ہین

کعبہ و بتخانہ مین شیخ و برہمن شاد ہین
دونون گھر یمن قدم سے عشق کے آباد ہین

کیا تماشا ہو جو آنکلے مرا سرو روان
قد بالا پر تو نازان باغ مین شمشاد ہین

سبحہ گردن مین نہ ہی زنار اپنے دوش پر
قید مذہب سے ترے رندان عشق آزاد ہین

دم نہ بھر گل کی ہواخواہی کا ترک عشق کر
مفت بلبل تیرے مشت بال و پر برباد ہین

یار ہم آغوش ہوگا آج روز عید ہے
دل جگر باہم دگر صرف مبارکباد ہین

آجتک بھولا نہین ہون غمزۂ بیجا ترے
یاد ہین او بیمروت مجکو ابتک یاد ہین

نالے نے بخشا اثر نے آہ نے تاثیر کی / دل بتون کے یا الٰہی سنگ ہین فولاد ہین
وصل کے دن آن پہونچے گذرے ایام فراق / آمد آمد یار کی ہے دیدہ و دل شاد ہین
خاک ہین ملجاوے سر نہ ٹوٹ جاوے آئینہ / دھیان تجکو یہ نہین آیا کہ ہم برباد ہین
الفت گیسو کا پھندے سلسلہ باقی ہے اور / کوئی دن ہین ایجنون اس قید سے آزاد ہین
مہربانی حال پر بھی دلدہی سب درکنار / ظلم و جور آفت زدون پر آپکے ایجاد ہین
شانہ سان کس کسطرح سے پھانسا دل صد چاک کو / زلف پیچان کو تری کیا کیا لپیٹین یاد ہین
سلطنت کرتے ہین ساقی لوٹکر رندونکا مال / بادہ خوارونکی بدولت میکدے آباد ہین
ہم سپاہی زادے ہین لڑ بھڑ کے کٹواتین گلا / کس لیے تیشہ سے پھوڑین سر کو کیا فرہاد ہین
مثل لالہ کسطرح رکھے نہ دل انکو عزیز / داغ الفت ارمغان گلشن ایجاد ہین
سلسلہ روز ازل سے ہے ہمین زنجیر سے / تیری زلفون کی قسم مجنون مادرزاد ہین
خوب پہچانا ہے دل صد چاک نے بھی آسمان / کوچۂ گیسو کے اسکو سارے رستے یاد ہین
ظلم کرتے ہو عبث عشاق بے تقصیر پر / بخطا بے جرم ناحق مورد بیداد ہین

کم سنونکے بھولے پن پر تم عبث بھولے ہو رند
نام کو طفل دبستان ہین مگر استاد ہین

سرو کے حق مین تبر نہ آرہ شمشاد ہین / کس لیے ہمسے ہوا خواہ چمن ناشاد ہین
رونق گلشن ہین زیب خانۂ صیاد ہین / اپنے دم سے اپنو گلزار و قفس آباد ہین
کلک صانع ازل کی دیکھ رنگ آمیزیان / واہ کیا نقش و نگار صفحۂ ایجاد ہین
کیا ہوا گلزار عالم کے مخالف ہو گئی / صورت برگ خزان اوراق گل برباد ہین
کیون نہ رکھے دل گل امید سے انکو عزیز / داغہائے یاس و حرمان آپکی امداد ہین
کاٹتے ہین آہ کے تیشہ سے فرقت کا پہاڑ / رشک شیرین یار ہے ہم غیرت فرہاد ہین
حاکم عادل ہے ہمکو دے گا املاک پدر / جائینگے جنت مین آدم کی اگر اولاد ہین
خاک بھی مردون کی جوہر رکھتی ہے اکسیر کے / کشتگان راہ الفت کشتۂ فولاد ہین
منتظر وعدے کا رہتا ہون مین ہر دم ہر گھڑی / تجھسے جو اقرار کر آیا ہون مجکو یاد ہین
کس ہوا مین ہم ابھرتے ہین عبث مثل حباب / یہ تو ثابت ہے کہ مشت خاک کی بنیاد ہین
خانہ آبادی کی صورت آنکھ سے دیکھی نہین / عمر گذری ہے یونہین ناشاد ہین برباد ہین

جو نہ دیکھے صورت آباد جہان مین تیری شکل
نام کو بینا ہین پر اعمائے مادر زاد ہین

بہ کے ان آنکھون مین سرمے نے ٹرا دھوکا دیا
یار کے چہرہ پہ یا رب بیض ہین یا صاد ہین

عہد طفلی سے ہوئے پھر اسیری پرورش
ابتدا سے ہم نمک پروردۂ صیاد ہین

اپنی ہستی سے ہی ذات صانع عالم ظہور
ہر کوئی موجد ہمارا جس کے ہم ایجاد ہین

شمع سا کٹوا کے سر روشن کیا کب اپنا نام
دو دمان عشق مین ہم نا خلف اولاد ہین

صدمۂ نشتر اٹھاؤن کر کے کس کے ہاتھ سے
اک رگ سودا ہو نہین اور سیکڑون فصاد ہین

بے ستون پر جب نظر آئے کہین نقش و نگار
ہم نے جانا یادگار تیشۂ فرہاد ہین

تو تو کیا تیرے فرشتے سن کے تھرا جائینگے
اپنے نالے او فلک مظلوم کی فریاد ہین

عشق نے نرغے مین ڈالا ہی ستمگارونکے رند
ایک مین جز و ضعیف اور سیکڑون جلاد ہین

تمہارے ہاتھ سے تنگ آئے ہین خون اپنا کرتے ہین
بمجبوری گلے کو کاٹتے ہین تم پہ مرتے ہین

رہ پر خوف الفت مین قدم لے رند دھرتے ہین
تمنا زندگی کی ہی نہ مر جانے سے ڈرتے ہین

فراق یار مین دن زندگی کے اپنے بھرتے ہین
سسکتے ہین پڑے عاشق نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین

گلی سے یار کے آگے قدم مشکل سے بڑھتا ہے
زمین پاؤن پکڑتی ہی ادھر سے جب گذرتے ہین

نہ پہنین پیرہن خاکستری کیون صورت قمری
محبت کا کسی خوش قد کے دم ہم بھی تو بھرتے ہین

رہ ہموار الفت مین قدم رکھ بے محابا تو
وہی کھاتے ہین منھ کی جھجک کر پاؤن دھرتے ہین

نہایت نیند مین ہین قصد سے آرام کرنیکا
بڑھاتے ہین چھپر فلک بجلیان پالے اترتے ہین

اٹے ہین خاک مین عشاق ہوئے سر پریشان ہین
نہاتے ہین وہ اپنے بال دھوتے ہین نکھرتے ہین

محیط عشق سے ساحل تلک اللہ پہونچا دے
بٹھائے دیتی ہی تہ کو قضا جون جون ابھرتے ہین

چلو تم بھی شہیدان محبت کے مزارون پر
زیارت کو فرشتے آسمانون سے اترتے ہین

بحمد اللہ محبت دونون جانب سے برابر ہی
وہ ہم پر جان دیتے ہین اگر ہم انپہ مرتے ہین

طبیعت ہو گئی برہم مجھے ناحق آپ الجھین گے
خبر لیجے ہوا سے بال زلفون کے بکھرتے ہین

ہوا تحقیق ان لوگون سے ہین آپ سے باہر
پتا ملتا ہی جب جو یا ترے خود سے گذرتے ہین

گمان زلف سے نظارۂ سنبل نہین کرتے
ہمین کاٹا ہی جب سے سانپنے رسی سے ڈرتے ہین

بنایا چاہتے ہین دیر میرے خانۂ دل کو
یہ بت اللہ اکبر گھر خدا کے گھر مین کرتے ہین

تعلق حسرت پرواز کا تا قطع ہو جائے
گرفتار قفس منقار سے خود پر کترتے ہین

خیال خام ہے ہم پختہ مغزان جنون ہملین
بھلا ناصح کسی سے ایسے بگڑے بھی سنورتے ہین

مہ و خور جاے قرص سیم و زر خیرات ہوتے ہین
نظر اُنکو ہوئی ہے رات دن صدقے اُترتے ہین

نہین معلوم اُنھین کیا حال میری بیقراری کا
غلط کہتے ہین دم دیتے ہین جھوٹے ہین کرتے ہین

لگا ہے روگ اب تو عشق کا اس جان مضطر کو
جو ہوگی زندگی بچ جائینگے بالفعل مرتے ہین

ہوا ہے راہ و رسم نامہ و پیغام غیرون سے
ہمین بھی آپکے اخبار کے پرچے گذرتے ہین

سنے اُس شوخ بے پروا سے اکبے یا بگڑ جائے
مشیر اب کچھ نہ کہہ جو دل مین آتا ہے وہ کرتے ہین

تمھارا روٹھنا سر بار کا اچھا نہین دیکھو
بُرے ہین ہم جو دلپر ٹھٹتے ہین وہ کر گذرتے ہین

شریک بزم ہین گو دوستون کے پاس خاطر سے
نہ سمجھو ان کو رند نہین کسی پر یہ تو مرتے ہین

نہ دنیا کی خبر ہے کچھ نہ دین کا ہوش ہے سر مین
بھلا یا دو جہان کو تو نے ساقی ایک ساغر مین

مثال آئینہ تو بھی اگر بیٹھا رہے گھر مین
جمال شاہد مقصود پیدا ہو ترے بر مین

وہی پیدا کریگا دل مین بھی عشق حقیقت کو
بنایا جس نے گوہر کو صدف مین لعل پتھر مین

جوانمردی تری اور زور طاقت جب مین مانون گا
اگر سنبھلا رہے تو پیر گردون میری ٹھوکر مین

فلک اسباب دُنیا مجھسے کیا ہاتھ آئے گا تیرے
نہین ہے بھیک کا بھی ٹھیکرا درویش کے گھر مین

جو اعلیٰ ہین مقام اُنکا ہو اسفل غیر ممکن ہے
بھڑکتی طور کی آتش نہ دیکھی ہم نے مجمر مین

وہی خواہش ہے دنیا کی وہی غفلت ہے عقبیٰ سے
نہین کرتے ہین اب تک فرق بد مین اور بہتر مین

پڑے ہین کنج مرقد مین کفن پہنے ہوئے غافل
جو پھولے بھی سماتے تھے نہ کمخواب مشجر مین

پھڑک کر دم نکلجائیگا یاد گل مین بلبل کا
پھٹوائے قفس صیاد پھلکاری کی چادر مین

بڑا ہنگامہ ہے شاید ہمارے استخوانون پر
ہوا جھگڑا ہما مین اور سگان کوئے دلبر مین

قد دلدار سے دعویٰ جو اسکو قد کشی کا ہے
کوئی نکلی ہے شاخ تازہ کیا نخل صنوبر مین

کیا ہے خود پسند آئینہ نے سارے حسینون کو
بڑا یہ عیب نکلا صنعت دست سکندر مین

دعا ہر شب ہے اے زلف سیاہ یار خالق سے
رہے دم جب تلک دم مین ترا سودا رہے سر مین

سپہر حسن ہے تو اور اختر خال عارض مین
مہ کامل کا عالم ہے ترے روئے منور مین

مین وہ آتش نفس بلبل ہون سن لیتا تو گلچین
لگا دی آگ نالون نے مرے صیاد کے گھر مین

لہو تو نے چکا اے عشق اب تو ہاتھ اُٹھا مجھ سے ۔ نہین جز استخوان و پوست باقی جسم لاغر مین
تڑپتے دیکھے بسمل روز اس قاتل کے کوچے مین ۔ ہمیشہ عید قربان رہتی ہی قصاب کے گھر مین
وہ راحت پائی ہی کنج لحد مین خود مین حیران ہون ۔ کنار گور مین سوتا ہون یا آغوش مادر مین
ہوا ہون داغ کھا کر عشق مین لالہ عذارون کے ۔ مرا مردہ لپیٹا جائیگا پھولون کی چادر مین

خدا چاہے تو رند ابھی در مقصود ہاتھ آئے
توکل کر کے اک غوطہ لگا تو پھر سمندر مین

ازل سے تلخی ہجران جو لکھی تھی مقدر مین ۔ حلاوت زہر کی ملتی تھی مجھکو شیر مادر مین
مین کیا جانون چمن کہتے ہین کسکو آشیان کیسا ۔ کھلین آنکھین تو میری آنکے صیاد کے گھر مین
بلند و پست سے آگاہ ہون ایام طفلی سے ۔ کبھی تھا دوش دایہ پر کبھی آغوش مادر مین
اگر دندان جانان کے مضامین کا خیال آیا ۔ دم فکر سخن غوطے لگائے آب گوہر مین
جنون عشق کا مجنون سے پہونچا سلسلہ مجھ تک ۔ چلی آئی امامت جس طرح آل پیمبر مین
پری دیوانی ہو جاتی ہی تکنے چھننے لگتی ہی ۔ وہ سحر سامری ہی یار کی چشم فسونگر مین
پہونچتے ہی پہونچتے بنی صحبت ہو گئی آخر ۔ نہ تھا دُرد خم بادہ پرستان بھی مقدر مین
بچالے تشنگی سے حشر کی ہم بادہ نوشون کو ۔ یہ قدرت کیا نہین واعظ قسیم حوض کوثر مین
خیال اُس حور کے گھر کا جو اپنے گھر مین رہتا ہی ۔ پری استادہ آتی ہی نظر مجکو ہر اک در مین
گلا مجھ سخت جانکا کس مزے سے اُسنے کٹاتا ہی ۔ زیادہ دے برش اللہ قاتل تیرے خنجر مین
پڑھے جب شعر وصف خال و خط مین بوے خوش آئی ۔ معطر ہو گئے مضمون بھی بسکر مشک و عنبر مین
شہادت کیلئے کافی ہی خون دامن قاتل ۔ نہین حاجت گواہونکی ہمارے خون کے محضر مین
دہان یار مین دیکھی زبان تو یہ خیال آیا ۔ کسی نے چھوڑ دی ہی لال مچھلی حوض کوثر مین
پری ہی یار دیوانہ ہی دونون الغرض خوش ہین ۔ کوئی سونیکے زیور مین کوئی لوہے کے زیور مین
ہوا چشم سیاہ یار پر قابو مرے دل کا ۔ پھنسا ہی آنکہ شاہین چنگال کبوتر مین
ترا کلمہ پڑھا کرتا ہون گو اے بت مسلمان ہون ۔ غلط کہتا ہون تو موت آئے مجھکو کیش کافر مین
نہین ہی گردش چرخ آسیا سان فیض سے خالی ۔ جہان کو رزق پہونچاتا ہی گو رہتا ہی چکر مین
مین وہ شوریدہ طالع ہون جب آیا دور مے مجھ تک ۔ شراب تند سرکہ ہو گئی گرتے ہی ساغر مین
کفن دینے مین کیا تکرار ہی بیکس کے مردے کو ۔ ہوا جاتا ہی کیون چرخ دنی دو گز کی چادر مین

نہ چمکایا ستارہ چرخ نے مجھ تیرہ قسمت کا
نہین تابندگی شاید مرے طالع کے اختر مین

مجھے کیا خوف ہی تر دامنی کا میری او واعظ
بٹھایا جاؤنگا مین یا کہ تو خورشید محشر مین

بھٹکنے بھی نہ پائین غیر صحبت مین کبھی اے رند
اگر ہو جائے دخل اپنا ذرا بھی طبع دلبر مین

بہار آئی کہان اب رند دیوانہ گلستان مین
لپیٹے منہ پڑا ہوگا کسی جانب بیابان مین

حسینونکی محبت چاہیئے قلب مسلمان مین
خدا تعریف فرماتا ہی خود شرمیلونکی قرآن مین

دم تزئین جو افشان اُس نے چھڑکی اپنی زلفون پر
نظر آنے لگے جگنو ہی جگنو سنبلستان مین

مین دیوانہ ہون گو محبوس لیکن عیش کرتا ہون
پری سوتی ہی میرے ساتھ اگر شب کو زندان مین

نہین کہتا شعر اپنا تو کوئی سب پہ ظاہر ہی
مجھے کیا دخل ہی ای دوست تیرے راز پنہان مین

شرر افشانی آہ گدا نے بوریا پھونکا
لگا دی شیخ کے نالون نے آگ آخر شبستان مین

وہی بیڑا مرا کر دیگا پار اک آن مین جس نے
تباہی سے بچایا نوح کی کشتی کو طوفان مین

بجا کہتے ہین شاہی سلیمان اے پری تجھکو
وہ سب تیرے توابع ہین جو تھے حکم سلیمان مین

سُنا کرتا ہی ٹھوکر مار کر زنجیر کے نالے
تبنگ آتا ہی تنہائی سے جب دیوانہ زندان مین

یقین ہی وصل کی شب جب عیان ہوگا بیگمان اپنا
برہنہ تیغ کا عالم ہی تیرے جسم عریان مین

سر ہر خار مین ہی جبکے عالم نوک نشتر کا
قضا لائی ہی مجھکو پا برہنہ اس بیابان مین

ہوا کیطرح اُڑکر جاؤنگا مین ہون وہ دیوانہ
پری پیکر مرا ہوگا اگر قصر سلیمان مین

خداوندا بحق نوحؑ اب تو ناخدائی کر
محیط بیکران ہی اور مری کشتی ہی طوفان مین

برابر قدر ہی اس عہد مین ادنیٰ و اعلیٰ کی
خزف کے مول یاقوت ابتو بکتے ہین بدخشان مین

فلک کر دے کوئی معشوق گرما گرم ہم بستر
کرون مین بھی کسی شب گرم پہلو کو زمستان مین

مجھے او وحشت دل تونے کس وادی مین پھینکا ہی
رگڑ کر ایڑیان مر جائے خضر ایسے بیابان مین

نہین بازار الفت مین کہین جنس وفاداری
متاع حسن ارزان ہی یہان ہر ایک دکان مین

نہ بندے کو غرض صاحب سے صاحب کو نہ بندے سے
مزا پھر کیا رہا جب فرق آیا عہد و پیمان مین

جو خواہان آبرو کا ہی تو کر افتادگی شیوہ
نہین ممکن گہر بنجائے قطرہ ابر نیسان مین

وہ میکش ہون اگر بارش مین میخانے نہین جاتا
بط مے تیر کر آتی ہی مجھ تک آب باران مین

وفور نشۂ عرفان سے ہر اک مست بیخود تھا
یہ کیفیت اُٹھائی رند مین نے بزم مستان مین

قفس سے کم نہین ہی روح کو تن ہجر جانان مین
یہ یوسف دیکھیے کبتک رہے محبوس زندان مین

برہمن برہمن سمجھے مسلمان اہل ایمان مین
بسر کر اس طرح سے زندگی گبر و مسلمان مین

گدائے حسن کو للہ اک بوسہ چھپا کر دو
سخی کو اجر ہوتا ہی زیادہ خیر پنہان مین

ہوائے گلشن ایجاد اگر انصاف پر آئے
جلے قمری کا خون روغن کی جا سرو چراغان مین

دہی دکھلائیگا مجھکو بھی صورت میرے یوسف کی
دوبارہ جس نے بخشا نور چشم پیر کنعان مین

بظاہر گو ہون دیوانہ پر اتنا ہوش ہے مجھکو
رفو کرتا ہون لیکر تار دامن کا گریبان مین

گنا جاتا ہون مین بھی آسمان کے میہمانون مین
مری قسمت کا بھی ٹکڑا ہی اسکے خوان الوان مین

سناتی ہی صبا کسکو بہار آئی تو آنے دے
قفس مین قید ہی بلبل مین دیوانہ ہون زندان مین

تلاطم سے محیط عشق کے عاشق کو کیا ڈر ہے
نہین کچھ نوح کی کشتی کو خوف غرق طوفان مین

برہنہ دیکھکر عاشق مین جان تازہ آتی ہے
سراپا روح کا عالم ہی تیرے جسم عریان مین

کبھی خوف خزان ہی اور کبھی صیاد کا کھٹکا
بناؤن کیا سمجھکر آشیانہ اس گلستان مین

مین سمجھا شہسوار آتا ہی میرا ترک تازی کو
بگولا جب کوئی مجھکو نظر آیا بیابان مین

مہیا کو بکو سامان ہے اب میری وحشت کا
نظر آتا ہی جو لڑکا بھرے ہی سنگ دامان مین

گیا جو فاتحہ پڑھنے ترے کشتونکے مدفن پہ
صدائے جندا قاتل سنی گنج شہیدان مین

تو قادر ہی تری قدرت نمائی سے عجب کیا ہی
زمرد کے اگر پتے ہون پیدا شاخ مرجان مین

نہ ڈر افعال بد سے تو جو مومن ہی تو ناجی ہی
سفینہ آل احمد کا نہین آنے کا طوفان مین

مجھے گو بے سرانجامی نے بھیجا پہلی منزل پہ
رہا ہر ایک ہمراہی مرا مرنیکے سامان مین

ستم کرتے ہین اہل ظلم غیرون کی حمایت پہ
پرون سے تیر کی ہی طاقت پرواز پیکان مین

کنارہ کش ہین جو کہ جہان سے بے خطر ہین وہ
نہین درویش کی کشتی کو خوف غرق طوفان مین

مطیع اپنا ہوا فضل خدا سے نفس امارہ
پھنسا یہ دیو آخر آکے قابوئے سلیمان مین

مین وہ دیوانہ ہون بھاگے پڑھا جن دیکھکر مجھکو
مرے آگے فتیلہ کب جلا دست پریخوان مین

سجاوٹ اور بناوٹ جو بتان ہند مین دیکھی
یہ جامہ زیبیان کاہے کو ہونگی حور و غلمان مین

کرم سے تیرے سیر عالم آب ابر مین دیکھون
روان کر جلد ساقی کشتی مے آب باران مین

یتیمان جہان کیواسطے قبر مین دہن وا ہین
صدف منہ کھولتی ہین جسطرح سے ابر نیسان مین

طبیعت سے نہ جائیگا جوہر ذاتی
مثال شیر خلقی ہی حرارت مرد میدان مین

صفحۂ ہستی پہ مجھ دلگیر کی حاجت نہین
اس مرقع مین مرے تصویر کی حاجت نہین

خاکساری کا بھی جوہر کیمیا سے کم نہین
نفس کشتہ ہو تو کچھ اکسیر کی حاجت نہین

قتل کو کافی ہی میرے جنبش ابروے تری
یہ کمان وہ ہی جسے کچھ تیر کی حاجت نہین

او مصور کھینچتا کیا ہی تو اُس بت کی شبیہ
آپ وہ تصویر ہی تصویر کی حاجت نہین

کہیو اے قاصد زبانی کیا کہو نہین حال زار
سب تجھے معلوم ہی تحریر کی حاجت نہین

کشتۂ مژگان پہ ابرو کے اٹھائے ہین عبث
کام اگر ہو تیر سے شمشیر کی حاجت نہین

فقر کی دولت غنی کر دیتی ہی انسان کو
جسکو یہ منصف ملا جاگیر کی حاجت نہین

بزم ہستی سے جو باہر ہین رہی ہین بے گزند
شمع کو تصویر کی گلگیر کی حاجت نہین

بے سرانجامی فقیروں کے لیے ہے قفل در
اپنے دروازے کو کچھ زنجیر کی حاجت نہین

کام آخر ہی مریض درد ہجران کا مسیح
چھوڑ دے تقدیر پہ تدبیر کی حاجت نہین

جو کہ لکھا خوب لکھا کاتب تقدیر نے
اس نوشتے مین کہین تحریر کی حاجت نہین

قتل اگر مجھکو کیا ہی دفن کا تو حکم دے
بیگنہ کی لاش کو تشہیر کی حاجت نہین

میری وحشت کا وہی عالم ہی ابتک ویری
کون کہتا ہی کہ اب زنجیر کی حاجت نہین

کاٹتے ہین آپ آہو آن کر اپنے گلے
او شکار افگن تجھے نخچیر کی حاجت نہین

کون ایسا ہی نہین جو عشق کا تقصیر وار
جرم اگر یہ ہی تو کچھ تعزیر کی حاجت نہین

کیمیا سے جانتا ہون خوب خاک کوئے دوست
مین ہون مستغنی مجھے اکسیر کی حاجت نہین

کیا کہون اے رند صدمہ ہی جو ہجر یار مین
حال دل ظاہر ہی کچھ تقریر کی حاجت نہین

سرکشی عشق کی درگاہ مین منظور نہین
یان سلیمان کے لیے مرتبۂ مور نہین

عہد مین اپنے خوشی رکھتی ہی عنقا کا خواص
دل غمگین ہین بہت خاطر مسرور نہین

چاہے جس ذرے کو خورشید درخشان کر دے
میرے نزدیک ترے فیض سے کچھ دور نہین

آدمی جو تجھے بتلاتے ہین دیوانے ہین
مین پری تجھکو سمجھتا ہون اگر حور نہین

جو کسی روز کہا ہو جیے شب باش کبھی
ہنس کے فرمانے لگے اپنا یہ دستور نہین

غیر کا پاس کیا دور سرک کر بیٹھے
بند بند اپنا سرک جائے تو کچھ دور نہین

ہین عنایت سے تری شاہ و گدا مالا مال
پرورش کون ہی جس کی تجھے منظور نہین

طالب مرگ ہو خواہان ہو اگر راحت کا
گوشۂ امن کوئی اور بجز گور نہین

زخم دل کا مین بہر کیف اُٹھاؤن گا مزہ
ہی نمک پاس اگر مرہم کافور نہین

چھپکے گو خلق سے ہو مرتکب فسق و فجور
عالم الغیب سے حالت تری مستور نہین

عشق کے آتے ہی دُنیا سے سدھارے دونون
صبر مرحوم نہین طاقت مغفور نہین

چشم بد دور سراپا ہی وہ اک عالم نور
جلوۂ حق ہی جمال بُت مغرور نہین

چشم عاشق کیطرح بہتا ہی ہر زخم جگر
کونسا داغ ہی سینے کا جو ناسور نہین

صفت ذات اُسیکی ہی فقط کبر و غرور
کون کہتا ہی مرے یار کو مغرور نہین

جلوۂ دوست تو موجود ہی ہر شے مین رند
آپ اندھا ہی تو آنکھون مین تری نور نہین

دلکو کس کس طرح بہلاتا نہین
پر تصور یار کا جاتا نہین

کیا کرون جی کو جو یار آتا نہین
دم الٰہی کیون نکلجاتا نہین

تجھپہ مرتا ہون ترے سر کی قسم
یہ قسم جھوٹی کبھی کھاتا نہین

کچھ زبانی کہیو فرط شوق سے
خط تو اے قاصد لکھا جاتا نہین

مستعد مرنے پہ ہون پر کیا کرون
بے اجل آئے موا جاتا نہین

سوز غم سے استخوان اخگر ہوئے
کباب کھاتا ہی ہما کھاتا نہین

وصل کی شب کیون نہ پھر عریان ہوا
تو تو کہتا ہے مین شرماتا نہین

جان کا دشمن ہوا ہے اسقدر
مجھکو پا کر وہ چھُری پاتا نہین

کیون تصور آپ کا آیا ہے یان
مین تو وان آتا نہین جاتا نہین

حوصلہ کرنے لگا ہے تنگیان
ضبط اب مجھ سے کیا جاتا نہین

ایک عالم حسن کا دیوانہ ہے
تنکے کس کس سے یہ چھوتا نہین

تجھکو آنا ہی تو آ جا اے اجل
جو چلا تیرا سے مجھے بھاتا نہین

مین نے مے پینے کی توبہ کی تو کی
کوئی ساقی بھی تو بلواتا نہین

حسرتین دل کی نکالون کسطرح
یار کو تنہا کبھی پاتا نہین

کوچہ ہی اُس حور وش کا یا بہشت
جو گیا وان پھر کے یان آتا نہین

کیا مزہ پایا ہی تو نے کیون دلا
عشقبازی سے تو باز آتا نہین

بھولتا ہی کب تصور یار کا
سانپ کب چھاتی پہ لہراتا نہین

مدعا کچھ کچھ جو سمجھا ہی وہ شوخ
شعر بھی اب مجھسے پڑھواتا نہین

ہجر کی شب کروٹین کیونکر نہ لون
کوئی پہلو دل کو چین آتا نہین

یہ پسند آئی ہی اُس کو سادگی
ہاتھ پر افشان بھی چنواتا نہین

جانتا ہون دل سمجھنے کا نہین
اسلیے نادان کو سمجھاتا نہین

کیا سمجھکر مجھسے فرماتے ہین آپ
میرے گھر مین کیون تو اب آتا نہین

واسطہ کیا ہی کیا جب ترک عشق
تمسے کچھ رشتہ نہین ناتا نہین

جان جائے عشق مین یا نام و ننگ
رند ان باتون سے گھبراتا نہین

یہ بھی الف سے قد کے تمہارے اسیر ہین
آزاد کھنچتے جو جبین پر لکیر ہین

نے بادشاہ وقت ہین نے ہم وزیر ہین
درویش ہین غلام جناب امیر ہین

شاکی زبان درازی سے برنا و پیر ہین
اتنے سے سن مین آپ بھی کتنے شریر ہین

چھوٹے بڑے خدنگ مژہ بے نظیر ہین
او ترک سب یہ ایک ہی ترکش کے تیر ہین

درویشی مین بھی زینت دنیا ہی اپنے ہاتھ
اُتو کی جا بدن پہ نقوش حصیر ہین

آغاز ہی سے جانتے ہین اپنی انتہا
اوّل سے ہی یقین کہ اکدن اخیر ہین

بار وقار اُٹھنے نہین دیتا خاک سے
خود ہین سبک گدا کو جو سمجھے حقیر ہین

تنہا ہین کس کے ساتھ کرون نغمہ سنجیان
ہین باغ مین قفس مین مرے ہمصفیر ہین

عاشق کی اور فقیر کی صورت سوال ہے
مطلب سمجھ لین آپ تو روشن ضمیر ہین

دو چار دن سے خوان فلک پر ہون میہمان
دعوت مری دو گردۂ نان شعیر ہین

دونون جہان کی جو ملے سلطنت نہ لین
مستغنی ہین جو یار کے در کے فقیر ہین

جیسے ہوئے ہین ایک جوانمرد کے مرید
او چرخ پیر تیرے فلک کے بھی پیر ہین

تھوڑا اکرم بھی ہو تو سمجھتے ہین ہم زیاد
لطف قلیل بھی ترے ہم کو کثیر ہین

آتی ہی بوئے عطر حسینونکے جسم سے
صندل کے اور گلاب کے انکے خمیر ہین

ملتا ہی بے طلب وہ جو سائل کی ہو ہوس
حقا کہ آپ عالم ما فی الضمیر ہین

گلشن بغیر یار ہی کنج قفس سے تنگ
ہم تو بڑے عذاب مین اے ہمصفیر ہین

سودائیون سے عشق مین کرتے ہین مشورے — جیسے ہین آپ ویسے ہمارے مشیر ہین
کہتا ہی سروِ غیرتِ شمشاد سے مرے — آزاد ہین وہی جو تمہارے اسیر ہین
سیلی تمہارے پیٹ کی دیکھی ہی جبسی جان — اُسدن سے اُس لکیر کے اوپر فقیر ہین
رکھتے نہین شریک وہ ذات وصفات کا — واللہ بیمثال ہین وہ بے نظیر ہین
ہرطرح خاکسار ہین رحمت کے مستحق — ہم کشت خشک ہین جو وہ ابر مطیر ہین
نام خدا جمال ہی اُن کا کمال پر — چودہ برس کا سن ہی وہ بدر منیر ہین
یکسان ہی مرتبہ یہان اکسیر خاک کا — ہمت تو بادشاہ کی ہی گو فقیر ہین
صحبت برا نہ ہو کہ نہ ہو لڑکا دیکھیے — ہم پیر ہو چکے ہین وہ طفل شریر ہین

غیر نے لاکھ جوڑ مارے ہین — پر ہم اُٹھکے ہین وہ ہمارے ہین
اُڑتے ہر آہ مین شرارے ہین — چھوٹتے گنج کے ستارے ہین
جیتے جی چھوڑتے ہین کب یہ قدم — اتنے ہم تم سے قول ہارے ہین
تو ہی مہر سپہر حُسن و جمال — اور سب ماہ و ستارے ہین
اختیار آپکو ہی حضرت عشق — سب کرشمے غرض تمہارے ہین
ہجر کی شب گزند دیتے ہین — نیش عقرب ہین جتنے تارے ہین
جگر و دل جلا کے خاک کیے — تپ ہجران کے کیا حرارے ہین
بحر غم مین اک آشنا کے لیے — مین نے کیا ہاتھ پاؤن مارے ہین
چھوڑا و حسرت ہم آغوشی — لگ گئے گور کے کنارے ہین
باتین کرتے ہین جیسے بیگانہ — نام کو آشنا ہمارے ہین
چھپکے گھر کس کے جاؤگے شفق — کیون چھپڑے یاد نکے اُتارے ہین
ہم بھی کل دیکھ لینگے خانۂ گور — آج وہ اپنے گھر سدھارے ہین
اب لکھا ہی سنگ دل کچھ کچھ — جب دیے خوب سے ابھارے ہین
ہنستے کیا ہو غضب سے اُسکے ڈرو — اے بتو ہم خدا کے مارے ہین
ایک وعدہ کبھی وفا نہ کیا — جھوٹے اقرار سب تمہارے ہین
قیس و فرہاد جب سے چھوڑ گئے — کوہ و صحرا مجھے اجارے ہین

مشورہ حق سے عشق بتان بھی ہے	استخارون پہ استخارے ہین
ہجر بتان مین بھی جب ہوئے ہین تنگ	اپنے اللہ کو پکارے ہین
ہر طرح حال دل جتاؤن گا	سو کنائے ہین سو اشارے ہین
ہم ہین اور غم ہے داغ ہے دل ہے	وہ ہے گلگشت ہے نظارے ہین

رند بیساختہ ہین گیسوے یار
نہ بنائے ہین نہ سنوارے ہین

شمع تربت مری بجھاتے ہین	رشک کو بھی غرض جلاتے ہین
لالہ رویون پہ دل جلاتے ہین	داغ بالائے داغ کھاتے ہین
پان اس شوخ کو کھلاتے ہین	اپنا رنگ اسطرح جماتے ہین
نہین ہوتا وہ ہم بغل جس رات	تکیے پہلو کے کاٹے کھاتے ہین
آمد آمد ہے کس کی گلشن مین	گل جو پھولے نہین سماتے ہین
نہ رہے حوصلہ رقیبون کو	آزمالین جو آزماتے ہین
خشک کیونکہ نہ ہون کہ گھن کیطرح	درد و غم مجکو کھائے جاتے ہین
زندگی مین بھی ہے فشار قبر	میرے پہلو مجھے دباتے ہین
گرے شیشہ نہ دست ساقی سے	مست ہے پاؤن لڑکھڑاتے ہین
چھلے دیتے ہین کہتے ہین گل کھا	گرمیان کرتے ہین جلاتے ہین
یاد آتا ہے گشت کوچۂ یار	جب طواف حرم کو جاتے ہین
پھوٹین یہ آنکھین خون ہو یہ دل	مجھپہ آفت ہمیشہ لاتے ہین
غل ہے نہ زنجیر کا کہین شاید	لڑکے دیوانون کو ستاتے ہین
جیب و دامن ملا جو وحشت مین	چیتھڑے دھجیان اڑاتے ہین
شوق دیدار و حسرت گفتار	کو بکو در بدر پھراتے ہین
حال دیوانگان عشق نہ پوچھ	تنکے چنتے ہین خاک اڑاتے ہین
آپ کو کھوتا ہون اسے پاکر	ہاتھ اور پاؤن بھول جاتے ہین
کرتے ہین زلف یار مین شانہ	سانپ کو ہاتھ پر کھلاتے ہین
دھو چکا ہون مین اپنی جان سے ہاتھ	آستین وہ عبث چڑھاتے ہین

درد دل جب بیان کرتا ہون — دانت میری زبان ڈستے ہین
جالیے صحرائے عشق کے اسے رند — سانپ بنکر مجھے ڈراتے ہین

ہے ہجوم درد و غم تشویش پر دل مین نہین — منتشر میرے حواس خمسہ مشکل مین نہین
آتش افروزی او گردون ہوا دلین نہین — کچھ سوائے خاکساری آب او رگل مین نہین
چشم و ابرو گوش دیتی ہین نہ غنچہ سا دہن — مطلقاً تیری شباہت ماہ کامل مین نہین
مین بیان کرتا رہونگا تیرے اوصاف جمال — جسطرح قاصر زبان شرح فضائل مین نہین
کیون نہ بھٹکین وادی الفت مین ہم غربت زدے — میل او رسنگ نشان کا نام منزل مین نہین
مارتا ہی جس کو کر دیتا ہی کام اُس کا تمام — نیمجان رکھنے کی عادت تیغ قاتل مین نہین
ہجر کی شب مین نہ مونس ہی نہ ہمدم نہ رفیق — جز خدا کوئی شریک حال مشکل مین نہین
بے حجاب آتی ہی مجنون لیلی ناقہ نشین — دیکھ لے جی بھر کے پردہ آج محمل مین نہین
موج سے دست و گریبان ہی نہ دریا مین ڈوبا کیے — گوہر مقصود تو واں ساحل مین نہین
بعد مردن لاش اُس کوچے مین گر جا ٹھہری — آسمان اتنی زمین کیا کوئے قاتل مین نہین
اُسکو گردن مین پہنکر کب سے گلے میرے ملا — سورۂ اخلاص قاتل کی حمائل مین نہین
شکوۂ بعد مسافت اتنا سالک کیا ضرور — نا بلد ہو راہ سے تو پھر منزل مین نہین
مرد مومن ہون مرا ظاہر سے باطن صاف ہے — کینہ اور بغض تیرے دلمین ہمرکے دلمین نہین
ساربان ملتا نہین ہو آج مجنون کو جواب — لیلی گونگی ہوگئی یا کوئی محمل مین نہین
گل کے آگے کیون نہ فریادی ہون تیرے ظلم سے — کیا زبان صیاد منقار عنادل مین نہین
رو چکی پروانے کو رونا تھا جتنا کل کی رات — ایک آنسو آج چشم شمع محفل مین نہین
شکر للہ جذب الفت نے کیا اُن کو مقر — وہ جو کہتے تھے اثر اب عشق کامل مین نہین
چین پیشانی تو البتہ ہی نقص اسکے سوا — کونسی خوبی ترے شکل و شمائل مین نہین
کس کے دروازے پہ جائے وہ گدا کیسے سوال — در بدر کی بھیک کی خو تیرے سائل مین نہین
طے نہین ہوتی کسی سے گفتگوئے حسن و عشق — ایک لاحل مسئلہ ایسا مسائل مین نہین
جو تصور مین نہ تھے وہ کر دیے سامان وصل — معجزہ کیونکر ہو کہ اب عشق کامل مین نہین
آہ کی ہر چند جذبہ زور سے جھٹکا دیا — اور پری وہ پھر بھی دیوانہ سلاسل مین نہین

کس کے آگے رند تنہا نغمہ پیرائی کرون
ایک بلبل ہمنوا میرا عنادل مین نہین

غیر کیا دوست بھی اب دشمن جان سارے ہین
کس نے جا جا کے وہان جوڑ نہین ڈالے ہین

متلاشی ترے افلاک کے سب تارے ہین
جو ثوابت تھے وہ اب چرخ پہ سیارے ہین

منفعل ہجر مین اعضائے بدن سارے ہین
اے اجل فرقت محبوب کے ہم مارے ہین

ہر طرح منزل مقصود کو ہم پہونچین گے
تھک گئے تھک گئے ہمت تو نہین ہارے ہین

اسکی بخشش نہین پابند عمل او واعظ
وہ کرے رحم تو اک بات پہ چھٹکارے ہین

جھو سنکے دیتی ہے بس از مرگ بھی بیتابی دل
تیرے کشتون کے جنازے نہین گہوارے ہین

آجتک میری مدارات مین کچھ فرق نہین
اب تلک حسن سلوک اسکے وہی سارے ہین

دمبدم قطع ہوا جاتا ہے کیون نخل حیات
آمد و شد یہ نفس کی ہے کہ دو آرے ہین

یہ چلن ہے یہ چلن ہے کہ ترچھٹکا جاتا ہون
جگر و دل ہین کہ پہلو مین دو انگارے ہین

ہین بہ انداز قند و نبات آپکی میٹھی باتین
لب شیرین نہین گویا کہ شکر پارے ہین

یاد ایام کہ رہتا تھا شب و روز وہ پاس
اب وہ اخلاص کہان دور کے نظارے ہین

کوئی بلبل بھی وفادار ہے ہمسا صیاد
چھری کھا کھا کے ترے باغ مین چہکارے ہین

سنکے بیٹھے ہوئے ہین فضل خدا سے اپنے
سر نہ اٹھنے دیا دشمن کا وہ فن مارے ہین

گاہ بیگاہ ترے کام بھی آجائین گے
آج اگرچہ تری دانست مین ناکارے ہین

دو دھار کی شکل ہے ہر ایک قطرۂ اشک فشان
جوشش گریہ سے آنکھین نہین فوارے ہین

وہ سنایا جو فرشتون نے سنا تھا نہ کبھی
عالم جذب مین مجذوب جو بنکارے ہین

میرے جنگل مین اگر اڑ کے ہما آیا ہے
چشم ساقی نے آنکھین ملکر اسے پیارے ہین

بات سے اپنی پھرین قول یہ مردون کا نہین
ہوشیار ہو ہم تو اب اس بت سے سخن ہارے ہین

ہم کہان تم کہان سیر گل کہان گلزار کہان
معتقد گلشن ایجاد کے نظارے ہین

دق کیا ہجر نے ایسا کہ ہوئی سیل آخر
لہو تھوکے ہین جو ہم کھا کے انکے کھنکارے ہین

اپنے اشکون سے ہم رہ گئے کس وادی مین
قیس و فرہاد سے بڑھ بڑھ کے قدم مارے ہین

تا بمنزل نہ پہونچنے کی ہے کیا وجہ اے خضر
پاؤن شل ہو گئے اپنے نہ سکت بارے ہین

بھاگ نکلے ہین فرشتے بھی لیے پاؤن اے رند
یا علی کہکے جو ہم گرنے سے للکارے ہین

خوبرو جتنے زمانے مین ہین سب عیار ہین
اب تو در پردہ یہی اس شوخ کے اظہار ہین
آہی چکتے ہین نہ کرتے وصل کا انکار ہین
سبزۂ بیگانہ سان سبکی نظر مین خار ہین
عالم نیرنگ مین خاطر پہ کس کے بار ہین
مردمان چشم دلبر کو شفا اللہ دے
یا مسیح دلین سے ہے لب پہ یا صمد بہر ریا
سبزۂ خط نے نہین ابتک کیا نشو و نما
ہاتھ اُلجھتے ہین گریبان سے نہ پا زنجیر سے
پاس رُسوائی ہی تمکو ضبط یان ممکن نہین
جسطرف کو دیکھیے موجود ہین یوسف لقا
کر دیا رشک گلستان جسم کو کھا کھا کے گل
آتے ہی کرتے ہو جانیکا ارادہ وجہ کیا
رنگ شاخ بار ور جھکتا ہی ہر دم جھکسے
کشتی صہبائے گلگونکا ہی ساقی ناخدا
ہنستے ہنستے مر گیا جس نے نظر کی سوے بام
پاؤ نہین ہی طاقت رفتار تا اثنائے راہ
دوسرا ہمسا کوئی مردود کفر و دین سے ہے
اک زمانے سے نرالی ہی تمھاری بول چال
شوق جب سے یار کو پھولونکے گہنے کا ہوا
قبر مین بھی جاؤنگا تو ساتھ جائینگے مرے
خود بخود ہین جدا اسمین دخل مشاطہ نہین
یون نہین رہنے کا بدلیگا جہان کا انتظام
نذر تیرے کر چکا ہون مین گریبان کہان
دوستانہ گفتگو بھی اسکی بے پہلو نہین

آشنا اپنی غرض کے ہین یہ کس کے یار ہین
آ نہین سکتے ہین ہم مجبور ہین لاچار ہین
مدتین گذرین یہی وعدے یہی اقرار ہین
خار سے بدتر ہین ہم گو رونق گلزار ہین
مست ہین مستو نہین ہشیار دنین ہم ہشیار ہین
کس طرح صحت ہو بد پرہیز یہ بیمار ہین
کفر اس ایمان سے بہتر جسسے آپ بیزار ہین
عارض رنگین ترے اے گل گل بے خار ہین
اے جنون مدت سے میرے دست و پا بیکار ہین
تم اگر مجبور ہو مشفق تو ہم ناچار ہین
ہند کے کوچے نہین ہین مصر کے بازار ہین
اپنے داغونکی بدولت آپ ہم گلزار ہین
سوچیے تو کیا ہمارے آپ کے اقرار ہین
کان کے پتے نہال قد پہ اُسکے بار ہین
فصل گل مین میکشونکے آج بیڑے پار ہین
یار کے کھوٹے نہین ہین قہقہہ دیوار ہین
پہونچے جب جا کر گلی مین اُسکے پھر دیوار ہین
قابل تسبیح ہین سے لائق زنار ہین
والۂ گفتار ہین وارفتۂ رفتار ہین
موتیونکے ہار کے سو لون گلون کے ہار ہین
حسرت و اندوہ حرمان میرے یار غار ہین
موئے گیسوئے بتان بیساختہ خمدار ہین
کل وہی مجبور ہونگے آج جو مختار ہین
یادگار موسم گل اے جنون کچھ تار ہین
ضمن مین اقرار کے سو طرح کے انکار ہین

مختلط ہوان سے جنکے نام سے تھا ننگ و عار
آگے نامحرم تھے جو اب محرم اسرار ہیں

ہر رگ و پے سست ہے رعب جمال یار سے
صورت مفلوج میرے دست و پا بیکار ہیں

کیا ہماری اصل اور بنیاد استحکام کیا
ایکدن ڈھے جائینگے آخر گلی دیوار ہیں

اب نہ آنیکی تمہارے وجہ سمجھے مہربان
اسلیے پرہیز کرتے ہو کہ ہم بیمار ہیں

کونسی صورت ہماری زیست کی بتلاؤ رند
ایک جان ناتوان ہے سیکڑوں آزار ہیں

ہوں سرفروش جان کا خوف و خطر نہیں
ان قاموں کی قسم مجھے پروائے سر نہیں

اب آپکی وہ آنکھ نہیں وہ نظر نہیں
ثابت ہوا کہ چشم عنایت ادھر نہیں

کوئی دوا فراق میں کرتی اثر نہیں
گر درد سر یہی ہے تو اک روز سر نہیں

خود رفتہ ہوں نہیں آپ میں پیغامبر نہیں
کس کی خبر سنوں مجھے اپنی خبر نہیں

بے اعتنائیاں ہیں عبث کہدو صاف صاف
مشتاق نگاہ لطف جو مد نظر نہیں

پہونچائے کون اسکو خبر میرے حال کی
ہمدم نہیں شفیق نہیں نامہ بر نہیں

شاید گیا کسی رخ انور سے سامنا
ایکا کلنک کا ہے یہ داغ قمر نہیں

آنسو لہو کے روتے ہیں ہم انکی بہاگ میں
پچکاریاں ہیں رنگ کی مژگان تر نہیں

عاشق انھیں یہ کہتے ہیں کیا جانیں جوہری
دندان و لب ہیں یار کے لعل و گہر نہیں

وہ بت فروغ حسن سے پتلا ہے نور کا
دیکھے نگاہ بھر کے یہ تاب بشر نہیں

سودائے عشق زلف مرے سر کے ساتھ ہے
بے سر کے کاٹے جائے یہ وہ درد سر نہیں

پہچانتا ہوں خوب نہ کر جعلسازیاں
یہ خط تو میرے یار کا اے نامہ بر نہیں

صبح شب وصال ہے یا روز حشر ہے
کھلتا ہے شور نالۂ مرغ سحر نہیں

کیا جلوہ ماہتاب کا مہتابیوں پہ ہے
یادش بخیر آج وہ رفتار قمر نہیں

جب سے کیا ہے عالم تجرید اختیار
حور و پری کا بھی مرے گھر میں گذر نہیں

دن رات ایک حال ہے تنفیہ حسن کا
رخسار یار کے ہیں یہ شمس و قمر نہیں

حیرت کا ہے مقام مرقع جہان کا
اس بزم میں کسی کو کسی کی خبر نہیں

صدمہ اٹھائے عشق کا پھر حوصلہ کرے
وہ دل نہیں رہا مرا اب وہ جگر نہیں

وابستہ زندگی ہے مرے اسکے عشق سے
ہے رشتۂ حیات تمہاری کمر نہیں

آنکھوں کی روشنی بھی گئی ساتھ یار کے
کچھ سوجھتا نہیں جو وہ پیش نظر نہیں

موجود دلوں میں یہ نزاکت سے ہے نہاں
کہتا ہے کون اسکے دہان و کمر نہیں

تاریک و تار میری نظر میں جہان ہے
اندھیر ہے جو پاس وہ رشک قمر نہیں

ایام اللیام پدیری کے جا چکے
ناسور اچھا ہو گیا داغ جگر نہیں

دانستہ عارفانہ تجاہل ہے یار کو
کیونکر کہوں کہ حال کی میرے خبر نہیں

تشبیہ کیا میں دوں قد بالائے یار سے
کولے نہیں ہیں سرو کے ویسی کمر نہیں

صورت سے یار کی ہے مجھے عشق بے غرض
واللہ پاکباز ہوں میں بد نظر نہیں

کھویا گیا ہوں وادی الفت میں کب سے رند
برسوں گذر گئے مجھے اپنی خبر نہیں

گلے لگائیں بلائیں لیں تم کو پیار کریں
جو بات مانو تو منت ہزار بار کریں

یہ ہاتھ کیسے ہیں بیکار کچھ تو کار کریں
بہار آئی گریبان تار تار کریں

کہاں سے لائیں اب اسکو جو ہمکنار کریں
تسلی کیا تری اے جان بیقرار کریں

وہ ربط تم سے بڑھائیں وہ تم کو یار کریں
ہزار طرح سے کرے جو جبر اختیار کریں

گرائے سیل عناصر کی چار دیواری
خراب خانہ تن چشم اشکبار کریں

تمہارے در سے نہ مایوس جائیں حاجتمند
قبول ہوئے جو توبہ گناہگار کریں

کفن بھی ہو گیا میلا دھرے دھرے افسوس
تمام عمر ہوئی کب تک انتظار کریں

برنگ غنچہ زباں ہی دبائیں زیر زباں
تمہارے قول کا کیا خاک اعتبار کریں

گدا ترے در دولت کے ہیں یہ مستغنی
جو سلطنت بھی ملے تو نہ اختیار کریں

غرور حسن سے ہرگز سنے گا ایک نہ گل
چمن میں نالے اگر بلبلیں ہزار کریں

ق

سنائے رکھتا ہوں سب کو مری وصیت ہے
کہ تا اسی پہ عمل میرے غمگسار کریں

چراغ زیست جب اس تنگ دوکاں کا ہو گل
عزیز شمع نہ روشن سر مزار کریں

ترے سوا ہے کریم اور رحیم کسکی ذات
نجات کس سے طلب ہم گناہگار کریں

بجائے سرمہ لگائیں غبار کوچۂ یار
یہی علاج ترا چشم اشکبار کریں

ستم شعار جفا پیشہ بے مروت ہے
سراہیے جگر اُنکے جو تجکو پیار کریں

بڑھا کے لکھیں نہ شاعر حدیث زلف رسا
بجا ہے طول مناسب یہی اختصار کریں

در کریم سے آتی ہے متصل یہ صدا
وہ کیون نہ پائے جسے ہم امیدوار کرین

یہ بت اٹھائین جو قرآن بھی کہیے مین آکے رند
خدا سے ہم تو ہون منکر جو اعتبار کرین

ہو گیا ہے حسن کا پھر تیز بازاران دنون
لوٹتے ہی پڑتے ہین یوسف پہ خریداران دنون

مہر ہوتا ہے نگاہ یار پہ یاران دنون
ناتوان ہین ناتوان ہے چشم بیماران دنون

سبزۂ نوخیز لب ہے رہگذر نکہت سے بھی خوب
دلربا تم ہو گئے ہین گل سے بھی خاران دنون

پھر تپ فرقت نے کر دی ہے مری حالت ردی
بیٹھنے رونے لگے پھر میرے غمخواران دنون

اڑ پڑی ہر وقت دیوانے جو ٹکراتے ہین سر
زلف لیے مین رہتی ہے زنہار انکی دیواران دنون

ڈھونڈھتی ہین آنکھین پھر نظارۂ روئے نگار
لیچلا ہے کھینچکر پھر شوق دیداران دنون

دیکھیے کسکو پھنسائین پیچ مین لائین کسے
اینٹھتے ہین پھر بہت گیسوئے خمداران دنون

صورت ناقوس دم بھرتا ہون اک کافر کا مین
ہے لگ جان سے زیادہ مجکو زناران دنون

خیر تو ہے کیون نظر آنے لگے ہو مرجھائے ہوئے
صورت برگ خزان ہین گل سے رخساران دنون

پھر گیا ہے راہ سے آکر عیادت کو مسیح
الٹے دم سے لے رہے ہین اسکے بیماران دنون

روئے رنگین قد موزون کا ترے شہرہ ہوا
گل سے بلبل سرو سے قمری ہے بیزاران دنون

دیکھ آئے کس کے انداز خرام ناز کو
کبک طاؤس اپنی کیون بھولے ہین رفتاران دنون

عالم رویا مین شب کو یار دکھلاتا ہے شکل
خواب مین لاتے ہین اسکو بخت بیداران دنون

پڑ گیا ہے پیچ ہم پر حال دل کس سے کہین
ہین کسی کاکل کے پھندے مین گرفتاران دنون

یار اندھیری مین نکل آتا ہے چھپکر میرے پاس
چاندنی راتون سے بہتر ہے شب تاران دنون

کھول ڈالو اب کمر سے تم بھی ہتھیارون کو رند
بید کی لکڑی سے ہے بیقدر تلواران دنون

کیسی ہے حسرت دید رخ جانان مجکو
دیکھ لینے دے ذرا دیدۂ حیران مجکو

تنگ زندان سے ہے یہ صحن گلستان مجکو
لے نکل وحشت دل سوئے بیابان مجکو

دھجیان کرکے اڑادے اسے او دست جنون
تنگ پھانسی سے بھی کرتا ہے گریبان مجکو

دیکھے جب لعل و گہر بار کے ڈاڑھین رویا
آگئے یاد تمھارے لب و دندان مجکو

یاد فرمایا ہے اس حور نے دعوت کی ہے
صاحب خانہ نے بلوایا ہے مہمان مجکو

میری حیرت پہ حسینون کو ہوا ہے سکتہ
فرقت یار گلا گھونٹ رہی ہے میرا
دیا قسام ازل نے جسے جز یاس تھا
نالشی ہونگا مین دیوانہ جو موقع پایا
باب جنت پہ عمل ہو مرا عاشق تن ہون
حسرت بوسہ مین بیمار ہوا ہون جب سے
آب و دانہ نے کیا بند قفس مین لاکر
واہ ری شان کریمی مجھے بخشا رب نے
شربت وصل تو اغیار کا حصہ ٹھہرا
سر فروشی مین ہون شیوہ مرا جانبازی ہے
تھا یقین شام سے تڑپائیگی بسمل کی طرح
وصل ممکن نہین امسال اگر آتش خو کا
اے جنون آبلۂ پا مرے کھجلاتے ہین
دور ساغر یہ نہین لب پہ ہنسے دے ابھی تو چندے
غیر کو دخل نہین ہوئے مخلط مین ترے
گل کھلائے ہین محبت نے ذرا سیر کو آ
دو دو دن تک مرا دم اُکھڑا ہوا رہتا ہے
تا دم مرگ وہ صدمے نہ کبھی بھولونگا
چاندنی کا نمک کرتی ہے زخم دل پر
یاس ہے زیست سے اے موت اٹھائے آکر
پھنس چکا ہون نہ چھٹونگا مین یادہ نہ لپیٹ
لکھ دیا عشق و محبت کا علاقہ ترے نام
زندگی ہوگی تو بچ جاؤنگا اس آفت سے
گر گیا برف مین کبتک نفس سرد بھرون
شرمگین چشم کی الفت نے کیا ناطقہ بند

دنگ ہین آئینہ رو دیکھکے حیران مجکو
تنگ ہون وق نہ کر اب شب ہجران مجکو
لب خندان اُسے اور دیدۂ گریان مجکو
اک پریزاد جلاتی ہے سلیمان مجکو
یاد ہین سارے حکایات گلستان مجکو
دے تو عناب لب و سیب زنخدان مجکو
چھوڑا و حسرت پرواز گلستان مجکو
اپنے اعمال سے دیکھا جو پشیمان مجکو
زہر دو گھونٹ کے تھوڑا سا مری جان مجکو
تپ چڑھے دیکھے اگر شیر نیستان مجکو
چین سے سونے نہ دیگی شب ہجران مجکو
پھنک رہا ہون نہ جلا فصل زمستان مجکو
ابکی دکھلا کوئی پرخار بیابان مجکو
چین کر لینے دے اے گردش دوران مجکو
بخشیا اللہ نے مخصوص یہ قرآن مجکو
کیا داغون نے سراپا چمنستان مجکو
کیا مرض ہو گیا اے عیسیٰ دوران مجکو
یاد ہین تیرے ستم اے شب ہجران مجکو
زندگی تلخ ہے تجھ بن مہ تابان مجکو
اُٹھ گیا چھوڑ کے وہ عیسیٰ دوران مجکو
پیچ پر پیچ نہ دے گیسوئے پیچان مجکو
آج پہونچا یہ شہ حسن کا فرمان مجکو
اب تو لپٹی ہے بلائے شب ہجران مجکو
پھونکدے پھونکدے اے نالۂ سوزان مجکو
دین نہ تکلیف سخن زند سخندان مجکو

(ردیف و)

نمود خط ہوا حسن و جمال لینے کو — یہ چور گھات میں تھا کب سے مال لینے کو
ابھی ہو عازم جنت اگر یہ حسن پرست — چلیں فرشتۂ صاحب جمال لینے کو
ضرور چاہیے ستون میں اک نہ اک ہشیار — وگرنہ کون ہی ساقی سنبھال لینے کو
تمیز ہو تو کرے فرق دوست دشمن میں — خدا نے آنکھیں ہیں دین دیکھ بھال لینے کو
عبث نہ تیز کرا ترک خنجر و شمشیر — نگاہ بس ہی کلیجہ نکال لینے کو
کھلا یہ غمکدۂ دہر میں ہو نچکر حال — عدم سے آئے ہیں رنج و ملال لینے کو
پناہ مانگ ولا آہ درد مندان سے — نجات سہل کسی کے وبال لینے کو
سفیر تو نے تو کی گفتگو نہ یار سے طے — میں آپ جاؤں جواب سوال لینے کو
یونہیں نہ تالیے آیا ہی دور سے مشتاق — بلائیں آپکی یہ خستہ حال لینے کو
شب فراق کے ہمراہ رونا آتا ہے — ہمارا خواب تمہارا خیال لینے کو
لگا یہ داغ تجھے کب نور مہر سے ماہ — کہ ننگ جانتے ہیں با کمال لینے کو
کھلے گی قیمت حسن اس گھڑی سن اے یوسف — جب آئیگی تجھے اک پیر زال لینے کو
ملا ہی آہ کا اے دل بہا نہ معقول — بخار سینۂ سوزان نکال لینے کو
شب فراق کے صدمون سے یار مر کے — جیا ہوں لذت روز وصال لینے کو
مثال تاجر کم مایہ میں بھی اک دل پر — چلا ہوں یار عدیم المثال لینے کو
قضا جب آئی تو سمجھا وہ بر قدرت سے — بلایا جائزہ ہی خط و خال لینے کو
ضرور قیمت دل اب ملے کی خاطر خواہ — لگے ہوئے ہیں کئی خوش جمال لینے کو
بچا ہی سر و قد باغ تک چلا آئے — بہ رنگ بو تجھے او نونہال لینے کو
پس از فنا نہ پھرون چاک کی طرح آ کر چرخ — نہ آئے گور پہ مٹی کلال لینے کو
خفا نہ ہو فقر و دولت پہ دیکھ لے دوست — فقیریاں نہیں آتا ہی مال لینے کو
گدائے حسن ہوں پھیری کو آنکلتا ہوں — میں ایک بوسہ بس از ماہ و سال لینے کو

متاع دل کوئی کیونکر بچائے ان سے رند
بلا ہیں زلف و رخ و خط و خال لینے کو

تسلی ہووے کوئی دم تو جان مضطر کو — خدا کیواسطے مرتا ہوں آ گھڑی بھر کو
چھپا ہے سامنے ... ستمگر کو — بچھڑ ہی جاکے کہاں کیا کہوں مقدر کو

ٹپک رہی ہو مرے دم تلک یہ خونریزی
حلال کرکے مجھے پھینک دو گے خنجر کو

مزا پڑا ہو قناعت کا عہد طفلی سے
مین سیر ہوکے نہ پیتا تھا شیر مادر کو

ہوا سما گئی خود کو ہما سمجھتا ہے
گلی مین جاکے ترے کئی دن لگے کبوتر کو

رچا رہا ہو جو یون بیخودانہ مستی مین
بنایا ساقی نے کیا جلترنگ ساغر کو

کچھ آجکل سے تساہل نہین طبیعت مین
قدیم خو ہے تغافل کی میرے دلبر کو

حسین بنا تمھارا جو یاد آیا ہے
تمام رات مین پیٹا ہون سینہ و سر کو

پڑے رہین گے گلی مین لپیٹے منھ پہ خاک
تمھارے واسطے برباد کر چکے گھر کو

خدا نے چاہا تو کلمہ پڑھیگا وہ بت بھی
دکھاؤنگا مین مسلمان کرکے کافر کو

دہن کیواسطے ظلمات خط مین دل ہے تباہ
تلاش چشمۂ حیوان کی ہے سکندر کو

پس اثر تھا جو بھی شورشین جنونکی رہین
تو اُٹھ کے پھوڑون مین سنگ مزار سے سر کو

بھری محبت گیسوئے یار صانع نے
بجائے مغز یہ سودا دیا میرے سر کو

قضا لے آئی ہے اہل قبور مجھکو بھی
جگہ دو تھوڑی سی یارو ذرا ذرا سر کو

ہوئے سب آج گنہگار عشق زندان مین
سنا ہے مین نے ستمگر نے چن دیا در کو

غرور حسن ہوا ہر حسین خودبین کو
بنایا آئینہ کیون کیا کہون سکندر کو

کسی کے ساتھ کی میخواریان جو یاد آئین
رہا نہ آپ مین منھ سے لگا کے ساغر کو

ڈراتے ہو کسے مرنے سے کون ڈرتا ہے
مین آپ پھینک دون کہیے تو کاٹکر سر کو

جواب لونگا صنم سے سوال کا اپنے
خدا کے حکم سے گویا کرون گا پتھر کو

سنبھالو آپ کو اے رند ترک عشق کرو
کہان کا روگ لگایا ہے جان مضطر کو

ضبط نالے کو کرون ہر دم کہ روکون آہ کو
مجھسے اب چھپتی نہین کبتک چھپاؤن چاہ کو

دشمن جانی بنایا اس بت دلخواہ کو
شکر ہے بہتر ہے یون منظور تھا اللہ کو

کوچۂ الفت بھی ایدل ہی کوئی طرفہ مقام
یان تکلف کچھ نہین رہتا گدا سے شاہ کو

ماجرائے عشق بت ناگفتنی ہے کفر ہے
حق کہونگا تو بری لگجائے گی اللہ کو

آبپاشی کرتی ہین یہان گذرتے ہو جدھر
جھاڑتی ہین حور بالون سے تمھاری راہ کو

چودھوین شب ہے لئے بھی داغ دوبالائے داغ
چاند سا مکھڑا دکھا دو آج اپنے ماہ کو

ضبط ہی بہتر ہی جبتک یار سے ہووے وصال
جان دیدون کھینچکر کیا نالۂ جانکاہ کو

جمعہ کے دن بیشتر اطفال سے جاتے ہین وہ
وعدہ گہ سمجھا ہی مشتاقون نے بازیگاہ کو

لوٹتی ہی چاندنی اُجلا بچھونا دیکھکر
رشک ہوتا ہی ترے کوٹھے پر آکر ماہ کو

ناتوانی کے سبب لبتک پہونچنا ہی محال
کھینچکر سینے سے کیا تکلیف دون مین آہ کو

تھا مقدم عشق بت اسلام پر طفلی مین بھی
یا صنم کہکر پڑھا مکتب مین بسم اللہ کو

کیجیے اب درگذر جو کچھ ہوا ملجائیے
لطف کیا ہی طول دینا قصۂ کوتاہ کو

کفر و ایمان کی حقیقت سالکون پر کھلگئی
منزلین ہین ایک دونون دیکھ آئے راہ کو

جان نوچنی کو کیون آتے نہین اس لکہ سے
کربلا سے پھر کے آخر جاتے ہو درگاہ کو

خوبیون سے حسن کی آگاہ کرتا ہی اُسے
آئینہ کرتا ہی گمراہ اُس بت گمراہ کو

کھودیا نور بصارت انتظار یار نے
ہی غبار آنکھونپہ چھایا یہ تکا ہی راہ کو

نہو د سرا پا نور ہو زیبا ہی بالون مین اگر
چاند سورج کے بدل لٹکا و مہر و ماہ کو

پھر بلا ہوتی ہی نازل پھر وہی اندھیر ہے
پھر ٹرھایا چاہتے ہین گیسوے کوتاہ کو

رہبری شوق شہادت اپنی کرتا ہے اگر
سر بکف باندھے کفن چلتے ہین قربانگاہ کو

جو مجھے چاہے سزا دے رندؔ وہ مختار ہی
عذر مولا سے نہین کچھ بندۂ درگاہ کو

یار آیا ہی احوال دل زار دکھاؤ
عیسے کو ذرا حالت بیمار دکھاؤ

آجاؤ بس اب راہ نہ اے یار دکھاؤ
مشتاق ہون مشتاق ہون دیدار دکھاؤ

عالم ہی سوا ہجر مین یان جوش جنون کا
صحرا مجھے دکھلاؤ کہ گلزار دکھاؤ

فردائے قیامت کا نہ اقرار کرو جان
تو حشر سہی آج ہی دیدار دکھاؤ

عاشق ہین بہت ایک تو جینگے کوئی محبا
شیشے کی طرح پشت بدیوار دکھاؤ

عالم نظر آجائے بہار اور خزان کا
ہم زرد ہون تم پھول سے رخسار دکھاؤ

تلوار لگاؤ مجھے گولی سے نہ مارو
تل ڈھانک لو اور ابرو خمدار دکھاؤ

ہردم متقاضی ہی یہی حسرت دیدار
پھر ایک نظر جلوۂ دلدار دکھاؤ

فرماتے ہو عاشق ہین مرے تجھسے ہزارون
ایجان زیادہ نہین دو چار دکھاؤ

عشق ابرو و مژگان کا تو ساتھ ہی دم کے
خنجر مجھے دکھلاؤ کہ تلوار دکھاؤ

مین قبر سے بھی رند یہی کہتا اٹھون گا
مشتاق ہون مشتاق ہون دیدار دکھاؤ

اس ترک ماہرو کو جو ذوق شراب ہو
آمادہ میرے قتل پہ قاتل شتاب ہو
اک ترک بادہ نوش کی فرقت مین دی ہے جان
نوبت نہ آئے اورون کی ہون وہ گناہگار
ساقی پلا شراب جو کیفیتین اٹھین
رسوا کیا اُسے بھی مجھے متہم کیا
چلکر چڑھاؤ قبر پہ عاشق کے اپنے پھول
مرجاؤنگا مین تو گاڑیو سب سے جدا مجھے
قاتل بہانہ قتل کو میرے ضرور ہے
رویا مین اسکو دیکھا ہے ظاہر مین بھی ملون
ڈوبے نہ بحر غم مین وہ جسکو بچائے تو
رہنے کا مجکو حکم دیا آستان پر
ہے یہ لحاظ اگر کوئی عریان نہ دیکھ لے
میکش وہ ہین کہ خاک بھی کردے گر آسمان
حاصل نہ نقل کو ہو زمانے مین وصف اصل
کاٹے تھے اسکو دیکھ زنان عرب نے ہاتھ

ساقی بنے صبح قدح آفتاب ہو
چھوٹون عذاب سے مین تجھے بھی ثواب ہو
پیہم لبون مین میرے پیا ہے جام شراب ہو
پہلے جو سب سے حشر کو میرا حساب ہو
مجکو بھی ہو سرور وہ بت بے حجاب ہو
اے عشق پردہ در ترا خانہ خراب ہو
سنکے اُسکی شاد ہوئے تمہین بھی ثواب ہو
بخشے ہوئے نہ مرتے جو مجھپر عذاب ہو
تا روز باز پرس نہ تو لاجواب ہو
یارب مرا بھی خواب زلیخا کا خواب ہو
کشتی نوح اسکے لیے ہر حباب ہو
او بت بلند عرش سے تیری جناب ہو
مین پردے چھوڑ دیتا ہون تم بے حجاب ہو
کاسہ ہماری خاک کا جام شراب ہو
روشن کبھی نہ جسکے کا ماہتاب ہو
یوسف گلے کو کاٹے جو تو بے نقاب ہو

توڑون مین رند کاسہ سر اپنا سنگ سے
اس مست بن جو رغبت جام شراب ہو

چھپکے گھر غیر کے جایا نہ کرو
اے بتو بال بنایا نہ کرو
سبزہ خط کو دکھایا نہ کرو
رند غم ہجر کا کھایا نہ کرو
تذکرہ غیر کا لایا نہ کرو

رابطہ ہر اک سے بڑھایا نہ کرو
سانپ ہاتھون پہ کھلایا نہ کرو
طوطے ہاتھون سے اڑایا نہ کرو
جان کو اپنی کھپایا نہ کرو
جلے کو اور جلایا نہ کرو

منھ کو غنچے کے چڑایا نہ کرو
گل کو کھلی مین اُڑایا نہ کرو

مدعا جو ہو زبان سے کہو صاف
حرف مطلب کو چبایا نہ کرو

اپنا سمجھو مرا دل شوق سے لو
میری جان اپنا پرایا نہ کرو

مجھکو بھی یاد ہین فقرے صاحب
جوڑ بندے یہ بنایا نہ کرو

خود ہین دم باز ہون ہی دھیان رکھو
مجھکو فقرون مین اُڑایا نہ کرو

ہوش مین آؤ پری زادو تم
مجھکو دیوانہ بنایا نہ کرو

ہم لہو تھوک کے مرجائینگے
لالی ہونٹون پہ جمایا نہ کرو

لوگ سودائی ہوے جاتے ہین
دھڑی مسی کی لگایا نہ کرو

ہو نہ انگشت نما مثل ہلال
جان نوچندی مین جایا نہ کرو

اے بتو اپنے خدا کو مانو
کعبۂ دلکو تو ڈھایا نہ کرو

مین تو حاضر ہون وفاداری مین
تم کرو مجھ سے وفا یا نہ کرو

دھو کے دریا مین کبھو کاسے ہاتھ
آگ پانی مین لگایا نہ کرو

مجھسے خلوت کی ملاقات بسے ہے
روز جلوت مین بلایا نہ کرو

واسطے ہمارے کے بدنامی ہے
جان صحبت مین بٹھایا نہ کرو

دیکھنے والون کی جانب دیکھو
اس طرح آنکھ چرایا نہ کرو

شرم بیجا ہی بُرا کرتے ہو
اچھی صورت کو چھپایا نہ کرو

جاؤ دریا پہ نہ تم غیر کے ساتھ
ایسے مینڈھے تو لڑایا نہ کرو

دانت پیسا نہ کرو عاشق پہ
جان یون ہونٹھ چبایا نہ کرو

چار دن وصل مین ہنس لینے دو
آٹھ آٹھ آنسو رلایا نہ کرو

لوگ بدوضع کہین گے تم کو
میلے ٹھیلے کبھی جایا نہ کرو

جان کس کام کا یہ بھولاپن
دم مین ہر ایک کے آیا نہ کرو

عاشقون کی بڑی گت ہوتی ہے
تم ستاری تو بجایا نہ کرو

حضرت دل یہی فرماتے ہین
عشق معشوق چھپایا نہ کرو

خوش نہین آتا اگر میرا کلام
تو غزل بھی مری گایا نہ کرو

سوتا سو اب [illegible] اے رند
[illegible] پر گوٹ اٹھایا نہ کرو

نازبیہودہ کبھی عشوۂ بیجا دیکھو
ہر گھڑی اتنے نیا کرتے ہین غمزہ دیکھو

غیر سے یار جفا کار کا خلط دیکھو
رند دکھلائے مقدر جو تماشا دیکھو

نہ چلو بندے پہ ہر مرتبہ فقرا دیکھو
اک ذرا ہوش سنبھالو ابھی دُنیا دیکھو

نظر لطف و عنایت سے تو مین درگذرا
آنکھین دکھلاتے ہین لو اور تماشا دیکھو

جز رخ یار نظر آئے زرا نہ اندھیر
پھر نہ کچھ سوجھے جو وہ چاند سا مکھڑا دیکھو

قیدخانے مین مرو گھٹ کے نہ او دیوانو
تنگ بیٹھے ہو چلو وسعت صحرا دیکھو

نظر یاس سے دیکھون تو یہ فرماتے ہین
پھر بُری آنکھ سے اُس نے مجھے دیکھا دیکھو

چھوڑ کر مجکو سے سکتا تم اگر گھر جاؤ
مجھے بیٹھو مجھے گاڑو مرا مردا دیکھو

جائیو کوچہ قاتل کو یہی ہی جو قلق
اور دم بھر دل بیتاب کو سمجھا دیکھو

کوہ غم مثل پر کاہ اُٹھا لیتا ہون
حوصلہ دیکھو ذرا میرا کلیجا دیکھو

چشم پوشی نہ کرو وقت تنافل کا نہین
دم نکلتا ہی مرا رشک مسیحا دیکھو

آنکھ سے قتل کرے لب سے جلائے مُردے
شعبدہ باز کا ادنیٰ سا کرشمہ دیکھو

پر کبوتر کے بندھے مطلب خط اب یہ کھلا
اور یہ شامت تقدیر کا لکھا دیکھو

شعلۂ حسن سے جلجاؤ پر آنکھین سینکو
کوئی معشوق اگر آگ بھبوکا دیکھو

خون ہوکر تو جگر آنکھون سے بہتے دیکھا
اور دکھلاتی ہی فرقت ابھی کیا کیا دیکھو

لیگئے کوچہ جانان کو فرشتے نقال
کھولکر گور کے تختے مرا مردا دیکھو

ہی یہ عبرت کا محل اہل بصیرت تم کو
جو کبھی آنکھ سے اب تک نہین دیکھا دیکھو

صورت کرمک شب تاب نظر آئین گی
مشعلین میرے سیہ خانے مین جلوا دیکھو

وادی عشق مین کیا کام ہی نامردون کا
بیشۂ شیر مین روباہ د لوجبا دیکھو

بیوفا یار کے کوچے مین نہ جاؤ اب رند
اور گھر تاکو کوئی اور محلا دیکھو

چشم وحدت سے اگر یان کا تماشا دیکھو
سمجھو خورشید جہان تاب جو ذرا دیکھو

یہی کہتا ہی چلو وہ رُخ زیبا دیکھو
پھر ہوا اس دل دیوانہ کو سودا دیکھو

سر و پا کا نہ رہے ہوش یہ محویت ہو
چشم انصاف سے اسکا جو سراپا دیکھو

مین ہون مارا ہوا اک آفت بالائی کا
تجکو کیا دیکھنے ہو وہ قد بالا دیکھو

پھر اُسی دشمن جان سے یہ ملا ہر پھر کر
دل ہمارا نہ کسی اور سے بہلا دیکھو

خاکساری کی حقیقت سے اگر ہو آگاہ
تم مٹا ڈالو جو اکسیر کا نسخہ دیکھو

ہے بلا الحذر اے چاہنے والو ہانگو ہ
اژدہا سمجھو اگر زلف چلیپا دیکھو

رتبۂ کفر ہی کس بات مین کم ایمان سے
شوکت کعبہ تو ہی شان کلیسا دیکھو

منتظر آپ کے جانیکی ہے یہ جان حزین
ہے یقین ابکی جو آؤ مجھے مردا دیکھو

بند آنکھین ہون تصور ہو اسی کا ہر وقت
کچھ نہ دیکھو جو کبھی وہ رخ زیبا دیکھو

ہو نہ اُس صاعقۂ طور کے مشتاق جمال
پھر غش آجائیگا یا حضرت موسی دیکھو

دل یہی کہتا ہی اُس مدعی جان کے سوا
مین نہ بہلونگا کسی اور سے بہلا دیکھو

واشد دل نہ ہوئی اور گرفتہ سے ہوئے
رو کر داب گل و گلزار کو صحرا دیکھو

دیکھو شربت کی طرح پیتے ہین ہم پاکہ نہین
ایک دن زہر بھی تم گھول کے پلوا دیکھو

ایسی بدلی مری صورت مرض فرقت سے
تم نہ پہچانو جو اے رشک مسیحا دیکھو

پھر وہی آمد و رفت اُنکی مرے گھر ہو گی
پھر کچہری سے نکلتا ہے مچلکا دیکھو

اس خطا پر کہ نظر بھر کے ادھر کیون دیکھا
آنکھین پھوڑ لیے ہین لو اور تماشا دیکھو

کہکے اُس شوخ سے بلواؤ ہمین بھی یارو
گفتگو مین جو محل پاؤ اگر جا دیکھو

رند اب اُلفت بت ترک کرو بہر خدا
اس بُرے کام کا بد ہوگا نتیجا دیکھو

روز دے گا وہ یونہین حسب تمنا مجکو
آج ہو کس لیے اندیشۂ فردا مجکو

شنوا گوش دیے دیدۂ بینا مجکو
نعمتین دین مرے اللہ نے کیا کیا مجکو

کشتۂ افعی گیسوے سمن سا ہون مین ہ
آپ مر جائے ڈسے جو کبھی کالا مجکو

سر اُٹھانے بھی نہ پایا تھا کہ پامال ہوا
حیف ہونے نہ دیا چرخ نے برپا مجکو

مر کے رہجاتا کہین ٹھوکرین کھاتے کھاتے
گر چکا تھا ید قدرت نے سنبھالا مجکو

صحبت حور مین مسرور رہا کرتا تھا
باغ فردوس سے آدم نے نکالا مجکو

پار ہون بحر محبت سے مین دیکھون کیونکر
غوطے کھلواتا ہی ساحل پہ یہ دریا مجکو

مجھسے کیا لیگا جو کاوش اُسے کرنی ہی کرے
چرخ نے دی نہین کچھ دولت دنیا مجکو

پھینکنا لاش کو دریا مین اگر مرجاؤن
زلزلے آئینگے جو قبر مین گاڑا مجکو

تو نے احسان کیا آ نکلے اے عزرائیل　　مرگ اور زیست کے جھگڑے سے چھڑایا مجھکو

زندگی ہو چو دہ مشکل دکھا سے اے رند
سے اجل حسرت دیدار نے مارا مجھکو

خون گرفتہ کوئی چھپنے سے نہیں بیزار ہو　　شاہ رگ بھڑکے اگر عریاں تری تلوار ہو
آنکھ کھولے بھی کہیں وہ شوخ خواب ناز سے　　فتنہ جو نرگس جادو کہیں بیدار ہو
تو دم آخر اگر بالیں پہ ہو لے رشک حور　　پھر شفا ہی مرگ کی انسان پر دشوار ہو
چشم میگوں صنم کا ہو جو کوئی شیفتہ　　تو ہی اے ساقی بتا وہ مست کیا ہشیار ہو
ترک چشم فتاں کیا دونوں سے بچے بلا ہیں یہ　　نرگس شہلا ہوا بیمار نرگس بیمار ہو
کفر بہتر ایسی دینداری سے اے ارباب شرع　　حق کے انسان اگر تو مستحق دار ہو
کس میں ہے تیرے سوا عاجز نوازی کی صفت　　تو نہ ہو مشکل میں جو بندے کا اپنے یار ہو
قید کفر و دین سے ہیں آزاد ہم رندان عشق　　دونوں یکساں ہیں ہمیں سبحہ ہو یا زنار ہو
کھوئی غفلت میں جوانی پیری میں کر یاد حق　　رات بھر سویا کیا اب صبح ہے بیدار ہو
پھول لے پہلے نہ دیکھا شاخ کو تلوار کی　　وہ نہیں انساں سر پھرتا جو قریب آزار ہو
پاس اظہار محبت بھی ہے انسان کو ضرور　　یا صنم دل میں ہو لیکن لب پہ استغفار ہو
یار کی چھٹی بھوں کیونکر نہ ہوں عالم پسند　　خوبصورت ہوتی ہے بہر وار جو تلوار ہو
خاک چھنواتا ہے مجھسے کس لئے اے چرخ پیش　　آسماں سے ملے اگر مٹی مری در کار ہو
سنتے ہیں دیوانے یاں شور عنادل آنکر　　گل سے رنگیں ہو بلبلان تیرے چمن کا خار ہو
زورق تن کیسی ہے دریائے ہستی میں تباہ　　ناخدا ہے گر خدا تو یہ کشتی پار ہو
تیرا غصہ اے صنم قہر خدا کی ہے دلیل　　پر وہ ہٹتا ہو اس سے تو جسے خدا بیزار ہو
تو ہی کر دشمن پہ سبقت منتظر اس کا نہ رہ　　فتح ہے اسکی لڑائی جس کا پہلے وار ہو
مصر میں چلیے مقابل تمکو یوسف کے کہیں　　کنگھا پھر سے نہ چھٹائے سر بازار ہو
مثل شبنم گلشن ایجاد میں کر بود و باش　　بزم گلرویاں میں تا وقعہ نہ تیرا بار ہو
روح داخل ہو چکے جسم مثالیں میں کہیں　　پاک ہو قصر تسیم آب و گل مسمار ہو

تیغ ابرو پہ تری کیوں نہ گلا کاٹے رند
کیا کرے اسکے سوا انسان جب ناچار ہو

سلیں جو ضرورت ہو مرے ہمسفروں کو
اب گیسوئے مشکیں ہوئے شانوں سے بھی نیچے
آمادۂ پرواز تھے مرغان گرفتار
پھر اُن کو کمر باندھ کے راہی ہوئے یاں سے
تکتے ہیں بڑی آنکھ سے صورت کو تمہاری
وہ ترک نگہ یار کے ناوک مژگاں

ہشیار کرا دے پیک اجل بیخبروں کو
سودا تری زلفوں کا مبارک ہو سروں کو
صیاد نہ آجائے تو کھولا تھا پروں کو
آگاہ کرو جلد مرے ہمسفروں کو
پاس اپنے بٹھایا نہ کرو بد نظروں کو
ان تیروں کے ارمان ہیں سینہ سپروں کو

دم بھرتے ہیں اے رند جو الفت کا بتوں کی
لوہے کے توے سے کہیں سخت ہے جگر انکو

رکھو خدمت میں مجھسے کام تو لو
کے دیجیو تم سرور ہو مجکو
بات تم نے نہیں کی غیر سے کل
بندہ ہوتا ہوں آپکا بیدام
نازو انداز و حسن و خوبی ہیں
آپ فرمائیں جو بجا لاؤں
منھ سے آنے لگے گی عطر کی بو
پہلے کر لو رسائی زلف تلک
پھر تو لپٹیو گر نہ تار ہو
مے پیو جو نہیں پلاتے ہو
ناز بیجا ہو دھر ا مجھسا

بات کرتے نہیں سلام تو لو
ہاتھ سے میرے ایک جام تو لو
سر پہ اللہ کا کلام تو لو
ہوئے درکار اگر غلام تو لو
کون ہے مشتاق کا نام تو لو
کبھی مجھسے بھی کوئی کام تو لو
نام گیسوئے مشک فام تو لو
سلسلے کو جنون کے تھام تو لو
دم بھر آرام زیر دام تو لو
مجکو دیتے نہیں ہو جام تو لو
کون عاشق ہے اسکا نام تو لو

رند حاضر ہیں شیشہ و ساغر
مے نہ سمجھو اگر حرام تو لو

وہ دیوانہ تھا میں جسکا ہوا غم اہل عالم کو
عداوت پاک دامن سے بھی ہے ابنائے عالم کو
کہے سے خلق کے کب دامن عصمت ملوث ہو
مثال شیر مادر خون دل پیتا ہے غیرت سے

پریزادوں نے اپنے بال کھولے میرے ماتم کو
کیا ملعون معاذ اللہ بدکاری سے مریم کو
خدا تو جانتا ہے پاک دامانی مریم کو
دیا کیا جو علم اللہ نے فرزند آدم کو

کیا باغ و بہار آتش کو ابراہیم پر جس نے
گل و گلزار کر سکتا ہے وہ نار جہنم کو

محیط حسن خوبی ہے سراپا یار زیبا ہے
کہوں میں وہ حباب بحر خوبی اسکے محرم کو

میں دیوانہ ہوں اُس رشک پری کا دیکھکر جسکو
سلیمان نذر کے خاطر اوتارے اپنی خاتم کو

جھکے وہ تیغ ابرو راست بازوں کیطرف کیونکر
بنایا ہی نہیں اُستاد نے تعظیم کے خم کو

مثال قیس مفتوں شیفتہ ہے اک جہان جس کا
خدا سے مانگتا ہوں میں اُسی محبوب عالم کو

پرستان کی بھی کچھ اقلیم کی زیر نگین اُسنے
کہیگا اب سلیمان کی انگوٹھی اپنی خاتم کو

بجا ہے جو کہوں محراب کعبہ اُسکے ابرو میں
اگر تشبیہ دوں چاہ ذقن سے چاہ زمزم کو

کلیم فقر کو کیوں وحش پہ ہم ڈالتے اے زند
اگر کمل سے بہتر جانتے کمخواب و شبنم کو

اب شیفتہ کسی کا دل لالہ تو نہ ہو
پہلو میں رہ کے جان کا میرے عدو نہ ہو

امسال فصل گل میں گریبان کو اے جنون
یوں دھجیاں اُڑا کہ کسی سے رفو نہ ہو

لازم مجھے تو ذات کی خاطر صفات بھی
وہ گل نہیں ہے خار ہے جو رنگ و بو نہ ہو

پیدا بجائے مہر جو ہو اگر نہ بان
گیسو کا وصف تو بھی ادا مو بمو نہ ہو

دیکھا کرے وہ اور تری صورت کو ترسوں میں
پتھر سے توڑوں آئینہ جو تیار و نہ ہو

کہتا نہیں میں ہو جیسے بے پردہ مہربان
آواز تو سُنا دُ اگر رو برو نہ ہو

چرچے ہے اس اختلاط کو موقوف کیجیے
زنہار ذکر غیر مرے رو برو نہ ہو

کیونکر کہوں ثبوت نہیں تجھے میری چاہ
اے جان یہاں بوجھ کے تو حیلہ جو نہ ہو

دانستہ میں نے دل سے نہیں کھینچی آہ سرد
مجبور تھا تو گرم عبث شعلہ خو نہ ہو

کم جانتا ہوں ابرو کو گر طاق کعبہ سے
ہنگام مرگ لاش مری قبلہ رو نہ ہو

نالوں سے تیرے ٹکڑے اُڑے پردہ ہائے گوش
اب ہم نہ ہوئیں باغ میں بلبل کہ تو نہ ہو

جب دیکھتا ہے مجکو تو کہتا ہے رو کے قیس
تیری طرح خراب کوئی کو بکو نہ ہو

پھرتے ہیں شاد چاک گریبان کیے ہوئے
اچھا نہیں ہے رنج نہیں ہے رفو نہ ہو

للہ منہ سے بولو ثبوت دہن کرو
تا پھر کسی کو حوصلۂ گفتگو نہ ہو

کر دیجیو ڈھیر اسکی گلی میں پس از فنا
پیر اغیار باد صبا کو بہ کو نہ ہو

زندہ ہیں ہجر یار میں تیری اُمید پر
اے شوق وصل ہم بھی نہوئیں جو تو نہ ہو

بیفائدہ ہے شاہد مقصود کا گلہ
راہ طلب مین رند اگر جستجو نہ ہو

کیا سجھائی ہے اُسے جلوہ گری نے دیکھو
ہیئت انسان کی بگڑی ہے پری نے دیکھو
غنچہ سان تنگ قبا سے تھا مین دیوانۂ عشق
کیا شگفتہ کیا دل جامہ دری نے دیکھو
خواب غفلت سے عبث شوخ کو بیدار کیا
فتنہ چونکا یا نسیم سحری نے دیکھو
عمر دو روزہ بسر ہو گئی بیہوشی مین
ہوش آنے نہ دیا بے خبری نے دیکھو
ہو گئے مشتاق پرستان سے آتی ہے پری
دھوم ڈالی مری شوریدہ سری نے دیکھو
عمر بھر حسرت پرواز نہ نکلی دل سے
جی کی جی مین رکھی بے بال و پری نے دیکھو
دیکھکر اپنے گلی مین کئی پتھر مارے
مجکو دیوانہ بنایا ہے پری نے دیکھو
جان مشتاق سے عاشق کے کیا برق کا کام
کیا غضب ڈھایا ہے مباف نمی نے دیکھو
آبلے پڑ گئے ہین سینے سے تا نوک زبان
پھونک ڈالا مجھے سوز جگری نے دیکھو
کھل کھلا کے نہ ہنسو مین نہ کہا کرتا تھا
قہقہہ سیکھ لیا کبک دری نے دیکھو
پھر گلستان چمن مین اُسے لے آئی ہے
گل کھلایا ہے نسیم سحری نے دیکھو
پا بزنجیر ہوئے طوق پڑا گردن مین
قید کروا دیا شوریدہ سری نے دیکھو
چھوٹتا مجکو نظر آتا ہے اب ربط قدیم
نئے انداز نئے اسکے قرینے دیکھو
تا چمن لائی صبا دوش پہ مانند نسیم
پر نکالے مری بے بال و پری نے دیکھو

بند ہون باب اجابت جو دعا مانگون بندہ
کیا دکھایا ہے اثر بے اثری نے دیکھو

چلتی رہی اس کوچے مین تلوار ہمیشہ
لاشے ہی نکلتے رہے دو چار ہمیشہ
گل کھلتے رہین چہچہے کرتا رہے بلبل
یارب رہے آباد یہ گلزار ہمیشہ
ہم رند ہوئے شاہد مقصود سے واصل
جھگڑے مین رہے کافر و دیندار ہمیشہ
پایان تخم تمنا سے اُگا کرتا ہے لالہ
گل کھاتے ہین ہر فصل مین دو چار ہمیشہ
تڑپا کرین کوچے مین ترے سیکڑون کشتے
رنگین رہے خون سے تری تلوار ہمیشہ
دیوانے ہین مائل ہون اگر حور و پری کے
جو دیکھ رہے ہون ترا دیدار ہمیشہ
مجھ تشنۂ دیدار کو کس روز چھکایا
پیاسا ہی رہا خون کا وہ خونخوار ہمیشہ

مشتاقون نے تیرے نہ لیا کوڑیونکے مول
بکتا رہا یوسف سر بازار ہمیشہ

ہے زلف مسلسل تری یا دام بلا ہے
ہو رہتے ہین دو چار گرفتار ہمیشہ

کیونکر تو مسیحا ہوا مشہور جہانمین
مرتے ہین ترے ہاتھ سے بیمار ہمیشہ

ہنگامے نئے روز ہوا کرتے ہین برپا
فتنے ہی اٹھاتی ہے وہ رفتار ہمیشہ

اے رند جنون مین بھی نہ صحرا کو گئے ہم
کھایا کیے پتھر سر بازار ہمیشہ

اب لڑایا کرتے ہین اکثر سر بازار آنکھ
آئینہ سے بھی نہ کرتے تھے کبھی دوچار آنکھ

خلق کی ہے دیکھنے کو حسن کی اے یار آنکھ
جو نہ دیکھے تیری صورت کو تو ہے بیکار آنکھ

غیر ممکن ہے جمال یار سے ہو مستفیض
خواب مین دیکھے مگر یہ دولت بیدار آنکھ

اُسکے کوچے سے اگر میرا جنازہ جائیگا
کھولدونگا جاکے زیر سایۂ دیوار آنکھ

چشم پوشی پہلے کی تھی کیا سمجھکر آپنے
بیجا ہوا اب جو مجھ سے کرتے ہو پھر چار آنکھ

رنگ و بو مین فوق رکھتے ہین وہ عارض پھول پر
کیون نہ مارین حسن گل پر یار کے رخسار آنکھ

دیکھتے ہی حسن کو یہ مبتلا ہوتا ہے وہ
ڈالدیتی ہے غضب مین دلکو بھی ہر بار آنکھ

بانکے ٹیڑھونکو ترا ابروے کج سیدھا کرے
مار ڈالے تنا ورون کو تری بیمار آنکھ

جلوۂ جانان کے نظارے کا طالب ہے اگر
کیون چرا تا ہے تو مجھسے روزن دیوار آنکھ

باغ مین رنگ صفائے روئے گل پر کیا پڑے
برسون دیکھا کی ہے تیرے پھول سے رخسار آنکھ

باندھتے ہو ٹکٹکی تو چند بوسے بھی تو دو
شرط ہاریگا جھپک جائیگی جس کی یار آنکھ

دوست دشمن کا نہین پابند تیرا فیض عام
رکھتے ہین تیرے کرم پر کافر و دیندار آنکھ

ابر ہے باران ہے مے ہے باغ ہے ساقی نہین
بے تکلف باندھدے دنیکا تو بھی تار آنکھ

تیغ مین جوہر نہ او قاتل سمجھنا اسکو تو
ڈالتی ہے باقیماندون پر تری تلوار آنکھ

وعدۂ دیدار فردا ے قیامت پر ہے رند
روز محشر تا نہ کھولین طالب دیدار آنکھ

نیچی کر لیتے ہین شرما کر دم گفتار آنکھ
بات بھی کرتے نہین مجھسے وہ کرکے چار آنکھ

رات دن واہے مثال دیدۂ بیدار آنکھ
کچھ نہ ڈالیگا تو کیا اے انتظار یار آنکھ

کیا عجب ہے جو جھکی رہتی ہے تیری یار آنکھ
بیشتر کم کھولتے ہین مردم بیمار آنکھ

مے پلا ہر ایک کو اُسکے بقدر حوصلہ
ساقیا پہچان لینا مست اور ہشیار آنکھ

حسرت دیدار نے پیدا کیا حال ردی
پھیر دیگا اب کوئی دم مین ترا بیمار آنکھ

جان قربان ان اشارونکے بلا ابرو کو تو
دیجے اس چشمک زنی کے تئین تکلف بار آنکھ

صورت ناسور کیون ہر دم بہا کرتی ہے تو
مجکو بتلا دے کہ کیا تجکو ہوا آزار آنکھ

غش مین رہتا ہون پڑا اکثر کیے آنکھون کو بند
کھولنے دیتی نہین ہے حسرت دیدار آنکھ

دل کو لیجا سے جدا کر ایک پتہ ثابت نہ ہو
کام کر جائے ہزارون مین تری عیار آنکھ

حسن کی طالب اگر وہ ہے تو ہونے دے دلا
تجکو کیا مطلب ہے اپنے فعل کی مختار آنکھ

منھ دکھا بہر خدا بس ہو چکا شرم و حجاب
کب تلک ترسے ترے دیدار کو اے یار آنکھ

نور زائل ہوگیا تو جو نہین پیش نظر
دیدۂ تصویر کے مانند ہے بیکار آنکھ

ہے کھٹکتی بے ترے نظارۂ گلزار سے
برگ گل کو جانتی ہے شکل نوک خار آنکھ

ہوگئے دونون شکوہ حسن سے بے اختیار
کیا کرے مجبور ہے دل اور ہے ناچار آنکھ

گل تھے انگارے نظر مین بے ترے سنبل دھوان
جا پڑی تھی اتفاقاً جانب گلزار آنکھ

عکس ہے تیرا جو ہے تیرے مقابل دیر سے
ڈالتا ہے کیون کڑی آئینہ پر ہر بار آنکھ

ہے پیا خون دل عشاق بیہم بسکہ رند
دیدۂ مریخ سے ہے سرخ وہ خونخوار آنکھ

دل لگی ہجر مین ہے آٹھ پہر نالون سے
اب بسر ہوتی ہے اسے ابتر برے حالون سے

خوف افعی سے ہے مجکو نہ خطر کالون سے
الامان آپکے بل کھائے ہوئے بالون سے

ہوکے آزردہ مری جان جو جھلجائینگے
یون نہ رگڑا کرو گال اپنے مرے گالون سے

مین یہ جانونگا قضا آئی ہوئی مری ٹلی
جان بچ جائے جو ان ناز و ادا والون سے

دل کو چشمان سیہ مست سے لگ چلنے دو
رند کو دیوانے کو کیون ملتا ہے متوالون سے

یون نہ کھٹکا اُو مزار شہدا وقت خرام
لوگ کہتے ہین برا تمکو انھین چالون سے

یاد کرکے اسے کوٹھے پہ جو روتا ہون کبھی
اشک دریا کی طرح بہتے ہین پرنالون سے

مردم چشم نے مژگان سے کیا کام تمام
انھین ترکون نے تجھے چھید لیا بھالون سے

دام گیسو کی محبت سے رہائی پائی
مرغ دل چھوٹا ہمارا بڑے جنجالون سے

ایک دن آئی نہ طالع مین مری شکل فرح
قرعے پھکوائے بہت ہجر مین رمالون سے

ساقیا آتش حلکر وہ پلائی کہ شراب
بنگئی خوشۂ انگور زبان چھالون سے

حسرت یار مین آنکھین ہوئین اس درجہ سفید
پتلیان چھپ گئین مکڑی کی طرح جالون سے

ہو گا مردہ نہ خراب اپنا پس از مرگ اے زند
گورکن دوست ہین یارانہ ہے غسالون سے

آنکھ تجھ بن جو کسی پر بت عیار پڑے
عوض سجدہ گلے مین مرے زنار پڑے

الفت چشم صنم کے ہون گنہگارون مین
چوب بادام سے لازم ہے مجھے مار پڑے

ہاتھ باندھے ہوئے کہتا ہون کرو عفو قصور
پاؤن بھی کیجیے تو مشفق یہ گنہگار پڑے

بڑھ چلے گیسوے خمدار خدا خیر کرے
ہیچ تجھبن نہ کوئی او کمر یار پڑے

ہون مین وہ عاشق جانباز ترا او قاتل
بھون نہ ٹیڑھی ہو جو تا وار تہ تلوار پڑے

پوچھتے کیا ہو طبیعت ہے تری کب سے علیل
تم سے جسدن سے جدائی ہوئی بیمار پڑے

بھاگون کس سمت کو ٹوٹے ہوئے ہین پاے گریز
ہاتھ دھو کر مرے پیچھے ہین طرحدار پڑے

اک طرف سے ہے کیا ناز و ادا نے نرغا
اک طرف لوٹ پہ تلے ہین وہ دوچار پڑے

ہین ادھر طالب جان چشم سیاہ خونریز
دل ادھر مانگتے ہین گیسوے خمدار پڑے

قید ناحق مین پھنسے چھوڑ کے رندانہ طریق
کیسے جھگڑے مین تم او کافر دیندار پڑے

انکی تو چینری کو آئے نہ زیارت کو اگر
علم حضرت عباس ہی کی مار پڑے

اب گلے کٹتے ہین دوچار کے اے ترک مسیح
ایڑیان رگڑین کہانتک ترے بیمار پڑے

ہم سے جب غیرون سے تلوار چلے سن لینا
لوٹتے ہونگے گلی کوچے مین دوچار پڑے

ناتوانی نے کیا اسقدر اب زار و نحیف
دب کے مرجاؤن اگر سایۂ دیوار پڑے

عشق کی کھائین قسم رسم محبت اٹھ جائے
سامنا ایسی مصیبت کا جو ہر بار پڑے

کشت دشمن کو جو سرسبز کرے ابر بہار
صاعقہ بنکے مری آہ شرربار پڑے

خار خار غم الفت جو کیا مین نے بیان
سر بسر کانٹے زبان پر دم گفتار پڑے

ہم قفس مین ہین بلا سے اگر آئی ہے بہار
آگ بجلی کو لگے بھاڑ مین گلزار پڑے

منتظر چشم عنایت کے ہین لاکھون اے زند
خوش نصیب اسکے ہین جس پہ نظر یار پڑے

روش باغ پہ ہین گل کی جگہ خار پڑے
صبر گلچین پہ ترا بلبل گلزار پڑے

حقے خالی ہوئے مرہم سے مگر تو نہ پھرا
کاش ناسور ہی مجھ مین دل افگار پڑے

کشتہ تیغ ادا بھی ترا کہلایا شہید
قبر پر بعد فنا پھول چڑھے ہار پڑے

ہم نے جو رنگ جمایا تھا کسی سے نہ مٹا
غیر نے جوڑ جو بالے تھے وہ بیکار پڑے

رشتۂ عشق کی ہر بار کشاکش نہین خوب
کہین اس ڈور مین گتھی نہ ہر بار پڑے

یان بیزاری ہے دل یار مین خاک اڑتی ہو
خاک اس رونے پہ لے دیدۂ خونبار پڑے

کون بتلائے کسے یاد ہے ہجران کا دن
ماہ تین گذرین مہینا سمجھے بیمار پڑے

جادۂ کعبۂ مقصود پہ ہم جا پہونچے
ٹھوکرین کھا کے گئے کافر دیندار پڑے

چھپ رہے شیرین جو کلام انکے بھی ہین ہر بار
کچھ دنون اتو کھٹائی مین نمکخوار پڑے

پے تحریر لقب دل جو کیا مین نے ارادان
آ لیے پائے قلم مین دم رفتار پڑے

کوئی چنگا نہ ہوا جسکو لگا عشق کا روگ
ہین مری فکر مین ناحق مرے غمخوار پڑے

ماجرا شب کا تو فرمائیے کیا صحبت تھی
ہاین کہین پھول کہین ٹوٹے ہوئے ہار پڑے

ہم گلا دھر چکے ہین اپنا چھری کے نیچے
اے اجل پیٹ نہ کہین یار کی تلوار پڑے

ہے عجب خمکدۂ دہر بھی غفلت کا مقام
جو کسی وس مانگتے ہین لوٹتے ہین جا پڑے

ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھو اسے پچھتاؤ گے
ترسو اب نیند کو او دیدۂ بیدار پڑے

وسعت دشت کو وحشت نے کیا دلپر تنگ
کیون نہ ہر بار قدم جانب کہسار پڑے

ہون وہ آزردہ کسی در سے ہم کو سے جائین
کوئی تقصیر کرے اُنکی ہمین مار پڑے

نغمہ سنجی کی کرے مشق جو مجھسے چند سے
پھر گلا تیرا نہ اے بلبل گلزار پڑے

اس زمین مین نہین کچھ اور تکلف اے زندہ
حسن اتنا ہی ردیف اسکی نہ بیکار پڑے

صدمے گذرے ایذا گذری
ہجر مین تیرے کیا کیا گذری

ہجر مین جان رہی یا گذری
زندہ کہو تم پر کیا گذری

کیا کہون تجھسے حال فرقت
گذری جو کچھ جانا گذری

الفت بت نے کر دیا کافر
یہ کیا یار خدایا گذری

آئے نہین تم عرصہ گذرا
منع کیا کس نے کیا گذری

گذرے جس دم ہم دنیا سے
ہم نے جانا دنیا گذری

بحر جہان مین زیست ہماری — شکل حباب دریا گذری
کس سے کہیے کون سُنے گا — کیا کیا گذرا کیا کیا گذری
کہتا تھا مین عشق سے باز آ — دیکھا جو دل شیدا گذری
مر بھی گئے ہم واہ ری غفلت — اُنکو خبر بھی نہ اصلا گذری
ابتو ہی شغل خون آشامی — نوبت جام و مینا گذری
کافر پہ بھی نہ گذرے ایسی — ہم پر جو بیت ترسا گذری
وقت مرگ یہ جی مین گذرا — نہ اٹھی اپنی بیجا گذری
نالہ کیسا آہ نہین کی — کیا کیا تجھ بن اپنا گذری
ٹوٹ چکا ہی رشتۂ اُلفت — یاس ہی ابتو تمنا گذری
دوسرا تجھسا کوئی نہ دیکھا — پیش نظر اک دُنیا گذری
دیکھکے حال مریض فرقت — حالت ہم پہ مسیحا گذری
قابل دید نہ دیکھین آنکھین — مدت نہ کس اشتہا گذری
غش کیون آیا ہم سے تو کہیے — کیا تجھ پہ حضرت موسی گذری

کیونکر جھیلی آفت فرقت
رند کہو دل پہ کیا گذری

مر گئے ہوتے رنج فرقت سے — بچ گئے ہین خدا کی قدرت سے
جان جاتی ہی ابتو فرقت سے — باز آیا مین اس محبت سے
ہول آتا ہی نام اُلفت سے — روح تھراتی ہی محبت سے
ہاتھ آئے ہو آج قسمت سے — دم نکلتا تھا تم پہ راحت سے
اک نظر اسطرف بھی دیکھو جان — دیکھتا ہون نگاہ حسرت سے
مردے زندہ کرے تمھاری چال — حشر ہو پیشتر قیامت سے
عشقبازی ہی آب و گل مین شریک — ہون مین مجبور اپنی خلقت سے
ابتدا مین یہ حال تھا چندے — اُنکو نفرت تھی میری صورت سے
پیش آتے ہین ابتو کس کس طرح — پیار سے لطف سے محبت سے
وقت اچھا نہین بچالینا — مجھکو پروردگار تہمت سے

تم پہ جو کچھ ہوا سزا تھی رند
کیون بھڑے ایسے بیمروت سے

جب سنو مشورہ ہے خلوت ہے
یار کو بھی وقت فرصت ہے

تجھ سوا اور کس سے اُلفت ہے
جھوٹ بہتان مجھ پہ تہمت ہے

کھنچی تو ہم مری تری تصویر
وصل کی ایک یہ بھی صورت ہے

خوش نہ ہو تم وطن مین اہل وطن
ہم ہین اور سیر دشت غربت ہے

جان مدت سے نذر فرقت کی
اے اجل تجھ سے کیا ندامت ہے

توڑین جھڑی کی طرح ہتھکڑیان
کیا ہی زورون پہ دست وحشت ہے

مرض عشق کی شفا ہے موت
غسل میت ہی غسل صحت ہے

ہین برے وقت مین یہ اپنے رفیق
دل کو اُلنے اُنسے محبت ہے

بیٹھا یار کا تصور ہے کہ
کنج عزلت ہے رنج فرقت ہے

جب سنا اک ڈھکوسلا ہے نیا
ایسے غمزون سے مجکو نفرت ہے

اپنے دیوانون سے یہ اُڑ چلنا
اوپری کوئی آدمیت ہے

روٹھی روٹھی نہ سیکھیے باتین
ابھی تو بھولی بھولی صورت ہے

تم بھی یا خضر بوکھلا سے گئے
کیا جنون خیز دشت وحشت ہے

یون خوشامد سے کچھ کہے کوئی
سچ تو ہے کتنا بے مروت ہے

ق

لاکھ بار اسطرف سے گذرا تھا
دفن جس جا شہید الفت ہے

فاتحہ در کنار یہ نہ کہا
مر گیا کون کس کی تربت ہے

یار صورت نہین دکھاتا رند
کونسی زندگی کی صورت ہے

ان دنون کیا جنون کی شدت ہے
اپنے سایے سے مجکو وحشت ہے

وہ صنم قابل زیارت ہے
بت نہین ہے خدا کی قدرت ہے

داغ فرقت سے جسکے جلتا ہون
ماہ پیکر ہے مہر طلعت ہے

پڑ گئی جان کس عذاب مین ہائے
چاہنا بھی بڑی مصیبت ہے

کھنچ کے لندن گئی تری تصویر
انگریزون مین تیری شہرت ہے

جب سے آیا پسند حسن ملیح
گوری رنگت سے چڑھ ہو نفرت ہے

جانتا ہوں جو دیکھا کوئی صبیح
سنگ مرمر کی ایک مورت ہے

کون ہے احتیاج سے خالی
ہر بشر کے لیے ضرورت ہے

آپ کے نام سے ہوں میں مشہور
یہ خود آپ کی بدولت ہے

کیوں نہ دوڑوں جلو میں تھامے رکاب
ابھی تو دست و پا میں طاقت ہے

پھر یہ منہ لیکے آئے ہو مجھ پاس
دور ہو سامنے سے نفرت ہے

یوں مسلماں ہم کو سجدے کیوں
کیوں بت کیا خدا کی قدرت ہے

گور پر چھا رہی ہے حسرت و یاس
کسی ہجر زدے کی تربت ہے

عشق میں اب تلک تو فرق نہیں
ایک حالت ہے ایک حالت ہے

اک نہ اک روز جان جائے گی
ہم نہ ہوں گے جو دل سلامت ہے

جان جلتی ہے دل بہلتا ہے
اسکی عادت نہیں عداوت ہے

لاکھ غمزے ہیں ایک بوسے پر
گڑگڑیوں مرا یہ پھر [illegible] ہے

رند موقع ہے عرض حال کرو
یار تنہا ہے وقت فرصت ہے

کوچے سے تیرے عاشق شوریدہ سر گئے
سب اپنے دم کے ساتھ یہ سب شور و شر گئے

مانند برق چشم زدن میں گذر گئے
یہ بھی نہ سمجھے ہم کدھر آئے کدھر گئے

ثابت ہوا ہو کشتۂ چشم سیاہ یار
آہو مرے مزار کے سبزے کو چر گئے

رو کر کہا جو میں نے کہ مرتا تھا میری جان
ہنسکر دیا جواب کہ پھر کیوں نہ مر گئے

دیکھے جو ہوشیاری میں سو سو طرح کے رنج
غفلت کدے سے دہر کے ہم بیخبر گئے

احوال کس سے پوچھیے یاران رفتہ کا
وہ بھی نہ پھر کے آئے جو لینے خبر گئے

سیدو یہ سانحہ بھی ہے یاد و شنیدنی
لے لیکے خط جو میرے کئی نامہ بر گئے

کہتا ہے کیا وہ شوخ کہ جیتے ہیں رند کیا
مدت ہوئی کہ میں نے سنا تھا وہ مر گئے

گلزار روزگار میں وہ خوش نصیب تھے
دامن میں اپنے جو گل مقصد بھر گئے

سمجھیں گے اشک و ابر کرم سب گنا ہگار
ہم حشر میں جو لیکے یہ دامان تر گئے

آیا نہ آجتک کوئی لے کر جواب یار
قاصد گئے سفیر گئے نامہ بر گئے

فرقت مین بس اشک کا عالم جو ہو سو ہے
دریا ہزار بار چڑھے اور اُتر گئے

کوٹھے پہ جب چمک کے وہ مہرجبین چڑھا
شمس و قمر نظر سے ہماری اُتر گئے

وقفہ کیا نہ گل کی روش باغ دہر مین
رنگ نسیم ہم ادھر آئے اُدھر گئے

ہم آفتاب بام ہین یا ہین چراغ صبح
کیا اعتبار شام گئے یا سحر گئے

پھولے پھلے نہ آکے گلستان دہر مین
ہم وہ شجر ہین باغ سے جو بے ثمر گئے

ق

اب تک وہ ایک ایک سے کرتے ہین تذکرہ
ہر چند ترک عشق کو برسون گذر گئے

واللہ رند سے یہ توقع نہ تھی مجھے
کیا کیا کہا نہ کرتے تھے پر کچھ نہ کر گئے

یہ قول تھا کہ مجھ سے جدائی ہوئی اگر
ایجان مر ہی جائینگے لو اب نہ مر گئے

کہتے ہین رند رات کو کچھ کھا کے مر گئے
عاشق تھے اپنی جان سے آخر گذر گئے

وعدہ پہ تم نہ آئے تو کچھ ہم نہ مر گئے
کہنے کو بات رہ گئی اور دن گذر گئے

بیمار پاس اپنے جو آنا ہے آچکین کو
کس درد کی دوا ہین وہ جب ہم ہی مر گئے

لکھ پڑھ کے تو تو جان بھی دیتا ہون میری جان
یہ وہ نہ ہو کہ دل کو لیا اور مکر گئے

حیران شکل آئینہ بیٹھے ہین گھر مین ہم
نظارہ جمال کو اہل نظر گئے

تاثیر اسکے دل مین کرین خاک نالہ یان
نالون سے درد آہون سے اپنی اثر گئے

انسان اب جہان مین ہین یا غیر جنس سب
جنکو کہ آنکھین ڈھونڈھتی ہین وہ کدھر گئے

جس وقت تیغ ناز کھنچی بوالہوس کہان
وہ ہم ہین معرکہ مین جو سینہ سپر گئے

جانبازی اپنا کھیل ہے ہم سر فروش ہین
عاشق نہین وہ لوگ جو مرنے سے ڈر گئے

میلہ تھا چاند گنج مین سورج گہن کا آج
تم کس لئے نہ غیرت شمس و قمر گئے

جو سد رہ ہوا سے ہموار کرد یار
سیل بلا کی طرح گئے ہم جدھر گئے

یون نکلی دل سے حسرت پروانہ بعد مرگ
اڑتے ہوا کے ساتھ مرے بال و پر گئے

ہم بھی بہک چلے تھے مگر ہوش آگیا
نشے شراب عشق کے چڑھ کر اُتر گئے

رکھتے ہین راستہ پانہ تیرے تیر کا نشان
پھر کر کبھی نہ دیکھا گئے ہم جدھر گئے

کس روز آئے فاتحہ پڑھنے وہ قبر پر
کس دن مرے مزار پہ دو پھول دھر گئے

کیا کیا اذیتیں نہ سہیں ہجر یار میں
موت آئے ایسے جینے کو ہم کیوں نہ مر گئے

سو سج تمھی کے پھول کا عالم ہے آنکھ کا
یہ بھی تمھارے ہاتھ پہ بگڑی تم ٹھہر گئے

ناگفتنی ہے پوچھو نہ حال دل و جگر
کس سے کہوں کہ کیا ہوئے دونوں کدھر گئے

ہمراہ اشک دل تو لہو ہوکے بہ گیا
اور آہ میں کھنچتے ہوئے لخت جگر گئے

ہمراہ میرے رند بھی تھے کوئے یار تک
پھر ہم ادھر کو آئے میاں وہ ادھر گئے

کمر پہ جیب سے تری کاکل رسا آئی
وہاں جان ہوئی عاشق کے سر بلا آئی

چلوں خبر کو یہ جی میں نہ دلربا آئی
ہزار حیف نہ آئے تم اور قضا آئی

نہ آیا لب پہ مرے ایک حرف مطلب کا
زبان نہ کام و دہن عرض مدعا آئی

گئے جو عالم وحشت میں سوئے صحرا ہم
تو روح قیس کی لینے کو پیشوا آئی

یہ بے حجاب ہوئے بزم غیر میں صاحب
تمھیں تو شرم نہ آئی مجھے حیا آئی

ہیں فرم و حرم میں بیگانہ وار کیوں نہ رہوں
نہ ایک شکل نظر صورت آشنا آئی

ہوا ہے مائل آرائش اب تو وہ خود بیں
گئی جو سامنے سے آرسی حنا آئی

کریگا عشق تصرف تو دیکھنا وہ پری
پیادہ گھر سے کھلے سر برہنہ پا آئی

شہادتیں پڑھ اب دم نہ بھر تو نکالا
لبوں پہ جان تو اے بندہ خدا آئی

وہ کون لوگ ہیں بیگانے ہیں جو انہوں سے
ہمیں تو غیر سے بھی بوئے آشنا آئی

خیال زلف میں دم گھٹ گیا تو صدمے ہوا
ہمارا وقت برا ہے ہوا قضا آئی

شب فراق کی کالک سے دم نکلتا ہے
الہی رات ہوئی یا کوئی بلا آئی

دھرا ہی رہتا ہے آئینہ رو برو ہر وقت
پسند آپ کو بھی اپنی کیا ادا آئی

ہزاروں مر گئے اس پہ سسکتے ہیں لاکھوں
عجیب روگ ہے یا رب یہ کیا بلا آئی

مثال حرف غلط یوں مٹا دیا دل سے
مری وفا بھی نہ کچھ یاد بے وفا آئی

پہنچ رہی ہے تو اتر مجھے خبر گل کی
ابھی نسیم گئی تھی کہ پھر صبا آئی

شگاف کر دیا سینے کو نوک خنجر سے
کہا کہ چھاتی کے کھولنے ذرا ہوا آئی

کہا تھا کس نے تجھے شغل عشقبازی کر
کہا تو اور دل ناداں یہ جی میں کیا آئی

غضب میں ڈال دیا اپنے ساتھ جان کو بھی
خدا کا قہر پڑا تجھ پہ کیسا بلا آئی

سنا ہی رند نے دی جان جسکی فرقت مین
مزار پر وہ پری شمع و گل چڑھا آئی

طوبی ہی پست اس قد بالا کے سامنے
سنبل ہی کھوالتش زلف سمن سا کے سامنے

رہتے تھے یا تو اس گل رعنا کے سامنے
یا اب ہین خار زار تمنا کے سامنے

موت آئے یارب اس گل رعنا کے سامنے
حسرت ہی جان نکلے مسیحا کے سامنے

سکان چرخ کانپ اٹھے تھرتھرا گئے
پہونچی جو آہ عرش معلا کے سامنے

بدتر چڑیل سے نظر آتی ہی اسے پری
حور آتی ہی اگر ترے شیدا کے سامنے

بدنام جتنا ہونا تھا مین ہو چکا پری
اب ننگ عار ہی ترے رسوا کے سامنے

نسبت نہین عبث شعرا دیتے ہین مثال
جھنڈا ہی سرو اس قد بالا کے سامنے

مین عندلیب مست گلستان حسن ہون
چہکارتا ہون ہر گل رعنا کے سامنے

ابر بہار روکش مژگان تر نہ ہو
کیا اقتدار قطرے کا دریا کے سامنے

حسرت نہین کچھ اور مگر ہی یہ آرزو
دیکھا کرون پری تجھے بٹھلا کے سامنے

وہ گل نہین چمن مین تو اسکا بیان کرون
کس عندلیب زمزمہ پیرا کے سامنے

ترسا بچون کے ہاتھ سے روتا ہی دین کو
مسجد بنا کے شیخ کلیسا کے سامنے

منکر ہو وہ اگر لب جان بخش کا ترے
انجیل لا کے رکھدون مسیحا کے سامنے

مر جاؤن حسرت لب جان بخش مین مگر
لیجاؤن التجا نہ مسیحا کے سامنے

وصل صنم جو یا رخدا یا نصیب ہو
مسجد بنا کرون مین کلیسا کے سامنے

ہین حق پرستیون مین بھی یان بت پرستیان
بت بھی دھرے ہوئے ہین مصلا کے سامنے

فرقت مین جب لیا ہی تصور مین نے کام
موجود کر دیا ہی اسے لا کے سامنے

آیا نہ باز ظلم سے وہ بعد قتل بھی
پھکوا دی لاش سر مرا کٹوا کے سامنے

فرط جنون سے عالم آہن بنا ہی یان
نشتر نہ لائیو رگ سودا کے سامنے

پھر ہوگا یار جلوہ نما آ کے بام پر
پھر ہونگے آج طور و تجلا کے سامنے

ہووے شب وصال سیہ یا سفید ہو
یکسان ہی چشم محو تماشا کے سامنے

دیکھے مقابلے صف مژگان سے دیکھ لو
دیکھے نہ ہون جو فوج سے تنہا کے سامنے

آنکھون مین اسکی خاک مبادا نظر لگے
آنکھین کرو نہ نرگس شہلا کے سامنے

سنبل نکل ہی جائینگے سالے یہ پیچ و خم
لیتا نہ بل کی زلف سمن سا کے سامنے

صاحب کو ہن نے لکھدیا کب خط بندگی
رکھدو جو ہو نوشتہ کوئی لا کے سامنے

دیتا نہیں ہین ڈاک کو فرط رشک سے
خط رکھ لیا ہی دیر سے لکھوا کے سامنے

مرتا ہون مین نہ جانے مین تعجیل کیجئے
اب جائیگا لاش کو گڑوا کے سامنے

دعوی رہا ہے کون سے در پر مرا شفیق
کعبے کے سامنے کہ کلیسا کے سامنے

ہر دم تصور قد بالائے یار ہے
رہتے ہین اپنو عالم بالا کے سامنے

کافر ہوا ہون مین اگر نہ خدا سے کہون یہی
کرتا ہون سجدے اک بت سا کے سامنے

کیا جانے رند یار کے کیا جی مین آگئی
سب درد دل سنا گئے مجھے بٹھلا کے سامنے

دل لگی غیرون سے بیجا ہی مری جان چھوڑ دے
مان کہنا تیرے صدقے تیرے قربان چھوڑ دے

عاشق جانباز کیونکر کوے جانان چھوڑ دے
اپنا آگھر کسطرح حسرت نیستان چھوڑ دے

یہ نہین ممکن کہ صیاد اب مجھے آزاد کر
دو گھڑی کو ہم گلگشت گلستان چھوڑ دے

کون کافر پھر کرے سجدہ خدا کے سامنے
کہہ تو بیٹھے مجھسے وہ بت اپنا ایمان چھوڑ دے

تنگ ہون دق ہون کوئی دم مین نکل جائیگا دم
چھوڑ دے دست جنون میرا گریبان چھوڑ دے

غیر ممکن ہی جو بھولون گھر ترا اے رشک حور
مجکو جنت مین اگر لیجا کے رضوان چھوڑ دے

غمزہ بیجا نہین اٹھتے پھینکا جاتا ہی دل
گر میان اپنی تو اے مہر درخشان چھوڑ دے

پھر پھنسو نہین دام گیسو مین تو کافر جانیو
چھوڑ دے شراب ونا مسلمان چھوڑ دے

ہو نہ راز عشق افشا آبرو رہنی ہی نہ ہو
پھوٹ بہنا تو اگر اے چشم گریان چھوڑ دے

طوق پہنینگے گلے مین مثل قمری سیکڑون
ناز کی رفتار او سرو خرامان چھوڑ دے

حسن کا جویان ہون وحشت سے ہین پریوانہ مزاج
مجھکو پریون کے اکھاڑے مین سلیمان چھوڑ دے

یون بھلا دی دل سے یاد مصحف رخسار رند
حفظ کرکے جسطرح سے کوئی قرآن چھوڑ دے

روبرو دل تیرے تصویر دہری رہنے دے
آپ ہین اسکو اگر بے خبری رہنے دے

عشق محبوب سے زنہار نہ کر دل خالی
یہ صراحی مے الفت سے بھری رہنے دے

نہ رہی حسرت سیر گلستان باقی
اب قفس مین مجھے بے بال و پری رہنے دے

خودپسندی یہ سمجھاتی ہے انھین ان روزون ۔ آرسی سامنے ہر وقت دھری رہنے دے
وعدہ پھر آنیکا لیلو نہین دم رخصت یار ۔ ہوش اتنا تو مجھے بے خبری رہنے دے
وہ حسین ہے تو جو تصویر ترے ہاتھ لگے ۔ کر کے تعویذ ہر اک حور و پری رہنے دے
کنج زندان مین بسر کیجئے کس راحت سے ۔ پا بزنجیر جو شوریدہ سری رہنے دے
سب گرفتارون کو آزاد نہ کر زندان سے ۔ ایک دیوانہ تو اے رشک پری رہنے دے
اسکے نظارۂ دیدار سے در گذرا مین ۔ کور کورانہ مجھے بے بصری رہنے دے
کھل ہی جائیگا مرا شوق شہادت قاتل ۔ تو چھری تو رگ گردن پہ دھری رہنے دے
ملتفت کچھ تو ہے چشم مروت مجھ سے ۔ ایک بوتل تو مرے آگے دھری رہنے دے
ناکسی اتنی بھی گلشن مین اڑا باد خزان ۔ کچھ تو ان پھولونکے تھالونمین تری رہنے دے
زعفرانی کوئی جوڑا ہمین آیا ہے بسنت ۔ دست بقچہ مین لباس اگری رہنے دے
او کماندار مرے سینے سے سب تیر نکال ۔ دل مین جو ڈوب گئی ہو وہ سری رہنے دے
گھر کے گھر صاف ہوئے جاتے ہین پہلو کونکے ۔ دل مین کچھ اور دلون کینہ وری رہنے دے
دلکو پامال نہ کر اسمین پھپھولے ہین کئی ۔ ایک خوشہ تو بھلا بے ثمری رہنے دے

ہین تو ہر چند مبرا الفت سے رند
دل کبھی تو مجھکو محبت سے بری رہنے دے

تم تو چھڑا کے ہاتھ سے دامان نکل گئے ۔ ہم چاک کر کے اپنا گریبان نکل گئے
تم آئے رنج دل سے مری جان نکل گئے ۔ اندوہ یاس و حسرت و حرمان نکل گئے
سیلاب اشک کوسون تلک موجزن رہا ۔ روتے ہوئے جدھر ترے گریان نکل گئے
ثابت رہا مین آجتلک اپنے قول پر ۔ اقرار کر کے آپ مری جان نکل گئے
دست جنون نے حد سے جو بڑھکر قدم رکھا ۔ دامن سے ہو کے چاک گریبان نکل گئے
اب بارشین کہان ہین وہ ابر بہار کی ۔ دن میکشی کے بادہ پرستان نکل گئے
ٹھہرے سنے جو آمد فصل بہار کے ۔ دیوانے توڑ کر در زندان نکل گئے
پیٹو گے کشتگان محبت کے واسطے ۔ جسدن سوئے مزار شہیدان نکل گئے
دمباز حیلہ ساز دغاباز خود غرض ۔ کیا کیا کہا ہے نامہربان نکل گئے
جو پیش ازین کھٹک تھی وہ مطلق نہین رہی ۔ اب خار خار کاوش مژگان نکل گئے

کھینچا ہی جذب عشق نے تمکو مری طرف
سایے کمند آپ کے اے جان سے نکل گئے

خس پوش کر کے خال نے ڈبوے ہزارہا
ہم تجھ سے بچ کے چاہ زنخدان سے نکل گئے

جانینگے مغتنم جو ترے ہاتھ سے جنون
ثابت ہم اپنا لے کے گریبان سے نکل گئے

کہتا تمہارا کافر و دیندار سے کیا
ہندو نکل گئے نہ مسلمان سے نکل گئے

وہ لب جو یاد آئے تصور مین زلف کے
ہم چین ہو کے سوئے بدخشان سے نکل گئے

دکھلائی تونے اوبت وحشی جو اپنی آنکھ
جنگل سے آہوان بیابان سے نکل گئے

اس غیرت پری کا تصور جو بندھ گیا
دیوانے ہو کے سوئے پرستان سے نکل گئے

صیاد تا کجا یہ تغافل شعاریان
تیرے قفس سے مرغ خوش الحان سے نکل گئے

کس کس حسین کو صورت آئینہ دیکھتے
اچھا ہوا جو دیدۂ حیران سے نکل گئے

تحریک عشق زلف جو کرتے تھے آنکھ
یارب کدھر وہ سلسلہ جنبان سے نکل گئے

دیوانے ایک غیرت لیلے کے ہو کے رند
مجنون سے بھی یہ کئی میدان سے نکل گئے

وہ سیر کو جو سوئے گلستان نکل گئے
شمشاد و سرو چھوڑ کے بستان نکل گئے

جس طور چھوڑ جاتا ہی سانپ اپنی کینچلی
جامے سے اپنے یون ترے عریان نکل گئے

پریون مین ذکر ہوتے ہین حورون مین تذکرے
شہرے تمہارے دور تک اے جان نکل گئے

فرہاد بیکسان محبت سنی نہ ہائے
ہو کر تمہارے ہاتھ سے نالان نکل گئے

دیکھا جو تونے آئینہ مین اپنی زلف کو
حیران ہو کے تیرے پریشان نکل گئے

ایجان تونے آکے جو اُن کی خبر نہ لی
دم تیرے عاشقون کے مری جان نکل گئے

عشاق تیرے کوچے سے روتے ہوئے گئے
بلبل چمن سے اور گل خندان نکل گئے

تاریک ہی جہان ہماری نگاہ مین ہو
تم آج کس طرف مہ تابان نکل گئے

معلوم تھا کہ آج تو آئے گی اس لیے
ہم شام ہی سے اور شب ہجران نکل گئے

عشق بتان مین دشت نوردی جو ہم نے کی
تلوون کے پار خار مغیلان نکل گئے

پھر گھات پر چڑھین تری امر محال ہے
قابو سے اب وہ اے دل نالان نکل گئے

ٹھہرا نہ کوئی معرکون مین میرے سامنے
آگے سے زال و سام و نریمان نکل گئے

عاشق تمہاری زلف کے جاتے نہ برہم سے
سن سن کے گفتگو سے پریشان نکل گئے

دیکھی جو دست بُرد تری چشم ترک کی — قزاق راہ کاٹ کے جانان نکل گئے
مدت ہوئی کہ تجھسے ہمین سلسلہ نہین — پھندے سے تیرے گیسو پیچان نکل گئے
کیسے رفیق آمد پیری مین چل دیئے — مُنھ مین زبان رہ گئی دندان نکل گئے
گر انقلاب دہر یہی ہے تو دیکھنا — رو بادبن کے شیر نیستان نکل گئے

فرقت مین خوش نہ آئی ہمین سیر باغ رند
گھبرا کے سوئے کوچۂ جانان نکل گئے

کیونکر نبھے گی ہم سے ملاقات آپ کی — واللہ کیا ذلیل ہے اوقات آپ کی
خالی نہین ہے شر سے کوئی بات آپ کی — اے جان مغتنم ہے غرض ذات آپ کی
یان ہم ہین اور داغ غم و حسرت وصال — کٹتی ہے عیش باغ مین اوقات آپ کی
گھونٹا کرین ہم ابکی برس یون لہو کے گھونٹ — اور بادہ خواری مین کٹے برسات آپ کی
ہرجائی پن سے آپ کی کچھ انتہا نہین — کٹتا ہے دن کہین تو کہین رات آپ کی
اچھا کیا جو ربط بڑھایا رقیب سے — اب ہم بھی کم کرین گے ملاقات آپ کی
جس سے ہے ہم سے ربط مبارک رہے ہمین — غیرون کو ہو نصیب ملاقات آپ کی
توبہ کبھی نہ بھول کے بھی سجدہ کیجئے — دہلیز ہو جو قبلۂ حاجات آپ کی
مجکو نہین یقین ہے شاید نبھے نبھے — بگڑی ہوئی ہے طرز ملاقات آپ کی
شکر خدا کہ آپ کو دل نذر کر چکے — لائے تھے ہم یہ دور سے سوغات آپ کی
کیا پوچھتے ہو حال بہرحال شکر ہے — کافی ہے میرے حق مین عنایات آپ کی
کیا آسمان پہاڑ کے تھگلی لگائے گی — صاحب ابھر چلی ہے بہت گات آپ کی

چھلا اُتارنے نہ دیا کیون تم نے رند کو
انگلی بھی سرخ ہو گئی ہیہات آپ کی

کب بھولتے ہین لطف شب وصل یار کے — کیا کیا مزے اُڑائے ہین بوس کنار کے
میخوارون کو اُٹھائے ہین ابر بہار کے — نشئے چڑھاؤ طاق سے شیشے اُتار کے
لکھے ہین ماجرے جو شب وصل یار کے — فقرے ہین سب یہ کلک وقائع نگار کے
اللہ رے شوق جلوۂ دیدار یار کے — پتلے ہم آپ بن گئے ہین انتظار کے
آیا جو یاد خندۂ دندان نمائے یار — رو دیا ہین خوب ہجر کی شب ڈھاڑین مار کے

رہنے نہ دیگا گو ہمین کبھی اضطراب دل
ہونگے نہ استوار جو تجھسے قرار کے

آیا ہی تنگ دام مین زلفونکے مرغ دل
للہ چھوڑ دے اسے صدقے اوتار کے

میخواریان کین ساتھ نہ اس بادہ نوش کے
دیکھے نہ لطف بارش ابر بہار کے

وہ رشک گل تو آج گیا سیر باغ کو
دونے منگاؤن کس کیلیے پھول ہار کے

یہ بھی ہی سرو مہری جانان کا شعبدہ
لرزہ شریک ہی جو ہمارے بخار کے

سینے مین نقد دل کا مین پاتا نہین پتا
دزد حنا تلوہ گیا مال مار کے

یہ ناوک افگنی ہی فقط میرے دم تلک
پچھتائیے گا عشق آپ بہت مجھکو مار کے

ترکش کمر سے کھول کے پھینکو گے میرے بعد
رکھدوگے تم کمان کو چلہ اتار کے

نامہ تڑپ کے گر نہ پڑے نامہ بر کہین
مضمون لکھے ہین مین نے دل بیقرار کے

کس روز بیحجاب ہوا یار میرے ساتھ
ارمان نکلے کب دل امیدوار کے

پائین جو مین نے دامن دولت کی دھجیان
سویا لحد مین چین سے ٹانگین پسار کے

کیون دوڑتا ہی ہاتھ گریبان کی طرف
شاید جنون قریب ہین اب دن بہار کے

دشمن ہوا ہی دوستی مین تیری اک جہان
درپیے ہین سیکڑون مری اک جان زار کے

ہر دم زبان پہ رہتی ہی لذت شراب کی
چسکے پڑے ہین جیسے ہونٹھ لگی بادہ خوار کے

اے رند جیتے جیتے کلیجا کہان گیا
دل مین چبھو کے ٹوٹ گئے نشتر وہ یار کے

عنایت کی نظر ہم پر نہین ہے
دکھائین کیا اب تیری اودلبر نہین ہی

نہین ہوتی جو اپنی آہ و زاری
محبت یار سے کچھ کمتر نہین ہی

رگڑ تو شوق سے خنجر گلے پر
سرک جائے یہ ایسا سر نہین ہی

فریب یار شامت ہی مجھے بھی
مگر قابو مرا دل پر نہین ہی

مین فرقت مین گلا کاٹون گا اپنا
چھری لا دو اگر خنجر نہین ہی

اٹھاؤن ناز کس کس بت کے یارب
کلیجا ہی مرا پتھر نہین ہی

جو کہتے ہو نہین اب تجکو الفت
بہت اچھا بہت بہتر نہین ہی

حسینون کی محبت چھوڑ اے دل
برا یہ شغل ہے بہتر نہین ہی

ہماری جانکنی پر قہقہے ہین
تجھے خوف خدا کا ڈر نہین ہی

نہ بھڑکا آتش شوق اور محبت
مرا سینہ ہے کچھ مجمر نہیں ہے
سجھایا ہے جو کچھ غیروں نے صاحب
تمہارے واسطے بہتر نہیں ہے
نہ دے تکلیف سے فرقت ہیں ساقی
یہ جام زہر ہے ساغر نہیں ہے
سبب کیا کیوں نہ پھر تشریف لائے
اگر باعث کوئی دلبر نہیں ہے
کرے فرقت میں کب تک صبر ایوب
یہ عاشق تیرا پیغمبر نہیں ہے
بحمد اللہ ہوئی فی الجملہ تخفیف
وہ زور عشق غارت گر نہیں ہے

میں رو دیا دیکھ گور رند مغفور
لحد پہ گل کی بھی چادر نہیں ہے

جو غیروں سے ہیں یہ اشارے تمہارے
سمجھے کی نہ مشفق ہمارے تمہارے
نہیں طور اگلے سے پیارے تمہارے
نئے اب ہیں انداز سارے تمہارے
وہ دیکھے کن آنکھوں سے جو دوری کو
جو کرتا رہا ہو نظارے تمہارے
دکھاتے نہیں شکل ہی دو دو دن تک
ارادے ہیں کیا دل میں پیارے تمہارے
یہی قول و اقرار باہم ہوئے تھے
تمہارے ہمارے ہمارے تمہارے
نکل جائیگا دم جو پہلو سے سرکے
مری زندگی ہے سہارے تمہارے
بتو دل سے اپنے پھرتے ہو ناحق
خدا درمیان ہے ہمارے تمہارے
لے تیغ ابرو کاٹوں سے گلے کو
سمجھنے لگا ہوں اشارے تمہارے
نہ مانوں گا ہرگز نہ مانوں گا ہرگز
بس اب غمزے بیجا ہیں سارے تمہارے
میں سب سن چکا ہوں دو مجکو جھنیٹے
جو ہیں مشغلے دریا کنارے تمہارے
مرا جذب الفت تمہیں کھینچ لایا
اثر کچھ ہوا دلمیں بارے تمہارے
قسم سر تمہیں چشم کی کھا چکا ہوں
نہ بولونگا میں بے پکارے تمہارے
ہوا الفت بے پردہ راز محبت
چھپا کب چھپانے سے پیارے تمہارے
ہوئے عشق مشہور شہروں میں جانی
تمہارے ہمارے ہمارے تمہارے
ادا ناز عشوہ تبسم تکلم
سب انداز ہیں پیارے پیارے تمہارے
وہ اٹھی ہو تم کا کل گیسو یار
نہیں مانگتے پانی مارے تمہارے
نہ حسن کی کیا ہو میں وہ تحسین
نشے زند نے سب اتارے تمہارے

جب صبا زلف کو اس چھیڑ کے چھو آتی ہے
کو بکو عنبر فردوس کی بو آتی ہے

ساقیا جھوم کے بدلی جو کبھو آتی ہے
حسرت ساغر صہبا و سبو آتی ہے

کونسا غنچہ دہن گر گیا کلی آ کر
بوئے گل تجھسے حباب لب جو آتی ہے

سال آئندہ تلک نیست اگر باقی ہے
می کشو فصل مے و جام و سبو آتی ہے

یاد کرنا بھی ترا موت ہے عاشق کیلیے
دم اکھڑ جاتا ہے ہچکی جو کبھو آتی ہے

زندہ شب ہون فقط نام خدا جیتا ہون
نہ شما آئے نہ ترتیب وضو آتی ہے

عنقریب آئے ہین ایام وصال اپنے بھی
ناک مین اب بغل گور کی بو آتی ہے

موسم گل مین قبا ہونگے کیسے چا نبیٹگے
نوبت چاک گریبان و رفو آتی ہے

منتظر دونو کا رہتا ہون برابر دیکھون
پہلے یار آتا ہے اے موت کہ تو آتی ہے

فیض ساقی سے ہے میخانے مین طوفان شراب
موج مے بادہ کشو تا بہ گلو آتی ہے

بے سرانجامی کا غم کھاتے ہو کیون بادہ کشو
فصل گل ساتھ لیے جام و سبو آتی ہے

اک نہ اک دن مرا وعدہ بھی برابر ہوگا
اے اجل دیکھون تو کبتک نہین تو آتی ہے

حور کیواسطے کرتا ہون تمنائے بہشت
آدمی ہون ہوس روئے نکو آتی ہے

شاہد القول ہمارا ہے دماغ یعقوب
سیکڑون کوس سے معشوق کی بو آتی ہے

بسکہ شادی مین بھی ہم مرگئے سالا نکا خیال
عطر ملتا ہون تو کافور کی بو آتی ہے

نہ کر اس منھ پہ تو اس گل کے دہن سے دعوے
چپ رہ اے غنچہ دہن ہے ترے بو آتی ہے

تیغ ابرو کا مین کس مست کے مجروح ہوا
زخم سے بادۂ انگور کی بو آتی ہے

شانہ کسواسطے ہوتا ہے طلب خیر تو ہے
آرسی سامنے کیون آئینہ رو آتی ہے

دیکھکر سنگدلی بت کی برہمن سے رند
یاد اس کافر بدکیش کی خو آتی ہے

تیرہ و تار دھوان دار گھٹا آتی ہے
میکشو فصل مے ہوش ربا آتی ہے

جانب خانۂ خمار سے کیا آتی ہے
لڑکھڑاتی ہوئی جو باد صبا آتی ہے

مرتے ہین سیکڑون میخوار شراب پیکر
فصل گل کا ہے کو آتی ہے وبا آتی ہے

صبح ہوتی ہے نہ کٹتی ہے شب تار فراق
نیند آتی ہے نہ عاشق کی قضا آتی ہے

یہ پتا کوچے کا اس حور کے سن رکھ قاصد
لو نہین چلتی ہے جنت کی ہوا آتی ہے

قیس ناقے سے بیابان مین کہین دور چھٹا
لیلیٰ آتی ہو مگر رد بہ قفا آتی ہے

خواب شیرین سے مین آگاہ نہین سوتے سے
آنکھین کڑواتی ہین جب نیند ذرا آتی ہے

پوچھتا اُن سے مین جاکر جو مسیحا ہوتے
آپ کو درد محبت کی دوا آتی ہے

کیون نہ پژمردہ ہون گل رنگ خزان کے مانند
مرے گلزار مین یون بن کے صبا آتی ہے

حسرت لطف اسیری سے ہی بلبل بیتاب
نالے کرتی نہین صیاد کو چلاتی ہے

ربط ملمس کا کیا گلبدنون سے پیدا
کیا لگاوٹ تجھے اے عطر حنا آتی ہے

یاد آتی ہین تری گرمیان او شعلۂ طور
دل پھنکا جاتا ہی جب سرد ہوا آتی ہے

لال ہو جائے نہ کیون صورت اخگر ہر گل
باغ مین جاکے صبا آگ لگا آتی ہے

کوچۂ زلف مین جاتی ہی مضامین کیلیے
راہ پر اپنی اگر فکر رسا آتی ہے

دل دکھایا کسی گلچین نے کوئی گل توڑا
باغ سے نالۂ بلبل کی صدا آتی ہے

کس گنہگار کے مرنے پہ یہ ہوتا ہی عذاب
توبہ توبہ کی جو مرقد سے صدا آتی ہے

لے مین خود کوچۂ جلاد کواے موت چلا
مین ہی آتا ہون ترے پاس تو کیا آتی ہے

اک نظر بام پہ او بت نظر آجایا کر
دیکھنے کو ترے اک خلق خدا آتی ہے

سر ہلا دیتے ہو منھ سے نہین کچھ فرماتے
جان لکنت ہی زبان مین کہ حیا آتی ہے

ہی یقین باغ مراد دنہ رضوان بنجائے
سیر کیواسطے اک حور لقا آتی ہے

یون بھرا کرتے ہین کاندھونپہ دوپٹہ ڈالے
رو برو میرے جب آتے ہین حیا آتی ہے

نظر لطف بھی تم جانتے ہو خوش چشمو
یا فقط آنکھ ہی غصے کی دکھا آتی ہے

دیکھیے ہوتا ہی تا چند بہم رفع حجاب
مجکو شرم آتی ہی صاحب کو حیا آتی ہے

ٹانکے دیتا ہی عبث چھوڑدے بدنام نہ ہو
زخم سینہ سے تو جراح ہوا آتی ہے

او دل عشق مین جان کاہیان کیا کیا کچھ کین
بیوفا یاد تجھے میری وفا آتی ہے

کون ہی قبر پہ جو چادر گل بھجوائے
ہان صبا تو کبھی دو پھول چڑھا آتی ہے

مژدۂ آمد دلدار سے کیا پھولا ہون
پیرہن ٹھیک ہی تن پر نہ قبا آتی ہے

فاتحہ رند کی تربت پہ پڑھو پھول چڑھاؤ
کیا تمھین شمع ہی مرقد پہ جلا آتی ہے

شانے سے جو وہ زلف کسا تا کمر آئی
تو جان لے اے دل یہ بلا جان پر آئی

رونے کی مجھے لہر جو اے چشم تر آئی
کوسون نظر آئیگا نہ پایاب نہ ترائی

نامرد ہی جو مرے پہ نہ لے تیغ کا جوہر
گھونگھٹ مین سمجھتا ہون کہ منھ پر سپر آئی

حاضر ہی یہ جان شوق سے جب چاہو وہ لیلے
کچھ مال نہین اپنا امانت ہی پرائی

وا رکھتا ہون آغوش تمنا کی طرح در
شاید سوے کاشانہ مین بے خبر آئی

کچھ ہنسکے کٹی وصل مین کچھ ہجر مین رو کر
ہر طرح غرض عمر دو روزہ بسر آئی

آوارہ کیا کیون عدم آباد سے لاکر
او ہستی فانی مجھے لیکر کدھر آئی

انگلی سی تلاشین نہین اب ماہ وشون کی
دیکھا جو کوئی چاند سی صورت نظر آئی

مجھ سوختہ قسمت نے طلب کی جو ہوا سرد
تقدیر سے لو بنکے نسیم سحر آئی

کچھ لے نہ چلے ساتھ خیال آیا دم مرگ
ہنگام سفر حسرت زاد سفر آئی

ہاتھ آئی تھی پر سو نکلی تمنا مین شب وصل
پھر تفرقہ پردازی کے خاطر سحر آئی

یاد آتا ہی یار آتا ہی دل کہہ چکا مجھسے
یان تجھسے خبر پیشتر او نامہ بر آئی

اعجاز جنون ہی جو چلا مین سوے صحرا
زنجیر مرے پاؤن سے از خود اتر آئی

دولاب کا عالم رہا فرقت مین ہمیشہ
خالی ہوئی اک چشم تو اک چشم بھر آئی

ہمراہ جو تھی بخت کے برگشتگی بخت
تا باب اجابت گئی اور بے اثر آئی

الفت تری اے روح روان ساتھ ہی دم کے
آمیز ہوئی خون مین رگ پے مین در آئی

دن وصل کا موقوف تھا تاریک شبون پر
اندھیاری بھی او غیرت شمس و قمر آئی

پوچھو نہ کوئی مجھسے کہ قاصد نے کہا کیا
کچھ اپنی خبر بھی نہ رہی وہ خبر آئی

دل کہتا ہی کیون بیٹھے ہو تم گھونٹ لہو کے
خالی کرو رو رو کے اگر چشم بھر آئی

دل پہلو مین جلتا ہی منافق کی طرح زندہ
سینے مین بھی کیا گرمی نار سقر آئی

برسون نہین میرے یار کی لیکن خبر آئی
ہاتھا مین تو او یاد [illegible] راہ پر آئی

رکتی نہین روکے کسی پہ اگر آئی
آندھی کی طرح آئی طبیعت جدھر آئی

دون اس دل مہجور کو کیا خاک تسلی
خط یار کا آیا نہ زبانی خبر آئی

بیوجہ ہر اک بات مین شرکت ہو صاحب
کچھ خیر تو ہی آج طبیعت کدھر آئی

الحمد للہ ہوئے وصل کے سامان
اے شاد ہو دل مدت ہجران بسر آئی

رکھونگا عزیز اسکو رگ جان سے زیادہ / جو ہاتھ مرے وصل کی شب وہ کمر آئی

رنج و غم و اندوہ کے ترغے ہین ادہر یارب / کس کس سے اکیلا مین کرون عہدہ برآئی

بچتے ہین گنہگار اگر رحم کرے تو / پھر قہر ہوا طبع اگر عدل پہ آئی

ہشیار ہوئے ہین کہ یہی بیخبری ہے / کچھ بیخبر دین کی نہ تمھارے خبر آئی

پتھرا گئین آنکھین بھی تکون راہ کہانتک / کیا موت تجھے رستے مین اے نامہ بر آئی

ہوگا سحر افعی کا اثر چاہیئے دارو / وہ زلف سیہ اپنی اگر لہر پہ آئی

قائل ہوئے ہین اس روز سے تسخیر جنون کا / جیسے وہ پری شیشۂ دل مین اتر آئی

او دل نہ تڑپ اتنا گیا ہے مرا قاصد / شام آئی خبر یار کی اب یا سحر آئی

روتا ہون شب ہجر مین چلاتا ہون تا صبح / جس روز سے وہ چاند سی صورت نظر آئی

کیا جھوم کے ابر آیا تھا کیا ٹوٹ کے برسا / غیرت نہ تجھے حیف ہے اے چشم تر آئی

دکھلائے خدا صورت ترے روئے سیہ کو / کافور ہو بس او شب ہجران سحر آئی

اس بت کے دل سخت مین تاثیر کی جا کر / حق یہ ہے مری آہ رسا کام کر آئی

تنہا مرے گھر اس شب تاریک مین آیا / کیا دل مین ترے آج یہ اے رشک قمر آئی

دیکھا تو سراپا فقط اک نور کی شے تھی / بازو مجھے سوجھا نہ کلائی نظر آئی

باقی نہ رہا دل مین تو اک قطرۂ خون بھی / ہشیار ہو نوبت ترے اب اے جگر آئی

باعث نہ کھلا رند پریشانی کا مجھ پہ
کیون مضطرب الحال نسیم سحر آئی

دیکھی نہ سیر آپکے عالم سے وجود کی / دن موت کے بھر اکئے یون ہست و بود کی

پھر جان مین ترے کرم سے حباب شرار / دم بھر نمود ہو گئی اس بے نمود کی

صلوٰۃ اسکے حسن پہ پڑھئے نہ کسطرح / الطاف کیجئے تو جگہ ہے درود کی

آتا ہے نام آذری کو کہن پہ رشک / اس منہ چڑھے نے پھونک کے سر کیا نمود کی

بے سوز عشق جوہر دل کسطرح کھلین / ہو آگ پر دھرے سے نکلتی ہے بو عود کی

جب کر خدا کا نام سحر کی شب فراق / تسبیح ساری رات پڑھی یا ودود کی

چنگاریان ہین آگ کی گلہائے باغ دہر / پھبتی کہی ہے سنبل پیچان پہ دود کی

آتے ہین دور دور سے مشتاق لوگ / کیا رفتہ رفتہ حسن سے تیرے نمود کی

مانند نقطہ کی حرکت بھی نہ اک قدم
پرکار وار سیر کی چارون حدود کی

ہم سوختہ دلونکے معطر ہوئے دماغ
خوشبو جو پھیلی آپ کے حقے کے دود کی

جاکر قصر یک برق ہوئی آہ سینہ سوز
بدلی بنی فلک پہ مرے دلکی دود کی

سینہ مرا جنازہ ہے دل آپ مردہ ہے
واجب ہوا نماز پڑھون بے سجود کی

گردش ہے آسمان کو میری دعا کے ساتھ
ہاتھ آگئی ہے میرے لجام اس کبود کی

قدرت خدا کی بات نہ کر آتی تھی جنھین
لیتے ہین اب وہی مرے آگے نمود کی

سر اپنا کھائیگا جو بگڑتا ہے تجھسے رند
اپنا ضرر کریگی عداوت حسود کی +

ملے نہ درد بھی ساقی سے یا شراب ملے
مرے سوال کا کیا دیکھیے جواب ملے

شگفتہ روح ہو اُسکی مجھے ثواب ملے
دلاؤن فاتحہ بلبل کا جو گلاب ملے

نہ کھاؤن داغ اگر لذت کباب ملے
پیون نہ زہر جو کیفیت شراب ملے

ازل سے اُس نے دیا ہے جسے جو زیبا تھا
گلو نکو رنگ تو سنبل کو پیچ و تاب ملے

کبود چرخ کرے لاکھ تیز رفتاری
رکاب سے تری ممکن نہین رکاب ملے

وہ تلخ کام ہون تبدیل ذائقہ کے لیے
ملاؤن زہر بھی تھوڑا جو شہد ناب ملے

فلک کی چال نہ چل اے سپہر چال
بہت سے خاک مین گھر خانمان خراب ملے

گلوے خشک لیے جاؤن مین جو مقتل مین
تو کربلا کی طرح تیغ مین نہ آب ملے

ہوا نمے کی جہت سے حیا کا پردہ فاش
حجاب نشہ مین ہوکے وہ بیحجاب ملے

دہن کی فکر مین یاد آگئے در دندان
مجھے یہ غیب سے ہین گوہر خوش آب ملے

یقین ہے چیر کے پہلو نکالون اس دلکو
اگر چھری مجھے ہنگام اضطراب ملے

یہ دمبدم متقاضی ہے تشنہ کامی دل
نچوڑ حلق مین جو دامن سحاب ملے

صدا بلند ہے طوفان بحر ہستی سے
ہے عمر نوح اگر فرصت حباب ملے

زہے سبک روی رہروان بحر فنا
کبھی نہ نقش کف پاے موج آب ملے

فلک لگاے ابھی چار چاند سورج کو
شبیہ یار سے جو شکل آفتاب ملے

دکھاؤ رخ کو تو ہو حسن خال و خط معلوم
مطالعہ کرون تب مطلب کتاب ملے

حساب کر کے شب وصل وضع کر لینا
اب آج تو کوئی بوسہ علی الحساب ملے

وہ رونیوالا جہان سے اٹھا ہو نہین اے رند
جواب جسکا نہ تا حشر جز سحاب ملے

موئے سفید ہمکو اجل کا پیام ہے / ثابت ہی صبح زیست کوئی دم مین شام ہی
بوسے کا اشتیاق ہی ذوق کلام ہی / مطلب دہان یار سے ہی لب سے کام ہی
مومن کہے کوئی کوئی بتلائے بت پرست / الفت تو اک صنم سے مجھے لا کلام ہی
مضمون دہان یار کے بندھتے ہین بیشتر / فکر رسا نہین مری عنقا کا دام ہی
کرتا ہی پھر قتل عبث جنگ زرگری / او ترک ایک بات مین ترکی تمام ہی
دکھلا رہا ہی میکدہ نیرنگیون کی سیر / جام زمردین مین مے لعل فام ہی
اس خط و رخ مین منشی قدرت نے صنع کی / دو صفحو نمین کتاب کا مطلب تمام ہی
پھر کھینچتی ہی الفت بت دیر کیطرف / او ساکنان کعبہ ہمارا سلام ہی
اجماع میکدے مین ہی مثل ثقیفہ آج / اصحاب بادہ خوار ہین ساقی امام ہی
ثابت ہوا کہ خلوت خاص اسکی گو ہی / میدان حشر یار کا دربار عام ہی
روحین مقیم ہین جو شہیدان عشق کی / دار السلام یار کے کوچے کا نام ہی
قاصد مجھے یقین نہین تیری بات کا / جعلی ہی خط دروغ زبانی پیام ہی
دل ہی روانہ گیسوئے جانان کے شوق مین / مرد غریب راہ رو ملک شام ہی
باہم برار صحبت ہمجنس کیون نہ ہو / وحشی غزال دشت مین مجنون سے رام ہی
سرو چمن بھی بندۂ آزاد اسی کا ہے / جس رنگ گل کا لالۂ داغی غلام ہی
لینا نہ ساغر کوثر بھی حور سے / زاہد اگر شراب کا پینا حرام ہی
بھٹکا کوئی غریب نہ صحرائے عشق مین / ہر غول مثل خضر علیہ السلام ہی
یان ہر گدا کو آکے ہوئی سلطنت نصیب / جغد اپنے دشت کا ہی ہما جسکا نام ہی
وہ نکلا ترا جواب اے دوست جز بلے / آگے جو قول تھا وہی اب بھی کلام ہی
مشتاق اضطراب اسیری ہی تو اگر / صیاد دیکھ لینا نہ مین ہون نہ دام ہی
مرجانا زہر کھا کے ولا قصہ مختصر / انجام کار عشق بت سبز فام ہی
سجدہ ہی عاشقونکا وہان چار سو درست / کعبہ بجا ہے یار کے کوچے کا نام ہی
دشنام ہر سخن مین ہی ٹھوکر ہی ہر قدم / وہ گفتگو کا طور یہ طرز خرام ہی

دل ضبط غم کریگا مگر قدر حوصلہ
اتنی ہی مے سمائیگی جتنا کہ جام ہے

جائز نہ رکھو مذمت رندان بھی واعظا
مثل شراب غیبت مومن حرام ہے

الہام غیب ہے مرا ہر شعر طبع زاد
قول بشر ہے یہ نہ ملک کا کلام ہے

قائل ہین گو کہ حلت شراب مدام کے
یان کسکو پاس حرمت ماہ صیام ہے

ہمارے حال پہ عشق اسکو مہربان کردے
کبھی تو خاطر محزون کو شادمان کردے

گلی ہے قصر بدن قصد لامکان کردے
ضرور نقل مکان جان ناتوان کردے

نظر سے اہل جہان کی مجھے نہان کردے
بس اب زمین کا پیوند آسمان کردے

تو ہی کو یاد تری زار و ناتوان کردے
فراق تیر سا قد صورت کمان کردے

نہو مجھے سبکی سنگ کودکان کھا کر
جنون گران مرے پاؤن کی بیڑیان کردے

بناؤن گر کسی ٹہنی پہ آشیان اپنا
قلم وہ شاخ مری ضد سے باغبان کردے

نکالون حسرت دل نوجوان حسینون سے
سپہر پیر جو اک بار پھر جوان کردے

بجا بچھاتی ہے او شہسوار شوخی حسن
سمند ناز کو تو مطلق العنان کردے

مین آشیانۂ بلبل چھوا دون پھولون سے
مرے اجاڑے اگر باغ باغبان کردے

لگا طمانچے مرے روئے زعفرانی پہ
یہ رنگ زرد جنون رشک ارغوان کردے

جھکیگی تو بھی نہ گردن مری وہ سرکش ہون
اگر زمین سے ہموار آسمان کردے

کریگا بعد ہما کی یہ ناتوان دعوت
سگ حبیب ا دلش پہلے استخوان کردے

تمیز ذائقہ حنظل و عسل مین نہ ہو
جو ترک نفس ترا لذت زبان کردے

کسی سے بوسۂ چاہ ذقن دریغ نہ کر
سبیل حسن کی رکھ وقف یہ کنوان کردے

گلونکو جھانک نہ چاک قفس سے او بلبل
نہ بستی کہین صیاد بدگمان کردے

بہت ہے خاک اڑانیکو وسعت اسکی بھی
جنون نہ تنگ اگر صحن بوستان کردے

یہ کہکے شوق شہادت گھسیٹتا ہے مجھے
نثار یار پہ یہ جان ناتوان کردے

لحد پہ چاہیے تعویذ مجکو کیا او چرخ
نشان قبر بھی بیکس کا بے نشان کردے

عجب ہے رہزنی چشم مست یار سے کیا
یہ ترک بندہ اگر راہ کاروان کردے

لگیگی دیر لفافے کے چاک کرنے مین
زبان مطلب خط نامہ بر بیان کردے

یہ تشنہ کام شہادت بھی ہو چکے سیراب
گلے پہ آب دم تیغ کو روان کردے

جنون مین اتنو گریبان سے تنگ ہوتا ہون
مین تار اُسکے اُڑا دون تو دھجیان کردے

پڑا ہی سابقہ اس سے جو رند دم بھر مین
حقوق خدمت صد سالہ رائگان کردے

خیال اور کچھ اسے رشک حور ہوتا ہے
خطا معاف ہو مجھسے قصور ہوتا ہے

حواس خمسہ مین اسکے فتور ہوتا ہے
جنون سمجھتا ہون جس کو غرور ہوتا ہے

شباب باعث فسق و فجور ہوتا ہے
گناہ مجھسے ترا یا غفور ہوتا ہے

نہ دیکھ جرم مرا اپنی مغفرت کو دیکھ
معاف کردے بشر سے قصور ہوتا ہے

عطا کر اپنی تجلی سے روشنی اس کو
چراغ گل مرا اے شمع طور ہوتا ہے

یقین ہوتا ہی ٹوٹے کو اڑ سینے سے
جو بیقرار دل ناصبور ہوتا ہے

کوئی دن اور لحد مین رہو نہ گھبراؤ کہ
ظہور حشر بھی اہل قبور ہوتا ہے

خدا نصیب کرے موت ایسے جینے سے
سنا ہی بعد فنا وصل حور ہوتا ہے

کیے ہین دل نے بھی پیدا خواص شیشے کے
ذرا سی ٹھیس مین بس چور چور ہوتا ہے

گلی مین یار کے نالان رہین نہ کیون عاشق
چمن مین شور عنادل ضرور ہوتا ہے

تمام زندے لرزتے ہین جسکی دہشت سے
وہ کیا معاملہ اہل قبور ہوتا ہے

اس اضطراب و قلق سے تپش سے ہر دم کی
حصول خاک دل ناصبور ہوتا ہے

ہمیشہ ورد ہی ہمکو تمھارا وصف جمال
یہ ذکر خیر زبان پر ضرور ہوتا ہے

قسم خدا کی بڑا بانی فساد ہی عشق
اسی کی ذات سے اکثر فتور ہوتا ہے

چھری چلی مری گردن پہ بیخطا ورنہ
کہین حلال کوئی بے قصور ہوتا ہے

عجب نہین جو دعا مستجاب ہو جائے
حضور قلب مجھے بھی حضور ہوتا ہے

وہ بادہ خوار ہون کہتے ہین جسکو دریا نوش
جو خم چڑھاؤن تو کچھ کچھ سرور ہوتا ہے

مے دو آتشہ کرتی ہی قلب ماہیت
عقیق سرخ کا جام بلور ہوتا ہے

کہون نہ کیون ادب آموز انجمن کو تری
پتنگ شمع سے یان دور دور ہوتا ہے

کسی پری کا ہو دیوانہ خلد مین کیا ہے
کبھی سنی پہ تو شیدائے حور ہوتا ہے

عنان صبر نہ چھوٹے ہاتھ سے ٹھہر کوئی دم
وصال یار دل ناصبور ہوتا ہے

رہا یہ لالہ رخو حشر تک نہ جائے گا
تمہارا داغ کہین دل سے دور ہوتا ہی

بجز ایک برس بھی نہین گذرتا ہے
بہار آتی ہے سودا ضرور ہوتا ہی

سنا جو غل کبھی عشاق کا تو فرمایا
قیامت آگئی شور نشور ہوتا ہی

خطا نہین کی تو کی دیجیے سزا مجکو
یہ بیگناہ سراپا قصور ہوتا ہی

مذاق سب کا جدا ہی سخن تو ایک ہی رند
وہی سمجھتے ہین جن کو شعور ہوتا ہی

گل کو بھڑکاتی ہی بلبل سے خفا کرتی ہی
تو در انداز یان اوباد صبا کرتی ہے

روح لیلیٰ کی سمجھکر مجھے قیس مفتون
پیچھے پیچھے مرے جنگل مین پھرا کرتی ہی

مفسدے روز بپا ہوتے ہین اُس کوچے مین
فتنہ پردازیان کافر کی ادا کرتی ہی

رنگ گل سے نہ لگا آگ چمن مین ہر سو
آتش افروزیان کیون باد صبا کرتی ہی

نیچی نظرون سے ہی کرتا ہی وہ عالم کو تباہ
شعبدے بازیان آنکھون مین حیا کرتی ہی

ایک مضمون نہین زلف کا بندھتا مجھ سے
کیون تو کوتاہیان او فکر رسا کرتی ہی

تیغ بران کے برابر ہے اخر سیفی کا
کار شمشیر زبان فقرا کرتی ہی

کیون لبھاتی ہی مرے دلکو تو او فندق یار
کیون جہان مین مجھے انگشت نما کرتی ہی

شمع سان ہڈیان جلتی ہین پس مردن بھی
کام گلگیر کا منقار ہما کرتی ہی

دل بیمار شفا ہوگی ہراسان نہ ہو
بال کھولے ہوے وہ حور دعا کرتی ہی

گرد باد اپنی گلی مین نہ سمجھنا قاتل
روح ہی طوف مزار شہدا کرتی ہی

بیڑیان ہوگئین منت کی مرے حق مین جنون
ہر برس پاؤن مین زنجیر پڑا کرتی ہی

پیراہن پھاڑکے سہے رشک سے عریان ہوتا
گل کو بھی تنگ تری چست قبا کرتی ہی

باغبان دشمن جان گھات مین ہر دم صیاد
بلبل اس باغ مین کیون رہتی ہی کیا کرتی ہی

وہ ہم آئینہ ہی جب دیکھو اور آرائش ہی
زلف بگڑی ہوئی ہر وقت بنا کرتی ہی

شوق نظارۂ دیدار مین تیرے ہر دم
جان آنکھون مین مری جان رہا کرتی ہی

نہ رہیگی یہ ہوا باغ کی دیکھ او نرگس
چارون کے لیے کیون نشو و نما کرتی ہی

تنگ کرتی ہی مجھے گو شب ہجران ہر روز
سامنا آکے تجھی سے یہ بلا کرتی ہی

بدتر از مردہ تو فرقت نے بنایا اسکی
کیون پس و پیش اب آنے مین قضا کرتی ہی

ہی مرے سر مین جو سودائے بیابان گردی
خود بخود پاؤن کی زنجیر ہلا کرتی ہے

چھوڑ کر سب خس و خاشاک چمن وائے نصیب
آشیانے پہ مرے برق گرا کرتی ہے

پہونچے اس کوچے مین مٹی یہ ٹھکانے لگجائے
مفت برباد مری خاک اڑا کرتی ہے

کو نسے رشک مسیحا کی ہون فرقت کا مریض
مجھ تک آتے ہوئے پرہیز شفا کرتی ہے

دم بدم ابتر نظر آتے ہین حالات ردی
کچھ نہ تاثیر دعا اور نہ دوا کرتی ہے

شب کو سوتا ہون کفن رکھکے سرہانے لے رند
گور میرے لیے ہر روز کھدا کرتی ہے

مصیبت محبت مین اے دل پڑیگی
ابھی سہل ہے آگے مشکل پڑیگی

نہ پھیرونگا منھ ہون وہ جانباز عاشق
اگر تیغ پہ تیغ قاتل پڑیگی

رہ عشق مین اسکے گھبرا نہ او دل
کڑی سے کڑی آگے منزل پڑیگی

مدد عشق کی ہے تو جھیلونگا تنہا
اگر بھیڑ سے بھیڑ اے دل پڑیگی

تڑپتا ہے اک زخم کھا کر ابھی تو
چھری پہ چھری تجھپہ بسمل پڑیگی

چمک جو یہی حسن کی ہے تو سنتا
تری دھوم او ماہ کامل پڑیگی

نہ کر یاد رخ ہے جو زخمی نگہ کا
ابھی چاندنی تجھپہ گھائل پڑیگی

خلش اس مژہ کا یہی ہے جو دل سے
مجھے سانس لینی بھی مشکل پڑیگی

شب ہجر ہے برق بن بن کے تجھپر
مری آہ او ماہ کامل پڑیگی

نہ کر عادت وصل گھبرائے گا پھر
جدائی کی جو کھون اے دل پڑیگی

خدا حافظ و ناصر ان کی کمر کا
سنا ہے گلے مین حمائل پڑیگی

چڑھاؤنگا گل گور مجنون پہ اے رند
نظر جب وہ لیلے شمائل پڑے گی

مرگ عاشق آپ کو منظور اے جانی ہوئی
دوستی کا ہے کو ٹھہری خصمی جانی ہوئی

الفت زلف پری وجہ پریشانی ہوئی
خانہ ویرانی کی وہ چشم سیہ بانی ہوئی

آبیاری ابر رحمت نے نہ کی اب کی برس
مزرع امید اپنی خشک بے پانی ہوئی

کاٹ دی برسات ساری اسکے سایے کے تلے
پوستین کہنہ درویش بارانی ہوئی

چاہ پہونچتا کب کا یاران عدم رفتہ کے پاس
سدرہ ناحق مری یہ ہستی فانی ہوئی

کی جو ہر وا شد طبع گرفتہ سیر باغ — اور سُنکر نالۂ بلبل پریشانی ہوئی
خلعت عریان تنی ہیتون نے پہنا پر جنون — ٹھیک میرے جسم پر تشریف عریانی ہوئی
ناخدائی بحر اُلفت کی ہی زیبا عشق کو — لیگیا ساحل تلک کشتی جو طوفانی ہوئی
ہو چکا تھا مین سبک روحان عالم مین شمار — سل مری چھاتی کی توکیون اے گرانجانی ہوئی
ہجر کی شب یاد جو آیا وہ ماہ چاردہ — روز روشن سے شب تاریک نورانی ہوئی
روح کو جسم مثالی بعد مردن بھی ملا — ہم سے باقی جو شئے فانی تھی وہ فانی ہوئی
مشق حیرت سے مین خود حیرت کا پتلا بن گیا — عمر ساری آئینہ سان صرف حیرانی ہوئی
کشور دل کر دیا تاراج کر کے بے چراغ — عشق غارت گر کے ہاتھون خانہ ویرانی ہوئی
صدمے پر صدمے اُٹھائے درد سر کے عمر بھر — پر کبھی آلودہ صندل نہ پیشانی ہوئی
سہرے تزئین جبکہ افشان اُسنے ماتھے پر چُنی — چاند سے افزون ضیائے رُخ نورانی ہوئی
سیکڑون مثل زلیخا ہون گے مشتاق جمال — دھوم تیری مصر تک اے یوسف ثانی ہوئی
خط نے مصحف کر دیا روئے کتابی کو ترے — بے تکلف لوح قرآن لوح پیشانی ہوئی
عالم برزخ مین بعد مرگ بھی زندہ ہون مین — روح باقی ہے جو شئے فانی تھی وہ فانی ہوئی
حسن اکسیر گون کی اُلفت کے اثر سے بعد مرگ — لوح تربت تھی جو سنگ سرخ کی دھانی ہوئی
ہو سکا تجھ سے نہ جبر یا تک شبیہ یار کا — آج کیا وہ دست کاری تیری اے مانی ہوئی
تذکرہ زلف رسا کا اُسکے گر بو نہین رہا — آج کی شب روز محشر سے بھی طولانی ہوئی

بخ

اجتماع شاعران تھا رند کے مرقد پہ آج
فاتحہ خوانی کے بدلے کیا غزل خوانی ہوئی

سر کے بل جاتے ہین گھر سے سوئے صحرا کیسے — کیون جنون ہم بھی ہین آمادہ سودا کیسے
گھل گئے اسکی جدائی مین سراپا کیسے — مضمحل ہو گئے دو روز مین اعضا کیسے
کس طرح سے نہ کہین حسن مجسم عاشق — دیکھین آئینہ مین ہین آپ سراپا کیسے
یاد ہوگا تجھے جب فصل بہار آتی تھی — نالے ہم کرتے تھے او بلبل شیدا کیسے
چشم عبرت سے ذرا سیر چمن کر غافل — ملگئے خاک مین لاکھون گل رعنا کیسے
مرض ہجر نے رنجور کیا ہے ایسا — تم بھی آؤ تو نہ اچھے ہو مسیحا کیسے
تو دکھا لا ہمین مدت سے سُنا کرتے ہین — اے جنون کوہ کسے کہتے ہین صحرا کیسے

کولسا ننگ گوارا نہ کیا الفت میں / اور بتلائے کوئی ہوتے ہیں رسوا کیسے
آ گئی لہر جو دلپر ترے او قلزم حسن / پھوٹکر روئے ہیں کل ہم لب دریا کیسے
اُترے آسیب محبت جو ہمارے سر سے / پھر تو ہشیار ہیں دیوانہ و شیدا کیسے
کبھی عارض سے لپٹتی ہے کبھی گردن سے / ناز کرتی ہے تری زلف چلیپا کیسے
حسرت آتی ہے مجھے چاک گریبانوں پر / دوڑے جاتے ہیں سودا میں صحرا کیسے
دعوی عشق مرا کذب سمجھتا ہے اگر / ہوتے ہیں عاشق صادق تو ہی بتلا کیسے
رو نکلے اس میں نظر آتے ہیں مثل جوہر / اُسکے زانو کے ہیں آئینے مصفا کیسے
بُت سے مطلب تھا نہ کچھ کام تھا الفت سے ہمیں / دفعتاً پڑ گئے آفت میں خدایا کیسے
آج اُس گل سے کیا دعوی نہ ہمچشمی کا / شہرے سنتے تھے ترے نرگس شہلا کیسے
یاد ساقی میں کسی ہوش ہے میخواری کا / خون دل پیتا ہوں میں ساغر و مینا کیسے
کیوں نہ اغماض کرو حسن پہ چشم بد دور / ناز و انداز و ادا میں تمھیں زیبا کیسے
بار عصیاں سے ہوا ہے مرا مردہ بھاری / دیکھیے اُٹھتا ہے یارب یہ جنازا کیسے

پیش ازیں رند خرابات نشیں تھے جیندے
بنگے اب بیٹھے ہیں رہبان کلیسا کیسے

سُنی سرگوشیاں غیروں سے اشارے دیکھے / آج آنکھوں نے کرشمے ترے سارے دیکھے
رنگ وہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے / ہم نے ان آنکھوں سے جو رد پہ تمھارے دیکھے
قول کے پھولوں کی اللہ رے کافر کو خوشی / ہینگے سو مرتبہ سو بار اُتارے دیکھے
رو بہ صحت نہوا ایک مریض فرقت / ایسے بیمار سدا گور کنارے دیکھے
پاؤں ہر مرتبہ کسطرح نہ پھیلاؤں ابھی / ہتھکنڈے تمنے نہیں جان ہمارے دیکھے
بوالہوس ہیں نہ کوئی عاشق صادق پایا / چاہنے والے جو دو چار تمھارے دیکھے
دل تو کیا جان بھی کی نذر ترے اے شہ حسن / جو صلے تو نے فقیری میں ہمارے دیکھے

رند سے چلنے تھے اقرار ہوئے سب برعکس
قول سے فعل خلاف آپکے سارے دیکھے

کٹ گئی عمر غم و رنج میں بیماروں کی / پوچھتے کیا ہو مصیبت کے گرفتاروں کی
غول کے غول ہیں دوکا اُٹھنے یہ خمارو کی / مستیاں کرتے ہیں بن آئی ہے میخواروں کی

مرتے ہین تشنگی سے ہے جان پہ بیچارون کی
خوب لی تم نے خبر اپنے گرفتارون کی

تیغ ابرو کے مضامین ابھی کرتے ہین تلاش
راہ چلنی ہے مجھے دھار پہ تلوارون کی

شعلۂ رخسار ہمیشہ سے رہے مد نظر
آنکھین سینکا کئے ہم آنچ پہ انگارون کی

ہیچ ہین پیش نظر نقش و نگار مانی
جب سے دیکھی ہے بہشت تری دیوارون کی

نقد جان تک تو خریدون گا تجھے او یوسف
چھیڑ ہونے دے ذرا بھیڑ خریدارون کی

ماہ تھا داغ سفید اپنی نظر مین شب ہجر
آ گئی یاد جو ان چاند سے رخسارون کی

اے جنون آبلۂ پا مرے کس کام آئے
تر ہوئی کون سے دن خشک زبان خارون کی

عشق مین ہوش و خرد باختہ ہون خود گم ہون
کھو دیا مجھکو محبت نے طرحدارون کی

بدمزاجی مرض عشق کے باعث سے نہین
تندرستی مین بھی خو تھی مری بیمارون کی

گل ہین پژمردہ جو غنچہ ہے گرفتہ دل ہے
جاتے ہی یار کے رونق گئی گلزارون کی

ملک الموت مری جان کو ہین سارے حسین
روح تھراتی ہے صورت سے جفاکارون کی

عشق ابرو نے مجھے ڈال دیا نرغے مین
جسطرف دیکھتا ہون مار ہے تلوارون کی

جسقدر اب ہے نہین رہنے کی ارزانی حسن
مول بڑھ جائے گا کثرت سے خریدارون کی

رسن زلف رسا مین انھین کس کر باندھو
یہی تعزیر ہے الفت کے گنہگارون کی

زلفین سرکا کے دکھا دو جو ذرا عارض صاف
قلعی کھل جائے ابھی آئینہ رخسارون کی

مجھ سے بھی بڑھ کے یہ دیکھتے ہین کیا قیمت حسن
شکل دیکھے کوئی یوسف کے خریدارون کی

راستا چھوڑ کے اس کوچے سے بھاگین گے غیر
جب نشست آٹھ پہر رہنے لگی یارون کی

ڈالدی ہیپ کلیجون مین غم فرقت نے
غور کرتے ہو تو کر لو جگر افگارون کی

ہے لپیٹے ہوئے مہ نور کی چادر تو بھی
اوڑھنی اوڑھ لے اور رشک قمر تارون کی

کیون ہے پژمردہ تو لے غیرت گل خیر تو ہے
کیون بدل ہوئی رنگت ترے رخسارون کی

یارب اعمال کی اپنے نہین ہو جائے جزا
حشر پر رکھیو نہ تعزیر گنہگارون کی

لب شیرین سے ترش ہو کے کیے تلخ کلام
قدر سرکار نے کی خوب نمکخوارون کی

گل فردوس سے بھی ناک چڑھا لیتا ہے
جس نے بو سونگھی ترے اترے ہوئے ہارون کی

تو خراماں ہو تو اے رشک چمن ساتھ چلین
چال پیدا ہو ثوابت مین بھی سیارون کی

نند کھلتا نہین کچھ حال تمہارا کیا ہے
زرد سے ہو گئے ہو شکل ہے بیمارون کی

ہجر کی رات کسی طور نہین ٹلنے کی
تو تپ تا صبح قیامت بھی نہین ٹلنے کی

کیا عجب ہی جو گرا دون مین شگوفہ لاکر
وہ شجر ہون جسے امید نہین پھلنے کی

ہجر مین بسکہ ملے دست تاسف ہر دم
خو ہوئی ہی کف افسوس مجھے ملنے کی

اے جنون خانۂ زنجیر سے رخصت ہی مری
فصل آ پہونچی ہی صحرا کو نکل چلنے کی

یار سے وعدہ ملاقات کا ہی بعد زوال
وہ پہر آج کسی طرح نہین ڈھلنے کی

عہد طفلی سے لگا ہے مجھے الفت کا روگ
پل گیا کس کو توقع تھی مرے پلنے کی

بات ہو بازی شطرنج محبت نہ ولا
مین کہے رکھتا ہون یہ چال نہین چلنے کی

نور کو میرے سیہ خانے سے رہتی ہی گریز
شمع روشن کرون ہر چند نہین جلنے کی

سوگ اتنا تو رکھا یار نے مجھ عاشق کا
پان کھانیکی قسم کھائی مسی ملنے کی

قرص کافور سے کب ٹلتی ہی سینے کی جلن
مہر کے طور سے عادت ہی مجھے جلنے کی

پیچھے بیٹھے ہو کیا منزل ہستی مین رند
کوچ درپیش ہی تیاری کرو چلنے کی

دیر آنے مین یار کرتا ہے
قتل یان انتظار کرتا ہے

ناز وہ بار بار کرتا ہے
جانتا ہی کہ پیار کرتا ہے

بام پر آ کوئی پس دیوار
گریۂ زار زار کرتا ہے

جلد آؤ کہ دیر سے بے چین
شوق بوس و کنار کرتا ہے

آرزو ہی جو دل مین مدت سے
آج یہ جان نثار کرتا ہے

قتل کر چک جو قتل کرنا ہے
قصد کیا بار بار کرتا ہے

کوے جانان کے گشت کی ترغیب
شوق دیدار یار کرتا ہے

چھلے دیتا ہی کہتا ہی گل کھلا
گر میان مجھسے پیار کرتا ہے

کیون گھٹائے عبث بڑھا کر ربط
کوئی ایسا بھی پیار کرتا ہے

شب تو مر مر کے صبح کی دیکھون
آج کیا ہجر یار کرتا ہے

وصل اس حور کا نہین ممکن
دل عبث بیقرار کرتا ہے

عشق کامل تری توجہ سے
یار بھی مجکو پیار کرتا ہے

ہمہ تن چشم کیون نہ ہو نرگس
دید گلزار یار کرتا ہے

پھانسی اکدن لگاؤن گا اپنے
تنگ اب مجکو پیار کرتا ہے

اُٹھ صبوحی پلا مجھے ساقی
درد سر اب خمار کرتا ہے

کیون مگر تا ہی تو کسی کو دلا
پیار کرتا ہے پیار کرتا ہے

اختیاری نہین ہی نالہ و آہ
جان و دل تجکو پیار کرتا ہے

کر چکے جلد میرا کام تمام
دیر کیون ہجر یار کرتا ہے

یار کو برخلاف مجھسے فلک
ہائے پروردگار کرتا ہے

ناز تیرے ہین سب اُٹھاؤن گا
غمزے کیون مجھ سے یار کرتا ہے

چھیڑ در پردہ جان عاشق سے
اس پری کا ستار کرتا ہے

دام گیسو مین مرغ دل ہین اسیر
گھر مین بیٹھا شکار کرتا ہے

کیا کہون دل پہ کیا گذرتی ہی
جب یہ تحریر یار کرتا ہے

آج فرصت نہین کل آئینگے
تو عبث انتظار کرتا ہے

دل تو آگے ہی دے چکا ہے رند
جان بھی اب نثار کرتا ہے

دی جان محبت مین کسی رشک چمن کی
سو سونگھینگے ملک آنکے بو میرے کفن کی

سن آئے خوش الحانیان کس غنچہ دہن کی
رسّی ہی جو بھولی ہوئی مرغان چمن کی

خط نکلے پہ بوسہ رخ پر نور کا پایا
خیرات برہمن کو ملی چاند گہن کی

کافور کی بو آئی اگر عطر لگایا
پوشاک جو کی قطع تو یاد آئی کفن کی

کیا جانیے کیا کیا دل عاشق سے کریگی
ہر بار کی شوخی ترے بیٹھا ختن ہن کی

انکار ہی تکرار ہی اک بوسہ لب پہ
کنجوس بنایا تمھین تنگی نے دہن کی

اُس کاکل مشکین کا جو ملجائے کوئی تار
تحصیل سمجھنا تو خطا اور ختن کی

ہمچشمی کا دعوی کہین کل اس سے کیا تھا
سنتا ہون کہ آج آنکھین نکلوائین ہرن کی

کم باد بہاری سے نہین ناز کی رفتار
ہین قدم یار سے رونق ہے چمن کی

حسرت سے لیے جاتے ہین ہم اور مرگ غریبی
مٹی نہ ملی دست عزیزان وطن کی

وان غیر کے گھر جانے کو بدلی گئی پوشاک
تدبیر ادھر یان اپنے لیے غسل و کفن کی

آخر شب فرقت مین گئی اول شب سے
برداشت نہ کی روح نے اس رنج و محن کی

چلیے شب جمعہ تو مزار شہدا پر
گلگشت کریں آپ شہادت کے چمن کی

اعجاز نما ہی لب شیشے کی طرح سے
کیا بات ہے کیا بات ہی اُس گل کے دہن کی

کھولا ہی یہ کس حور نے جوڑا کہ صبا نے
پھیلائی ہی بو چار طرف مشک ختن کی

کیوں جان نہ دے تیرے لیے ہر کوئی او جوان
صورت ہی پری کی تو سجاوٹ ہی دلھن کی

تشبیہ اگر زلف کو دوں مار سیہ سے
پھبتی گہر گوش پہ ہو سانپ کے من کی

خود اُلفت گیسو کا میں دیوانہ تھا پابند
زنجیر عبث پاؤں میں ڈالی گئی من کی

یاد آگئی اگلی وہ غزلخوانیاں اے رند
صحبت کہیں دیکھی جو کبھی شعر و سخن کی

ستم کیا کیا شب فرقت میں تو نے مجھ پہ توڑا ہی
سزا ہی تیری او دل تجھ پہ جو کچھ ہو سو تھوڑا ہی

شکست جام کا بہتان ہم رندوں پہ جوڑا ہی
بھلا ساقی کسی نے بھی قدح کو اپنے توڑا ہی

اُڑایوں دھجیاں کرکے نہ تو میرے گریبان کو
جنون کن دقتوں سے میں نے اک اک تار جوڑا ہی

یہ ساری رات ٹیسا ہی نہیں سونے دیا دم بھر
الٰہی دل ہی پہلو میں مرے یا کوئی پھوڑا ہی

الٰہی الامان رہیو نگہبان اپنے بندوں کا
بلا نازل ہوئی شانے پہ کاکل اُس نے چھوڑا ہی

پھنسائیں بلبلیں گن گن کے توڑے پھول چن چن کے
چمن میں تم نے او صیاد و گلچیں کچھ بھی چھوڑا ہی

جو وہ روٹھے ہیں تو کس کس خوشامد سے منایا ہی
کبھی پاؤں پڑے ہیں ہم کبھی ہاتھوں کو جوڑا ہی

ترا اور رند کا انصاف ہوگا اب قیامت کو
سمجھ لیگا وہی تجھ سے خدا پر اُس نے چھوڑا ہی

گر جاؤں مر کے میں اسی کوچے میں کاش کے
جاگیں نصیب بخت کھلیں میری لاش کے

لیجل یہاں سے وحشت دل اب کسی طرف
اہل وطن مخل ہیں مری بود و باش کے

کب جامہ زیب ہوگا یہ آگے خیال تھا
انسان کر دیا تجھے او بت تراش کے

ہوگا نہ بعد قتل بھی غسل و کفن نصیب
ٹکڑے اُڑینگے کوچۂ قاتل میں لاش کے

ناخن بدل تھی ہجر کی شب اس پلک کی یاد
کیا کیا اُٹھائے لطف جگر کی خراش کے

لوٹے گا مفت دولت دیدار مہربان
ہتھے چڑھے جو آپ کسی بدمعاش کے

عاشق بنے تصدق خوبان کے واسطے
ہم لوگ آدمی نہیں پتلے ہیں ماش کے

خضر و مسیح گور تلک ساتھ ساتھ تھے
اللہ رے مرتبے ترے کشتے کی لاش کے

ہیں گنجفے میں دہر کے ہر فرد بے مثال
انسان دکھائی دیتے ہیں کس کس قماش کے

بدتر ہے زیست مرگ سے فرقت میں یار کی
اس زندگی سے موت ہی آجائے کاشکے

سیلاب اشک خون سے کٹتا ہے ہجر یار
ٹکڑے بھی لا بہا کے دل پاش پاش کے

موت ایسی سب کو چاہنے والو نصیب ہو
قاتل بھی ساتھ ساتھ ہے عاشق کی لاش کے

خالی نہیں تکلف دنیا سے فقر بھی
گدڑی ہیں اپنی ٹکڑے ہیں دو چار تاش کے

ڈھونڈھا ہے کس ریاض سے کیا یار واہ رند
قائل ہیں جستجو کے مقر ہیں تلاش کے

نہ یاد وہاں دکمر جائے گی
یونہیں عمر اک دن گذر جائیگی

یہ کب تلک چشم تر جائیگی
یہ ندی چڑھی ہے اُتر جائیگی

زیادہ ہوا وصل سے اشتیاق
طبیعت میں سمجھا تھا بھر جائیگی

نہ دُکھے ترا دل یہ ممکن نہیں
محبت ہے کام اپنا کر جائیگی

موئے پر بھی آنسو بہینگے یونہیں
مرے ساتھ یہ چشم تر جائیگی

بنائی جدائی نے تیری وہ شکل
اجل دیکھکر مجکو ڈر جائیگی

رسائی سے اسکی یقین ہوگیا
وہ زلف ایکدن تا کمر جائیگی

چڑھانا نہ تم قبر عاشق پہ گل
صبا لاکے دو پھول دھر جائیگی

چلے جائینگے دم بخود ناگزیر
لیے وحشت دل جدھر جائیگی

سن او گل بہت منھ نہ چڑھ یار کے
یہ تھوڑی سی عزت اُتر جائیگی

نہ کرنا تو اس سے سوال و جواب
تری بات بھی نامہ بر جائیگی

چھپانا دوپٹے میں منھ چاند سا
یہ عادت بھی رشک قمر جائیگی

بس اب آپ تشریف لیجائیے
جو گذریگی مجھ پر گذر جائیگی

طبیعت کو ہوگا قلق چند روز
ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جائیگی

پری رند نے کوئی تقصیر کی
پرستان تک یہ خبر جائیگی

گئی آج اُلفت نہ کل جائیگی
یونہیں جان اکدن نکل جائیگی

طبیعت کو تسکین دم بھر نہیں
الٰہی یہ کیونکر سنبھل جائیگی

نظر اس پلک پر پڑے گی اگر
کلیجے یہ برچھی سی چل جائیگی

نہ کھلواؤ میری زبان چپ رہو
کوئی بات منھ سے نکل جائیگی

چھٹے گی اگر الفت زلف یار
تو آئی ہوئی سر سے ٹل جائیگی

جہان پر رہون گا مین ثابت قدم
یقین ہی زمین وان سے ٹل جائیگی

نہ جایا کرو بزم رندان مین شیخ
یہ مندیل اکدن اچھل جائیگی

کرونگا جو شور محبت عیان
زبان موم ہو کر پگھل جائیگی

رہیگا نہ یون حسن ناپائیدار
کوئی دن مین صورت بدل جائیگی

نہ دکھلائیگا منھ وہ خورشید رو
یوہین دوپہر آج ڈھل جائیگی

صفا ہی جو یہ سینۂ صاف کی
نگاہ تصور پھسل جائیگی

وہ کافر ادا اک نہ اکدن مجھے
چھلاوے کی صورت سے چھل جائیگی

نہ کر یار سے حسن مین گرمیان
ارے او پری دیکھ جل جائیگی

شب وصل تکرار لازم نہین
کہین صبح کی توپ چل جائیگی

نہ چوٹی سنوارو برائے خدا
مجھے بنکے اژدر نگل جائیگی

طبیعت کا میرے کرو تم نہ دھیان
کسی اور سے اب بہل جائیگی

نہین رہنے کا لعب چند یہ حال
سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائیگی

ہمین یہ نہ تھی تم سے چشم امید
کہ دو دن مین چتون بدل جائیگی

سر اسکے قدم پہ سے سرکاؤ نہ رند
کہین تیغ قاتل اوگل جائیگی

رک گیا اس پری سے جی ہی تو ہی
نہ بنی ہم سے دوستی ہی تو ہی

نہ رہا ہوش بیخودی ہی تو ہی
ساقیا شغل میکشی ہی تو ہی

للہ الحمد کیا نمود ہوئی
بن پڑی ہم سے عاشقی ہی تو ہی

راہ پر آپ کا اجارہ کیا
ہم بھی آنکلنگے گلی ہی تو ہی

وجہ آزردگی بتاؤن کیا
آگیا رنج دوستی ہی تو ہی

ناشگفتہ رہا یہ غنچۂ دل
نہ کھلی اے صبا کلی ہی تو ہی

وقت بد مین کہان جلیس و انیس
کون دے ساتھ بیکسی ہی تو ہی

دل ہمارا اُداس ہے بلبل — نہین لگتا چمن مین جی ہی تو ہی

ضبط آخر نہ ہو سکا اے رند
ہنس پڑا یار گدگدی ہی تو ہی

آہ ہی لب پہ اور نہ نالہ ہے — کیون پری دلکو کیا سنبھالا ہی
داغ دل مین جگر مین چھالا ہی — سوز اُلفت نے بھون ڈالا ہی
دیکھیین کب تک ہو التیام پذیر — زخم دل آج تک تو آلا ہی
اسکا دم بھر رہا ہون او قمری — سرو سا جس کا قد بالا ہی
نہین پیش نظر جو وہ خورشید — شب یلدا سے روز کالا ہی
تیرے بیمار کا ہے کام تمام — تندرستی نہین سنبھالا ہی
لیتے ہو دل تو چین سے رکھنا — مین نے نازون سے اسکو پالا ہی
مار ڈالینگے زلف کے جھٹکے — یار نے کس غضب مین ڈالا ہی
کس سے فریاد ان بتونکی کرون — جز خدا کون سننے والا ہی
حسن بھی عشق کا ہی حلقہ بگوش — یار کے کان مین بھی بالا ہی
پہلے کاہے کو روپ تھا ایسا — رنگ اس گل نے اب نکالا ہی
روز رہتی ہے یونہین بیہوشی — ہوش جس روز سے سنبھالا ہی
ذہن کیونکر نہ عرش پر چڑھ جائے — فکر مضمون قد بالا ہی
کیا کہون کس طرح گذرتی ہی — دن کو فریاد شب کو نالا ہی
بے مروت زمانہ کہتا ہے — نام کیا آپ نے نکالا ہی
اڑکے آئی ہین قاف سے پریان — کیا مؤثر ہمارا نالا ہی
افعی زلف یار سے بچنا — ڈس گیا مجھکو یہ وہ کالا ہی
نکلے پڑتے ہین آنکھ سے آنسو — کسکی زنجیر کا یہ بالا ہی
مار زلفون کی پرورش کی ہے — مین نے ان موذیون کو پالا ہی

کس تنعم پر فقیر ہوئے
رند کیا یہ مرگ چھالا ہے

اپنا محبوب اپنا دلبر ہے — خواہ بھلا ہو یا ستمگر ہے

جب سے رنجیدہ مجھ سے دلبر ہے / خاطر آزردہ دل مکدر ہے
حال درد جگر سے ابتر ہے / کچھ نہ کچھ کوفت میرے دلپر ہے
اسکے درویش باکمال ہین سب / ایک اک بوعلی قلندر ہے
قد دلدار کو کہون طوبےٰ / سرو شمشاد یا صنوبر ہے
ہوش دو دو پہر نہین آتا / بیخودی بیشتر ہے اکثر ہے
ہے قلق سا قلق مرے دلکو / دم کی مہمان جان مضطر ہے
ماتم دل مین یون گذرتی ہے / دست اور سینہ سنگ اور سر ہے
زخم ہین دل مین یا جگر مین داغ / شکر ہے شکر جو ہے بہتر ہے
کیا کہون تم سے حال چشم جگر / چار دن خشک چار دن تر ہے
صاف رکھ دل کو ہم فقیرون سے / خاکسارون سے کیون مکدر ہے

چاہیے فکر زاد راہ سفر / رند اک دن سفر مقرر ہے

محبت عناصر مین شامل ہوئی / لہو سینکے رگ رگ مین داخل ہوئی
طبیعت پھر اک بت پہ مائل ہوئی / وہی دق ہوئی پھر وہی سل ہوئی
جلین دیر مین کیون نہ گھی کے چراغ / مراد دل اس بت سے حاصل ہوئی
بلا سے تری مین اگر مر گیا / نمود اس مین تیری تو قاتل ہوئی
ترے عشق نے بھیس بدلا نیا / محبت بلا بن کے نازل ہوئی
وہ چتون مرے حق مین سم ہو گئی / وہ میٹھی نگہ زہر قاتل ہوئی
کیا بسکہ دریوزہ دیدار کا / مری آنکھ کشکول سائل ہوئی
گلے مین رہا کچھ نہ کچھ یار کے / نہ ہیکل ہوئی تو حمائل ہوئی
کیا تو نے بھی مجھسے پہلو تہی / رفاقت وہ کیا تیری اے دل ہوئی
بدقت گلے پر چلی تیغ یار / بدشوار آسان مشکل ہوئی
مرض عشق کا رفتہ رفتہ بڑھا / جو سوچے ہوئے تھے وہ ایل ہوئی
نہ جانی ہے الفت نہ ملتا ہے یار / غرض ہر طرح مجھکو مشکل ہوئی
زمانہ ہو غمگین بلا سے تری / ترے گھر مین تو عید قاتل ہوئی

اب آئے ہو صورت دکھانے مجھے
بصارت جب آنکھوں کی زائل ہوئی

اسے میری الفت مین سودا ہوا
پری اپنے وحشی پہ مائل ہوئی

مثال اس سے دینی نہ تھی ماہ کو
کہ تشبیہ ناقص بھی کامل ہوئی

چمن مین بھی ہوائے صحرا مین بھی
کہین بھی نہ تفریح حاصل ہوئی

گلا کٹ چکا میرا جھگڑا مٹا
تسلی تری اب تو قاتل ہوئی

قدم رنجہ اُس سیم تن نے کیا
یہ دولت نصیبون سے حاصل ہوئی

طبیعت رہی اپنی وقت پسند
وہی بات کی جو کہ مشکل ہوئی

دکھایا جو خون شہیدان نے رنگ
ہلال شفق تیغ قاتل ہوئی

کہو کچھ وہ لیجائین اپنی طرف
ہمین بات کرنی بھی مشکل ہوئی

تری تیغ کے منھ کا بوسہ لیا
خطا اتنی مجھسے تو قاتل ہوئی

یہ ہین تینون بیماریان جان گسل
محبت ہوئی دق ہوئی سل ہوئی

مین دیوانہ مجنون رہا اس کا رند
پری جبکہ لیلےٰ شمائل ہوئی

رکھ نظر اسکی عطا پر تو خطا سے پہلے
خوف کو وصل نہ دے دلین رجا سے پہلے

نیست نابود ہوا ہوتین فنا سے پہلے
مرچکا اے ملک الموت قضا سے پہلے

سلسلہ تھا نہ کسی زلف رسا سے پہلے
مین نہ آگاہ تھا اس دام بلا سے پہلے

یون نہ ٹھکراتے تھے تم گور غریبان کو کبھی
نہ کچلے چلتے تھے مزار شہدا سے پہلے

کون کہتا تھا ترے قد کو بھلا سرو روان
کس نے تشبیہ یہ دی تھی شعرا سے پہلے

اسطرح پھیل کے سوتے تھے شب وصل مین کب
تھوڑے تھوڑے ہوے جاتے تھے حیا سے پہلے

کوئی جھونکا جو کبھی باغ سے آجاتا ہے
پوچھ لیتا ہون خبر گل کی صبا سے پہلے

استخوان بعد فنا بھی نہ مرے ہونگے تلف
اُڑ کے آجائیگا سگ یار ہما سے پہلے

تھی نہ پامالی عشاق تمھین مد نظر
راہ کب چلتے تھے اس ناز و ادا سے پہلے

مرض عشق مین کی بعد مسیحا سے رجوع
رکھ لیا لکھکے کفن خاک شفا سے پہلے

تھام لیتے ہو جگر اب جو ہوئے ہو ہمدرد
دل نہ دکھا تو کبھی عاشق کی صدا سے پہلے

قصد کرتا ہی عبث اب مری پامالی کا کیا
پس چکا ہون ترے ہاتھونپہ حنا سے پہلے

یاد فرمائے اگر بزم مین اپنے وہ گل
اُڑ کے پہونچے یہ ہوا خواہ صبا سے پہلے

وہ مزے اب نہین ملتے مجھے بیباکی مین
لطف اُٹھے جو تری شرم و حیا سے پہلے

کعبۂ کوچۂ دلدار کی جانب اے شوق
مردم چشم پھرین قبلہ نما سے پہلے

میرزایانہ قدم رکھتے تھے ہنگام خرام
یون اُلجھتے تھے نہ دامان قبا سے پہلے

سرفروشی کا جو ہے معرکۂ عشق مین قصد
استعانت بھی طلب کر شہدا سے پہلے

پیش ازین داغ جگر اپنا بھی کیا کیا چمکا
عشق کامل تھا کسی ماہ لقا سے پہلے

دیکھ کر ادر یون چھوڑ نہ مجکو سگ یار
لطف ان ہڈیون کا پوچھ ہما سے پہلے

تنقیۂ خون کا مقدم ہے جنون مین اے رند
فصد اگر ہو تو مناسب ہے دوا سے پہلے

ہزار دل خون ہوئے سیکڑون حلال ہوئے
تمہارے ہاتھ جو مہندی سے لال لال ہوئے

ترقیان ہوئین اُنکی ہمین زوال ہوئے
وہ بڑھ گئے بدر ہوئے گھٹ گئے ہم ہلال ہوئے

کسی کی ابروِ خمدار نے ہلاک کیا
نہ پوچھو کونسی تلوار سے نڈھال ہوئے

نہ پایا آپ کو دلسرا مین جب مشتاق
ہزار طور کے دل کو مرے خیال ہوئے

بھڑا کے تجھ سے الگ ہو گئے سب اے قاتل
کسی کا کیا گیا ہم مفت مین حلال ہوئے

جنون اگرچہ ہمین ہر برس ہوا لیکن
یہ ولولے نہ ہوئے تھے جو ابکی سال ہوئے

ہوا نہ سامنا دنیا مین کس کس آفت کا
دو روزہ زندگی مین سیکڑون ملال ہوئے

خیال آتا ہے جب دم اُلجھنے لگتا ہے
وبال جان کے لیے اپنے اپنے بال ہوئے

پڑے ہی رہتے ہین بل تیور یون مین جب دیکھو
بڑا غضب ہوا صاحب جو خوش خصال ہوئے

قفس مین طاقت پرواز اُڑ گئی صیاد
یہ ضعف ہے کہ مجھے بال و پر وبال ہوئے

شب وصال کا کیا ماجرا بیان کرون
نہ پوچھیے یہ حقیقت عجیب حال ہوئے

سوال کرتے تو کر بیٹھا اُن سے بوسہ کا
مین زرد ہو گیا غصے سے وہ جو لال ہوئے

کبھی جو بیٹھے اُٹھے ہم اُس گلی مین سے گئے
وفور ضعف سے غش آگیا نڈھال ہوئے

نہین جو آپکی سرگوشیان رقیبون سے
ہزار شک ہوئے کیا کیا نہ احتمال ہوئے

غرض کہ ہمسا زمانے مین دوسرا غم دوست
کسی کو رنج ہوا ہم شریک حال ہوئے

بتاؤ کس سے حق آشنائی صرف کیا
تمہارے واسطے کس کس کے غیر حال ہوئے

عجیب حال رہا عاشقے مین فرقت کے
کبھی نڈھال رہے اور کبھی بحال ہوئے

دیا ہی عارض جانان پہ خال نے جو حسن
قتل اس طرح کے بھی چہرہ پہ خال خال ہوئے

وہ شوخ کرتا ہی مہندی لگا کے مشق حرام
کوئی لپیٹے نہ پیسے ہم تو پائمال ہوئے

مریض آپکے فی الجملہ رہ بصحت ہین
سنا ہی آگلے پہ نسبت تو کچھ بحال ہوئے

دعائے مغفرت انکی کرو اٹھا کر ہاتھ
تمھارے ہجر مین جن لوگون کے وصال ہوئے

سوائے رنج و غم و درد کچھ نہ پھل پایا
لگا کے آپ سے دل کو بہت نہال ہوئے

لگا یا کرتے ہین مجذوب کی طرح سے بڑ
سنا ہی نند بھی درویش باکمال ہوئے

زیست کے دن اپنے پورے کر چلے
تکتے تکتے راہ تیری مر چلے

ابرو مژگان کی الفت چھیٹ بھی
اب چلے تلوار یا خنجر چلے

سحر بھولے جسکے آگے سامری
ایسے جادو گر پہ کیا منتر چلے

نقش پائے رفتگان ہون کیا نمود
سر کے بل اس کوچے مین اکثر چلے

آگے آگے ہم تھے راہ عشق مین
پیچھے پیچھے خضر پیغمبر چلے

دیکھیے منزل پہ پہونچین کب تلک
شام سر پر آ گئی دن بھر چلے

اتنو دیوانے ہوئے تیرے پری
شوق سے کتنے پیلے پتھر چلے

خاک اڑاتے سر پہ مثل گرد باد
یون چلے ہم جسطرح صرصر چلے

حیف ہی کی زندگانی نے دغا
آتے آتے موت کے ہم مر چلے

میرے اشکونکا غضب طوفان ہی
ناؤ لیکر نوح پیغمبر چلے

ہین روان تار نظر پہ یون سرشک
ریسمان پر جیسے بازیگر چلے

کر چکا اے نند قول و رد و بد
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

صدمہ ہجر سے چھوٹون مجھے راحت ہوجائے
دم نکل جائے کہین جلد فراغت ہو جائے

جو میسر رہ الفت مین شہادت ہو جائے
فخر کونین ہو عاشق کی سعادت ہو جائے

نہین اقرار زبانی تو اشارت ہو جائے
اسطرف بھی نظر لطف و عنایت ہو جائے

چھوٹتے روز کے دھڑکون سے فراغت ہوجائے
ہول اٹھ جائے کہین روز قیامت ہو جائے

آج کل طالع برگشتہ کا الٹا ہے اثر / نقش جب لکھوں تو تعویذ عداوت ہوجائے
تیری تصویر جو لیجا کے لگا دین او بت / دیر درگاہ بنے جائے زیارت ہوجائے
پڑھکے قرآن جو مری روح کو بخشے تو ثواب / چین آجائے مجھے گور مین راحت ہوجائے
یک قلم درج ہین حسن نمکین کے اوصاف / میرا دیوان نہ کیون کان ملاحت ہوجائے
اپنے بیمار کے گھر چلیے کسی حیلے سے / تمہیہ چھُدا نہ سہے اسکی عیادت ہوجائے
دم نکلجائے جو فرقت مین تو بہتر ہو والا / بات رہجائے تری رفع ندامت ہوجائے
نام لے بیٹھون محبت کا جو اُسکے آگے / ظلم ہوجائے مری جان پہ آفت ہوجائے
سرو قد گرنہین اُٹھتے تو بدلے زانو / میری تعظیم علی قدر مراتب ہوجائے
تھا زلیخا کو دیا مژدۂ وصل یوسف / مجکو بھی عالم رویا مین بشارت ہوجائے
اپنے یوسف کی جُدائی مین تعجب کیا ہی / مثل یعقوب اگر ضعف بصارت ہوجائے
کیا عجب شعبدۂ چشم فسونگر سے اگر / سحر کو رتبہ اعجاز و کرامت ہوجائے
سُن کے آواز مرے رونیکی جھنجھلا کے کہا / یا الٰہی اسے موت آئے یہ غارت ہوجائے
اب کبھی ہوگا نہ حاضر در دولت پہ فقیر / گالی یا بوسہ جو دینا ہو عنایت ہوجائے
ہاتھ اس فتنۂ دوران سے اٹھا لگا نہین / حشر برپا ہوا اب آئین کہ قیامت ہوجائے

آدمی کیا تپ فرقت وہ بلا ہی اے رند / دیو بھی ہو تو اُسے ضعف و نقاہت ہوجائے

ت
دیدار ہ

حیران سے ہین آئینے مین رخسار کو تکتے / عاشق کیطرح آپ ہین دیوار کو تکتے
دل جوئی لازم کی ہی سرکار کو منظور / کس میٹھی نظر سے ہین غمخوار کو تکتے
کیا جھوم کے ابر آیا ہی قبلہ کی طرف سے / میخوار ہین سب خانۂ خمار کو تکتے
گلگشت چمن تجکو مبارک رہے بلبل / ہم چاک قفس ہی سے ہین گلزار کو تکتے
اب زیست سے عاشق کی جو مایوس ہوئے ہین / کس یاس سے ہین صورت بیمار کو تکتے
تا شب سحر ہجر جھپکتین نہین آنکھین / کٹ جاتی ہین راتین در و دیوار کو تکتے
مانند حباب لب جو پھوٹین آنکھین / گل ایک طرف ہم جو کبھی خار کو تکتے
جس روزنے سے سر و دکھیے آپنے روزن / رہ گیر کنکھیون سے ہین دیوار کو تکتے
جو جنس کہ مطلوب تھی رندون نے خریدی / زہاد کھڑے رہگئے بازار کو تکتے

دل ہی نہین رکھتے کسی دلبر سے غرض کیا ... کچھ نیچتے ہم بھی تو حسن پدار کو تکتے
واقف کبھی ہوتے جو توکل کے مزے سے ... مفلس کبھی دنیا مین زردار کو تکتے
قد دیدہ کے قابل ہے وہ پستانکے سبب سے ... دنیا مین ہین سب نخل ثمر دار کو تکتے
وہ زمزمہ پیرا ہون جو ہو جاتا ہون خاموش ... مرغان چمن ہین مری منقار کو تکتے
تقدیر اسے کہتے ہین کہ پٹ پڑ گئی تلوار ... مشتاق شہادت کے رہے دھار کو تکتے
ہر نخل ہے قدرت کی دورنگی کا نمونہ ... گل کو کبھی تکتے ہین کبھی خار کو تکتے
جب جوش مین آتا ہے ترا قلزم رحمت ... حسرت سے فرشتے ہین گنہگار کو تکتے

دنیا کا عجب حال ہے اے رند نہ پوچھو
احباب ہین احباب کی دستار کو تکتے

میکشی پر مجھے اصرار ہے کیا کیا بدلی ... یاد دلواتی ہے ساغر و مینا بدلی
گل سمجھے جسے یہ وہان خار ہین سبحان اللہ ... کیا ہوا باغ کی او بلبل شیدا بدلی
طرز بارش مرے رونے سے اسے یاد آئی ... ورنہ بھولی تھی برسنے کا طریقا بدلی
قلزم اشک جو فرقت مین ہوا طوفان زا ... دیکھنا بہہ گئی بشکل کف دریا بدلی
دفعتاً ہو گئی صحت مجھے بیماری سے ... کیا دوا نسخے مین اے میرے مسیحا بدلی
نظر لطف سے دیکھو اسے کچھ تسکین ہو ... آنکھ بیمار سے کیون اپنے مسیحا بدلی

سر محفل جو اشارہ کیا بوسے کا تو رند
چتون اس ترک ستمگار نے کیا کیا بدلی

رشک الفت کم نہین کچھ کاٹ سے شمشیر کے ... کٹ گیا پروانہ شب کو نام سے گلگیر کے
رشک آتا ہے مجھے طالع پہ اس نخچیر کے ... بنکے تو وہ رہ گیا آگے جو تیرے تیر کے
عفو کردیگا وہ گو لائق ہون مین تعزیر کے ... آگے آمرزش کے کیا رتبے مری تقصیر کے
تلخکامی کے مزے سے ہون ازل سے آشنا ... عہد طفلی مین پیا ہے زہر بدلے شیر کے
کو سنے مجنون کو گاڑا ہے مسلسل الجنون ... سنتے ہین زیر زمین نالے صدائے زنجیر کے
کان تک جھنکار پہونچی جسکے دیوانہ ہوا ... کیا جنون انگیز نالے ہین مری زنجیر کے
دل جگر دونون ہدف کرتے ہین بہر امتحان ... دیکھتے ہین ایکدن بلے کھاتے تیر کے
ناوک مژگان پہ تیرے جان قربان کیجیے ... لاگ ہو بلبت سے دلکو توڑ سالے تیر کے

عشق ابرو و مژہ میں جان بلب ہیں سیکڑوں
تیر کے زخمی ہیں کچھ گھائل ہیں کچھ شمشیر کے

شمع روشن ہو گئی گذرا ہجر کا روز سیاہ
وصل کی شب آئی جاگے بخت اب گلگیر کے

ہو گئے ایسے جوانمردوں کے پست اندر شغل
خرس روبہ بازیاں کرتے ہیں آگے شیر کے

خود بخود نامہ لپٹ جائیگا کھلکر قاصدا
بے پڑھے سمجھیگا وہ مطلب مری تحریر کے

آب باقی ہو اگر قاتل تو کر دے حلق تر
لے رہے ہیں ہچکیاں بسمل تری شمشیر کے

چل شال تیغ وصف ابروِ خمدار میں
آج دکھلا دے زبان جوہر مری تقریر کے

قید میں بھی ہیں جنون زدہ نظارہ بازیاں
عالم چشم پری حلقوں میں ہے زنجیر کے

ہے بعینہ ابروِ قاتل علی کی ذوالفقار
پوچھئے روح الامین سے کاٹ اس شمشیر کے

پھرتے ہیں کوہ و بیاباں میں لپیٹے منہ پہ خاک
شکل دکھلائیں کسے جویا تری تصویر کے

اک درم حاصل ہوا کب ہے نہ جز داغ جگر
مال دنیا میں یہ سکے ہیں مری تقدیر کے

چوکڑی اپنی ہرن بھولیں تو وہ صیاد ہے
پھول جائیں تیرے آگے دست و پا نخچیر کے

عرش و کرسی تھرتھرا اٹھیں بلا دہ نالہ کر
فائدہ کیا کھینچنے سے آہ بے تاثیر کے

شرم آتی ہے کروں اے رشک یوسف کیا بیان
خواب وہ دیکھا ہے جو قابل نہیں تعبیر کے

عشق نے طفل ہوس کے کیا کشتہ تجھے
ہے یقین ہوں خاک میں بھی خواہاں اکسیر کے

گر پڑیں آنسو کلیجہ منہ کو آ جائے ترا
کان تک پہنچیں اگر نالے کسی دلگیر کے

قتل کرتا ہے ہزاروں کو خم ابروے یار
کام لیتا ہے وہ بے چلّے کمان تیر کے

جب سے پہنی ہیں کلیں اس سپہر حسن نے
ماہ کامل سب ستارے بن گئے زنجیر کے

چھد گئے دل اور جگر دونوں خدنگ ناز سے
ایک تیر اس ترک کا ہے یار دو نخچیر کے

سر بسر کاؤن تہ خنجر شہادت گاہ میں
آبرو رکھنا الٰہی واسطے شبیر کے

رند لیں اصلاح کس سے خواجہ آتش کے سوا
ہو چکے ہیں سب سپرد گور ہمسر اس پیر کے

ترک کرنی مجھے اے شوخ ملاقات نہ تھی
گریۂ عشق کی ہے رہے یہ سکا طاقت نہ تھی

آپ آ سکتے نہ تھے دن کو تو کیا رات نہ تھی
بس یہی کہنے کو منظور ملاقات نہ تھی

کیا تکلف تھا بھلا قیس ہی جو مجنون ہیں
عاشقی حصے میں اسکے نہ تھی کچھ ذات نہ تھی

تب سے وارفتہ ہوں اے یار ترے جلوہ کا
جسد و روح میں بھی جبکہ ملاقات نہ تھی

زندگی ہو گئی آنے سے تمہارے ورنہ
جاتی ہے جان لیے آجکی وہ رات نہ تھی

بوئے یوسف کے سوا مصر سے کیا لاتی نسیم
اور یعقوب کے قابل کوئی سوغات نہ تھی

فخر کرتا تھا عبث کوہ کنی پر فرہاد
معجزہ عشق کا تھا اسکی کرامات نہ تھی

یہ بھی احسان ہے تیرا جو دیا دوزخ بھی
میرے اعمال کی تو یہ بھی مکافات نہ تھی

عمر بھر بیٹھے معشوق کے روتے گذرے
ہنسکے کٹجاتی سو ایسی کوئی برسات نہ تھی

نشے سے صورت تصویر تھا تیغ و ہر مست
تھا مرقع کا ورق بزم خرابات نہ تھی

وصل کی شب بھی رہی وصل کی حسرت دلکو
تب وہ بیدار ہوئے نیند سے جب رات نہ تھی

ایک ٹکڑے میں کیا تو نے دو عالم کو مطیع
اسم اعظم تھا مری جان تری بات نہ تھی

چشم بد دور نظر بھر کے نہیں دیکھ سکا
نور کی چیز تھی اے شوخ تری گات نہ تھی

ہاتھ پہونچا ہے وساطت سے حنا کے ورنہ
پاؤں کو ہاتھ لگانیکی کوئی گھات نہ تھی

کیا سبب آگئے تشریف نہ لانیکا گلا
راستے بند نہ تھے شہر کے برسات نہ تھی

کیا تعجب ہے جو دو جام دیے سبد سے سوا
کب مرے حال پہ ساقی کی عنایات نہ تھی

چار دن زیست کے جو چاہے سو کرلے اے رند
پیش ازین خاک کے پتلے کی کوئی ذات نہ تھی

پری کا منھ ہے تیرا حور کا سا جسم پایا ہے
خدا نے ہاتھ سے اپنے تجھے دبت بنایا ہے

شب مہتاب میں وہ مہوش جب یاد آیا ہے
تو تجکو صبح تک اختر شماری نے جگایا ہے

مجال غیر کیا ہے وہ بگاڑیگا تو بگڑونگا
مجھے جس نے کہ مشت خاک سے انسان بنایا ہے

کبھی جو حور وش والا کے کوچے سے گذرا ہوں
بہار باغ جنت کا مزا دل نے اٹھایا ہے

کیا ہے خواب سے بیدار اکثر اس پری رو کو
مگر رفتہ خوابیدہ کو میں نے جگایا ہے

جلائے ہیں نحوست نے ہماری سیکڑوں گلشن
وہاں بجلی گری ہے آشیاں جس جا بنایا ہے

عوض اللہ لیگا ہم سے مظلوموں کا ظالم سے
خدا اسکو ستائیگا ہمیں جس نے بنایا ہے

دم سیر اس نے روندا ہے گلوں کو زیر پا اکثر
چمن میں بار ہا بلبل کو کانٹوں پر لٹایا ہے

ہمیشہ کھینچی ہی رہی ایذا پہ ایذا دست گلچیں سے
عجب ساعت سے آکر آشیاں میں نے بنایا ہے

نہیں رکھا کبھی اپنے لیے اسباب دنیا کو
لٹایا ہے خدا کی راہ میں جو ہاتھ آیا ہے

دوا بھی ہجر میں اب ناموافق ہے طبیعت سے
ہوا ہے درد سر دونا اگر صندل لگایا ہے

کہین وہ دن بھی ہو جو ساتھ سکے چین سے سوئین / بہت اب طالع خفتہ نے راتون کو جگایا ہے
جگر کیونکر نہ ہو خون عشق مین لالہ عذارون کے / مہینون مین نے دلمین داغ اُلفت کو چھپایا ہے
جنون کا جوش ہی دیوانے زنجیرین تڑاتے ہین / کسی رشک پری نے طوق منت کا بڑھایا ہے
برابر آکے عارض کے گہر نے گوش جانان کے / قران مشتری و ماہ کا عالم دکھایا ہے
جسے چاہا ہی مین نے وہ ہوا ہی جان کا دشمن / کیا ہی تجربہ سو بار اکثر آزمایا ہے
دیے ہین آسمان تو نے زیادہ رنج راحت سے / ہنسایا ہی اگر دم بھر تو پہرون پھر رلایا ہے

سدا تصویر کی صورت جو حیران رہتے ہو اے رند
کسی آئینہ رو سے پھر کہین کیا دل لگایا ہے

سب دھری رہجائیگی تیغ آزمائی آپ کی / چار تلوارون مین شل ہوگی کلائی آپکی
خلق ہوگی اسکی دشمن جو تمہارا دوست ہو / کرتی ہی بیگانہ سب سے آشنائی آپکی
باز آیا بندگی سے مین تمہاری اے بتو / کیا ملائے گی خدا سے آشنائی آپکی
ہم تو ملنے سے تمہارے ہوچکے تھے نا اُمید / شکر ہی اللہ نے صورت دکھائی آپکی
جب تمھین بشاش دیکھا آن بیٹھے کوئی دم / اُٹھ گئے صحبت سے جو مرضی نہ پائی آپکی
یاد رکھیے اسکو مشفق دیکھیے گا صبح و شام / کیا کریگی جامہ زیبی میرزائی آپکی
کفر اور اسلام مین باقی نہین اب امتیاز / کلمہ گو ہی اے بتو ساری خدائی آپکی
پاس خاطر ہی خدا کو بھی تمہارا اے بتو / کیجیے خون مسلمان اب بن آئی آپ کی
بے تکلف ہو جیے للہ منھ دکھلائیے / نقد جان حاضر ہی یان بھی رونمائی آپکی
شکر ہی تم گوشہ خوبان کیا اللہ نے / جس سے سنتا ہون وہ دیتا ہی دوہائی آپکی
کون پھانسی دے گلے کو کون کاٹے دیکھیے / آجکل کرتی ہی کیا بے اعتنائی آپکی
دیکھکر روئے منور رشک آئے حور کو / ہاتھ ملوائے فرشتو کو کلائی آپ کی

ترک الفت رند سے اچھی جہت بہتر نہین
شہرۂ آفاق ہوگی بے وفائی آپ کی

چمن مین آمد آمد ہی خزان کی / عبث بلبل نے طرح آشیان کی
خوش آئی ہی اُنھین اب وضع بانکی / کمر پر رہتی ہے کاکل میان کی
کرے گی دیکھیے کس کس کو سیدھا / یہ ٹیڑھی وضع تیری بانکی بانکی

بڑی منحوس ساعت مین پھنسے تھے
کہ پھر دیکھی نہ صورت آشیان کی

تن خاکی سے نکلے بھی کہین روح
پہونچ جائے یہ مٹی ہو جہان کی

عدم کا قافلہ کیا جلد گذرا ہو
نہ دیکھی گرد تک اس کاروان کی

اکیلے جاتے ہین رہرو عدم کے
نہین اس رہ مین حاجت کاروان کی

پھنسا کس پیچ مین اے عشق پیچے
عبث تقلید کی زلف بتان کی

وہی آزار ہے پھر جس مرض سے
کئی بار اے مسیحا گور جھانکی

الٰہی جلد سے چل اس مکان سے
چھٹی ہے سیر مجھسے لامکانکی

اسے دھوکا تھا جانبازی مین میری
لگا کر تیر کو جانا طرفشان کی

شب فرقت مین نیند آتی ہے کسکو
شکایت تا سحر ہے آسمان کی

نہ آئین گے چمن مین سیر کو بھی
اگر مرضی نہین ہے باغبان کی

اگر وہ ماہ پیکر اس مین جھولے
ہنڈولے مین ہو گردش آسمان کی

دماغ جان کیا تازہ صبا نے
جو وا ہو کاکل عنبر فشان کی

برا مانا کبھی جو بات اچھی
یہ دیکھو بدگمانی بدگمان کی

ہر اک بوسہ سے لے جان تازہ بخشی
کرون کس منھ سے تعریف اُس دہان کی

جو کیفیت اٹھایا چاہو اے رند
تو خدمت کیجیے پیر مغان کی

اب تو یہ زور ناتوانی ہے
مو کے سر سے بھی سرگرانی ہے

شور کیون کر رہے ہین مرغ چمن
کس کی تربت پہ نوحہ خوانی ہے

دیکھیے کتنے خون ہوتے ہین
آج پوشاک ارغوانی ہے

شوق دیدار مین ہی یان اپنی
یار کا قول لن ترانی ہے

ہے وہ تصویر دست قدرت کی
کار بہزاد ہے نہ مانی ہے

لیچل اب سوئے دشت او وحشت
ابھی صحرا کی خاک اڑانی ہے

موے باریک کیجیے گر دل
اسکو تلوار آزمانی ہے

ہاتھ جاتا نہین گریبان تک
تنگ کرتی یہ ناتوانی ہے

دور ساغر نہ ہم تک پہونچا
واہ کیا دور آسمانی ہے

مثل گندم ہوئے ہین سینے چاک
جیسے محرم کسی کی دھانی ہی

نخل ماتم پہ آشیان ہی مرا
زمزمہ میرا نوحہ خوانی ہی

نہ کہوگے جو حال دل اے رند
گھٹ کے مرجاؤگے جوانی سے

فصل گل آئی جنون سلسلہ جنبان ہوئے
یارب آباد کہین خانۂ زندان ہوئے

گاہ بیگاہ ادھر بھی رُخِ مژگان ہوئے
اس طرف بھی کرم خنجر بُرّان ہوئے

رشک فردوس مکان ہی ترا اے غیرت حور
یان کی دربانی کو زیبا ہی جو رضوان ہوئے

طبع قاتل کی طرح موت بھی ہی مجھسے خلاف
کیون نہ برگشتہ دم خنجر برّان ہوئے

پھر تزئین اگر اس مہ کو ہو افشان کی تلاش
کٹکے سورج کی کرن صورت افشان ہوئے

قدکشی جب تجھے زیبندہ ہی اے سرو چمن
یار کی طرح اگر تو بھی خرامان ہوئے

خط آزادی اسیران محبت کو ملے
خط کہین یار کے عارض پہ نمایان ہوئے

کھولے اوراق کو غنچونکے صبا آئے بہار
باغ مین بلبلون کو درس گلستان ہوئے

کوتھی کا نہین ہنگام یہ اے دست جنون
چاک جو جیب کا ہو تا سر دامان ہوئے

دیدہ و دل نے کیا عشق پریرویان فاش
راز کس طرح تنک ظرفون سے پنہان ہوئے

زلف سرکے وہ رُخ اپنے فقرا کو دکھلائے
یاالٰہی سحر شام غریبان ہوئے

ہنس کے تلوار لگائی ہی مجھے قاتل نے
دہن زخم مرا چاہیئے خندان ہوئے

شوق نظارہ رہے چاہیے مرتے دم تک
جان لب پہ ہو مگر رخ سوئے جانان ہوئے

جانتے ہین یہ صنم ہم سے ہوا کار ثواب
ہاتھ سے ان کے اگر خون مسلمان ہوئے

سرگین چشم کا شہرہ جو رہا یون چندے
چاہیے سارا جہان شہر خموشان ہوئے

ایکدم دست حنائی مین اگر تو رکھے
دہین تسبیح گہر سبحۂ مرجان ہوئے

جان نثاری کو بہر طور رضامند ہو ہین
جو خوشی آپ کی جو آپکا فرمان ہوئے

پھول توڑون تو چبھین ہاتھ مین میرے کانٹے
عیش چاہون تو وہین رنج کا سامان ہوئے

جان و دل پیشکش یار کرین گے اے رند
اور کیا بے سروسامانون سے سامان ہوئے

مے پلا ایسی کہ ساقی نہ رہے ہوش مجھے
ایک ساغر مین دو عالم ہون فراموش مجھے

سوزش دل کے بیان کرنے مین سوائی ہر
شمع سان میری زبان رہنے دے خاموش مجھے

باغ عالم مین ہون کس نغمہ سرا کا مشتاق
رنگ گل خلق کیا ہی ہمہ تن گوش مجھے

تیرے کوچے سے بڑھیگا نہ جنازہ میرا
بعد مردن نہ دیا تونے اگر دوش مجھے

رہنے دیتے نہ مرقع مین جہان کے افلاک
مثل تصویر اگر پاتے نہ خاموش مجھے

یاد مین جسکے مین بھولا دو جہان کو افسوس
اپنی خاطر سے کیا اس نے فراموش مجھے

جیتے جی کنج مین تھا چین سے سو یا ہین گگ
دامن دایہ ہوا گور کا آغوش مجھے

دیکھون کیا اسکے عوض کھینچے ہون خمیا نے
چشم مست اپنی دکھاتا ہی وہ مینوش مجھے

پہلے ہی فقر و فنا سے مین ہوا ہون آگاہ
روز مولود کیا ہی کفنی پوش مجھے

اے جنون قید تعلق سے چھوڑا بہر خدا
تنگ رکھتے ہین نہایت خرد و ہوش مجھے

غنچہ سان حال دل زار رہا دل مین گرہ
نہ ملا باغ جہا مین شنوا گوش مجھے

گنگ کی طرح اشارہ بھی نہین کر سکتا
سرگین چشم نے ایسا کیا بیہوش مجھے

حسب خواہش سے مری ہی مری تقدیر خلاف
نیش ہاتھ آیا جو درکار ہوا نوش مجھے

مجھکو درکار نہین چادر گل گور پہ زند
داغ حسرت ہی مرے رکھینگے گل پوش مجھے

آج گلشن مین کون آتا ہے
گل جو پھولا نہین سماتا ہے

دیکھون طالع کی اب رسائی کو
میری بگڑی کو کیا بناتا ہے

دل دیا اب تو ایک کافر کو
دیکھیے کیا خدا دکھاتا ہے

عمل خیر کرلے کچھ غافل
وقت فرصت وگرنہ جاتا ہے

رو کے کرتا ہون عرض حال اگر
تو ہنسی مین مجھے اُڑاتا ہے

بھولا بھٹکا سا آپ پھرتا ہے
خضر رستا کسے بتاتا ہے

شوق نظارۂ جمال سے مجھے
کو بکو در بدر پھراتا ہے

شاہ راہ عدم کا حال نہ پوچھ
ایک آتا ہی ایک جاتا ہے

نہ ملے گا زیادہ قسمت سے
رنج بیہودہ کیون اُٹھاتا ہے

عشق مین رکھ نہ زندگی کی اُمید
یہ مرض گور ہی جھنکاتا ہے

تم بھی سوئے عدم چلو اے زند
قافلہ روزیان سے جاتا ہے

اُس نے صید حرم کو مارا ہی — آہو وحشت وان چکارا ہے
ماہ رو بام پر سدھارا ہے — اوج پر اب مرا ستارا ہے
رہتی ہی شکل یار کی دل مین — پری کو شیشے مین اُتارا ہے
آدمی میرے منھ چڑھیگا کیا — بارہا دیو کو اُتارا ہے
رات کو دفن کیجیو لاشا — زلف شبگون نے مجکو مارا ہے
فضل اللہ بس ہی مشکل مین — ورنہ غیر ناگوارا ہے
ہی جو یہ مرتبہ ہما کے لیے — تجھ پہ صدقے نگر اُتارا ہے
حسن ہی شرط شاہ ہو کہ فقیر — عشق ہونے مین کیا اجارا ہے
ہم نہ دیکھین تو دیدہ کا ہی قصور — وہ تو ہر جا پہ آشکارا ہے
منھ چھپایا ہی اُس نے زلفون مین — سنبلے مین مرا ستارا ہے
سرخرو کیون نہ ہون شہید و نہین — سبزہ رنگون نے مجکو مارا ہے
باغ چھوڑا رہین گے صحرا مین — وان بھی گلچین کا کیا اجارا ہے
نالے کرتے نہین اثر او بت — دل ہی تیرا کہ سنگ خارا ہے
جان دیتے ہین تیغ ابرو پر — واہ کیا حوصلہ ہمارا ہے

رند سے بیوفائی خوب نہین
عاشق باوفا تمھارا ہے

تجھے دیکھے دل جان کھونا پڑا ہی — غرض ہاتھ دونون سے دھونا پڑا ہی
جو رونا یہی ہی تو پھوٹینگی آنکھین — مجھے اتنا آنکھون کا رونا پڑا ہی
محبت مین رسوا سا رسوا ہوا ہون — زمانے سے محجوب ہونا پڑا ہی
رہا زندہ فرقت مین شرمندگی ہی — منھ اشک ندامت سے دھونا پڑا ہی
کئے سیکڑون گھر محبت نے غارت — سنو جس محلے مین رونا پڑا ہی
مین پاتا نہین دلکو سینے مین اپنے — کئی دن سے خالی یہ کونا پڑا ہی
سمجھتا تھا مین دلگی دل لگانا — سو اب جان کا ہائے رونا پڑا ہی
ہنسے تھے کبھی کھلکے منھ اُسکے منھ پر — سو منھ ڈھانک کر آج رونا پڑا ہی
مرے گھر مین آنیکی اُسکے خوشی ہی — گھر وہان رقیبون کے رونا پڑا ہی

مرے ساتھ سوتا نہین یار آکر
اسی بات کا ہائے رونا پڑا ہی
پلنگ ایک جانب کو اوندھا ہوا ہی
کسی سمت اُلٹا بچھونا پڑا ہی
مسہری پہ ہوتا ہی تابوت کا شک
نہ مرنا پڑا ہی نہ سونا پڑا ہی

کرو چل کے آباد اب گور اے رند
بہت دن سے سونا وہ کوٹھا پڑا ہے

آزاد ہون آگاہ ہین سب میرے لقب سے
کچھ کام نہین مجکو حسب سے نہ نسب سے
ہی کون بچا لے جو ترے قہر سے یارب
تجھ سے ہی امان مانگتا ہون تیرے غضب سے
شانون سے ہون نیچے کہین وہ کاکل مشکین
دل منتظر آفات سماوی کا ہے کب سے
جانبازی نہ کی معرکۂ عشق مین کس روز
میدان مین رہا چار قدم آگے ہی سب سے
اُمید ہی بخشش کی تو ہی ذات سے تیری
اور خوف بھی ہی ولیکن تو ہی تیرے غضب سے
جز شکر کے شکوا نہ کبھی آئے زبان پر
انسان ہی باہر نہ ہو تو مرضی رب سے
غنچہ دہنو ہم تمھین کیا یاد کرین گے
دو بوسون کے شرمندہ نہین ایک کے لب سے
دم بھر نہ رہے چین سے افسوس ہی اے چرخ
ایذا ہی اُٹھاتے رہے پیدا ہوئے جب سے
دکھلائیگا دن وصل کا بھی جذب محبت
اللہ بچالے جو مجھے ہجر کی شب سے
آدم کو بھی اللہ نے پیدا نہ کیا تھا
دیوانہ ہون اس شک پر ہزار دکا تب سے
بڑھ چلنا قد یار سے زیبا نہین تجکو
باہر نہ ہوا سرو چمن حد ادب سے

مطلب نہین کچھ اہل دول سے مجھے اے رند
سائل ہی یہ درویش شہنشاہ عرب سے

اسکو بھی وہ چاند سا مکھڑا دکھایا چاہیے
رنگ روئے شمع محفل کو اڑایا چاہیے
فصل گل ہی جیب کے ٹکڑے اڑایا چاہیے
طاقت دست جنون کو آزمایا چاہیے
عذر تقصیرات مین دن رات رو یا کیجیے
نامۂ عصیان کے لکھے کو مٹایا چاہیے
جی مین ہی اکبار اس سے مانگیے طبل و علم
ہمت چرخ دنی کو آزمایا چاہیے
قید حسرت سے رہائی تیرے دیوانے کی ہو
اے پری للہ پھر صورت دکھایا چاہیے
کب سے ہین مشتاق آنکھین جلوۂ دیدار کی
مثل موسیٰ طور پر اک روز جایا چاہیے
اہل کعبہ کو تنفر مجھسے بیزار اہل دیر
اب جدا ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنایا چاہیے

ہم نے مانا یہ کہ تم یوسف ہوا اپنے وقت کے
پر کسی صورت نقاب اتنا تو اٹھایا چاہیے

دور ہوتا روح طاہر سے کثافت جسم کی
گھاٹ پر اسکی سر وہی کے نہایا چاہیے

آپ کی تلوار سنتے ہین بہت ہی آبدار
پیاس اکدن تو ہماری بھی بجھایا چاہیے

بے تکلف ہم بھی ہون وہ شوخ بھی ہو بیحجاب
آپ بھی مے پیجیے اسکو بھی پلایا چاہیے

حشر کے دن بھی نہ کشتے کہہ سکین تا عرض حال
سنگ سرمہ تیغ قاتل کو چٹایا چاہیے

ضعف نے گو کر دیا ہے پست پا کہتا ہے شوق
سر کے بل کوچے مین اس قاتل کے جایا چاہیے

عاشق روے حسینان ہو نہین بیمار او اجل
بنکے صورت حور کی مجھ پاس آیا چاہیے

شیخ غش کرتا ہے نام عنبر فردوس پہ
کاکل مشکین کی بو اس کو سنگھایا چاہیے

حسن کا افسانہ کہیے بھی تو اہل درد سے
قصہ یوسف زلیخا کو سنایا چاہیے

لخلخہ آتش مناسب ہی اگر غش آئے رند
آستان یار کی مٹی سنگھایا چاہیے

راہ طلب مین اسکی نہ ہم خستہ جان تھکے
سر سے چلے ہین پاے تجسس جہان تھکے

پھوٹے وہ آنکھ جو کرے تجھ پر نگاہ بد
او بت برا کہے جو تجھے وہ زبان تھکے

مجنون سے اب چلا نہین جاتا خدا کرے
ناقے کا پاؤن ہاتھ ترا ساربان تھکے

تو ایک کو بھی اے مرے یوسف نہ آیا ہاتھ
کیا کیا تلاش مین نہ ترے کاروان تھکے

درویش ہین مقام ہمارا ہے ہر جگہ
سمجھے اسی مکان کو تکیہ جہان تھکے

گرنا نہ تھا بہار مین او برق بیوفا
ہم جمع کرکے خار و خس آشیان تھکے

دو چار گام پان سے ہے دولتسرا اے دوست
ٹوٹین یہ پاؤن دیکھو تو آکر کہان تھکے

وہ دشت گرد ہون مین کہ ہمراہ میرے رند
اہل زمین چل نہ سکے آسمان تھکے

کیا ہوا یار جو آنکھون سے نہان رہتا ہے
ذکر خیر آٹھ پہر ورد زبان رہتا ہے

حسن اور عشق مین آخر یہ ہوئی یکرنگی
مجکو غش رہتا ہے انکو خفقان رہتا ہے

اثر عشق رہے ترک محبت پر بھی
زخم بھر آتا ہے پر اسکا نشان رہتا ہے

قول ہے پیر مغان کا اسے سب یاد رکھین
تا ابد نام جوانمرد جوان رہتا ہے

زیست کرتے ہین بسر خوف و رجا مین اپنی
ہر گھڑی وسوسۂ سود و زیان رہتا ہے

روئے انور پہ عبث ڈالتے ہین آپ نقاب
کبھی خورشید چھپانے سے نہان رہتا ہے

سب کو وہ طفل حسین صورت یوسف ہی عزیز
اس کا مشتاق ہر اک پیر و جوان رہتا ہے

رستم زال کے احوال سے ہوتا ہی ثبوت
نام سے مرد کا دُنیا مین نشان رہتا ہے

اک پریزاد کے دیوانے ہین ہم مدت سے
عقل کتنے ہین کسے ہوش کہان رہتا ہے

رند وارستہ کو کیا قید تعلق سے خطر
سرو آزاد کو کب خوف خزان رہتا ہی

رند مشرب ہون نہین ہی پاس رسوائی مجھے
خواہ دیوانہ کہے یا کوئی سودائی مجھے

عقل دی آنکھین عطا کین بخشی بینائی مجھے
تو نے سیر عالم نیرنگ دکھلائی مجھے

کون آتا ہی ادھر ملک عدم کو چھوڑ کر
عالم ایجاد مین تقدیر سے لے آئی مجھے

ساتھ گر پڑتا کنوئین مین کبھی تنہا چھوڑتا
حق تعالے دیتا یوسف سا اگر بھائی مجھے

ایجنون توہی چھڑائے تو چھٹون اس قید سے
طوق گردن بن گئی ہی میری دانائی مجھے

اضطراب دل کیا تو نے زبان زد خلق مین
باتین سنواتی ہی کیا کیا ناشکیبائی مجھے

دیکھیے میری طرف اب آئینہ کو چھوڑ کے
اسقدر بھی خوش نہین آتی خود آرائی مجھے

شکر ہی آزاد دنیا کے علائق سے ہوا
آپ دیوانے ہین جو کہتے ہین سودائی مجھے

ہی اگر رونا یہی یوسف وشون کے ہجر مین
شکل یعقوب اب دغا دیگی یہ بینائی مجھے

ہجر کی شب اضطراب دل نے آفت توڑ دی
صبح تک تڑپا کیا دم بھر نہ نیند آئی مجھے

صورت آباد جہان مین تو نے لا کر اے فلک
ایک بھی تصویر سی صورت نہ دکھلائی مجھے

مرد مومن ہون مجھے صدمہ نہ ہوگا مرگ کا
سمجھونگا جنت مین جا کر حور اُٹھالائی مجھے

وقت بد مین کون دیتا ہی کسی کا ساتھ رند
یار ثابت اک ملی دنیا مین تنہائی مجھے

نیست بے یار مجکو ہستی ہے
شہر ویران اُجاڑ بستی ہے

ہی جہان پر مرا قدم بھاری
ہر قدم پر زمین دھستی ہے

وہ پری ساتھ لیکے سوتا ہون
حور جس کا پلنگ کستی ہے

ہی حقیقت مجاز سے مطلوب
بت پرستی خدا پرستی ہے

اسکے کشتے ہین زندۂ جاوید
نیستی اُن کی عین ہستی ہے

ایک بُت نے دیا نہ ہمکو جواب
بے زبانون کی ہمنہ بستی ہے

خاکسارونکی ہے یہی معراج
سربلندی ہماری پستی سے ہے

ہے کئی دن سے گھات مین صیاد
عندلیب آجکل مین پھنستی ہے

اس مرقع کی دیکھ تصویرین
کوئی روتی ہے کوئی ہنستی ہے

منزل عشق کی ہے رہ ہموار
نہ بلندی ہے یان نہ پستی ہے

حسن دکھلا رہا ہے قدرت حق
بُت کو بھی ذوق خودپرستی ہے

جان بھی دیکر ملے تو مفت سمجھ
ہر طرح جنس حسن سستی ہے

زلف اسکی سیاہ ناگن سے
مار رکھتی ہے جس کو ڈستی ہے

کھلین گی آنکھین نشہ اُتریگا
حسن تک ادیری یہ مستی ہے

ایسے جینے پہ رند خاک پڑے
موت اس زندگی پہ ہنستی ہے

آستان یار تک اپنی رسائی کیجیے
جی مین ہے دربانسے اسکے آشنائی کیجیے

مثل آئینہ مصاحب ہوجیے اس حور کے
شانہ سان گیسوئے پیچان تک رسائی کیجیے

میری نظرونمین ہین اب تک آپ وہ ہی نازنین
پھیرئے رستم کا پنجہ یا کلائی کیجیے

پاؤن پھیلا کر شب وصل صنم مین سوئیے
بالش سر دست جانانکی کلائی کیجیے

نالہ و فریاد سے انکے تنگ آئے ہین لوگ
ذبح ہون یا اب اسیرونکی رہائی کیجیے

رنگ دل مٹتا نہین ہر دم کدورت ہے زیادہ
تا کجا آئینہ رویون سے صفائی کیجیے

خون ہوجائین لہو تھوکے کوئی صاحب کو کیا
آپ مہندی ملکے دست و پا حنائی کیجیے

اب نہ ہونگے جیسے آگے قطعہ گلزار تھے
لاکھ خط منڈوا کے عارض کی صفائی کیجیے

چار دن کی دوستی کا ہے زمانے مین رواج
کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجیے

بیٹھ رہیے بن کے وان دریوزہ گر دیدار کے
اس شہ خوبی کے کوچے مین گدائی کیجیے

زیر گردون رند قسمت آزمائی کی بہت
اب زمین شعر مین طبع آزمائی کیجیے

کہنا اسیری کی اگر شجاعت سے دور ہے
رو کے جو وار تیغ کا منہ پر وہ سور ہے

رکھنا امید فہم کا اپنی قصور ہے
اللہ دقت ہائے [illegible] قہر بولنے دور ہے

ہر بار میری پرسش احوال ہے عبث
مجھسے غرض نہین ہے تو پھر کیا ضرور ہے

کیونکر کسی پری کو مین اس مین اُتارتا
شیشہ ہے ایک دل کا سو وہ چور چور ہے

ہو فیض تیرہ دلکو بھی روشن ضمیر سے
پرتو ہے آفتاب کا مہ مین جو نور ہے

اک اک صنم کا عرش کے اوپر دماغ ہے
اللہ ان بتون کو بھی کتنا غرور ہے

جو شے ہے عارضی نہین کچھ اسکا اعتبار
دو دن کے حسن پر عبث اتنا غرور ہے

فرقت کی رات بھی مجھے روز وصال ہے
نزدیک دل ہے یار جو آنکھون سے دور ہے

مدت کے بعد اُٹھتے ہین پردے حجاب کے
مے پی ہے آج یار نے مجکو سرور ہے

دو گز زمین لحد کے بھی خاطر نہ اُسنے مانگ
احسان چرخ سفلہ نہ لے جو غیور ہے

ازبسکہ آنکھین محو تجلائے یار ہین
نظرون مین ہر پہاڑ مری کوہ طور ہے

زیر قدم ہے منزل مقصود اپنے رند
ہمت سے تو قریب ہے گو راہ دور ہے

ہر عضو سے جدا مرا نالہ بلند ہے
سوراخ بانسری کی طرح بند بند ہے

مور و مگس تلک کی غذا شہد و قند ہے
خوان کرم سے تیرے ہر اک بہرمند ہے

نکلے بھی جان ٹوٹ چکے قصر تن کہین
کب سے پری طلسم عناصر مین بند ہے

اسکی رسائی عرش تلک اسکی مصر تک
یوسف سے میرے یار کا رتبہ بلند ہے

ہر عیب سے اگرچہ مبرا ہے اسکی ذات
اتنا کہونگا یار مرا خود پسند ہے

اندیشہ کر نہ دیکھین نشیب و فراز کا
ہموارہ راہ عشق مین پست و بلند ہے

شاعر کے بعد کرتے ہین اسکے سخن کی قدر
خلق جہان کو دیکھا تو مردہ پسند ہے

پیر و جوان فریفتہ اس طفل کے ہوئے
حسن و جمال یار بھی عالم پسند ہے

ہے سیر باغ خلد تصور جمال کا
آنکھین جہان کھلین در فردوس بند ہے

رخسار آتشین پہ ہے خال سیہ ہنوز
جلتا نہین جو آگ مین یہ وہ سپند ہے

شیرین لبون کے ہاتھ سے کھائین ہین بسکہ زخم
مجروح نیشکر کی طرح بند بند ہے

شاعر ہی کھینچیگا تری زلف و چشم کو
یہ آہوے سیہ ہے وہ مشکین کمند ہے

کیا کام نیک و بد سے مجھے مرد رند ہون
کچھ کارگر بیان نہ نصیحت نہ پند ہے

کسدن زبان رات کو صرف دعا نہ تھی
یارب تری جناب مین کب التجا نہ تھی

مرتے تھے یون نہ تشنۂ دیدار آنکھ
قاتل لگی تھی آگے تری کربلا نہ تھی

نالون سے عندلیب کے کیا آگ لگ گئی
یون سے زیادہ گرم چمن کی ہوا نہ تھی

کس شب ہمین تصور زلف سیہ نہ تھا
کسدن ہماری جان پہ نازل بلا نہ تھی

کعبے کو جاتا کس لیے ہندوستان مین
کس بت مین شہر ہند کے شان خدا نہ تھی

کشتی عیش ڈوبی جو ساحل نہ تھا نہ تھا
دریا مین تھاہ بھی کہین اونا خدا نہ تھی

ایسی گئی کہ پھر کے بھی دیکھا نہ اسطرف
گویا بدن سے روح کبھی آشنا نہ تھی

آوارہ راہ عشق مین ہو جیسے مریجان
کوچے سے تیری زلف کے واقف صبا نہ تھی

قیس ستم رسیدہ سے لیلے کے عشق مین
منت کی بیڑی پہنی تھی زنجیر پا نہ تھی

ثابت ہوا نہ ہونے سے چہرہ پہ خال کے
تل دھرنیکی ہجوم لطافت سے جا نہ تھی

اے رند مشتعل ہین ہم اپنے بقول میر
تن مین ہمارے جان کبھی تھی کبھی یار تھی

ایک عالم کو ترے چشم کی بیماری ہے
اک جہان نرگس بیمار کا آزاری ہے

وصل دلدار کہان مین کہان برگشتہ نصیب
او فلک خواب ہے یا عالم بیداری ہے

یون نہین مہر و محبت کی عیاذا باللہ
آب و گل مین ترے او ترک جفاکاری ہے

ہولی کے کھیلنے کا کسکے بندھا دلکو خیال
چشم خونبار سراک رنگ کی پچکاری ہے

نسخہ کیا لکھتا ہے بیمار محبت کا طبیب
پہلے تشخیص تو کر کون سی بیماری ہے

میرے دلدار کو یوسف سے بھلا کیا نسبت
خانگی ہے مرا محبوب وہ بازاری ہے

ہمصفیرون کا خدا حافظ و ناصر ہووے
قفس تنگ ہے اور تازہ گرفتاری ہے

پھرتی ہے پھول بچھاتی روشون پر جو نسیم
کسکے آنیکی گلستان مین یہ تیاری ہے

دیکھیے منزل مقصود پہ کیونکر پہونچین
دور جانا ہے ہمین بوجھ بہت بھاری ہے

عشق سے شوق نہ الفت سے محبت ہے مجھے
یہ بھی اک مشغلۂ عالم بیکاری ہے

آتش ہجر سے دن رات پھنکا کرتا ہے
دل نہین پہلو مین اک آگ کی چنگاری ہے

رخصت حسن یہ بھی یار کا بدلا نہ مزاج
ناز و انداز وہی ہے وہی دلداری ہے

نشہ مین قتل جو کرتا ہے گنہگار دن کو
یہ بھی اس قاتل بدمست کی ہشیاری ہے

بوالہوس سامنا کس منھ سے کریگا میرا
ایسے ویسے پہ تو مردہ بھی مرا بھاری ہے

واہ رے بادو سفاک ترے برش تیغ
ایک جرکا نہین جو زخم لگا کاری ہے

اس قدر زار کیا ہے تپ غم نے اے رند
جان بھی جو تن لاغر پہ مری بھاری ہے

نسبت ید بیضا کو نہین دزد حنا سے
بہتر ہے چھڑی یار کی موسیٰ کے عصا سے

ٹپکیگا لہو ابکی برس رنگ حنا سے
سینچی گئی ہین کیاریان خون شہدا سے

اعجاز مسیحا کا ہے وابستۂ رفتار
جی اُٹھتے ہین مُردے ترے گھنگرو کی صدا سے

قمری بھی فراموش کرے نعرۂ یاہو
گلشن مین ہم آزاد اگر کھینچین ادا سے

دریوزۂ دیدار حسینون سے کیا کر
بیکار بنائے نہین آنکھین یہ کاسے

ہین بیخبر ارباب جہان موت سے گویا
بیٹھے ہین الگ رہگذر سیل فنا سے

تکلیف کفن دونگا نہ مین اہل وطن کو
ہوئیگا مرا سامنا جنگل مین قضا سے

بیماری فرقت سے گذرجاتے ہین یہ لوگ
عاشق کوئی مرتا ہے کبھی اپنی قضا سے

ڈرتے نہین موذی سے جو ہین آپ سے باہر
کھٹکا نہین دیوانون کو خار کف پا سے

عاشق ترا دنیا سے گیا تشنۂ دیدار
لب تر نہ سکندر کے ہوئے آب بقا سے

جاتے ہین ترا باغ مبارک ہے تجھے بلبل
سر پھرنے لگا اپنا تو گلشن کی ہوا سے

دوڑا تو غزالون نے مری گرد نہ پائی
وحشت مین رہا چار قدم آگے صبا سے

شل ہوگئے ہاتھ اپنے زبان گھس گئی لیکن
ہرگز نہ ہوا ربط اجابت کو دعا سے

مرکر بھی نہ پہونچونگا مین تا اوج سعادت
ہڈی مری گرجائیگی منقار ہما سے

گر ڈھونڈتے ہو آپ مین تم شان الٰہی
تو بندہ نوازی بھی تو سیکھو خدا سے

غافل نہ سمجھ رند کو اے پیر طریقت
آگاہ ہے سب رسم و رہ فقر و فنا سے

نہ چھلا جا یہ اسکو ملا جو دست دلبر سے
سلیمان کی انگوٹھی ہاتھ آئی ہے مقدر سے

مشابہ ہے یہ قصہ مختصر گیسوئے دلبر سے
شب فرقت مطول کیون نہ ہے روز محشر سے

اُڑالا او صبا بوئے خوش اس زلف معنبر سے
دماغ جان معطر کر شمیم روح پرور سے

خدا جانے ہوئی کس بیکسی کا آئین شانہ ہے
تری ہاتھون کی مہندی سرخ ہے خون کبوتر سے

پہونچتی ہے شکست اکدن تو سنگ شیشۂ دل پر
لڑا یا جاتا ہے یہ آبگینہ روز پتھر سے

اگر کرتا وہ پھر دعویٰ خدائی کا تو زیبا تھا
تری صورت کا بت بنتا کوئی گر دست آزر سے

لہو دھونے سے چھٹنے کا نہیں ہے خون ناحق ہے
ہمارے خون کی بو آئیگی قاتل تیرے خنجر سے

رہے کیونکر نہ دل مشتاق ہر دم اسکی آمد کا
ہوائے کوئے دلبر آتی ہے بال کبوتر سے

بڑا شہرہ سنا ہے خوش قد یکا اسکے گلشن میں
ترا بوٹا سا قد ناپینگے ہم اکدن صنوبر سے

مقدر میں جو لکھا تھا مرے خون جگر پینا
لڑکپن میں اسکی آتی تھی بو شیر مادر سے

ملائی خاک میں کاریگری کس کسکی گردون نے
اک آئینہ ہے باقی صنعت دست سکندر سے

رہیں دریائے اشک آنکھوں سے جاری عشق میں پیہم
ملینگے دونون چشمے جاکے یہ تسنیم و کوثر سے

کبھی جو ہجر کی شب صبح ہوتے آنکھ لگتی ہے
جگاتا ہے موذن نعرۂ اللہ اکبر سے

نظر میں عشق کی دینی و دنیا دونون یکسان ہیں
برابر کام لیتا ہے یہ محتاج و تونگر سے

لباس شال و زربفت اہل دولت کو مبارک ہو
غریبونکی بھلی کتھا بچائیگی سردی ایک چادر سے

تو اکدن آکے لیٹا تھا کہیں اسکے گلستان میں دم بھر
چلی آتی ہے بو پھولوں کی اسکے بستر سے

صفت سلک در دندان جانان کی میں لکھوں گا
کہو خامہ سے کلی جلد کرلے آب کوثر سے

سحر تک میکدہ میں ہچکیاں لے لیکے رویا ہوں
صراحی سا گلا یاد آگیا تیرا ہو ساغر سے

خیال گوہر مقصود میں جب رونے لگتا ہوں
گذر جاتی ہے اکثر موج اشک اکثر مرے سر سے

پیام وصل تیرے میں لیکے آیا ہے تو او قاصد
یقین ہے آج خسرو منہ ترا بھر دیگا شکر سے

جو ہوا رند وہ رشک چمن عریان سر آگئے
تو ڈھانکو قد بلبل کو میں پھولوں کی چادر سے

جلوہ تیرا اے صنم ہر سو نظر آیا مجھے
جس طرف کو میں نے دیکھا تو نظر آیا مجھے

غور سے جس شے کو دیکھا تو نظر آیا مجھے
تو ہر اک گل میں برنگ بو نظر آیا مجھے

یاد میں سلک در دندان کے جب رونے لگا
گوہر غلطان ہر اک آنسو نظر آیا مجھے

فکر مضمون کمر میں کروٹیں لیتا رہا
اسپہ بھی تازہ نہ اک پہلو نظر آیا مجھے

بیشتر مضمون میان یار کے بندھتے رہے
سطرح باندھا جو اک پہلو نظر آیا مجھے

شانے سے ناخن تلک سارا کی شے تھی فقط
نہ کلائی سوجھی نہ بازو نظر آیا مجھے

وصل کی شب کردیا حیران فروغ حسن نے
عیان آئینہ سے وہ پہلو نظر آیا مجھے

کونسا آئینہ رو منھ دھو گیا ہے آنکر
چشم حیران ہر حباب جو نظر آیا مجھے

اُسکو کھسیانا کرونگا اسکی گالی کھاؤنگا
خوب چھیڑونگا جو وہ بدخو نظر آیا مجھے

یہ وہ آنکھین ہین جو ہین ناآشنائے روئے غیر
آنکھ کھولی جیسے ہین نے تو نظر آیا مجھے

کی بسر کس لطف سے فصل زمستان اب کی سال
گرمیان کین جب وہ آتش خو نظر آیا مجھے

سو گیا سر رکھکے بازو پر ترے تو خواب مین
بالش سر حور کا زانو نظر آیا مجھے

پھر گیا آنکھون تلے اے رند وہ وحشی مزاج
کوئی رم خوردہ اگر آہو نظر آیا مجھے

بے تکلف مے کا یون پینا دغا دیگا مجھے
زہر اکدن گھولکر ساقی پلا دیگا مجھے

آسمان تجھسے مین کیا مانگون تو کیا دیگا مجھے
جو تمنا ہے مرے دل کی خدا دیگا مجھے

ہون وہ سرکش تجھسے گردن نیچی جھکنے کی نہین
اے فلک گر خاک مین بھی تو ملا دیگا مجھے

ایک بت نے بیوفائی کی تو کچھ غم نہین
دوسرا نعم البدل اسکا خدا دیگا مجھے

فی سبیل اللہ ہے جو دولت قارون بھی ہو
آپ مین دے ڈالتا ہون کوئی کیا دیگا مجھے

وہین سمجھونگا کہ خاک آستان یار ہے
نزع مین کوئی اگر خاک شفا دیگا مجھے

بیٹھ جاؤنگا جھکاکر سر کو مین جلاد پاس
تو اگر تلوار کے نیچے بٹھا دیگا مجھے

کسکو اندیشہ تباہی کا ہے بحر عشق مین
جس نے کشتی دی ہے وہ ہی ناخدا دیگا مجھے

گرمیان یہ ہین جو اُس پرکالۂ آتش کی رند
ایکدن وہ طور کا شعلہ جلا دیگا مجھے

ہر گل کو اپنے حسن کا جلوہ دکھا چلے
تو آئے تھے چمن مین یہ فتنہ اُٹھا چلے

طوفان آئین یا کہ مخالف ہوا چلے
کشتی خدا جو چاہے تو بے ناخدا چلے

سیر چمن کو آئے تھے گلگشت کر چلے
اب باغ سے کدھر مرے گلگون قبا چلے

وحشت مین بیٹھے بیٹھے اگر کھینچین آہ سرد
بجھ جائے شمع طور بھی ایسی ہوا چلے

واقف ہوئے نہ اہل جہان کے طریق سے
بیگانہ وار آئے تھے ناآشنا چلے

اے جان لب پہ آکے ٹھہرنے سے فایدہ
رہنا ہوا تو رہ گئے چلنا ہوا چلے

جاتے ہین اب وہان کہ جہان سے نہ آئینگے
چلنا ہو جس کو ساتھ ہمارے چلا چلے

تڑپونگا خون مین کا لوٹونگا اپنے گلے پہ یار
دکھلاؤنگا تماشا اگر دست و پا چلے

اک ٹھنڈی گرمیوں سے میں جلتا ہوں آگ کی
تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

آباد رکھے حق تجھے اے بادشاہ حسن
عاشق ترے فقیر ترے بے نوا چلے

ہر وقت جاؤ جاؤ کہاں تک سنے کوئی
در سے ترے چلے چلے او بیوفا چلے

مو ہو گئے سفید سیہ کاریوں میں رند
کس کام کو تم آئے تھے اور کر کے کیا چلے

کشتۂ تیغ تغافل ہی جو دل خستہ ہے
کون زندہ ہو تو اب کس پہ کمر کستا ہے

اسکو گلدستہ کہوں یا قد موزوں تیرا
یار مصرع کسی استاد کا برجستا ہے

ہی جو منظور ادھر ہو اب ادھر کی دنیا
اجڑی جاتی ہے یہ بستی وہ نگر بستا ہے

امتحان عاشق جانباز کا کچھ خوب نہیں
زر خالص کو کسوٹی پہ کوئی کستا ہے

نشہ افیون کا سا ہو جاتا ہے یوں وہ بیخود
یاد گیسو میں جو کالا کبھی ڈستا ہے

جادۂ راہ عدم ہے تری تلوار کی دھار
مجکو جانا ہے اسی راہ پہ وہ رستا ہے

خواب غفلت میں گذرتا ہے مرا عہد شباب
نوجوانی پہ مری پیر فلک ہنستا ہے

پیچ پہ پیچ لگاتا ہے دوپٹے کے عوض
ہے کمر بھی کہیں قاتل جسے تو کستا ہے

دل کو میں اک نظر لطف پہ دے ڈالونگا
مال مفلس کا ہے لیلو تو بہت سستا ہے

مردے جی اٹھتے ہیں پازیب کی جھنکار کیساتھ
شور محشر تری رفتار سے وابستا ہے

سنکے اشعار مرے بولا وہ ہنسکر انجان
کیا کوئی رند بھی یاں شاعر دل خستا ہے

بلبل کو روئے رنگیں اپنا دکھا کے آئے
تو باغ میں گئے تھے یہ گل کھلا کے آئے

مرتا ہے خوف سے کیوں جان سے چراتا
پیوند خاک ہوئیگا کیا بے قضا کے آئے

مردوں کو زال دنیا کیونکر فریب دیگی
نامرد کوئی دم میں اس بیسوا کے آئے

ہے حکم سرکشوں کو اس میرزا نشش کا
اس راہ سے جو آئے گردن جھکا کے آئے

چوری دلوں کی کیونکر موقوف ہو جہان سے
کس دزد ہاتھ بندھکر دزد حنا کے آئے

کرتا ہے کون کسکی امداد وقت بد میں
ہے آشنا وہی جو کام آشنا کے آئے

ہجر صنم میں کس کو تھی زیست کی توقع
ہم مر چکے تھے ابکی گھر سے خدا کے آئے

دیوانوں کو دلائیں پھر اگلی وحشتیں یاد
دو چار جھونکے ایسے باد صبا کے آئے

وحشت مین بیٹھے بیٹھے صحرا کو جب گئے رند
دامان دشت کے بھی پرزے اڑا کے آئے

لہو بہتا ہی چتون سے نہ اشک آنکھون مین آتا ہی — ہوا آتا ہے مرا زخم جگر پانی چراتا ہے
عبث ایوان مین منعم شمع کافوری جلاتا ہی — تجھے کچھ گور تیرہ کا گڑھا بھی یاد آتا ہے
کہے اس سے کوئی خواب عدم سے کیون جگاتا ہی — دم تلقین جو غافل شانۂ موتیٰ کا ہلاتا ہے
سخی ہی تو طلب کرتا ہی جو تجھ سے وہ پاتا ہی — در دولت سے سائل کوئی نا محروم جاتا ہے
سبک کرتی ہی مردے کو گرانباری گناہون کی — دبا جاتا ہی جب میرے جنازے کو اٹھاتا ہے
تصور مین جو سو جاؤن تو آ کر خواب غفلت مین — خیال زلف شبگون اژدہا بنکر ڈراتا ہے
نہ کیسے آستانہ سجدہ گاہ سرکشان کیسے — ترے در پر سر اک مغرور گردن کو جھکاتا ہے
خدا جانے جوانی مین کریگا گرمیان کیسی — ابھی وہ رشک مہ خورشید کا پہلو دباتا ہے
ہم اور وہ آپ کر لیتے ہین باہم کام ساقی کا — ہم اسکو مے پلاتے ہین وہ ہمکو مے پلاتا ہے
کدھر لیجائیگا کس دشت کے کانٹون کو روندیگا — الٰہی خیر کرنا پھر مرا تلوا کھجاتا ہے
گئی تاب و توان اب زور شور ناتوانی ہی — زبان تک آہ آتی ہی نہ نالہ لب تک آتا ہے
ستم کرتا ہی چرخ سفلہ پرور اہل غیرت پر — جو کانون سے نہ سنتے تھے وہ آنکھون سے دکھاتا ہے
اکیلا کیا بنا ہون مین محبت اپنی جانب سے — مثل ہی کوئی بھی اک ہاتھ سے تالی بجاتا ہے
عداوت سے نہین کم دوستی ابنائے عالم کی — جو میرے سر کو سہلاتا ہی بھیجا کھائے جاتا ہے
ہوے جاتے ہین لب ہائے جراحت بند ملنے کے — تو قاتل تیغ کو کس آب شبنم سے بجھاتا ہے
عدم آباد سے تانتا لگا ہی ملک ہستی تک — ادھر سے کوئی آتا ہی ادھر سے کوئی جاتا ہے
نہ ہو آغاز پر نازان مآل کار کو دیکھے — یہ پتلا خاک کا کیون آسمان سر پر اٹھاتا ہے
فلک رفعت تھی جنکی آستان پھرتے ہین گلیون مین — یہ چرخ بے مروت دربدر انکو پھراتا ہے
نظر کرتا ہون گہ لب بام پر گہ در کو تکتا ہون — وہ رشک مہ زمین و آسمان مجکو جھکاتا ہے
اٹھا لونگا اسے اک روز سر پر طیش مین آ کر — سمجھ کر ناتوان مجکو فلک ہر دم دباتا ہے
ترا عاشق ہون چشم قابل نظارہ رکھتا ہون — مین دیکھونگا تجھے تو لن ترانی کیا سناتا ہے
حباب بحر بنجاتا ہی ہر اک عطر کی شیشی — وہ میرا گلبدن دریا مین جا کر جب نہاتا ہے
یگانے زندگی تک ہین عزیز و اقربا اے رند — لحد مین سوئے جیسا جا کر نہ رشتہ ہی نہ ناتا ہے

دگرگون رنگ گلہائے چمن ہے روئے گلگون سے
کٹے جاتے ہین سرو بوستانی قد موزون سے

عجب کیا آئے جو شیرین کی بو فرہاد کے خون سے
انا لیلیٰ کی آواز آرہی ہے گور مجنون سے

زیادہ ہو نہین دیوانہ جنون مین قیس مفتون سے
مری زنجیر بھی بھاری بنے زنجیر مجنون سے

غنیمت جان اے دل وصل کو کر مدعا حاصل
ملا ہے یار خوش اقبالی بخت ہمایون سے

وہ ترک آیا چمن مین میکشی کو جلد او ساقی
لبالب کر دے جام سبز کو صہبائے گلگون سے

وہ دیوانہ ہون سنکر ولولون کو جسکی وحشت کے
عدم کو چلدیے فرہاد و مجنون کوہ و ہامون سے

بڑا دعویٰ ہے سکو خوش قدی کا اپنے گلشن مین
کسی دن سرو کو نا پینگے تیرے قد موزون سے

رخ پرنور سے دعویٰ ہے کاذب صبح صادق کا
شب دیجور شرمندہ ہے تیری زلف شبگون سے

وہ شاعر ہون اگر آجائے میری طبع وقت پر
ہزارون پہلو تازہ نکالون کہنہ مضمون سے

مین دیوانہ ہوا جبسے سنا اس چشم کا شہرہ
نہین کم نرگس جادو کا افسانہ بھی افسون سے

دعا لیلیٰ کی تھی ہردم مرو نہین قیس سے پہلے
مجھے اے موت شرمندہ نہ کرنا روح مجنون سے

خدا کے قہر سے ڈر پھول دولت پر نہ او منعم
خزانہ تیرا کچھ افزون نہین ہے گنج قارون سے

پڑے ہین منھ لپیٹے خاک پر کنج خرابی مین
غرض ہے طاق کسریٰ سے نہ کچھ قصر فریدون سے

جمال یار طفلی سے جوانی مین بہت چمکا
ہوا ہے اور عالم اب تو حسن روز افزون سے

میسر ہوگی وحشت مین زیارت اپنے مرشد کی
ملونگا نجد کے جنگل مین جاکر روح مجنون سے

بھلا شاگرد سے کیا سامنا استاد کا ہوگا
سنا ہوگا ہوا حال ارسطو جو فلاطون سے

بظاہر گرچہ نہین کچھ رند کی اللہ شاہد ہے
عبث وہ بت خفا ہے اپنے شیدا اپنے مفتون سے

ایک صحبت نہ میسر ہوئی تنہائی کی
جی کی جی ہی مین رہی تیرے تمنائی کی

دیکھیے چلکے ذرا عالم وحشت کی بھی سیر
بیڑی کٹ جائے اگر پاؤن سے دانائی کی

دیکھکر طرز روش میرے بت وحشی کی
چوکڑی بھولتی ہے آہوے صحرائی کی

اوپری ہے ترے دیوانہ سے عالم کو گریز
بھاگتے پھرتے ہین پرچھائین سے سودائی کی

جاگتے جاگتے اور کروٹین لیتے لیتے
کٹ گئی یار رے مصیبت شب تنہائی کی

آج دیکھا تجھے مشتاق تھا مدت سے
دھوم سنتا تھا تری خوبی و رعنائی کی

عاشق زار زمانے مین نہ نکلے گا کوئی
دوسرا مجھ سا قسم ہے تری یکتائی کی

پھر ملاقات کا بھی کوئی تو ٹھہریگا طریق
راہ تو نکلے کہین اس سے شناسائی کی

جلوۂ یار ہر اک شے مین نظر آتا ہے
تو نہ دیکھے تو یہ تقصیر ہے بینائی کی

عشق پوشیدہ جو تھا فاش کیا ہر اک پہ
دل بیتاب ٹھہر پہ سے تری رسوائی کی

تو نہ موسیٰ کی طرح ہو جیو مشتاق جمال
بند ہو جاتی ہے آنکھ اسکے تماشائی کی

گور پر کون تھا پانی کا چھڑکنے والا
ابر رحمت نے مری خاک پہ سقائی کی

مرچکا تھا تپ فرقت سے جلایا ہے اگر
سچ تو یہ ہے کہ مرے یوسف نے مسیحائی کی

جب مین سوتا ہون تو سہلاتی ہین تلوے اکثر
خادمین کرتی ہین پریان ترے سودائی کی

دن تو مر مر کے کٹا ہجر مین اسکے اے رند
جھیلنی ہے ابھی آفت شب تنہائی کی

تاب ہر اک آنکھ کب لاتی ہے تیرے نور کی
دیدۂ موسیٰ ہو تو دیکھے تجلی طور کی

ادبری تجکو خدا نے دی ہے صورت نور کی
تیری ایڑی پر کرون صدقے مین چوٹی حور کی

بار عصیان سے خمیدہ ہو گیا ہے قد راست
بوجھ اٹھانے سے کمر جھک جاتی ہے مزدور کی

کسقدر تجکو حسین پیدا کیا اللہ نے
ادبری تجھ پر نہ کیونکر رال ٹپکے حور کی

مے چھٹے گی مجھسے کیونکر بچے کا ہے میرا خمیر
مجکو گھٹی مین پلائی ہے شراب انگور کی

خط کے آتے ہی دیا عاشق کو بوسہ یار نے
شام کا وقت آیا اجرت ملگئی مزدور کی

دعویٰ باطل الوہیت کا تھا فرعون کو
پھر خداوندی کہان جب بندگی منظور کی

دل نہ دے اپنا پریزادون پہ دیوانہ نہ ہو
دیو کی خصلت ہے انمین گو ہے صورت حور کی

جلوہ دیدار کا اک شوخ کے کشتہ ہون رند
میری تربت پر لگانا لوح سنگ طور کی

تیغ یا برق بلا ہے ہاتھ مین خونخوار کے
خون برساتے ہین اکثر ابر اس تلوار کے

دیکھکر بے نور آگے شعلۂ رخسار کے
شمع کو گل کر دیا پروانے نے پر مار کے

فرقت شیرین مین آخر جان شیرین نذر کی
مرگیا فرہاد سر سے اپنے تیشہ مار کے

دیدۂ موسیٰ ہو تو دیکھے تجلائے جمال
دیدۂ بینا ہین کہان لائق ترے دیدار کے

کاوشین مژگان قاتل کی اگر یونہین رہین
مر رہونگا پیٹ مین اک روز خنجر مار کے

کس سے آنکھین لڑتی ہین جو ہے یہ نظارہ شوق
کیون کھلے سینے لگے غرفے سر بازار کے

حسن کے جاتے ہی لی ہر بوالہوس نے اپنی راہ
اب کہاں ہین وہ جو دولت خواہ تھے سرکار کے

لالہ گون خون شہیدان سے پھلڑا تیغ کا
یا شفق پھولی ہی قاتل ابر سے تلوار کے

تم ہی منصف ہو تمھین کیونکر نہ چاہین عشق باز
جسم قابل دیکھنے کے شکل لائق پیار کے

بت پرستی مین جو آیا حق پرستی کا خیال
کہکے بسم اللہ توڑا رشتہ کو زنار کے

قاف مین منگوا کے پریان لو در کھنچواتی ہین عطر
پھول جو باسی اترتے ہین تمھارے ہار کے

حوصلہ ہر بوالہوس کو تا نہ ہو پھر عشق کا
لاش کو تشہیر کا دے حکم گردن مار کے

گرمیان ایسی ہین تو آنکھین لڑائین چاہیے
آفتاب حشر سے روزن تری دیوار کے

چاہو تم سمجھو نہ سمجھو اس سے کچھ مطلب نہین
نیک ہین یا بد ترقی خواہ ہین سرکار کے

عارض سادہ ہوئے خط آتے ہی باغ و بہار
دو ہزار اسکے ہین دو قطعے خط گلزار کے

دیر سے جاتے ہین کعبے کعبے سے آتے ہین دیر
خاک اڑاتے پھرتے ہین جویا مکان یار کے

کوچۂ دلبر مین ہی اسکو بھی ڈر آسیب کا
بچ کے چلتی ہی پری بھی سایۂ دیوار کے

کسلیے کرتا ہی تدبیر مداوا اے مسیح
موت کے لچھن نظر آتے ہین اس بیمار کے

بدمزاجی بے سبب کی کیون اٹھائین وجہ کیا
چاہنے والے ہین کچھ نوکر نہین سرکار کے

ڈر غضب سے بھی جو آمرزش کا ہی امیدوار
نام ہین قہار اور جبار بھی غفار کے

جوش وحشت مین کبھی کرتا ہون صحرا کا جو قصد
آنکھین دکھلاتے ہین روزن یار کی دیوار کے

کیا بھلا سیر چمن کو جائے وہ نازک مزاج
درد سر ہوتا ہی جسکو عطر سے گلزار کے

گردن شارع پہ خون ناحق منصور ہے
حق کہونگا گو مجھے ٹھہرائین قابل دار کے

بوئے عطر آئی دماغ جان معطر ہو گیا
زلفین تیری کیا کھلین حقے کھلے عطار کے

ناتوانی نے لگائے ہین تن لاغر کو پر
سانس کے ہمراہ چلے پارہ ہین دیوار کے

بیستون پہ چلکے اب فرہاد سے کہتے ہین رند
مرچڑا ہین کرکے کیا مالک ہوئے کہسار کے

ہو نہ مایوس ریاضت کا صلہ ملتا ہے
بندگی کرنے سے کہتے ہین خدا ملتا ہے

راہبر کرتا ہی رہزن کا مسافر سے سلوک
خضر سے گور کی منزل کا پتا ملتا ہے

کسطرح ڈھونڈھ نکالین تجھے جویا تیرے
نہ نشان ملتا ہی تیرا نہ پتا ملتا ہے

گل کو فی الجملہ تشابہ کف پا سے ہی ترے
وہ صفائی تو کہان رنگ ذرا ملتا ہے

جس کو دیکھا تری زلفون کا وہ سودائی ہی
جو مجھے ملتا ہی جو یائے بلا ملتا ہے

خاک چھنواتا ہی ہر بار مجھی سے ظالم
آسمان مجھکو ستا کر تجھے کیا ملتا ہے

شال و زربفت مبارک تمھین دولت مندو
مجھکو کمل مین دوشالے کا مزا ملتا ہے

داغ عشق اورون کو دیتا ہی فلک ہی ظالم
مجھے گل کھانیکو لوہے کا توا ملتا ہے

جب سے کی ہی تری خدمت ہین سعادت حاصل
چغد ویرانے مین ڈھونڈون تو ہما ملتا ہے

شیفتہ جب سے ہوئے اس لب شیرین کے رند
پانی پیتے ہین تو شربت کا مزا ملتا ہے

نہ آتا تھا ہستی مین ملک عدم سے
ترا شوق لایا ہی یان مجکو دم سے

محبت ہو زنجیر سے کیون نہ ہم کو
ازل سے ہی وابستہ اپنے قدم سے

گلے مین تمھارے بہت زیب دینگے
ستارون کے بنواؤ کنٹھے کے شمسے

جو دریائے رحمت ترا موج زن ہو
محق عفو کے ہین گنہگار ہم سے

رہے یادگار جہان تا قیامت
سکندر سے آئینہ اور جام جم سے

ترو تازہ کی کشت امید اپنی
ہوئی بہرہ ور فیض ابر کرم سے

وہی ایک ہے نور شاید جلایا
چراغ صنم خانہ شمع حرم سے

سمجھ قبلہ و کعبہ اک اک کو زاہد
یہ بت سب تراشے ہین سنگ حرم سے

خدا تا ابد رکھے آتش کو اے رند
کہ ہی رونق شاعری اسکے دم سے

تیرا تو رنگ سرخ ہی گو میرا زرد ہے
بے درد تجکو کیا جو مرے دل مین درد ہے

دم بھر نہین قرار سدا رہ نورد ہے
جب سے شریک ریگ رواں اپنی گرد ہے

مہندی لگائیے تم تو کرو ہاتھ پاؤن سرخ
صاحب کو کیا غلام کا گو رنگ زرد ہے

کیا اختلاف آب و ہوا ہی زمانے مین
ہین اشک گرم گاہ و گہے آہ سرد ہے

تجھ بن مری نظر مین مبدل ہی رنگ باغ
ہر گل برنگ برگ خزان دیدہ زرد ہے

اگلی سی گرمیان نہین حسن و جمال کی
تھوڑے دنون سے عشق کا ہنگامہ سرد ہے

ہر ذرہ شکل مہر درخشان ہے خاک کا
یارب یہ کس سوار کے توسن کی گرد ہے

قصد بہشت ہی جنگ کو موقوف کیجیے
ہی پیش شب وصال کہ روز نبرد ہے

پڑتی ہے برف بند ہوئی ہے گلی کی راہ
کوچے مین تیرے کھینچتا کون آہ سرد ہے

مرکر بھی ہین رکاب سعادت کے ساتھ ہون
توسن سے آگے چار قدم میری گرد ہے

ملتا نہین پتا تری منزل کا خضر کو
برسون گذر گئے یونہین صحرا نورد ہے

کرنا کسی کو قتل یہ مردانگی نہین
نادان شعار نفس کشی کر جو مرد ہے

آزار کیا ہوا تمھین اے رند عشق مین
آنکھون مین اشک سرخ ہین اور رنگ زرد ہے

ہم حال اپنا انکو دکھائے چلے گئے
لیکن وہ ہم سے آنکھ چرائے چلے گئے

دم بھر مرے تڑپنے کی دیکھی نہ تم نے سیر
دو ہاتھ تیغ کے لگائے چلے گئے

کوٹھے پہ وہ جو چھپ گئے تابوت دیکھکر
ہم بھی کفن مین مُنھ کو چھپائے چلے گئے

اب تو اُٹھایا ہاتھ مرے فاتحہ سے بھی
تربت پہ صرف پھول چڑھائے چلے گئے

آئے تھے اُس سے کہکے نہ آئینگے اب کبھی
لو آج پھر بغیر بلائے چلے گئے

مشتاق انکی باتونکا تھا وقت نزع بھی
بولے نہ کچھ کھڑے کھڑے آئے چلے گئے

ہنستا رہا وہ برق کے مانند اور ہم
آنسو مثال ابر بہائے چلے گئے

برخاستہ دلونکی کہین دل لگی نہین
بیگانہ وار بزم مین آئے چلے گئے

تھی مدتون سے ہم سے اور اُن سے بگڑ گئی
اپنی طرف سے بات بنائے چلے گئے

اے رند وقت یاس مین کسی نے دیا نہ ساتھ
آنکھین چرا کے اپنے پرائے چلے گئے

جب تلک یاد رخ و گیسو دل آزار نہ تھی
رات دن جان مصیبت مین گرفتار نہ تھی

دل لگی باغ مین تجھ بن کبھی اے یار نہ تھی
سرو کا قد تھا جو تیرا سا تو رفتار نہ تھی

کٹ گئی ہائے تصور مین رخ انور کے
اک بلا آئی تھی فرقت کی شب تار نہ تھی

کونسا دل تھا نہ تھی جسمین تمنا تیری
کونسی جان تھی جو حسرت کش دیدار نہ تھی

شمع رخسار کا پروانہ ہون تیری جب سے
عشق گلزار مین بلبل بھی گرفتار نہ تھی

نہ لگی صبح تلک میری زبان تالو سے
رات بھر ذکر سے فرصت ترے اے یار نہ تھی

تپش دل کے عوض کاش اجل ہی آتی
زندگی موت سے بدتر مجھے درکار نہ تھی

جنس اچھی تھی خریدار مگر کوئی نہ تھا
میرے یوسف تری یہ گرمی بازار نہ تھی

قد کشی سرو سے کرنی تھی نہ گلشن میں تجھے
حرکت وضع کے تیرے یہ سزاوار نہ تھی

کیوں بُرا حال ہوا کس سے لڑائیں آنکھیں
اسقدر نرگس بیمار تو بیمار نہ تھی

میں بھی دل رکھتا ہوں اے حور بشر ہوں آخر
کہوں کیونکر کہ مجھے حسرت دیدار نہ تھی

رند مشرب تھا جدا تھا ہر اک سے طریق
تم سے کاوش مجھے اے کافر دیندار نہ تھی

دو کیا اسکو جسے تونے لگایا اک وار
سچ یہ ہے برق اجل تھی تری تلوار نہ تھی

پہروں ہی رویا ہوں دم بھر جو ہنسا ہوں گاہے
بزم عالم میں ہنسی مجھکو سزاوار نہ تھی

اوپری سر کو نہیں ٹکرا گئے دیوانے اگر
دیکھ لینا کہ کوئی دم میں یہ دیوار نہ تھی

کیوں جگہ پہلو گل میں اسے دی گلشن میں
ہوا سے وا نظر پرورش خار نہ تھی

قید صیاد سے تب پائی رہائی ہم نے
طاقت اڑنیکی بھی جب تا سر دیوار نہ تھی

تجھ سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
تیرے آگے کوئی ترکیب طرحدار نہ تھی

پھر گئی جانکنے مردہ مجھے سو بار اگر
موت بھی اس تن لاغر کی خریدار نہ تھی

چاہتے تم تو ملاقات بہت آسان تھی
مجھکو مشکل تھی مری جان کٹھن دشوار نہ تھی

آہ کے ساتھ فنا جان کو بھی کر دینا تھا
طاقت ضبط اگر تجھ میں دل زار نہ تھی

قتل منظور ہوا تجکو نہ میرا ورنہ
جان دینی تو بہت سہل تھی دشوار نہ تھی

کوسنے دلکو نہ بھی لاگ ترے مژگان سے
کس کے سینے سے مری جان یہ سنان نہ تھی

آفت ہجر دکھاتا ہی رہا وصل کے بعد
کب یہ عادت تری اے چرخ ستمگار نہ تھی

تم وہ دروازہ کٹی بے سر و پائی میں رند
جو میسر ہوئی پاپوش تو دستار نہ تھی

منقار سے ہزار مشقت سے پر کھلے
یارب نہ یہ خبر مری صیاد پر کھلے

ہے کوچ اس مقام سے کیونکر کمر کھلے
منزل پہ جا کے پہونچوں تو ساز سفر کھلے

ممکن نہیں ہر ایک پہ یہ راز کمر کھلے
وہ مبتدا نہیں کہ یہ جس کی خبر کھلے

خالی نہ جائے وار سروہی کا یار کی
سینہ پہ روک پیٹھ سے جبتک سپر کھلے

افشائے راز عشق میں ہیں سو قباحتیں
کاٹوں زبان اپنی اگر یہ خبر کھلے

صیاد نے یہ کہکے مرے باندھے بال و پر
مقراض سے کٹیں گے اگر اب بھی پر کھلے

حسن و جمال یار کا عالم ہوا دو چند
کیا کیا نہ خال و خط رخ محبوب پر کھلے

زائل ہوئین مزاج سے بالکل جراتین
ہتھیار بند پھرتے ہین اب تو کمر کھلے

ہر بار نام یار کو رٹتا ہون اسطرح
جیسے زبان طفل کسی بات پر کھلے

مقبول و مستجاب ہوئے حضور قلب
نیت درست ہو تو دعا کا اثر کھلے

ہر مرغ اسکے دام محبت کا ہے اسیر
رکھتا ہے صید کو مرا صیاد پر کھلے

سلجھایا اُلجھے بالون کو شانے نے دیر پا
عقدے جو تیری زلف کے تجھے سر بسر کھلے

مشکل پڑی اسیر ہے مدت سے آہن برج
یارب کہین طلسم عناصر کا در کھلے

باقی ہین چند قطرے لہو کے سو چاٹ لے
منھ تیغ یار کا مرے خون سے اگر کھلے

پٹی نہ باندھی تونے جو موباف یار کی
زخم جگر کے ٹانکے پھر اور بخیہ گر کھلے

دیکھا جو روئے یار تو صورت تھی حور کی
بند نقاب کیا کھلے جنت کے در کھلے

دیوانون سے اُلجھتے ہین لڑکے گلی گلی
تختے نہ رکھ دکان کے او شیشہ گر کھلے

کس کام کا وہ حسن نہ ہون جسمین شوخیان
بیکار لفظ جان نہ معنی اگر کھلے

وہ گوش زد ہو تیرے کبھی جو فسانہ ہو
تو گوش ہوش رکھ تو سہی بیخبر کھلے

واقف نہین یہ ہیچدان سر غیب سے
کسطرح مجھپہ حال دہان و کمر کھلے

رخ کی صفا سے خوب نہین ہے مقابلہ
قلعی نہ آئینہ کی کہین شیشہ گر کھلے

بھر آئے خون دیدۂ سوزن مین دیکھکر
لب خشک بخیہ گر کے ہون گر زخم تر کھلے

ماتم سرا ہے یا کہ یہ گلشن ہے عندلیب
گل چاک پیرہن ہے تو غنچہ کے سر کھلے

اپنا ہی عیب ہو تو رہیگا ہمیشہ رند
تیرے بھی عیب تجھپہ اگر بے ہنر کھلے

دلکو کب تک ہجر مین بہلائیے
جی مین ہے کچھ کھا کے اب جائیے

دھوپ دن کی اوس شب کی کھائیے
آستان یار پہ مر جائیے

مجھسے بیہودہ نہ گرمی کیجیے
ٹھنڈے ٹھنڈے آپ گھر کو جائیے

ہم جو کہتے ہین سراسر ہے غلط
سب بجا ہے آپ جو فرمائیے

اٹھ نہین سکتے شب ہجر کے
آئیے اب یا مجھے بلوائیے

دن کو تو تشریف ہم لائے ہو روز
شب کو بھی اکدن کرم فرمائیے

ترک عشق اللہ دیان کر دلا
کسکے کسکے واسطے گل کھائیے

کفر کیون بکتے ہو توبہ کیجئے
جھوٹی جھوٹی بس نہ قسمین کھائیے

کچھ کرو ڈنکا مین بھی اب خدمت مین عرض
چپکے رہیے منھ نہ اب کھلوائیے

دیدۂ سوزن مین بھی بھر آئین اشک
زخم سینے کے اگر دکھلائیے

کی ہے جیسے بیوفائی آپ نے
بالعوض اسکا خدا سے پائیے

ہاتھ پاؤن توڑتا ہون نزع مین
مشکل آسان ہو مری جلد آئیے

ہے فقط آنکھون مین دم باقی رہا
ابتو صورت آنکر دکھلائیے

باغ مین او گل تو نظر آیا کیا
خون بلبل سے تجھے نہلائیے

باغبان دشمن ہے گلچین ہے خلاف
آشیانہ باغ سے لیجائیے

وصل کی شب ہو نہ دے او شمع تو
اس سے ہنسیئے اور تجھے رلوائیے

بن چکین زلفین بھی سر بھی گند چکا
آئینہ آگے سے اب سرکائیے

کوہ و صحرا کی بھی وسعت تنگ ہے
وحشت دل اب کدھر کو جائیے

دل لیا ہے جان بھی درکار ہے
کیا کروگے یار سے لیتے جائیے

خوف رسوائی جو بیداری مین ہو
خواب مین صورت مجھے دکھلائیے

تکتے تکتے آنکھین بھی پتھرا گئین
ابتو پردہ غرفہ کا اٹھوائیے

زور و زر سے جس طرح ممکن ہو رند
آج چلکر اسکو گھر لے آئیے

کیونکر نہ لائے رنگ گلستان نئے نئے
گاتے ہین راگ مرغ خوش الحان نئے نئے

شاعر نئے نئے ہین سخندان نئے نئے
پیدا ہوئے ہین ابتو غزلخوان نئے نئے

دلبر متاع دل کے ہین خواہان نئے نئے
کرتا ہے حسن عشق کے سامان نئے نئے

آسیب عشق سر سے اترتا نہین مرے
لکھتا ہے نقش روز پریخوان نئے نئے

بھاگے تمکو کوئی لگا لے نہ راہ پر
نکلے ہو آج گھر سے مری جان نئے نئے

زور دنیہ ہین جنون کے بدولت ہمارے ہاتھ
ہوتے ہین تار تار گریبان نئے نئے

ہر روز ایک وادی نو سیرگاہ ہے
وحشت دکھا رہی ہے بیابان نئے نئے

کس درجہ تنگ ہون ترے ہاتھون سے اے جنون
لاؤن کہان سے روز گریبان نئے نئے

غم کا گذر ہے گاہ گہے خرمی کا دخل
آتے ہین روز گھر مہمان نئے نئے

صورت سے اک پری کی ہمین عشق تازہ ہی
دیوانے ہم ہوئے ہین سلیمان نئے نئے

ہر مرتبہ زمانے کو ہوتا ہے انقلاب
لاتی ہی سوانگ گردش دوران نئے نئے

ملک عدم ہی یا کوئی نانگون کا شہر ہے
ہر روز وان سے آتے ہین عریان نئے نئے

اک تازہ گل کا سامنا ہوتا ہے ہر برس
دیتا ہی داغ دل پہ گلستان نئے نئے

پابند اک مقام کے ہوتے نہین ہین مرد
شیرون کے واسطے ہین نیستان نئے نئے

اس زلف کے خیال مین آنکھین تو بند کر
دکھلائی دینگے خواب پریشان نئے نئے

کس کسطرح سے چہرہ پہ لہراکے آتی ہے
کرتی ہی ناز زلف پریشان نئے نئے

آٹھون پہر ہی ابتو تباہی کا سامنا
اُٹھتے ہین روز رشک کے طوفان نئے نئے

روئیگا کہنہ سالی مین عہد شباب کو
جب ٹوٹکر نکلینگے دندان نئے نئے

پھرتا نہین وہ دست نگارین کسیطرح
کرتا ہی زور پنجۂ مرجان نئے نئے

کر سیر کشت غور سے جو ذوق شعر ہے
مضمون دکھائیگا مرا دیوان نئے نئے

ہنس ہنسکے بار بار نہ کیونکر دکھائین آپ
نام خدا انکالے ہین دندان نئے نئے

دیوانہ تیرہ ہون کیا میری قدر زندہ
پریان نئی نئی ہین سلیمان نئے نئے

زیبا ہین جعد گیسوے خمدار کے لیے
ہین پیچ و خم ازل سے بت یار کیلیے

تسبیح کے لئے ہی نہ زنار کے لیے
گردن ہی میری خنجر خونخوار کیلیے

منڈلا نہ او ہما تو تن زار کے لیے
یہ مشت استخوان ہین سگ یار کیلیے

تکلیف سیر باغ نہ دو دل گرفتہ ہون
طبع شگفتہ چاہیے گلزار کے لیے

جب معرکے مین عشق کے سینہ سپر کیا
چہرہ پہ وار یار کی تلوار کے لیے

پھانسی لگائی گردن عاشق مین زلف کی
یہ ہی سزا تھی ایسے گنہگار کے لیے

سوسن کا پھول فرط نزاکت سے بنگیا
بوسے کئی جو اس گل رخسار کے لیے

جب آفتاب حشر مین مجکو بٹھائین گے
جھلسونگا تیرے سایۂ دیوار کے لیے

وہ رشک گل جو آج گیا سیر باغ کو
آنکھون پہ بلبلون نے قدم یار کے لیے

او موت تو نہ آئی گلہ تجھ سے رہگیا
سب آچکے عیادت بیمار کے لیے

تو جائے باغ مین تو غبار قدم ترا
سرمہ ہو چشم نرگس بیمار کے لیے

نفرت ہی ایسے غمزون سے اقرار اب کرو
آخر کچھ انتہا بھی ہی تکرار کے لیے

کب سے کھڑے ہین دھوپ مین تکتے ہین دور سے
جلتے ہین تیرے سایۂ دیوار کے لیے

اب کیا رہا ہی باغ مین رہنے دے باغبان
دو چار پھول رونق گلزار کے لیے

صیاد گھات مین ہی الٰہی بچائیو
پھندے لگے ہین بلبل گلزار کے لیے

اچھے ہو بد زبان ہو یا بد مزاج ہو
جو عیب ہی ہنر ہی طرحدار کے لیے

پھر دم لگا نکلنے پھر آئی شب فراق
بحران کا روز پھر ہوا بیمار کے لیے

بیت الحزن فقیر کا شادی کا گھر ہوا
ہی یمن و یمنت قدم یار کے لیے

روئے صبیح و زلف سیہ یاد آتی ہے
کاسہ بھرا ہی شیر سے جبار کے لیے

او ترک مست شوق سے مستانہ چال چل
لغزش قدم کی حسن ہی میخوار کے لیے

دوکانین بند ہونگی جدا راستے جدا
نکلو نہ سیر کو چۂ و بازار کے لیے

تقصیر وار ہوگا کہے گا جو حرف حق
سولی کھڑی ہوئی ہی گنہگار کے لیے

مرجائین تو بھی زاغ و زغن ہو نشوانہون
نغمے ہین عندلیب کی منقار کے لیے

الجھے تھے رند مجھ سے بڑا معرکہ ہوا
ہتھیار چھین رات کو اغیار کے لیے

صحت ہی موت عشق کے آزار کیلیے
بدتر ہی زیست مرگ سے بیمار کے لیے

گل شکل گوش ہی تری گفتار کے لیے
نرگس کو آنکھ دی تری دیدار کے لیے

بند آنکھین تھین تصور دیدار کے لیے
جاگا کیا مین دولت بیدار کے لیے

ٹھلائیگا وہ گبر و مسلمان کو دھوپ مین
ہی ایک حکم کا فرو دیندار کے لیے

جھپکے پلک پلک سے نہ ایدل تمام رات
رتبہ بڑا ہی مردم بیدار کے لیے

ہی جان گسل تصور رخ سے بھی یاد زلف
بھاری ہی رات دن سے بھی بیمار کے لیے

اللہ ری کسادی بازار مصر حسن
یوسف کو ہی تلاش خریدار کے لیے

تیری طرف ہی گبر و مسلمان کی بازگشت
مرجع تو ہی ہی کافر و دیندار کے لیے

قطرے عرق کے ابرو پہ ہین پوچھ ڈالیے
چھالونکا ہونا عیب ہی تلوار کے لیے

مرتے ہین لوگ دولت دنیا کیواسطے
کتون کیطرح لڑتے ہین مردار کے لیے

روز قیامت آج ہی سمجھو دکھاؤ شکل
وعدہ کرو نہ حشر کا دیدار کے لیے

جو چاہے آج کر لے عمل پر یہ یاد رکھ
سیخ کباب پر بطے کو چڑھا شتاب
کرتا ہی نیک و بد کی برابر وہ پرورش
مجنون عشق کو ہی عبث پند واعظو
دوزخ مین بھیجے مجھے چاہے بہشت مین
اک ماہ چاردہ کے تصور مین صبح ہو
اترا کسی طرح سے نہ آسیب کوئے یار
دولت سرائے یار کو روتا ہون کر کے یاد
کرتے ہین پانچ وقت ملک آ کے وان سجود
اے حاجیان کعبہ تمھین حج نصیب ہو
رہتے ہین اب تو شاہ نشینون مین وہ فقیر
پشتارۂ گناہ نہ باندھ اپنی پیٹھ سے
اصلا نہین دہن مین ترے جائے گفتگو

اکدن جزا کا بھی ہے گنہگار کے لیے
ساقی گزک ضرور ہی میخوار کے لیے
وان ایک مرتبہ ہی گل و خار کے لیے
ہی حکم شرع مردم ہشیار کے لیے
یہ اختیار ہے مرے مختار کے لیے
کیا خوب مشغلہ ہی شب تار کے لیے
پھوٹے نکے فتیلے سایۂ دیوار کے لیے
در کے لیے کبھی دیوار کے لیے
کیا مرتبہ ہی سنگ در یار کے لیے
ہم جائین طوف کوچۂ دلدار کے لیے
محتاج تھے جو سایۂ دیوار کے لیے
کھٹکا ہی راستے مین گرانبار کے لیے
یون حجتین بہت سی ہین تکرار کے لیے

عاشق ہون زندہ یار کا تقصیر وار ہون
جو چاہے حکم دے وہ گنہگار کے لیے

تصور سے اک شوخ کے گفتگو ہے
یہ کس گل کی باد صبا جستجو ہے
جو بلبل ہی وہ ذکر کرتا ہی تیرا
نہ پایا کوئی تیری الفت سے خالی
سدا چاک رکھتے ہین جیب اسکے شیدا
رخ یار کی سمت کو منھ پھرا ہے
ہوا پھر گئی چار دن مین چمن کی
چمن مین بھی گل جا کے دیکھا گلون کو
دلا منتظر کس کے جلوے کا ہے تو
وہ ترک آئیگا ہی جو گل جام بر کف

خیالی ہی تصویر یان رو برو ہے
جو آوارہ تو در بدر کو بکو ہے
ہر اک گل مین او رشک گل تیری بو ہی
جسے دیکھتا ہون تری جستجو ہے
گریبان گل مین کہین بھی رفو ہے
مری لاش مقتل مین بھی قبلہ رو ہے
نہ اب گل مین رنگت نہ غنچہ مین بو ہے
نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے
جو بیٹھا ہی یان اور نظر چار سو ہے
لیے دوش پر غنچہ کیسے سبو ہے

جوانی مین کچھ علم پیدا کرے گا
ابھی طفل ہی شوخ ہی تند خو ہی

نہایا تو جس آب سے عطر ہی وہ
ترے میلے کپڑون مین یوسف کی بو ہی

جو شیرین ہی تو مین ہون فرہاد تیرا
مین دیوانہ ہون گر پریزاد تو ہی

خفا ہو کے آئینہ کیون توڑتا ہی
ترا عکس ہی جو ترے روبرو ہی

مرے ساتھ کر زمزمے آ کے بلبل
یہ حیلہ بھلا کیا کہ درد گلو ہی

مین سنتا ہون خاموش کافر کی باتین
کہ کیا طرز تقریر کیا گفتگو ہی

کمر کو تری پیچ کیونکر کہون مین
رگ گل نہین ہی تو باریک تو ہی

اثر کچھ کیا آہ نے میری شاید
مکدر جو کل سے وہ آئینہ رو ہی

رولاتا ہی یہ مصرع درد اے رند
جدھر دیکھتا ہون اُدھر تو ہی تو ہے

گل کسی شمع رو پہ کھا بیٹھے
دل کو پروانہ سان جلا بیٹھے

مرے منھ پر ہوائیان چھوٹین
چاندنی مین اگر وہ آ بیٹھے

تولنا تیغ کا عبث ہر بار
جو لگانا ہو لگا بیٹھے

ہی وہ قسمت فقیر ہو جاؤن
میرے سر پر اگر ہما بیٹھے

رکھ دیا سر کو پائے قاتل پر
مرتے مرتے بھی جی جلا بیٹھے

جذبۂ دل نے کیا تمھین کھینچا
بے بلائے جو پاس آ بیٹھے

راہ اُلفت مین رکھا بعد قدم
سر سے ہم پہلے ہاتھ اُٹھا بیٹھے

لگ چلا ہی تو پھر نہ رکیو دلا
ٹیڑھی سیدھی جو وہ سُنا بیٹھے

کشتگان وفا شہید ہوئے
اب پڑھین آپ مرثیا بیٹھے

خاک ہو کر اگر اُٹھین تو اُٹھین
اب تو در پہ تمھارے آ بیٹھے

نکلیے گھر سے طالب دیدار
راستون مین ہین جا بجا بیٹھے

ق

بوسۂ خط طلب جو مین نے کیا
خال رُخ کو بھی وہ چھپا بیٹھے

مُہراب کو لبون پہ ہونے لگی
دولت حسن جب لٹا بیٹھے

سبز رنگت پہ اس پری کے رند
کیا عجب ہی جو زہر کھا بیٹھے

رخ سے پردہ اٹھا دیا کس نے
جلوۂ حق دکھا دیا کس نے

شعلۂ رخ دکھا دیا کس نے
سر سے پا تک جلا دیا کس نے

خواب میں سوتا تھا میں یار کے ساتھ
آنکھیں پھوٹیں جگا دیا کس نے

اشک کی طرح اٹھ نہیں سکتا
یون نظر سے گرا دیا کس نے

تہمت بوسہ رکھ کے روٹھے کیون
کس نے صاحب لیا دیا کس نے

ناز و غمزہ سے تو نہ تھا آگاہ
چار دن مین پڑھا دیا کس نے

کس کے صدقہ مین مرتبہ پایا
یہ شرف او ہما دیا کس نے

اٹھ نہین سکتا مثل نقش قدم
خاک مین یون ملا دیا کس نے

لوگ کہتے ہین دل دیا ناحق
چھین کر لے لیا دیا کس نے

گال دکھلا کے آئینہ سے صاف
مجھکو حیران بنا دیا کس نے

ایک ہچکی کبھی نہین آتی
اپنے دل سے بھلا دیا کس نے

شب کو پیکر شراب مستی مین
پردۂ شرم اٹھا دیا کس نے

رخ سے رخسار سینہ سے سینا
لب سے لب اسکو ملا دیا کس نے

داغ دل ہیرا مثل شعلۂ طور
جل رہا تھا بجھا دیا کس نے

یہی کہہ کہکے رند روتا ہون ؂
آنکھین پھوٹین جگا دیا کس نے

ہین انوکھے چلن یار کے دنیا سے نرالے
لو دیکھتے ہی دیکھتے کیا پاؤن نکالے

جان پر نہین ہوتا ہے جسے ڈستے ہین کالے
اللہ کبھی پیچ مین زلفون کے نہ ڈالے

پر آبلہ ہے سوز جدائی سے سراپا
دیکھے تو کلیجے کے دکھاؤن تجھے چھالے

دل سینہ مین بیتاب ہے جان آئی ہے لب پر
اب جان کو روکے کوئی یا دلکو سنبھالے

کیا کہتا ہے ہر بار مجھے قتل کرونگا
اک جان ہے میری اُسے تو لے کہ خدا لے

کیا خستگی حال پر عاشق کے ہو خندان
توبہ کرو واللہ مصیبت مین نہ ڈالے

آنکھین تری مدہوش ہین تنہا ہے مرا دل
دو مست نہ سنبھلین گے اکیلے کے سنبھالے

آغاز محبت مین ہوا ہجر کا بیمار
دل دیتے ہی مجھکو تو پڑے جان کے لالے

جانبر ہو یہ ممکن نہین آزاری فرقت
بیمار اسی طرح سے لیتے ہین سنبھالے

تاثیر کرینگے ترا دل دکھنے لگیگا
پہونچے جو کبھی کان مین عشاق کے نالے

ڈرتا ہون لہو دیکھکے غش آئے نہ تجکو
تلوار لگا شوق سے پر منھ کو پھرا لے

لہراتے ہین وان رخ پہ پیچان ڈستے ہین دلکو
زلفین نہین دو سانپ ہین یارنے پالے

رو رو کے جنازے پہ مرے عشق پکارا
تم آپ چلے مجکو کیا کس کے حوالے

تیزاب کا شیشہ ہی ہر اک آبلۂ پا
جنگل مین لگی آگ جو پھوٹے کبھی چھالے

سوتا ہی اسے اوڑھکے وہ گلبدن اکثر
قربان کیے تھے مرے کملی پہ دوشالے

جب یاد کیا ہی تجھے اے غیرت شمشاد
بھر بھر دیے ہین آنسوؤن سے باغین تھالے

اس بت کو اثر ہو کہ نہ ہو اس سے غرض کیا
اے نالۂ دل عرش معلے تو ہلا لے

اے دل ہدف تیر نگہ پھر کیا تو نے
اگلے ہی مرے زخم جگر تھے ابھی آلے

خدمت تھی تجھے دشت نوردی کی پس قیس
عہدہ یہ کسے ہوگا مرے بعد حوالے

ایک ایک سے دلچسپ ہی جو عضو بدن ہی
یارب یہ طرحدار ہین کن سانچونکے ڈھالے

دیندار ہون عزت مری رکھنا تو الٰہی
دل پڑ گیا ہی اک بت بے پیر کے پالے

کیون رند کے دیوان کی کرین قدر نہ عاشق
اجزا ہین یہ سب علم محبت کے رسالے

ہین دلکو رو چکون کہ یہ دل مجکو رو چکے
یارب جو کچھ نصیب مین ہونا ہی ہو چکے

جان پیشکش کی عشق کے دل نذر غم کیا
رکھتے تھے ہم بساط مین جو کچھ سو کھو چکے

سنتے ہین حشر ہوئیگا پھر بعد خواب مرگ
کھٹکا ہین سنتے یہ قیامت بھی ہو چکے

جز اشک انہین خواب کا آنا خیال ہے
آنکھین اگر یہی ہین تو بھر نیند سو چکے

کھویا ہمارے ہاتھ سے دکھلا کے شکل یار
چشم پر آب دلکو بھی آخر ڈبو چکے

صدمے شب فراق کے کب تک اٹھائیے
اب ہم ہی مر چکین نہین یا صبح ہو چکے

رونے سے بھی مٹا نہ لکھا سر نوشت کا
ہم اشک سے کبھی اپنے نوشتے کو دھو چکے

گل بھی دیا تو وہ جسے کہتے ہین داغ دل
جب خار خار غم کو جگر مین چبھو چکے

جام فنا پلا بھی چکے ساقی اجل
پیمانہ میری عمر کا لبریز ہو چکے

اے عشق اب تو یار سے ہنسنا نصیب ہو
راتون کو ڈھاٹا ٹھانکے منھ خوب رو چکے

بیماری فراق مین کیا زیست کی امید
اپنون سے لے پرائے تلک مجکو رو چکے

شاید بہت سا روؤن تو کم ہو غبار دل
دو چار اشک گرد کدورت کو دھو چکے

خواب و خیال نیند کا آنا ہے ہجر مین
سونا تھا جو وہ وصل مین اے یار سو چکے

اک سنگ دل صنم کے اٹھایا کیے ہین ناز
اس عشق مین پہاڑ کے پتھر کو ڈھو چکے

یہ کہکے اپنے طالع خفتہ جگاؤن گا
چونکو خدا کیواسطے بس خوب سو چکے

طوفان بحر عشق مین کب سے تباہ ہی
اب ناخدا کہین مری کشتی ڈبو چکے

اس کشت مین وہ دانۂ آفت رسیدہ ہون
بجلی گرے وہین جو زمیندار بو چکے

اک قطرۂ عشق کا بھی ملا یا تبرکاً
باران غم سے جیب گل آدم بھگو چکے

کودک مزاجیون پہ جوانون کے دل نہ دو
اے رند اب لحاظ کرو پیر ہو چکے

نہ انگیا نہ کرتی ہے جانی تمھاری
نہین پاس کوئی نشانی تمھاری

ہوئی رند تو زندگانی تمھاری
یہی ہی اگر ناتوانی تمھاری

زیادہ ہوئی یاد جانی تمھاری
غرض قہر ہے مہربانی تمھاری

نہ بھولونگا ہرگز نہ بھولا ہون ابتک
عنایت کرم مہربانی تمھاری

شبیہ آپکی کھینچ دے گا یہ مانا
ادا کس طرح کھینچے مانی تمھاری

تباہ و خراب اک جہان کو کیا ہی
خدا کا غضب ہی جوانی تمھاری

وہی کہہ رہا ہون جو فرماتے ہو تم
مری گفتگو ہے زبانی تمھاری

برابر سمجھتے ہو غیرون کے مجکو
زہے مہربان قدردانی تمھاری

دل و دیدہ لپکا ہی پھنسنے کا تمکو
کہانتک کرون پاسبانی تمھاری

بس اب شکل دکھلاؤ بیجا ہی غمزہ
بہت سن چکے لن ترانی تمھاری

عدم کو چلا لیکے داغ محبت
دکھاؤن گا سب کو نشانی تمھاری

کیا امتحان میرا سو معرکون مین
وہی ہی مگر بدگمانی تمھاری

جگا کر دل زار نے ہجر کی شب
سحر تک کہی ہی کہانی تمھاری

برا گر نہ مانو تو سچ سچ مین کہدون
تم اچھے بری بدزبانی تمھاری

کرم کیجیے آیئے حضرت عشق
ہی خون جگر مہمانی تمھاری

عبث بے سبب بے جہت روٹھتے ہو
یہی تو بری خو ہی جانی تمھاری

بھلا تم ہی منصف ہو للہ بولو
وہ کیا بات تھی جو نہ مانی تمھاری

وہ پیری مین بھی رند دیکھے اب آکر
جسے یاد ہووے جوانی تمھاری

غل نہ کر مرغ قفس سویا ہی صیاد ابھی
کوئی سننے کا نہین نالہ و فریاد ابھی

لطف پرواز گلستان ہی مجھے یاد ابھی
دل قفس مین نہین لگتا مرا صیاد ابھی

بے ستون پر ہی وہی نشو و نمائے لالہ
رنگ دکھلاتا ہی خون سر فرہاد ابھی

دل مین رہجائے تڑپنے کی نہ حسرت باقی
تہ دام اور پھڑک لینے دے صیاد ابھی

جو یہی غمزۂ خونریز کی سفاکی ہے
تہلک آئیگی کس کس کی نہ فریاد ابھی

آدمی ہون تو اُتارونگا اُسے شیشہ مین
نہین تسخیر مین گرچہ وہ پریزاد ابھی

آپکے حکم کو ٹالون مین عیاذاً باللہ
کاٹ دون سر کو اگر کیجیے ارشاد ابھی

روکتا کیون ہی جو منظور ہی تخفیف جنون
خون فاسد تو نکل لینے دے فساد ابھی

جو یہی کجروشی ہی یہی انداز خرام
کتنے گھر ہووینگے ان چالون سے برباد ابھی

عشق ڈالے گا ترے سر پہ نہ کیا کیا آفت
اسقدر ہو نہ ہراسان دل ناشاد ابھی

سخت جان ہون نہین خط بھی مری گردن پہ پڑا
مجھ سے منہ موڑ نہ او خنجر جلاد ابھی

آجتک دوسرا نقشہ نہین تجھسا کھینچا
محو صورت ہی ترا صانع ایجاد ابھی

کھینچی ہی ابھی تصویر مین اس بت کی کمر
کار نازک مجھے درپیش ہی بہزاد ابھی

ڈالی کیون سر پہ ترے کوہ کنی کی آفت
پیار کرتی نہین شیرین تجھے فرہاد ابھی

حق بجانب ہی اگر قدر نہ کی پر کاٹے
عادتون سے مری واقف نہین صیاد ابھی

دام مین پھنسکے پھڑکتی ہی عبث او بلبل
بال و پر نوچ کے رکھدیگا صیاد ابھی

شک نہ کر نامری جانبازی مین رشک شیرین
سر سے مارونگا اُٹھا تیشۂ فرہاد ابھی

خوش قدون کی ہی پس از مرگ بھی الفت اے رند
خاک سے میرے اُگا کرتے ہین شمشاد ابھی

منہ نہ ڈھانکو عبث حیا کر کے
نہ چھپو صورت آشنا کر کے

صاف کر قلب اتقا کر کے
دیکھ اس آئینے کو صفا کر کے

کیا ملا عرض مدعا کر کے
بات بھی کھوئی التجا کر کے

خاک اس در کی او مریض عشق
چاٹ جائیے شفا کر کے

حق اسیری کا تیری او صیاد
جاؤنگا وام دام ادا کر کے

پاس دین کفر مین بھی تھا ملحوظ
بُت کو پوجا خدا خدا کر کے

ترک مطلب حصول مطلب ہی
بیٹھ رہ ترک مدعا کر کے

گور مین بھی جگایا زندون نے
حشر سر پر مرے بپا کر کے

صبحدم انفعال عصیان سے
خود پشیمان ہوا دعا کر کے

تیرا او بُت ادا سے شکر کیا
طاعت فرض کو قضا کر کے

پایا ستانے نے نام عقدہ کشا
گرہ زلف یار وا کر کے

ہون وہ طائر اُڑاتا ہے صیاد
صدقے سر پر مرے ہما کر کے

شان روح اللہی دکھاؤ کبھی
لب معجز نما کو وا کر کے

ہجر مین تھی کسے اُمید سحر
رات کاٹی خدا خدا کر کے

نہ ہوا غیر رنج خاک حصول
تجھسے او بیوفا وفا کر کے

پھینکتا ہی وہ لاش کشتہ کی
سر و تن دست و پا جدا کر کے

اور درد جگر نے شدت کی
فائدہ کیا ہوا دوا کر کے

بے وفا تو نے مجکو قتل کیا
پیار ہی پیار مین دغا کر کے

رکھ لیا مین نے کوہ غم سر پر
چلدیے غیر جو صلا کر کے

اُلفت زلف بن گئی پھانسی
جان لی میری دم خفا کر کے

گل کو جامے سے کر دیا باہر
تو نے بند قبا کو وا کر کے

اس سے کرتا ہون مین وفاداری
ہے جو مشہور بیوفا کر کے

عذر ہی بد تر از گناہ یہی
معذرت خواہ ہون خطا کر کے

کیا لگا ہاتھ جز سیہ روئی
خون عشاق اے حنا کر کے

چلے جاتے ہین دم بخود خاموش
اک صدا تیرے بینوا کر کے

قدر میری سمجھے نہ کبھی صیاد
ہاتھ ملتا ہی کیون رہا کر کے

کس کا پیرو ہو شاعری مین رند
خواجہ آتش کو پیشوا کر کے

اے پری ہین ترے دیدار کے خواہان کتنے
رہتے ہین آٹھ پہر کوچے مین نالان کتنے

گھر کے گھر کردیے اس عشق نے ویران کتنے
کچھ سسکتے ہین تڑپے جان بہ بیجان کتنے

جور صیاد سے گلشن ہوئے ویران کتنے
آشیان چھوڑ گئے مرغ خوش الحان کتنے

ہوگئی باتون ہی باتون مین شب وصل سحر
رہ گئے دل مین مرے حسرت و ارمان کتنے

کسطرح آؤن مجھے کاہے کو آنے دینگے
نئے نوکر ہوئے ہین آپکے دربان کتنے

تہمت وصل اگر عشق مین لگتی ہے لگے
ایسے ایسے نہ بندھینگے ابھی بہتان کتنے

مین ہی تنہا نہین کچھ ہونٹھ چباتا اپنے
حسرت بوسہ مین لب ہین تہ دندان کتنے

پاؤن پڑتی ہی عبث آبلہ پائی میری
ابھی طے کرنے ہین پرخار بیابان کتنے

جنہ خونخوار ہین مدت سے ہمارے درپے
دشمن دل ہین کئی جان کے خواہان کتنے

مرگیا ہون مین کسی روئے مخطط کے لیے
ختم کروانا مرے نام پہ قرآن کتنے

کب سے غل کرتے ہین کوچے مین ذرا بام پہ آ
پا بزنجیر کیے چاک گریبان کتنے

خط نوخیز کے دوچار تو سودائی ہین
ہین رخ و زلف کے حیران پریشان کتنے

توڑکر بیڑیان دیوانون نے لی دشت کی راہ
فصل گل آتے ہی خالی ہوئے زندان کتنے

اشک جو چشم سے نکلا وہ ہوا رشک محیط
ایک ایک قطرے سے برپا ہوئے طوفان کتنے

یاد آئینۂ رخ نے تو بنایا حیران
دیکھون جھنکوائے کنوئین چاہ زنخدان کتنے

ماہ کنعان کی زلیخا ہی فقط گاہک تھی
ہیر سے یوسف ترے موجود ہین خواہان کتنے

ربط ہے کافر و دیندار سے یکسان مجکو
کتنے ہندو مجھے کہتے ہین مسلمان کتنے

پھر جنون کپڑے لگا پھاڑنے پھر آئی بہار
اڑ گئے چیتھڑے ہو ہو کے گریبان کتنے

کوچۂ یار مین اے رند بقبول غافل
تشنۂ خون ہین مرے گبر و مسلمان کتنے

الفت نہ کرون گا اب کسی کی
دشمن ہوا جس سے دوستی کی

حالت کہون اپنی بیخودی کی
دل دیکے سنو جو میرے جی کی

اول اول بھلائیان کین
آخر آخر بہت بڑی کی

مصروف ہے سینہ کوبی مین دل
آتی ہے صدا دھڑا دھڑی کی

الفت پہ تیری خاتمہ ہے
اب لے لے قسم تو عاشقی کی

کرتے رہے اختراع آپ بھی
تقلید نہ کی کبھی کسی کی

رونے پہ مرے ہنستے ہین آپ
ہنس لیجیے بات ہی ہنسی کی

کیونکر نہ فریفتہ ہوا انسان
تن حور کا شکل ہی پری کی

شیرین دہنو نہین ہے زیبا
تم باتین کرو نہ پھیکی پھیکی

دیوانہ ہوا ہون اک پری کا
تقصیر یہ ہی تو واقعی کی

بے یار ہے دل کباب ساقی
تکلیف نہ کر تو مے کشی کی

آنکھین لڑین تجھ سے مین ہوا قتل
ان ترکون نے جنگ زرگری کی

کہنے دو وہ بدی جو کرتے ہین غیر
سنتا نہین رند وہ کسی کی

نظر چڑھا کوئی رشک قمر کئی دن سے
جو پھر چمک گئے داغ جگر کئی دن سے

نہان ہے مجھ سے وہ رشک قمر کئی دن سے
جہان سیاہ ہے پیش نظر کئی دن سے

نہین ہے نام بھی آنسو کا خاک اڑتی ہے
ہوئی ہے خشک مری چشم تر کئی دن سے

گلا مین کاٹ چکا جب تو ہاتھ ملتے ہو
خبر نہ کی تھی تمھین پیشتر کئی دن سے

بنا ہے گو سے یہ چوگان تیغ قاتل کا
اسی سبب سے تھا دوران سر کئی دن سے

یہ فکر وصف دہان و کمر مین غرق ہون مین
نہین مجھے سروپا کی خبر کئی دن سے

مزاج گل سے مگر ناموافقت آئی
رکی رکی ہے نسیم سحر کئی دن سے

بہا ہی کرتے ہین دریا کی طرح شام و سحر
ڈبو رہی ہے مجھے چشم تر کئی دن سے

جو حال پوچھے وہ عیسے مرا تو کہہ دینا
زیادہ ہے اسے درد جگر کئی دن سے

نہ منع کر ترے قربان صدقے ہونے دے
پھرا نہین مین ترے گرد سر کئی دن سے

تڑپ مین ہجر کی شب چوٹ لگ گئی شاید
لہو اگلتا ہے زخم جگر کئی دن سے

جھڑی کی طرح سے باندھا ہے تار اشکون کا
ہر اک مژہ ہے رگ ابر تر کئی دن سے

سحر جو ذکر ہے رخ کا تو شام کاکل کا
یہی وظیفہ ہے شام و سحر کئی دن سے

رہا کر انکو قفس سے کہ ذبح کر صیاد
پھڑکتے ہین کئی بے بال و پر کئی دن سے

عیان ہے طرز نگہ سے چرائے آنکھ ہو کیون
پھری ہوئی ہے تمھاری نظر کئی دن سے

جواب صاف ملے دیجیے کہ خط کا جواب
گیا ہوا ہے مرا نامہ بر کئی دن سے

نظر پڑا کہین بے پردہ رشک ماہ مرا
اڑا ہوا ہی جو رنگ قمر کئی دن سے

قفس سے جاؤن چمن تک مین کسطرح صیاد
جواب دے چکے ہین بال و پر کئی دن سے

پڑا ہی سابقہ کس کوچہ گرد سے کیون زند
ہین دیکھتا ہون تجھین در بدر کئی دن سے

ناز ہی غمزہ ہی یا اعجاز ہے
سحر ہی افسون ہی یا انداز ہی

وہ بھی آئینہ ہی مشق ناز ہی
چشم بد دور اب تو اور انداز ہی

کیا کرون اظہار سر عشق کا
عاشق و معشوق کا یہ راز ہی

ہین پھڑکتے تو گرفتار قفس
توڑتی پر حسرت پرواز ہی

ہجر کی شب تا سحر اور رشک ماہ
شکل انجم چشم عاشق باز ہی

تو نہ آنا اسکی باتون مین دلا
جھوٹا ہی مکار ہی دمباز ہی

حکم ہی چھیڑین نہ سازندے بھی ساز
کیا مزاج دشمنان ناساز ہی

فتنہ برپا وہ کرینگے صبح و شام
گر یہی شوق خرام ناز ہی

مر بھی جاؤن تو نہ پوچھو جھوٹون بات
واہ مشفق واہ اچھا ناز ہی

پھنسکے پھر میرا نہ مرغ دل چھٹا
پلکین کیا ہین چنگل شہباز ہی

حسن نے پیدا کیے تازہ جلیس
شان محرم آئینہ ہمراز ہی

مار ڈالے وہ یہ پھر زندہ کرے
چشم ہی سحر اور لب اعجاز ہی

گو گھلائے یا جلائے مثل شمع
سوز سے بے یار مجکو ساز ہی

بے پروبالی نے بے غم کر دیا
اب کسے اندیشۂ پرواز ہی

چھیڑے جا مطرب یونہین تو ساز کو
آہین ملتی یار کی آواز ہی

رشک شیرین مین ہون یا فرہاد ہو
جان پر جو کھیلے گا جانباز ہی

مین نہ کرتا عشق کا افشائے راز
اشک پردہ در بڑا غماز ہی

ہم نے دیکھا گر تدبر سے یار کو
سرو قد سا اک بت طناز ہے

آرزوے رخ نکو نہ گئی
عشقبازی کی دل سے خو نہ گئی

ساقیا مے کشی کی خو نہ گئی
الفت ساغر و سبو نہ گئی

تو ہی مغرور ہین ہون بے پروا / تیری وہ خو یہ میری خو نہ گئی
خانۂ یار کا سراغ ملا / رائیگان میری جستجو نہ گئی
خط کے آنے پہ بھی وہی ہے ناز / رنگ گل اڑ گیا پہ بو نہ گئی
قلعی کھلجائے گی یہ خوف رہا / آرسی اسکے رو برو نہ گئی
رشک عیسے مرا گیا افسوس / جان ناکام تن سے تو نہ گئی
سر ٹپکتی ہے گو قفس مین سے / مغز بلبل سے گل کی بو نہ گئی
نہ چھٹا مجھ سے کوچۂ قاتل / مر گیا تو بھی میری خو نہ گئی
آب و گل مین جو تھی وفاداری / خاک بھی اڑکے کو بکو نہ گئی
مرتے دم تک تری تلاش رہی / تا لب گور جستجو نہ گئی
ہونٹھ چاٹا کیا مین تا دم مرگ / لب شیرین کی آرزو نہ گئی
مر گیا پر دماغ سے میرے / نکہت زلف مشکبو نہ گئی
تیز رو تو بھی ہے نسیم مگر / مجھسے آگے نکل کے تو نہ گئی
اشک بہ نکلے وقت رخصت یار / شکر کرتا ہون آبرو نہ گئی
سینے تک آکے پھر گئی الٹی / نارسا آہ تا گلو نہ گئی
مثل پروانہ جلکے خاک ہوئے / پر تری گرمی شعلہ رو نہ گئی
نہ چھٹی مجھسے خوئے جامہ دری / جیب سے عادت رفو نہ گئی
کب نہ ششدر رہا گلی مین تری / کب نظر میری چارسو نہ گئی
جب نہ تب اک نہ اک بہانہ کیا / تیری بد خو یہ حیلہ جو نہ گئی
عمر بھر شعر عاشقانہ کہے / ہاتھ سے طرز گفتگو نہ گئی

وہ پری شیشے مین اُتاری رند
جو سلیمان تلک کبھو نہ گئی

قرار دلکو ہوا اضطراب کے بدلے / وہ لطف کرنے لگے اب عتاب کے بدلے
طریق یار نے شرم و حجاب کے بدلے / حیا کے پردے ہین رخ پر نقاب کے بدلے
شہید کرنا ہے منظور کس کا قاتل کو / رنگے لہو مین ہین کپڑے شہاب کے بدلے
ملاتا آنکھ ہے ہر قطرہ اسکا طوفان سے / دکھائی دیتے ہین تنور سحاب کے بدلے

نہ ولولے ہین وہ اگلے نہ شورشین ویسی
لیے بڑھاپے نے آ کر شباب کے بدلے

پیے گا مے جو وہ میخوار ساغر گل مین
بھُنے گا سینۂ بلبل کباب کے بدلے

نہ پاؤن توڑتا قاصد کے گر یقین ہوتا
جواب صاف ملے گا جواب کے بدلے

ہوا جو عشق مین مجکو مطالعے کا شوق
کتابی رخ کوئی دیکھا کتاب کے بدلے

وہ بادہ نوش ہون جاتا تھا جب دبستان مین
بغل مین رہتی تھی بوتل کتاب کے بدلے

الٰہی بابۂ خط کا مرے جواب لکھے
وہ آپ ڈاک مین آئے جواب کے بدلے

شہید ناز کا دو روز کیجیے ماتم
ہمارا واقعہ پڑھیے کتاب کے بدلے

خیال یار مین جھپکی نہین پلک ناصح
تمام رات مین جاگا ہون خواب کے بدلے

وہ بت ہے تو کہ ترے رخ کو ہر سحر اے یار
ہنود پوجتے ہین آفتاب کے بدلے

جو ایک گل کو بھی گلچین لگایا تو نے ہاتھ
قلم کرونگا ترا سر گلاب کے بدلے

عوض کباب کے سیے یار دل جلاؤنگا
پیونگا خون جگر مین شراب کے بدلے

الٰہی میکدہ مین موج مے سے طوفان ہو
سبو سبو سے بھرین ساغر حباب کے بدلے

رہے نہ حشر پہ یارب مواخذہ میرا
نہین حساب ہو روز حساب کے بدلے

سوال وصل جو نامے مین مین نے لکھا تھا
جدا کیا سر قاصد جواب کے بدلے

سمند یار جو مجھ سے نکل چلا تو لیے
نشان نعل کے بوسے رکاب کے بدلے

گنہ ثواب سے تبدیل ہونگے مومن کے
ملیگی گور مین راحت عذاب کے بدلے

صنم سمجھ کے لیے بوسے سنگ اسود کے
گناہ ہم سے ہوئے ہین ثواب کے بدلے

اُگے جو خاک سے مجھ مست کی خم کا در
شراب رنج سے ٹپکے شہاب کے بدلے

یہی ہے حال تو صوفی کا حال ہوگا غیر
نہ دیدے تو نے نہ مطرب رباب کے بدلے

سپہر سفلہ نے دیکھا نہ حسن معنی کو
کیا مجھے نظری انتخاب کے بدلے

مرید پیر مغان ہون مری وصیت ہے
دیا شراب سے دین غسل آب کے بدلے

مین تھوکنے کا نہین ہے یہ ساقیا بے یار
پیونگا زہر ہلاہل شراب کے بدلے

معاوضہ نہ کرون قطرۂ عرق سے ترے
جو ایک شیشہ سے کوئی گلاب کے بدلے

مین پیر دیر کو ساقی جواب دے لونگا
گرہ تو سو نیکے بھتا رکھ شراب کے بدلے

نہ دے سکے مرے اعمال کی مکافاتین
ہزار بار فرشتے عذاب کے بدلے

سوال مجھ سے نکیرین جب کرین گے اے رند
ہو الغفور سنین گے جواب کے بدلے

سانس دیکھی تن بسمل مین جو آتے جاتے
اور جلاد نے چرکا دیا جاتے جاتے

خط نے اس عارض رنگین پہ کیا عرصہ تنگ
خار ہین صحن گلستان کو دباتے جاتے

کیا چڑھو گے نہ کسی روز مری گھات پہ تم
آخر اس راستے سے روز ہو آتے جاتے

آتش شوق پہ کرتے ہین یہ کار روغن
اشک گرم اور بھی ہین آگ لگاتے جاتے

آزماتا ہون محبت مین مین ظرف دلکو
درد و غم آہین کہانتک ہین سماتے جاتے

نزع مین تھا مین تمھین منہ سے الٹنا تھا نقاب
آخری وقت تو دیدار دکھاتے جاتے

یک بیک دل سے مٹے حرف محبت کیونکر
لالہ رو داغ ترا جائے گا جاتے جاتے

دل بیتاب شتاب آئیگا قاصد نہ تڑپ
راہ مین دیر لگے گی فقط آتے جاتے

کوچۂ یار مین جانے کا مزاحم ہے کون
خود حذر کرتا ہون اس راہ سے آتے جاتے

اشک آنکھون سے نکلتے ہین بسرخی مائل
چشم بد دور نئے رنگ ہین لاتے جاتے

شمع و گل تربت عاشق پہ نہ لائے نہ سہی
فاتحہ کو تو لیے ہاتھ اٹھاتے جاتے

ہجر کی شب تری فرقت نے دم بند کیا
سانس بھی سینے مین رکنے لگی آتے جاتے

ہوئی دربان تلک اسکے رسائی حاصل
رفتہ رفتہ ہمین اس کوچے مین آتے جاتے

راستہ روک کے کہلونگا جو کہنا ہے مجھے
کیا ملے گا نہ کبھی راہ مین آتے جاتے

آپ مین ہوتے اگر دل ہی پہ قابو ہوتا
کوچۂ یار مین کیون ٹھوکرین کھاتے جاتے

قصد صحرا کا ہے دیوانونکا لڑکے ہین کدھر
راستے والون کو آگے سے ہٹاتے جاتے

مین جبھی دے چکا ہون خط غلامی صاحب
جن دنون آپ تھے لکھ لکھ کے مٹاتے جاتے

ہوتی جاتی ہے عداوت اسے ہم سے افزون
نقش جب آگ مین جون جون ہین جلاتے جاتے

قیس و فرہاد کے قبضے مین ہین کوہ و صحرا
ہم کدھر جوش جنون خاک اڑاتے جاتے

چاہنا ترک کرو یا نہ کرو ہو مختار
نیک و بد اے رند تمھین ہم ہین جتاتے جاتے

رنگت گلون کی باد خزان سے بدل گئی
بلبل اداس ہو کے چمن سے نکل گئی

بغض و حسد سے مہر و محبت بدل گئی
کیسی ہوا کریم زمانے مین چل گئی

دیوانہ وار کیوں نہ پھروں خاک چھانتا
قابو میں وہ پری مرے آکر نکل گئی

رنجک کی طرح ساتھ اڑا رنگ رو مرا
صبح شب وصال کی جب توپ چل گئی

عالم پسند ہو گئی جو بات تم نے کی
جو چال تم چلے وہ زمانے میں چل گئی

وہ شوخیاں کہاں گئیں عہد شباب کی
صورت کے ساتھ خو بھی تمہاری بدل گئی

اب اس مژہ کی دل سے خلش دور ہو گئی
وہ پھانس جو جگر میں چبھی تھی نکل گئی

سوز غم فراق کی اف ری حرارتیں
اولے کی طرح منہ میں زباں تک پگھل گئی

وقت سحر ہوا جو اٹھ کے وہ آغوش سے گیا
ثابت ہوا کہ روح بدن سے نکل گئی

یاد آگئی جو جنبش ابروئے یار رند
بیساختہ چھری سی کلیجے پہ چل گئی

یارب مجھے بلائے وہ یا آپ آملے
مطلب بر آئیں دل کے مرا مدعا ملے

جب گل کو رتبہ آگے ترے خاک کا ملے
کیونکر دماغ پھر ترا گلگوں قبا ملے

ہرگز نہ رکھ فلک سے عنایت کی چشم داشت
خلعت سمجھ کفن کا اگر چیتھڑا ملے

رکھ دیکھو اپنے سامنے یوسف کی بھی شبیہ
کالوٹن میں اپنے ہاتھ جو صورت فزا ملے

جیتا ہوں اور نہ مرتا ہوں درد فراق سے
اب موت آئے یا مجھے عیسے سے شفا ملے

کنعان سے تا بمصر گیا اس تلاش میں
طفل حسین کہیں کوئی یوسف لقا ملے

لازم ہے ہر صنم کے لیے کبر اور غرور
پتھر ہے بت نہیں جو نہ شان خدا ملے

غارت سے آشیانۂ گل کی خبر نہیں
پوچھوں چمن کا حال جو باد صبا ملے

سر پر چڑھایا طرہ کیا ہر حسین نے
کیا طالع رسا تجھے زلف رسا ملے

بٹ جائے ہاتھوں ہاتھ تبرک کی طرح سے
اتری ہوئی جو پاؤں کی تیرے حنا ملے

مرتا ہوں ہجر یار میں کوسا تھا کس نے ہائے
وہ درد ہو تجھے کہ نہ جس کی دوا ملے

ہو برخلاف جب ترا ہر فعل قول سے
پھر تجھ سے خاک دل مرا اے بیوفا ملے

آیا ہوں تنگ اس دل عاشق مزاج سے
دیدوں اگر حسین کوئی دلربا ملے

تلوار کھینچو رند تم اب کوئے یار میں
انبوہ سر کے بھیڑ چھٹے راستا ملے

محبت میں رسوا ہوا چاہتا ہے
وہ یوسف زلیخا ہوا چاہتا ہے

نزول مسیحا ہوا چاہتا ہے
یہ بیمار اچھا ہوا چاہتا ہے

بنے گا یہ گھر رشک قصر سلیمان
گذر اک پری کا ہوا چاہتا ہی

تصور ہی دلکو اُس آئینہ رو کا
میں حیران ہون اب کیا ہوا چاہتا ہی

لگا ہی پتا ناف سے اُس کمر کا
یہ عقدہ بھی اب وا ہوا چاہتا ہی

ترے حُسن کا یار پھیلا ہے چرچا
کوئی دن مین شہرا ہوا چاہتا ہی

تکلم کا ہی قصد اس گلبدن کا
دہن غنچہ سان وا ہوا چاہتا ہی

بناتے ہین گھر چند بلبل کے بدلے
یہ گلزار صحرا ہوا چاہتا ہی

جلاتا ہی مُردے خط سبز اُس کا
خضر اب مسیحا ہوا چاہتا ہی

نکالا ہی قد میرے رشک چمن نے
یہ بوٹا بھی طوبیٰ ہوا چاہتا ہی

مبارک ہو یعقوبؑ کو وصل یوسفؑ
وہ گم گشتہ پیدا ہوا چاہتا ہی

کیا تھا جو اے رشک اقرار تو نے
برابر وہ وعدہ ہوا چاہتا ہی

جدا بحر وحدت سے قطرہ ہوا تھا
سو واصل بدریا ہوا چاہتا ہی

بہت طوف کرتے ہین عشاق جا کر
گھر اُس بُت کا کعبہ ہوا چاہتا ہی

گذرتی ہی اکثر گلی سے تمھاری
پری کو بھی سایہ ہوا چاہتا ہی

کوئی دن مین خوناب ہوکر بہیگا
دل اب یک کے پھوڑا ہوا چاہتا ہی

ذرا ضبط کر ضبط آہ و فغان کو
تو کیون رندؔ رُسوا ہوا چاہتا ہی

بُت کرین آرزو خدائی کی
شان ہی تیری کبریائی کی

ہاتھ پہونچے نہ پاؤن تک اُسکے
طالع بد نے نارسائی کی

یار رستے سے پھر گیا آکر
بخت برگشتہ نے بُرائی کی

بحر خون کی ہین مچھلیان پانچون
اُنگلیان پنجۂ حنائی کی

جو یہی ہین تم سے بیوفا سب لوگ
رسم اُٹھ جائے آشنائی کی

موت آجائے قید مین صیاد
آرزو ہو اگر رہائی کی

لب لعلین کی گر صفت لکھون
سُرخ رنگت ہو روشنائی کی

تیرے کوچے مین بادشاہون نے
سلطنت چھوڑ کر گدائی کی

نہ رلایا داو تسلسل اشک
سمرنین یار کی کلائی کی

رونگٹا تک کہین بدن پہ نہین
انتہا ہو گئی صفائی کی

دیکھے اس غنچے کو گر واعظ
قلعی کھلجائے پارسائی کی

خاک ہو کر نکالا اس کا غبار
اور صورت نہ تھی صفائی کی

بھولا بھٹکا سا آپ پھرتا ہے
خضر نے کس کی رہنمائی کی

دھوم ہی یا سمین غدار و نین
گوری گوری تری کلائی کی

کاسہ زانو کا جام جم ہی مرا
سیر کرتا ہون مین خدائی کی

خط کو منڈوا کے آج اُس گل نے
گلشن حُسن کی صفائی کی

واہ رے حسن ایک رنگت ہی
تن کی اور زیور طلائی کی

آئے تھے ساتھ لیکے نقد حیات
کھو چلے اس کو یہ کمائی کی

مٹ چکین اب کدورتین صاحب
کونسی شکل ہی صفائی کی

فقر مین بھی وہی دماغ ہے رند
بو نہین جاتی میرزائی کی

نظم یکسر اضطراب دل کے مضمون کیجیے
برق کی بھی طرح مین کچھ شعر موزون کیجیے

شعر مین موزون جو وصف قد کے مضمون کیجیے
مصرع موزون کو رشک سرو موزون کیجیے

چشم فتان صنم کو اپنا مفتون کیجیے
بھولجائے سامری جادو وہ افسون کیجیے

مصرع موزون ہی مشفق قد موزون آپکا
سرو کے پیچھے برابر شعر موزون کیجیے

رنگ پان سے ہو گئے ہین صورت یاقوت لال
ما نجکر دانتون کو رشک دُر مکنون کیجیے

دلہین ہی کر دیجیے افشائے راز دوستی
خود بھی رُسوا ہو جیے اسکو بھی مطعون کیجیے

ہی بعینہ ساغر صہبا سے گلگون کا اثر
نشہ ہو جائے جو یاد چشم میگون کیجیے

خون ہو جائے لہو تھوکے کوئی صاحب کو کیا
دست و پا کو آپ منہدی ملکے گلگون کیجیے

قد کشی کر کے چمن مین کاٹیے شمشاد کو
رنگ گل دکھلا کے عارض کو دگرگون کیجیے

چاہتے ہو تم اگر رنگت حنا کی شوخ ہو
پانی کے بدلے شریک آمین مرا خون کیجیے

لیجیے ہم کو جنون گر تو مزار قیس تک
گرد باد آسا طواف گور مجنون کیجیے

قتل سے عشاق کے قاتل کو مانع ہی حیا
غمزۂ سفاک کہتا ہی یہی خون کیجیے

بال و پر جلجائین مرغ نامہ بر کے ہو کیا اب
سوز دل کے گر رقم دو چار مضمون کیجیے

لطف فرمایا عنایت کی قدم رنجہ کیا
رات کو رہجایئے تو اور ممنون کیجیے

چہرۂ رنگین دکھا کر رنگ گل کو کاٹیئے
وا ذرا بند نقاب روئے گلگون کیجیے

اپنی تصویر اور مری اک صفحہ پر کھچوایئے
آپ لیلی بنیئے اور رند کو مجنون کیجیے

لایئے طوفان جو چشمون سے محیط اشک کا
تو غریق بحر خون ربع مسکون کیجیے

نقش زر سے کیجیے تسخیر جس دن چاہیے
کیجیے سحر اس پر پڑھ پڑھ نہ افسون کیجیے

کیا تکلف ہے اگر تیشے سے کاٹا کوہ کن
کوہ سے ٹکرایئے سر کو تو ہامون کیجیے

اس لب لعلین پہ قربان کیجیے یاقوت کو
صدقے ان دانتون پہ سلک در مکنون کیجیے

سر پہ لیجانا نہین ہمکو اٹھا کر زیر خاک
جمع کر کے مال کو کیا مثل قارون کیجیے

گر اثر باقی رہے سرگشتگی کا بعد مرگ
گنبد مدفن کو گردان مثل گردون کیجیے

دلولے جوش جنون کے گر ابھی دکھلایئے
ہوش پران سر سے تیرے افلاطون کیجیے

اس خرابے مین نہ صلا چھوڑا بھی چاہیے
چشم عبرت گر ہوے قصر فریدون کیجیے

وصل مین تا چند بیٹھے رہیے پابند حیا
شوق سے حد ادب سے پاؤن بیرون کیجیے

مبتدی ہم گرچہ شاگردان آتش ہین ہین رند
منتہی کے ہوش اڑین پیدا وہ مضمون کیجیے

چھپنی او مہروش تجکو نہ دہانی چاہیے
چاند مکھڑا ہے دوپٹہ آسمانی چاہیے

سرخ ہو جائے یہ روئے زعفرانی چاہیے
رنگ لائے کچھ شراب ارغوانی چاہیے

موے سر گرنے لگین تن پر گرانی چاہیے
اب دکھائے زور اپنا ناتوانی چاہیے

رو کے کیون کھوتا ہے اے یعقوب تو چشم کو
پھر ملیگا آکے یوسف زندگانی چاہیے

منکشف ہمپر ہوا شب کو فروغ شمع سے
نام روشن کرنے کو آتش زبانی چاہیے

گر یہی ہر دم کا ضبط نالہ ہائے گرم ہے
پھونک دے قلب و جگر سوز نہانی چاہیے

آشیان بندی کا کچھ سامان مجھے درکار ہے
خار و خس تھوڑے سے او باد خزانی چاہیے

ہون وہ بلبل نخل ماتم پر نشیمن ہے مرا
زمزمونکے بدلے مجکو نوحہ خوانی چاہیے

گر یہی شرم و حجاب یار کا عالم رہا
حشر کے دن بھی سنانی لن ترانی چاہیے

گردش گردون نے مجکو مار ڈالا پیس کر
شامیانہ گور پہ بھی آسمانی چاہیے

غم نہ کھا جانے دے او بلبل جو جاتی ہے بہار
فصل گل پھر دیکھ لین گے زندگانی چاہیے

فی الحقیقت دیکھیے تو لازم و ملزوم ہین
گل سی صورت کے لیے غنچہ دہانی چاہیے

حوصلے سے کی فزون خدمتگزاری آپکی
بندہ پرور اب تمھاری قدردانی چاہیے

زندگانی تاقیامت ہو مبارک خضر کو
یان کسے او موت عمر جاودانی چاہیے

اپنے سایہ مین بچانا آفتاب حشر سے
ابر رحمت اتنی تیری مہربانی چاہیے

نذر خون دل کرون یا پیشکش لخت جگر
حضرت عشق آئے ہین کچھ میہمانی چاہیے

گر لپٹین یوماً فیوماً حسن روزافزون بڑھے
دھوم پڑ جائے تری محبوب جانی چاہیے

ہے یقین اک روز اڑ جائے پھڑک کر دام سے
داغ دیجائے یہ طاؤس جوانی چاہیے

طرۂ زیر سر پہ باندھونگا کبوتر کے ضرور
نامہ بر ہدہد ترا بلقیس ثانی چاہیے

کھینچیے بیٹھے شبیہ یار ہین جس دم کمر
موقلم ہووے وہان دست مانی چاہیے

ہے یقین چھوڑین کسیدن پھر وہ کاکل دوش پر
پھر بھی نازل ہو بلائے آسمانی چاہیے

آنے جانیکی گلی تک یار کے طاقت ہے
زور اتنا پاؤن مین او ناتوانی چاہیے

ہون وہ مجنون گر نگاہ جذب سے دیکھون اُسے
خشک ہو جائے ابھی دریا کا پانی چاہیے

فرد ہے بیمثل ہے یکتا ہے تو اے رشک حور
جن و انسان مین نہ نکلے ترا ثانی چاہیے

وہ بھی ہو شوق ہم آغوشی مین خم مثل کمان
پیر کردے طفل کو تیری جوانی چاہیے

پاؤن پر سر آرہے جھک کر جو فرط ضعف سے
بار لائے کچھ نہال ناتوانی چاہیے

جانکیان آغاز سے بہتر ترا انجام ہو
شوخ ہو طفلی سے بھی حسن جوانی چاہیے

دانت کھٹے اہل عالم کے ترش روئی کرے
ہونٹھ چٹوائے تری شیرین ادائی چاہیے

بار بار اپنے پسینے مین بجھاتا ہے وہ رند
تیغ ابرو کا کڑا ہو جائے پانی چاہیے

ہر نظر جو اک بت بالا بلند ہے
ہر مد آہ صورت طوبا بلند ہے

بوٹا سا ہے نہ پست نہ اتنا بلند ہے
کچھ شاخ گل سے وہ قد رعنا بلند ہے

گو خاکسار خلق مین رتبہ بلند ہے
سید ہین خاندان ہمارا بلند ہے

کیا پست فطرتون کی رسائی ہو تم تلک
واقف ہو کین دماغ تمھارا بلند ہے

یارب تو پار کیجیو بیڑا بہ حق نوح
پل سے بھی آب موجۂ دریا بلند ہے

کیا آشیانہ پھونکدیا باغبان نے
دن رات آہیں کھینچتا ہوں جسکی یاد میں
ٹھہری نہ بحث مجھسے ابھی اٹھکے پاپ سے
نرگس کے پھول آنکھیں ہیں ابرو ہیں پتیاں
جلتا ہوں سوز عشق سے خاموش مثل شمع
کرتا ہے شہسوار کوئی نیزہ بازیاں
چھالے پڑینگے سر سر انگشت میں مرے
جنت میں ہوگا بانس برابر کوئی درخت
اللہ رے تلاطم امواج بحر عشق
کس پر عذاب ہوتا ہے جو شور الاماں
امیدوار لطف ہے یہ خاکسار بھی
ہے یہ عزیز کلبۂ یعقوب کا چراغ
ساقی کرینگے ترک نہ ہو حق شراب خوار
آتا ہے ہجر میں قد بالا کسی کا یاد
خاک قدم سے مرتبۂ عرش پست ہے
کیا خال و خط کو دیتے ہیں تجھسے مناسبت
دو چار بانس تاڑ سے بھی ہوگا قد دراز
سوز فراق دلکو جلاتا ہے شمع سان

جو دود آہ بلبل شیدا بلند ہے
قامت کشیدہ اک بت بالا بلند ہے
شمشاد سے ترے وہ سراپا بلند ہے
گل سے بھی شاخ نرگس شہلا بلند ہے
ہے میرے لب پہ آہ نہ نالہ بلند ہے
پانسون غبار دامن صحرا بلند ہے
اک شعلہ جائے نبض مسیحا بلند ہے
پھر شلغم اسمین کیا ہے جو طوبا بلند ہے
ہر موج پست تا لب دریا بلند ہے
از فرش تا بعرش معلا بلند ہے
تیری جناب بار خدایا بلند ہے
یوسف کا دودمان زلیخا بلند ہے
جبتک صدائے قلقل مینا بلند ہے
ہر دم زبانسے ہائے کا نعرا بلند ہے
کرسی کا تیری عرش سے پایا بلند ہے
تیرا مقام زلف چلیپا بلند ہے
طوبی حقیقتاً اگر ایسا بلند ہے
سر سے بجائے مو مرے شعلہ بلند ہے

بیمار تھا گذر گیا شاید جہان سے رشد
یہ شور ہائے وائے کا کیسا بلند ہے

فلک نے داغ دیا گلعذار کے بدلے
یہ پہلے خاک تھا پھر جسم تھا ہوا پھر خاک
ہوا سمجھتا اہل جہان سے ہو کر تنگ
دیا ہے دل بیتاب لے کے چھاتی پر
دکھائی ہوتی کسی چشم شوخ کی گردش

عطا فراق کیا وصل یار کے بدلے
بہت سے روپ بھرے غبار کے بدلے
جگہ دی گور نے مجھکو فشار کے بدلے
سل ایک بھاری سی سنگ مزار کے بدلے
فلک نے گردش لیل و نہار کے بدلے

خیال آگیا رخ کا تصور خط مین ،، ،، / گل بہشت ملا مجکو خار کے بدلے
کیا ہی عیش تو مین نے اُٹھائے ایذا کون / غم فراق تو لے وصل یار کے بدلے
شب وصال مین کین بدمزاجیان اُس نے / لڑائیان رہین بوس و کنار کے بدلے
فریفتہ کسی چاہ ذقن کا ہون پس مرگ / کنوئین مین لاش کو رکھا مزار کے بدلے
اس انتظار سے چھٹ جاؤن کاش آجائے / پیام مرگ ہی مکتوب یار کے بدلے

بھڑایا غیرون سے اس طفل شوخ نے اے رند / لڑا پیادون سے اک لے سوار کے بدلے

اُٹھا ہی پردہ فقط اک نقاب باقی ہے / ابھی مزاج مین کچھ کچھ حجاب باقی ہے
ہوا ہی پھر مجھے اُلفت کا حوصلا او دل / کوئی ستم ابھی خانہ خراب باقی ہے
چھٹا نہین ابھی سر رشتہ عشق کا کل کا / ہنوز سلسلۂ پیچ و تاب باقی ہے
ہزار شکر چھٹے قیل و قال دنیا سے / فقط لحد کا سوال و جواب باقی ہے
ابھی خیال نہ چھوڑونگا عشق بازی کا / یہی ہین ولولے جبتک شباب باقی ہے
پلادے بادہ کشون کو اُٹھا نہ رکھ ساقی / صراحی مین کئی ساغر شراب باقی ہے
حلال کرکے وہ کہتا ہے اپنے بسمل سے / تڑپ لے اور اگر اضطراب باقی ہے
جو تمکو آنا ہے جلد آ کے دیکھ لون صورت / فقط دم آنکھون مین مثل حباب باقی ہے
وہ بادہ نوش ہون ساقی نہ جاؤنگا جبتک / کباب سیخ پہ خم مین شراب باقی ہے
ابھی تو خوب برستے ہین میکدے پہ سحاب / چڑھاؤ جام ہوا ہے شراب باقی ہے

وصال یار ہو گیا بے تکلفی سے رند / مجھے لحاظ ہے اس کو حجاب باقی ہے

رہنے نہ دے گا چین سے دم بھر کہین مجھے / لیجائیگا گھسیٹ کے پھر دل وہین مجھے
اعمال ہین یہی تو یہی ہے یقین مجھے / دوزخ مین پھینکدیگی بغل سے زمین مجھے
خط میرے حق مین وحی خدا ہے قدیر ہی / قاصد ہے اس حبیب کا روح الامین مجھے
پر لگ گئے ہین نشہ کے عالم مین ساقیا / مے نے اُڑا دیا ہے کہین کا کہین مجھے
دونو نکا ایک مین ہون زمانے مین یادگار / فرہاد قیس کر گئے ہین جانشین مجھے
باتین تو در کنار ہین یہ بھی نہین امید / یسین تم سناؤ دم واپسین مجھے

قدرت خدا کی غیر کی جانب ہو چشم لطف — جلاد کی نگاہ سے دیکھین حسین مجھے
بے اعتبار آپ کی جانب سے ہو گیا — قرآن اُٹھائیے تو نہ آئے یقین مجھے
جلوت مین اختلاط کا موقع نہ ہو اگر — بلوائے تخلیے مین وہ خلوت نشین مجھے
مضمون تو جھلکتے ہین انجم کیطرح سے — سیر فلک دکھا رہی ہی یہ زمین مجھے
سرکا نہ پاؤن معرکۂ عشق یار سے — شاباش مرحبا ہی ہزار آفرین مجھے
کیا کام سلطنت کے حوالے ہین آپکے — جب مین بلاؤن کہتے ہو فرصت نہین مجھے
ہون شیفتہ کسی کے مین روے صبیح کا — اپنی صباحتین نہ دکھا یاسمین مجھے
کچھ حال اپنے ساعد پر نور کا نہ پوچھ — افعی کی کیچلی ہی چھنی آستین مجھے
وہ اعتبار اُٹھ گئے اب جانبین سے — میرا یقین تمھین نہ تمھارا یقین مجھے
مین بھی تو دیکھون چاند مین تارے جڑے ہوئے — افشان چھڑک کے یار دکھائے جبین مجھے
آزردہ ہو کہ خوش ہو مین کہتا ہون صاف صاف — ہان ہان نہین پسند تمھاری نہین مجھے
اُلفت ہی تیرے کوچے کی مٹی سے لحد کو — مرجاؤن مین تو گاڑیو قاتل یہین مجھے
جیتا رہا مین ہجر مین مرجا نیکی سے ہے جا — او موت تو نے اس سے کیا شرمگین مجھے
یاد آتے ہین کیسے مجھے گورے گورے گال — کانٹو نین کھینچتے ہین گل یاسمین مجھے
اس بوریاے فقر کی توقیر دیکھنا — جھک کر سلام کرتے ہین مسند نشین مجھے
وہ دن گئے کہ جان نکلتی تھی آپ پر — اب کیا گھمنڈ کرتے ہو پروا نہین مجھے

ہین رو سیاہ حشر کو ہون رند رو سپید
دکھلائے نور ماہ یہ داغ جبین مجھے

مطلب ہی کیا جو کرتے ہین وہ پھر طلب مجھے — کھلتا نہین بلانیکا ان کے سبب مجھے
جھنجھلا کے وہ پکارتے ہین جب نہ تب مجھے — آزردگی کا کچھ نہین کھلتا سبب مجھے
گنتے ہو عاشقو نمین عبث اپنے اب مجھے — تمکو غرض نہین ہی تو پروا ہی کب مجھے
در پے نہ ہو جیے نہین منظور اب مجھے — تب کیا ہوا تھا تمکو محبت تھی جب مجھے
کیونکر جیا نہ آجتک اُسکے فراق مین — ہی اپنی زندگی کا نہایت عجب مجھے
مجھپر نگاہ قہر ہو غیرون پہ چشم لطف — ہی مہربانیون سے تمھارے عجب مجھے
تم فرش گل پہ چین سے سوتے ہو صبح تک — اختر شماریون مین گذرتی ہی شب مجھے

دنیا مین بیٹھنے کا ٹھکانا نہین رہا
قہر خدا ہوا ہی تمھارا غضب مجھے

کیا تجھسے چشم لطف کی ظالم ہو چشمداشت
بھولی نہین ابھی وہ نگاہ غضب مجھے

ملوائینگے یہ پھر اسی دشمن سے جان کے
پھر دوست ورغلاتے ہین سبکے سب مجھے

حد ادب سے بڑھ نہ چلا شوق وصل یار
گستاخ کر نہ اسقدر اے بے ادب مجھے

امکان کیا جو الفت گیسو و رخ چھٹے
دیا ہے جو کوئی حاصل چین و حلب مجھے

دیکھا صنم کدے کو جو وحدت کی آنکھ سے
بت ہین دکھائی دینے لگی شان رب مجھے

ممکن نہین کہ جان بچے ہجر یار سے
کھا جائیگا فراق کا رنج و تعب مجھے

سوز دروں سے سلگین گی تا چند ہڈیان
پھونکے جلائے کاش وہ برق غضب مجھے

چندے یہ جبر تھا متحمل فراق کا
یارائے ضبط و صبر نہین ہی پر اب مجھے

بس بس نہ ذکر غیر مرے آگے کیجیے
نام رقیب سنکے چڑھ آتی ہی تپ مجھے

بوسونکی حسرت تو نہین موے سیکڑون رقیب
غیرون کے حق مین زہر ہین شکر وہ لب مجھے

کیا زیست کی امید رکھون مین مریض ہجر
عیسیٰ مرا تو چھوڑ گیا جان بلب مجھے

میرا لگاؤ غیر سے ثابت ہوا انھین
لو بدمزاجیونکا کھلا اب سبب مجھے

جاگین نصیب عاشق خوابیدہ بخت کے
سوئے دو اپنے ساتھ جو اک شب مجھے

میرے پلک کے رونے پہ کیونکر ہنسین نہ آپ
رنج و تعب تمھین ہین کہ رنج و تعب مجھے

ساقی امیدوار ہون تیرے کرم سے آج
جتنی کھنچے شراب ملے سبکی سب مجھے

مجنون کہایا عشق مین وہ رند مین ہوا
وہ قیس کو خطاب ملا یہ لقب مجھے

قابو سے غیر کے ممکن نہین دلبر چھوٹے
تا دم زیست اب اس سے دل مضطر چھوٹے

خانہ ویران ہو برباد ہو گھر در چھوٹے
پر کسی کا نہ کسی سے کبھی دلبر چھوٹے

اتفاقاً اگر اٹھ جائے نفاق باہم
ایک گھر مین رہین شاہین و کبوتر چھوٹے

مطمئن آج تلک وہ مری جانب سے نہین
ہین خبردار اسی توڑ مین گھر گھر چھوٹے

ہے یہی ضعف کی شدت تو یقین ہے مجکو
پیٹھ سے پوست کے مانند نہ بستر چھوٹے

مشت پر تھے جو بساط اپنی سو وہ نذر کیے
ہم ترے دین سے صیاد ستمگر چھوٹے

چاندنی دیکھنے یار آئے جو مہتابی مین
منھ پہ تیرے کبھی ہوائی مہ انور چھوٹے

جوشش گریہ ہے ہجر میں دیکھیں تا چند
کب تلک دیکھئیے یہ اشک کی چادر چھوٹے

زلف دلدار سے دل چھوٹکے بھاگا اسطور
جسطرح دام سے صحرائی کبوتر چھوٹے

موج مے تار رگ جان ہی سمجھے ایساقی
نبضیں چھٹ جائیں اگر ہاتھ سے ساغر چھوٹے

غیر کے ہاتھ سے لگوائی ہی منہدی اُسنے
اتنے فوارۂ خون اے مژۂ تر چھوٹے

عمر بھر اپنی رہائی تری اُلفت سے نہیں
دیکھنا ایک دن اس قید سے مر کر چھوٹے

پہلے دھیان آیا نہ کچھ عاقبت اندیشی کا
دل پھنسا بیٹھے ہیں اب دیکھیے کیونکر چھوٹے

دل لگا بیٹھے ہیں اُس قاتل خونخوار سے ہم
ہاتھ سے جسکے نہ دم بھر کبھی خنجر چھوٹے

کوئی چاند ایسا بھی آئے کہ کہوں پھر تجھسے
سال بھر ہو گیا اے ماہ منور چھوٹے

ربط کچھ عاشق و معشوق کے بھائے ہیں اسے
رو بر و رہتے ہیں جوڑونکے کبوتر چھوٹے

جسم سے جان چھٹے ہی یہ گوارا اے رند
پر خیال رُخ دلدار نہ دم بھر چھوٹے

دام لے لے کے ہیں صیاد ستمگر چھوٹے
دخل کیا باغ میں بلبل کا جو اک پر چھوٹے

یوں لگاتی ہی وہ آنکھ دل عاشق کو
جسطرح سے کوئی بگلہ بن کے کبوتر چھوٹے

ہی وہی جوش جنوں گو کہ گئی فصل بہار
دست اطفال سے ابتک نہیں پتھر چھوٹے

طوق و زنجیر کا غل اب نہیں زندانوں میں
قیدی خیرات میں امسال مقرر چھوٹے

دام اُلفت سے رہائی کا کہیں کیا احوال
کسطرح نکلے ہم اس قید سے کیونکر چھوٹے

تیری اُلفت میں ہوئیں سب کے ملاقاتیں ترک
اقربا چھوٹے مری جان برادر چھوٹے

بندہ خانہ ہی قریب اتنو قدم رنجہ کرو
پانو کی منہدی تمہاری جو نہ دلبر چھوٹے

روز روشن نظر آتا ہی مجھے تیرہ و تار
بال اس حور کے چہرے پہ مقرر چھوٹے

ظلم سے ظلم کیے قاصدوں پر ظالم نے
نامہ بر ہاتھ چھیونکے پانوں میں بندھکر چھوٹے

صبر کی لاگ تو کیا میں نے غنیمت جانوں
جان ہی تجھسے اگر ترک ستمگر چھوٹے

تیری صورت کو ترستے رہے ہم وصل میں بھی
پردے آنکھوں پہ ترے آتے ہی دلبر چھوٹے

دے چکے سب قد موزوں سے تمھارے تشبیہ
سرو چھوٹے شعرا سے نہ صنوبر چھوٹے

خوبرویوں کی محبت کا بُرا ہے انجام
تجھسے لپکا یہ کہیں او دل مضطر چھوٹے

پستی فکر سے اونچا نہ طبیعت کو کیا
جو تعلی کے تھے مضمون وہ یکسر چھوٹے

ایسی افتاد کئی بار پڑی ہے اے رند
بیشتر اس سے ملے روٹھ کے اکثر چھوٹے

لڑ بھڑ کے تم اغیار سے مر کیوں نہیں جاتے — اے رند جو دلیں ہے وہ کر کیوں نہیں جاتے
اکتائے ہوئے بیٹھے ہو گھر کیوں نہیں جاتے — اے غیرت خور رشک قمر کیوں نہیں جاتے
جراح مرے زخم جگر بھتے ہیں دن رات — ناسور نہیں ہیں تو یہ بھر کیوں نہیں جاتے
تھم جانیکی کیا وجہ کوئی روتا ہے یہ بھی — دن رات بہے دیدۂ تر کیوں نہیں جاتے
رہزن کا تو اندیشہ نہیں راہ عدم میں — ہم ساتھ لیے زاد سفر کیوں نہیں جاتے
ہے جلوہ نما بام پہ وہ ساعقۂ طور — نظارے کو اے اہل نظر کیوں نہیں جاتے
کیوں خاک اڑاتے ہیں ہر اک راہ گذر کی — اس کوچے میں ہم خاک بسر کیوں نہیں جاتے
ہے یہ بھی کوئی زیست کہ مر مٹے سے پڑے ہیں — پھٹکار ہے اس جینے پہ مر کیوں نہیں جاتے

کیا اب کی وبا میں بھی یہ بچ جائینگے اے رند
دشمن مرے فی النار سقر کیوں نہیں جاتے

واہ کیا شکل ہے حیرت کی شباہت کیسی — آپ تو کیسا ہے صانع تری صنعت کیسی
دیکھتے بھی نہیں تم چشم عنایت کیسی — پیار کیسا ہے مری جان یہ الفت کیسی
کون عاشق ہے ترا یار محبت کیسی — اب تو یہ یاد نہیں تھی تری صورت کیسی
ہڈیاں میری جھلستی ہیں دھوئیں اٹھتے ہیں — آج بھڑکی ہے تپ ہجر نے شدت کیسی
رکھ چکا ہوں میں گلا اپنا چھری کے نیچے — سانس لینے کی بھی مہلت نہیں فرصت کیسی
بے سبب دشمن جانی وہ ہوا ہے میرا — بغض للہ ہے اس بت کو عداوت کیسی
ٹال جاتے تھے جو تم میں بھی طرح دیتا تھا — در گذر اب نہیں کرتے تم مروت کیسی
حلق سے پانی نہیں پی سکتا ہوں کھانا کیسا — ساب کی عارضۂ ہجر سے طاقت کیسی
کیوں نہ ہوں مستحق لطف و سزاوار کرم — کی ہے سرکار میں بندے نے رفاقت کیسی
تم جو تو کہکے پکارو سر محفل مجھکو — فخر ہو جائے مرے واسطے ذلت کیسی
مٹ گئے جسکی تمنا میں ہزاروں نقشے — کھینچی تصویر یہ اے صانع قدرت کیسی
تم بھی تو حیدری میں لے چلیے کے ٹکٹ آؤ — دیکھو درگاہ میں ہوتی ہے زیارت کیسی
مجھسے مانگے جو کبھی وہ شہ جیبی اے رند — جان تک دیدوں اسے دولت حشمت کیسی

تنگ آیا ہون اس حور کی بیداد گری سے
الجھاؤ نہ اب دلکو کسی اور پری سے

قاصد تو جواب ایک سے خط کا نہ لایا
درگذرا ہین باز آیا تری نامہ بری سے

بجھ جاؤن کوئی دم مین اگر مین تو عجب کیا
بدتر ہی مرا حال چراغ سحری سے

آنسو ہی بہا کاش کہ ٹھنڈا ہو کلیجا
او دیدۂ تر پھنک گئے سوز جگری سے

دیوانہ ہون تو خوب ہون ہشیار ہون تو خوب
کیا کام کسیکو مری شوریدہ سری سے

کب آؤ گے کب آؤ گے ایجان
آنکھونکا عجب حال ہی یان منتظری سے

مین مرد مسافر ہون محبت نہ بڑھاؤ
اچھا نہین ہی دلکا لگانا سفری سے

صیاد مین پانی بھی نہ پیتا ترے گھر کا
مجبور ہون کچھ بس نہین بے بال و پری سے

ایجان یہ سب کہنے کی باتین ہین چلو تو
تم چال مین رہجاؤ گے کیا کبک دری سے

تم نے تو رقیبون سے ملاقات بڑھائی
لگ چلتے ہین اب ہم بھی اُلٹی پری سے

اے حور ترے کوچے سے نکلی جو سواری
سودائیون نے چھین لیا تخت پری سے

بجھنے پہ بھی اس آگ کی گرمی نہین جاتی
رہ رہکے دھوان اٹھتا ہی سوز جگر سے

اٹھ جائینگے اک روز یہی ہی جو بلکنا
تنگ اہل محلہ ہین مری نوحہ گر سے

تاثیر کی اس بت کے دل سخت مین کسدن
پچھتا ہون مین اے آہ تری بے اثر سے

اگلا ہی جلانا ابھی بھولا نہین اسکا
بلواتے ہین پھر سب مجھے اس [illegible] سے

دیوانہ ہون ہی الفت گیسوئے مسلسل
حیران نہ ہو میری پریشان نظر سے

کیلا نہین اس سانپ کو مین جانیہ کھیلا
چوٹی تری ہاتھ آئی ہی کس دردسر سے

گذرے تو نہین وہ ابھی اس راہ گذر سے
مین پوچھتا ہون رند ہر اک رہگذری سے

نہ کر بیہوش واں تک تو مجھے ہشیار جانیدے
تجلی نگاہ تک شوق جمال یار جانیدے

نہ رہ پابند کفر و دین غرض رکھ انکی الفت سے
جو عاشق ہی تو قید سبحہ و زنار جانیدے

رہا ہون ہم صفیر عندلیب قدس مین برسون
نہ کر تو بحث مجھسے بلبل گلزار جانیدے

دلا بوسے لب شیرین کے تیرے واسطے ہم ہین
یہ ہے پرہیز ان چندے تو او بیمار جانیدے

برس کر تو نہ اے ابر چشم طوفان زا کو رونے پر
نہ تر آنکھونکو ہونے دے ابر گوہر بار جانیدے

قسم ہے تجکو اے دست جنون سودائے کاکل کی
جو اک تار گریبان تک سلامت رہا جانیدے

برا ہی بیکسان عشق پر ظلم و ستم کرنا
نہ کر یہ بدعتین حسن غریب آزار جانیدے

وہ اپنے زہد پر نازان ہین اسکی کر ہی پروا
نہ بحثے شیخ مجھسے واعظ کہدو یہ تکرار جانیدے

ترقی خواہ حسن انکو ہزارون تو ملازم ہین
نمکخوار قدیمی کو بس اب سرکار جانیدے

بھلا کیا فائدہ کھولون جو مین شکوے کے دفتر کو
یونہین رہنے دے اسکو گو گلے یار جانیدے

سلگتی ہین پہ سوز عشق ہی اخگر نہین ہین کچھ
نہ کھا ان ہڈیونکو مرغ آتشخوار جانیدے

پھنسیگا حشر کے دن مطلبے مین خون ناحق کے
ہمارے قتل سے باز آ تو او خونخوار جانیدے

نگہبانی کریگی موت اگر ہی زندگی باقی
نہ کر شرمندہ عیسےٰ دل بیمار جانیدے

مثال تیر سیدھا منزل مقصود پر پہونچون
جو راہ راست پر یہ چرخ کجرفتار جانیدے

لگاوٹ چرب ہی ظاہر داریون سے مجکو نفرت ہی
نہ کر یہ چاپلوسی مجھسے او عیار جانیدے

نہ لے جنس محبت دیکے دل بازار الفت مین
یہ سودا بیچ دیگا زند یہ بیوپار جانیدے

نظر آتا ہی وہ بیزار خدا خیر کرے
پھر گئی پھر نظر یار خدا خیر کرے

پھر کسی بت کی محبت نے بنایا کافر
پھر پہنی پڑی زنار خدا خیر کرے

ٹوپی پھر گوشۂ ابرو سے ہٹائی اُسنے
پھر کھنچی میان سے تلوار خدا خیر کرے

ٹیس پھر اُٹھنے لگی پھر اُسے دُکھنے پھوڑا
پھر کراہا دل بیمار خدا خیر کرے

پھر نہ آجائے مرِجان کہین آنکھون مین
پھر ہوئی حسرت دیدار خدا خیر کرے

وائے تقدیر کہ مر مر کے بچے تھے جس سے
پھر ہوا ہی وہی آزار خدا خیر کرے

چاہنے والون سے پھر چھیڑ اُسی ڈھنگ کا گذرا
پھر وہ پھرنے لگے ہشیار خدا خیر کرے

درد اُٹھتا ہی جگر مین کبھی دل دُکھتا ہی
کچھ یہ اچھے نہین آثار خدا خیر کرے

روز ہجر آیا شب وصل صنم پھر گذری
پھر ہوئے صبح کے آثار خدا خیر کرے

پھر اُسی طور سے لڑ لڑکے مرینگے عشاق
پھر بندھی شہر مین تلوار خدا خیر کرے

دیکھون کس کس کی قضا کھیلتی ہی سر پر
گنے جاتے ہین گنہگار خدا خیر کرے

آج صیاد کے تیور نظر آتے ہین بُرے
ہی کی مرغان گرفتار خدا خیر کرے

گل نسرین و سمن پر ہی اداسی چھائی
کاٹے کھاتا ہی یہ گلزار خدا خیر کرے

جاگتا ہی جو یہی روز شب فرقت مین
دیکھیے دیدۂ بیدار خدا خیر کرے

بیطرح ابرو قاتل کے اشارے ہین ادھر
اُنگلی پڑتی ہی یہ تلوار خدا خیر کرے

حرف آئے نہ مسیحا کی مسیحائی پر
ہی لب گور یہ بیمار خدا خیر کرے

بات وہ کیا تھی ہوا جسکا بکھیڑا اتنا
بڑھ چلی یار سے تکرار خدا خیر کرے

غیر صحبت مین جو بیٹھے غضب تیور دیکھے
سوچکر کہنے لگا یار خدا خیر کرے

دلکی بیتابی سے ہی زلزلہ سارے گھر کو
ہین لرزتے در و دیوار خدا خیر کرے

فتنہ پردازی پہ مائل ہی طبیعت اسکی
شر پہ آمادہ ہی دلدار خدا خیر کرے

جرم الفت نہ کسی پر ہوا ثابت اے رند
ایک ہم ٹھہرے گنہگار خدا خیر کرے

متفرقات

تیرے سوا آشنا ہی نہین اس صفات کا
حقا شریک کوئی نہین تیری ذات کا

مضمون آبدار کیے یک قلم رقم
بھر بھر دیا ہی موتیون سے منھ دوات کا

تسبیح تیرے نام کی ورد زبان رہے
ثابت ہی جبتلک کہ یہ رشتہ حیات کا

عدم کی سیر کی دنیا مین آکے اک جہان دیکھا
خدا شاہد ہی او بت تجھسا یہان دیکھا نہ وان دیکھا

مٹ جائے دفعتہ کہین روز حساب کا
منھ اسطرف کو پھر بھی پھرے آفتاب کا

دیکھکر افتادگی سب نے عزیز دل کیا
خاک ہوکر مرتبہ اکسیر کا حاصل کیا

اہل ایمان کی نہ ہو بعد فنا مٹی خراب
کب کسی نے مردہ مومن کو گل درگل کیا

کیا مذکور اسکے سامنے جب خط و کاکل کا
بھولایا منطقی کو مسئلہ دور و تسلسل کا

اک پری پیکر کا پھر دیوانہ و شیدا کیا
پھر غضب مین مجھکو ڈالا ہاے دل نے کیا کیا

پوچھتے کیا ہو شب فرقت مین تو نے کیا کیا
رات بھر بلکا کیا مین ایڑیان رگڑا کیا

یہان سے بلبل شیدا تو آشیانہ اٹھا
چمن سے تیرے مقدر کا آب و دانہ اٹھا

اس کوچہ مین جاتا ہون تو آیا نہین جاتا
آگے کو قدم مجھسے بڑھایا نہین جاتا

ہوگیا آب دم تیغ سے بسمل ٹھنڈا
کیون ہوا اب تو کلیجہ ترا قاتل ٹھنڈا

وابستہ ترا کب ہو گرفتار کسی کا
مانوس جو تجھسے ہو نہ ہو یار کسی کا

ہوا کیا چاہ سے حاصل نہ چاہ گئے تو کیا ہوگا
کیا یہ کچھ محبت مین خفا ہوگئے تو کیا ہوگا

عبث رکنا ہر اک دم مین بگڑنا ہر گھڑی لڑنا
یہ پائی وصل مین لذت جدا ہوگئے تو کیا ہوگا

مجھے حاصل ہوا کیا آپکے دلبر بنانے سے
شکایت مین تری اے گل زبان اپنی نہ کھولونگا
جلگیا خاک ہوا گو مرا خرمن نہ رہا
ہو نہ غمگین اگر زاد سفر پاس نہین
کون ہے بعد فنا ہوگا جسے غم اپنا
قاتل نے کیا قتل نہ جلاد نے مارا
طول کھینچا گفتگو نے بیچ بیچا بڑھ گیا
اب تہی کرتے ہین پہلو آپ ملنے سے مرے
آج اس گل کو ہمکنار کیا
دم نہ دے آپ یہ کسطرح سے عالم اپنا
غفران پناہ رند جہان سے گذر گیا
کفر ہم جسکو سمجھتے تھے وہ ایمان نکلا
اب بھی آجاؤ جو صورت تمھین دکھلانی ہو
دل مبتلائے گیسوئے دلدار ہو گیا
دق کا فراق یار مین آزار ہوگیا
رویا جو پھوٹ پھوٹکے شوق جمال مین
مر گئے پہلے تھے مرض عشق سے بچے
نپایا کون مکان مین تو لامکان پہونچا
کچھ زیادہ ہے قلق اور بیقراری کل سے آج
ہوگیا نظارۂ گل مین مرا نقصان صریح
ترا اسیر قفس جان سے تنگ ہے صیاد
پھنسا ہون دام مین تیرے تو مرکے چھوٹونگا
بوتل شتاب طاق سے بھر خدا اتار
دوستی بت سے مجھے نہ تم سے بیر
چلیے قبر دبیر شہیدون کی کبھی

اگر اور و نکلے اب تم دلربا ہوگے تو کیا ہوگا
برنگ بلبل تصویر بولا ہون نہ بولونگا
خوف تیرا بھی تو برق شرر افگن نہ رہا
شکر کر شکر کہ اندیشۂ رہزن نہ رہا
ابھی ہم زندہ ہین کر لیتے ہین ماتم اپنا
کافر ترے اس حسن خداداد نے مارا
مختصر یہ ہے ہمارے اسکے قصہ اطرح بڑھ گیا
حد سے جب شوق ہم آغوشی زیادہ بڑھ گیا
خوب لپٹا بہت سا پیار کیا
آئینے مین تو ذرا دیکھیے عالم اپنا
اچھا ہوا عذاب کٹا درد سر گیا
جسے پیتھی کا گمان تھا وہی قرآن نکلا
دم کوئی دم مین مرا ورنہ مریجان نکلا
یارب مین کس بلا مین گرفتار ہو گیا
جلسے سے اپنے چھٹکے مین بیمار ہو گیا
اندھا تمہارا طالب دیدار ہو گیا
کیون رند پھر تمہین وہی آزار ہو گیا
تری تلاش مین مین بھی کہان کہان پہونچا
او مسیحا غیر ہے حالت ہماری کل سے آج
کھینچکر پھاڑا ہے بلبل نے مرا دامان صریح
حلال کرتے ہین اب کیا درنگ ہے صیاد
اسیر ہو کے رہائی تو ننگ ہے صیاد
ساغر چڑھاؤن نشے کا ہے ساقیا اتار
رہ چکا کاوش کی مجھسے اہل دیر
کیجیے شہر خموشان کی بھی سیر

وہ نہین آتا تو موت آئے کہین
زیست بدتر مرگ سے ہی اس بغیر

پڑھتے ہین تسبیح تیرے نام کی
اپنے حلقے مین سدا ہی ذکر خیر

جب پیا پانی دعا ساقی کو دی
ہچکی آئی تو کہا یادش بخیر

آئی بہار نکلے گل و برگ لال سبز
پوشاک بر مین پہنے ہی ہر نونہال سبز

دیتی ہین زیب آپکو سب نگتین مگر
سرخ و سفید رنگ پہ کھلتی ہی شال سبز

دل سے جاتی ہی نہین کوچۂ جانانکی ہوس
بلبل مست کو ہی سیر گلستان کی ہوس

صورت گل چاک کرتا ہون گریبان ہر برس
پھاڑ کر کپڑے مین ہو جاتا ہون عریان ہر برس

تو بھی چل پینے ذرا طالب دیدار کے پاس
سب عیادت کے لیے جاتے ہین بیمار کے پاس

پھر ہوئی ہی بادہ خوار ذکو ہوائے سیر باغ
تو بھی آمادہ ہو اوساقی برائے سیر باغ

قد و رخ سے سرو و گل کاٹنا منظور تھا
اب کھلا اے رشک گلشن مدعائے سیر باغ

نہ ہو زبان الٰہی سوال سے واقف
جبین نہ ہو عرق انفعال سے واقف

خدا کرے نہ بتین میرے حال سے واقف
نہو مزاج مبارک ملال سے واقف

قاصد تجھے نہ یاد رہیگا پیام شوق
خط دیکے اس سے کہیو زبانی سلام شوق

دلکو لے لیتا ہی محبوب جوان ایک نہ ایک
دل ہی رہتا ہی مجھے آفت جان ایک نہ ایک

پیدا جو آئینے مین بھی ہوتی صفائے دل
سینے مین اپنے رکھتا سکندر بجائے دل

کیجیے کرتے ہو جن لوگونکی خاطر داریان
خوش نہین آتی ہین بندیکو ظاہر داریان

بغیر یار کے لطف مے و کباب نہین
پیالہ زہر کا ہی ساغر شراب نہین

وہ عضو کونسا ہی جو کہ انتخاب نہین
کمر کا مثل دہن کا ترے جواب نہین

زمانہ پھر گیا تیرے نظر کے پھرتے ہی
غضب خدا کا ہی کافر ترا عتاب نہین

کھڑا ہو بام پہ پروا نہ کر تو عاشق سے
کلیم سے صنم اللہ کو حجاب نہین

خدا کا قہر ہی نازل ہوا ہی بندۂ پیر
مراد پیر پہ ترا عالم شباب نہین

سوا بدی کے نہ سرزد ہو فعل نیک کبھی
ابو لہب ہین زمانے مین بوتراب نہین

یہی اندیشہ ہی کچھ جان کا وسواس نہین
وعدۂ مرگ برابر ہی کفن پاس نہین

لب انکے بھی جان بخش عیسےٰ سے ہین
وہ کس بات مین کم مسیحا سے ہین

کھچین دور کیونکر نہ ہر بات مین
رکے ہین وہ مجھسے کشیدہ سے ہین

نظر آئے کل رند عادت کے بعد
کچھ ان روزون مفتون و شیدا سے ہین

آئینہ منھ کو تیرے تکتا ہی حیران ہین ہمین
شانہ زلفون سے الجھتا ہی پریشان ہین ہمین

برا نہ مانو جو ہم عرض حال کرتے ہین
فقیر لوگ سخی سے سوال کرتے ہین

ڈھونڈھ لینگے او ستمگر تجھسے بہتر سیکڑون
دل سلامت ہی اگر اپنا تو دلبر سیکڑون

جان واحد پر مری چلتے ہین خنجر سیکڑون
اک رگ جان ہی مری اور غم کے نشتر سیکڑون

ہم تو ہین نا آشنا ساحل کے کیونکر پار ہون
بہگئے ہین بحر الفت مین شناور سیکڑون

زینت فتراک شاید وہ شکار افگن کرے
اس تمنا مین پڑے ہین صید لاغر سیکڑون

خم کے خم لنڈھتے ہین ساقی ترے میخانے مین
جائے مے خون جگر ہی میرے پیمانے مین

اور کلکو مجھے کب تجھسے چھڑا سکتے ہین
قطرے شبنم کے کہین پیاس بجھا سکتے ہین

ابھی وحشت مین جو آون سر فربان توڑون
ٹکڑے زنجیر اڑا دون در زندان توڑون

لب لعلین سے لڑا لعل بدخشان توڑون
دست رنگین سے ملا پنجۂ مرجان توڑون

کھو دون تبخانے کو کیون کسلیے مسجد ڈھاؤن
مجکو کیا ہی جو دل گبر و مسلمان توڑون

اپنے محسن کے نہ احسان فراموش کرون
وہ نہین ہین کہ نمک کھاکے نمکدان توڑون

اب عرش تلک جاتے تڑ لکے مرے نالے ہین
بیٹھا ہون نے دلکی کیا پاؤن نکالے ہین

رخ کو پوشیدہ عبث آپ لقا کرتے ہین
اچھی صورت کو چھپاتے ہین برا کرتے ہین

بہار آئی جوانان چمن کیا کیا اکڑتے ہین
چمن شفاف ہوتے ہین خس و خاشاک جھڑتے ہین

رواج بادہ خواری اسقدر ہی دور ساقی مین
سر بازار مست محتسب کا ندہے رگڑتے ہین

ہوا ہی قتل کے درپے ستمگر دیکھتے جاؤ
گلے پر بیگنہ چلتا ہی خنجر دیکھتے جاؤ

کئی دن سے صورت دکھاتے نہین ہو
سبب کیا جو تشریف لاتے نہین ہو

ہوکے بیزار عبث گھر کو نہ آؤ جاؤ
تھوڑے سے رنج کو اتنا نہ بڑھاؤ آؤ

دل نہین دیتا ہین اس بات پہ آزردہ ہو
روٹھے جاتے ہو اسی بات پہ آؤ آؤ

کیا ہو آرام شب ہجر کے بیمارون کو
نیند کیا موت کبھی آتی نہین بیچارونکو

حشر تک نامرد وہ تحسین کے قابل نہ ہو
تیغ سے رتبہ شہادت کا جسے حاصل ہو

ردیف و

دلکے سودے مین نہ دلدار سے تکرار کرو
مفت بھی مانگے تو دو پاس خریدار کرو

جلوۂ طور تو موسیٰ کی طرح دیکھ چکے
ابتو اس بت کی خدائی کا نہ انکار کرو

یون محبت کر کہ واقف اپنا بیگانہ نہ ہو
داستان عشق ہر محفل کا افسانہ نہ ہو

ہے تمنا دل مین پی لین دست ساقی سے شراب
اور تھوڑی دیر معمور اپنا پیمانہ نہ ہو

اپنے وحشی سے تجھے لازم نہین اتنی گریز
آشنا ہے یار آخر اتنا بیگانہ نہ ہو

اسقدر ان کو حسین پیدا کیا اللہ نے
آدمی کیونکر پریزادون کا دیوانہ نہ ہو

دلا جام شہادت سے کہین تیرا گلا تر ہو
تجھے آب دم شمشیر قاتل شیر مادر ہو

کر گئے ہو مجھسے جو اقرار جانی بھیجدو
کوئی چھلّا یا انگوٹھی کچھ نشانی بھیجدو

بدگمان مجھسے ہوئے ہو تو توشتا لے لو
مہر قرآن پہ کرد آؤ مچلکا لے لو

اک نظر دیکھے زلیخا گر مرے محبوب کو
بھولجائے دل سے حسن یوسف یعقوب کو

سیر باغ خلد سمجھو دید روئے خوب کو
مغتنم جانا کرد نظارۂ محبوب کو

مشق کر مشق کہ تا لطف سخن پیدا ہو
خود بخود شعر مین بیساختہ پن پیدا ہو

پڑے ہین پیچ ڈھیلے سر بسر باندھ
ذرا تو کھینچکر قاتل کمر باندھ

قفس مین جی مرا لگنے دے صیاد
جو پھر پھڑکون تو میرے بال و پر باندھ

نمک تھوڑا چھڑک دے پھر مزا دیکھ
نہ ٹانکے دے نہ پٹی زخم پر باندھ

نکلے گی جان تن سے سفر کی خبر کے ساتھ
اپنا بھی کوچ ہوگا تمھارے سفر کے ساتھ

سویا نہ صبح تک رخ انور کی یاد مین
آنکھین تمام رات لڑائین قمر کے ساتھ

کیا دون خبر مین ہیچدان سر غیب کی
معدوم ہے دہن بھی تمھارا کمر کے ساتھ

یہی زندگی ہے تو مرتے رہین گے
سدا دن مصیبت کے بھرتے رہینگے

فرقت مین تری عمر تلف کی نہین جاتی
او جان جہان جان تو یون دی نہین جاتی

پابند یہ مرغ جان تنہا نہ قفس کا ہے
پھندا بھی تو گردن مین اک تار نفس کا ہے

بیان کیجیے کیا واردات اتنی ہے
وہ بولتے نہین کچھ منھ سے بات اتنی ہے

پاپا جو اپنے ڈھب کا خریدار بک گئے
ہم مفت تیرے ہاتھ جفا کار بک گئے

رونا اُس سے کیونکر چھوٹے
جس سے تجھسا دلبر چھوٹے

ساحل دکھائی دیتا ہے مجکو نہ تھاہ ہے
دریائے عشق مین مری کشتی تباہ ہے

اب مشغلین اُس کوچے مین چلو اٹھینگے ہم بھی
اندھیرے اندھیرے چلا آئین گے ہم بھی

بے ربط محبت اپنی جتاتے نہ رہین گے
تم آؤ کسی روز تو پھر آئین گے ہم بھی

داغ اُلفت دل پہ جانی دے گئے
چلتے چلتے یہ نشانی دے گئے

فعل ظاہر ہو گئے بندے پہ سارے آپکے
ہو چکی صاحب سلامت اب ہمارے آپکے

غیر کے جانب ہوئی اب مہربانی آپ کی
اس لیے بندے نے کی واپس نشانی آپکی

چودھوین رات جو تو مہ کے مقابل ہو جائے
چاندنی میلی ہو دھلوانے کے قابل ہو جائے

کچھ فقط ہند مین شہرت نہین جانی تیری
مصر تک دھوم ہے اے یوسف ثانی تیری

کیا گلے ہون گے یار سے مل کے
آج پھوٹین گے آبلے دل کے

کس کو دکھلاؤن آبلے دل کے
زخم پڑ پڑ گئے ہین چھل چھل کے

آنکھین لڑتی ہین ہمیشہ اس بت مغرور سے
روز کر لیتا ہون مین نظارہ بازی دور سے

کسکو نسبت دیجیے اسکے رخ پرنور سے
خوبتر پایا پری سے اُس کو بہتر حور سے

پھر شب مہتاب مین سامان عشرت ہو نصیب
بادۂ گلرنگ چھلکے ساغر بلور سے

تیشہ رانی کا نہ پایا مزد کچھ شیرین سے
کوہکن بھی کم نہین بیگار کے مزدور سے

غیر نے کیا کیا بڑھائے ضبط لیکن یار سے
ہین ملاقاتین اسی معمول سے دستور سے

بعد مردن گلشن جنت جہنم ہو گیا
پھر گئی آنکھون مین صورت تیری شکل حور سے

وجہ جلنسیت سمجھ اسکو جو اکثر شیخ جی
وجد مین آتے ہین آواز خر تنبور سے

وصل کی شب یونہین اے قاضی حاجات رہے
حشر کے روز تلک صبح نہ ہو رات رہے

ترک ہو جائے اب اس سے کہ ملاقات رہے
دم نکلجائے بلا سے یہ مری بات رہے

قصد کرنا نہ بہت ربط بڑھانے کا دلا
مغتنم جان جو اتنی بھی ملاقات رہے

خدا کیواسطے ملیے کسی قرینے سے
مین خاک چھان رہا ہون کئی مہینے سے

وہ ماہرو نہین ملتا کئی مہینے سے
الٰہی موت دے گذرا مین ایسے جینے سے

آئے نہ عیادت کو بھی بیمار کے اپنے
لی جب خبر تم نے گرفتار کی اپنے

طبیعت اسکی عبث مجھسے بے نیاز پھری
نیاز مند سے ناحق نگاہ ناز پھری

جان بلب ہے او دل بیمار کسکے واسطے
نکلی جاتی ہے یہ جان زار کسکے واسطے

نہین ہون شغل سے فرصت مین بھی شکر خدا خالی
بھر آیا دل تو کی رو رو کے مین نے چشم تر خالی

کیا ستم اوُ قاتل نے نظر بھر کر جدھر دیکھا
محلے کے محلے کر دیے ہین گھر کے گھر خالی

مین مردہ سا پڑا رہتا ہون اکثر تیری فرقت مین
قلق سینے سے روح کر دیتی ہے قالب بتہ مرا خالی

گھر بلا کر خاطرین کیا خوب کین مہمان کی / لاکھ نکتوڑ دے نسے دی ہے اک گلوری پان کی
میرے یوسف کونسی شے تجھسے کی کسدن عزیز / دل تو کیا مین نے تو اپنی جان تک تھی ان کی

اس بیوفا کو مجھسے اب اُلفت نہین رہی / اُلفت تو در کنار مروت نہین رہی
آئینہ اُنکا ٹوٹ گیا میرے ہاتھ سے / اب کوئی مُنھ دکھانے کی صورت نہین رہی
باہم گلے تھے لطف ملاقات تک رہی / اب تمکو شکوہ مجھکو شکایت نہین رہی
پہونچا نہین مین آپکی خدمت مین واقعی / حاضر نہ ہوسکا مجھے فرصت نہین رہی
شرمندگی کی وجہ نہین اس طرف ثبوت / پر تمکو مُنھ دکھانیکی صورت نہین رہی

سیر کی خوب پھرے پھول چنے شاد رہے / باغبان جاتے ہین گلشن ترا آباد رہے

رونقین یار کے مقدم سے ہین آبادی ہی / غیر کے گھر مین ہے ماتم مرے گھر شادی ہے
دم نہ بھر میری محبت کا نہ کر مجھکو تباہ / اس ہواخواہی مین اے گل مری بربادی ہے

فراق یار مین تاب و توان رہے نہ رہے / کرونگا اپنی ہی گو تن مین جان رہے نہ رہے

ہاتھ آتی ہے نہ محسوس نظر ہوتی ہے / کسی انسان کی ایسی بھی کمر ہوتی ہے
آج رخصت ہے مری کوچۂ دلبر سے رند / در و دیوار پہ حسرت کی نظر ہوتی ہے

چھری کس لطف سے پھیری گلے پر اپنے بسمل کے / جو بس ہوتا مرا تو چوم لیتا ہاتھ قاتل کے
دکھاؤنگا اگر مین زور اپنی وحشت دل کے / تو چوڑی کیطرح توڑونگا حلقو نکو سلاسل کے
گریبان چاک کر ڈالا کیے ٹکڑے سلاسل کے / جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے
نہ رہجائیگا قیس زار لیلیٰ تیرے ناقے سے / مثال گرد لپٹا جائیگا سائے سے محمل کے
جنون نے بعد مجنون مجھکو بھجوایا بیابان کو / روانہ ہوتا ہے عامل ہمیشہ بعد عامل کے
کشش گرداب کی شاید تہ دریا دکھا دیگی / مری کشتی بھی اُلٹے گی پہونچکر پاس ساحل کے

لالہ سان اب چلکے سیر کوہ و صحرا کیجیے / تا کجا داغ جنون کو دل مین اخفا کیجیے
گلشن حسن و لطافت کا نظارہ کیجیے / روبرو بٹھلایئے اور اسکو دیکھا کیجیے
راز پنہان محبت کو اب افشا کیجیے / خود بھی رسوا ہوجیے تجھکو بھی رسوا کیجیے
اور بگڑے سے بھلی لگتی ہے صورت آپ کی / مو پریشان رکھیے یا کپڑون کو میلا کیجیے
دامن کہسار کے وحشت مین لیتے کیجیے / جیتھڑے دامن کے نذر خار صحرا کیجیے

کیون رنگ حنا ہاتھ پہ اُسکے نہ گران ہو / گل ہاتھ مین لینے سے لچکتی ہے کلائی

موت اپنی بھی تجھے یاد جو آئی ہوتی
گورکن مٹی میں مٹی نہ ملائی ہوتی

روح نے خاک کے پتلے کو حقیقت دی ہے
یہ ہوا کاش بشر میں نہ سمائی ہوتی

دیتا اگر کاتب تقدیر ازل میں مجکو
سرنوشت اپنی دہن میں نے مٹائی ہوتی

قابل شوب اگر جسم کا جامہ ہوتا
تو کھڑے گھاٹ یہ گدڑی بھی دھلائی ہوتی

ہم وہ جانباز ہیں گر کھینچتا قاتل شمشیر
ٹکڑے اڑ جاتے مگر بھون نہ چڑھائی ہوتی

رند بھی میں اگر آتا تو بقول بسمل
اس زمین میں بھی بہت خاک اڑائی ہوتی

پھر بھی یاد یہ بیابانکی یاد انکو حسرت باقی ہے
جنگل جنگل پھر آیا پر ابتک وحشت باقی ہے

اس شہ خوبی سے اے دل منھ نہ موڑا چاہیے
ہاتھ سے دامان دولت کو نہ چھوڑا چاہیے

سوزش دل اور تپک سے اسکے ہوتا ہے یقین
پکے پھوٹے منہ کرے اکدن یہ پھوڑا چاہیے

وہی عاشق ہو تو انکا وہ انھین پیار کرے
جسکو اللہ مصیبت میں گرفتار کرے

خواہش مرگ بھلا کیون نہ وہ بیمار کرے
جاگ کر صبح جو فرقت کی شب تار کرے

چشم بیمار سے کیا غور ہو میرے دل کی
کبھی بیمار کا تیمار نہ بیمار کرے

شہسوار ایسا زمانے مین نہین ہے کوئی
شوخیان کیون نہ پھر اس ترک کا رہوار کرے

فصل جاتی رہی بلبل کے خوش الحانیکی
دھوم ہے باغ مین اب میری غزلخوانی کی

سر تصدق ہے اگر دل نہ رہا پہلو مین
مین نے یہ قطرۂ خون عشق کی مہمانی کی

جنون کے پیچ مین پھر جان بیقرار آئی
ہوائین زور کی چلنے لگین بہار آئی

تن مین ہے توانائی نے زور حمایت ہے
فریادرس عالم ہنگام کفالت ہے

ایما ہے کنایہ ہے چشمک ہے اشارت ہے
معلوم ہوا انکو اک چشم عنایت ہے

مرنے کو نہ آسایش زندے کو نہ راحت ہے
ہر طور سے مشکل ہے ہر طرح قباحت ہے

چنگاریان اشکو نہین نالو نہین حرارت ہے
عشق بت سنگین دل سب تیری شرارت ہے

آتی ہے صدا اسکے کشتونکے یہ مدفن سے
یہ گوشہ تنہائی کیا کنج فراغت ہے

آرزوئے وصل یار دیکھیے کب تک رہے
حسرت بوس و کنار دیکھیے کبتک رہے

توقع مہربانی کی نہ رکھ صاحب جمالو سے
دغا پائیگا او دل اب بھی باز آ ان خیالو سے

پڑین ہوے میان مین دقتین باریک بینونکو
کمر اس شوخ کی بندھتی نہین نازک خیالو سے

رہے جو مہد آسائش مین گردون انکے دیپ ہی   مصیبت دیکھیے کیونکر اُٹھے نازونکے پالونسے
طفلی مین بھی یہی تھی طبیعت جو آج ہے   یہ بندہ بھی قدیم سے عاشق مزاج ہے
جسے دیکھا سو سے ملک عدم دنیا سے راہی ہی   چلے جاتے ہین بند آنکھین ہین ہر پادشاہی کا
اپنی زلفون کو جو تم ہاتھ لگانے دیتے   راہ گیسو مین اسیدن کئی شانے دیتے
اسقدر سبز قدم ہو نہین کہ گلچین جسکو   پھر گلگشت چمن تک نہین آنے دیتے
بات کرنے تو مین گالی بھی تمھاری سنتا   پاؤن بھی پڑتا اگر ہاتھ لگانے دیتے
ضد ہی کیا باد کے جھونکون کو گرفتار و لینے   تا ہمت گل بھی قفس تک نہین آنے دیتے
ہوا آگاہ اپنے حسن سے تو دیکھین کیا ہو وے   دکھایا جسنے آئینہ تجھے اسکا برا ہووے
وہ دو پھر رگڑتا ہی جو تیغ سنگ سے   آنکھین لڑین ہین اپنا اسی خانہ جنگ سے
قسمت نہ لے گئی ہمین تا ساحل مراد   دریا مین ڈوبے نکلے ہو کام نہنگ سے
کس کو دیتا ہی پیالے بادہ گلفام کے   ہم تو تشنہ مدرہ نہین ساقی ترے اک جام سے
دبائے چرخ نے کیا کیا جوان زمین کے تلے   مجھے بھی گاڑ دیجے آسمان زمین کے تلے
گمان بعد فنا بھی نہین ہے راحت کا   سنا ہی جب سے کہ ہی آسمان زمین کے تلے
قد خمیدہ سے کرتے ہین یہ اشارے پیر   تجھے بھی جانا ہے او نوجوان زمین کے تلے
وہان بھی کلمہ پڑھونگا ترا خدا کی قسم   جو اختیار مین ہوتی زبان زمین کے تلے
جلوۂ حسن خداداد ذرا دکھلاوے   منکرون کو بھی صنم شان خدا دکھلا دے
راحت سوائے ایذا اہل وطن نہ دینگے   مرجاؤنگا تو مجکو دو گز کفن نہ دینگے
بار ہے سر کہین جدا ہووے   تیرا خنجر مرا گلا ہووے
دم نہ نکلا شب فراق مین بھی   سخت جانی ترا برا ہووے
اب چھوڑیے حجاب کو پردہ اُٹھائیے   مشتاق ہین جمال کے صورت دکھائیے
کون زاہد ہی تو فاسق کسے کہوتا ہی   سب وہی کرتے ہین جو کام تو فرماتا ہے
حضور قلب سے کسدن دعا نہین ہوتی   تری جناب مین کب التجا نہین ہوتی
نصیب قربت عناب لب نہین ہوتا   مین وہ مریض ہون جسکی دوا نہین ہوتی
مقام ضبط کا ہی وادی شکستہ دلان   گرے جو شیشہ بھی یان تو صدا نہین ہوتی
کوئی غریب اگر قافلے سے چھوٹ گیا   جو بند آج صدا ہے درا نہین ہوتی

کدورت آئینے کی دور ہو نہ بے صیقل — صفائی قلب کی بے اتقا نہیں ہوتی
گداز آتش غم نے کیا یہ جسم کا حال — جو استخوان کو بھی توڑوں صدا نہیں ہوتی

بیٹھا ہر ایک کو حکم تہ شمشیر ہے — مملکت میں ماہرویوں کی بڑا اندھیر ہے
ایک سے ہیں مرد اور نامرد اپنے عہد میں — ہر سگ دیوانہ اپنے زعم میں اب شیر ہے
کوئی کافر پوچھنے والا نہیں اس ظلم کا — بیگنہ خون مسلمان ہو یہ کیا اندھیر ہے
میوہ ہائے خلد کا مشتاق ہوں نہیں اے کریم — نعمت دنیا سے اب میری طبیعت سیر ہے

شمیم گیسوے مشکین یار آ ہی گئی — تن عروس کی بو ایک بار آ ہی گئی
گل کھلیں بادہ چھلکنے لگے پیمانوں سے — مست پھر نکلیں بہکتے ہوئے میخانوں سے
پیچ کیا کیا نہ کیے اپنے پریشانوں سے — زلفیں پیچی ہوئی جب سے کہ ترے شانوں سے
قیس و فرہاد کی رہ میں ہیں مصاحب میری — میں ہوں دیوانہ مجھے شوق ہے دیوانوں سے
المدد جوش جنوں وقت مددگاری ہے — سلسلہ چھٹتا ہے زنجیر کا دیوانوں سے

وہ شے جو دید کے قابل تھی درمیاں نہ رہی — حجاب اٹھ گیا صورت تری نہاں نہ رہی
بکا کیے سر بازار عشق یوسف وش — متاع حسن سے خالی کبھی دکاں نہ رہی
کبھی نہ بھولی مجھے یاد ابروے قاتل — گلے پہ تیغ سی کس دم مرے واں نہ رہی

دام بلاے زلف سے مشکل رہائی ہے — صید اجل گرفتہ قضا تیری لائی ہے
اللہ رے ذوق صحبت رندان بادہ نوش — ساقی سے بیشتر بط مے اڑ کے آئی ہے

پاؤں پڑ کر بھی نہ ہوئیگی رہائی تیری — میرے ہاتھ آئی کسی دن جو کلائی تیری

رو برو اس شعلہ رو کے بزم میں کیوں آ گئی — شمع کافوری کی آنکھوں میں چربی چھا گئی

چھپاؤ شکل کو سو سو ادا سے — نظر آتے ہو صورت آشنا سے
گریباں ضعف سے ہوتا نہیں چاک — اب اے دست جنوں وقت مدد ہے

یوں مہکتا تھا نہ گلشن کبھی تیری بو سے — ہو کے آئی ہے صبا آج تو کس گیسو سے
صبح تک شام سے کرتا ہوں ترا ذکر جمال — رات بھر لگتی نہیں میری زباں تالو سے
فکر نے مجکو دیا مرتبہ اسکندر کا — شکل دلبر ہے عیاں آئینہ زانو سے
رند مشرب ہوں مرا مہر و محبت ہے طریق — نہ مسلمان سے کاوش نہ خلش ہندو سے
کہنہ مضموں ہے تو ہو پھر بھی جو میں فکر کروں — کمر یار کو باندھوں نئے سو پہلو سے

ترک خونریز کہون مردم چشم اُس کی نہین
کام تلوار کا لیتی ہے نگہ ابرو سے

آ کر ترے کوچے مین گدا شاہ ہوا ہے
سایہ تری دیوار کا یا ظل ہما ہے

سُنتا ہی نہین وہ بت گمراہ کسی کی
ایسا نہ ہوس لے کہین اللہ کسی کی

مر دینے کو بیٹھے ہین بہت جان سے بیزار
مشکل کرو آسان کبھی للہ کسی کی

جو تجھسے غرض رکھین اُنھین غیر سے کیا کام
اُلفت نہ کرین تیرے ہوا خواہ کسی کی

دربانہ چلا آؤنگا اکدن ترے گھر مین
سُننے کا نہین بندۂ درگاہ کسی کی

سحر کو ہم ہین اور وہ جا نجان سے ہے
وصال یار مین شب درمیان سے ہے

پسینا حسن ہی چاہ ذقن کا
نہ ہو پانی تو پھر اندھا کنوان ہے

تھی لاگ کسی زلف گرہگیر سے آگے
اک سلسلہ تھا مجکو بھی زنجیر سے آگے

رہتا تھا سدا پیش نظر اک رخ روشن
اُلفت تھی کسی چاند سی تصویر سے آگے

جاری ہی نیا مملکت عشق مین آئین
مجرم کو سزا ملتی ہی تقصیر سے آگے

یہ شوق نہ تھا آپ کو ناوک فگنی کا
اُڑتے تھے نشانے نہ کبھی تیر سے آگے

اشعار فارسی

پے قتلم شدہ آمادہ بت گمراہیست
دل خبر دار کہ باز آمدنا در شاہیست

گر نالم و گر گریہ کنم حالتم اینست
عمریست کہ در ہجر کسے عادتم اینست

آدمی زادی یا بنے جانے
جان فدائے تو آفت جانے

شب فرقت بیا د زلف کسے
بسر آمد بصد پریشانے

شہرۂ طرز خرامش بجہان خواہد شد
رفتہ رفتہ بت من آفت جان خواہد شد

ہست در دل غم پنہان کہ نگردید عیان
بعد مرگ من غمدیدہ بیان خواہد شد

گرچہ آشوب جہان بود خرام تو دے
کس نمیگفت کہ این حشر عیان خواہد شد

آنکہ در طفلی او پیر و جوان گشت ہلاک
خوش زمانے کہ چنین شوخ جوان خواہد شد

بوفائے دو سہ روزش مرواز جائے رند
کہ ہمین راحت جان آفت جان خواہد شد

دلم بپرواز برم شیرین لبے شوخی پریزادے
بہ کافر دشی سنگین دلی صد فتنہ ایجادے

زلف در دست رقیبان دیدہ ام
شب عجب خواب پریشان دیدہ ام

کے بود بینیم اے مہ روے تو
اے ہلال عید با ابروے تو
از کدامی گلشنے اے گل بگو
خوے تو نازک ترست از بوے تو

قطعہ تاریخ چاہ

خضر آب بقا یوسف بیر علم
قاسم حوض جنان ہست واللہ علے
رند ترقیم نمود سال این چاہ جدید
جام پر آب دہد عوض چاہ علے

تاریخ سبیل قادر علی خان

بانی وہ کربلا مین ہوا ہے سبیل کا
قادر علی جو خان ذوالاحترام ہے
مقبول کیون نہ ساقی کوثر کرین اسے
دل سے پسند طبع شہ تشنہ کام ہے
شیرینی اسکے آب کی کیونکر بیان ہو
ہر آبخورہ پانی کا شربت کا جام ہے
آیا خیال کیجیے تاریخ اس کی نظم
شاعر ہوئین بھی رند یہی میرا کام ہے
ہاتف پکارا کہ سے سرجان زار رند
پانی پیو سبیل کا نذر امام ہے

رباعیات

عاشق کو اپنے اب نہ ترساؤ تم
پھر چاند سی شکل آکے دکھلاؤ تم
حیلہ کرکے کوئی بہانہ کرکے
جسطرح سے ہو سکے یہان آؤ تم

تنہا جو کبھی یار کو مین پاتا ہون
بیتاب ہو دوڑ کر لپٹ جاتا ہون
کہتا ہے وہ مسکرا کے اے رند سنا
مین تیری انھین باتون سے گھبراتا ہون

رند آپ کو یون تباہ کیونکر نہ کرے
ایسے دلبر کی چاہ کیونکر نہ کرے
کہتے ہین لوگ ٹھنڈی سانسین نہ بھرو
جب درد ہو دل مین آہ کیونکر نہ کرے

لب پر ترا نام ہوگا مرتے مرتے
دم نکلے گا آہ سرد بھرتے بھرتے
گر ہجر یونہین رہا نصیب اعدا
مر جاؤنگا ہائے ہائے کرتے کرتے

کیونکر تری تصویر مٹاؤن دلسے
کس طور سے یہ نقش اٹھاؤن دل سے
وہ لطف و عنایت وہ تلطف وہ کرم
کن کن تری باتون کو بھلاؤن دلسے

گھر گھر رونق ہے طرفہ آبادی ہے
غم خارجیون کو شیعون کو شادی ہے
کہتے ہین شب برات جس کو مردم
روز مولود مہدی ہادی ہے

مخمس غزل حکیم
نواب میرزا شوق

جاتے ہین وہ دریا کے کنارے کئی دن سے
بگڑے ہوئے انداز ہین سارے کئی دن سے
گلشن سے بھی کرتے ہین نظارے کئی دن سے
کہنے ہین نہین ہین وہ ہمارے کئی دن سے
پھرتے ہین انھین غیر ابھارے کئی دن سے

ہم کور ہوے شوق کے مارے کئی دن سے
رہتے ہین پڑے سب سے کنارے کئی دن سے
آنکھون سے نہین سوجھتا پیارے کئی دن سے
جلوے نہین دیکھے جو تمھارے کئی دن سے
اندھیر ہی نزدیک ہمارے کئی دن سے

وہ دیکھتے ہین اب لب بام آکے تماشا
انبوہ سا انبوہ ہی ہنگامہ ہے برپا
مشتاق گلی مین ہین کھڑے والہ و شیدا
عشاق سے ہی کوچہ معشوق مین میلا
رستہ نہین ہی بھیڑ کے مارے کئی دن سے

کسطرح ہمارا دل بیتاب نہ تیر سے
کیا شب کو ملاقات ہوا اس رشک قمر سے
رہتا ہی نہان چار پہر یار نظر سے
بے صبح نکلتا نہین وہ رات کو گھر سے
خورشید کے انداز ہین سارے کئی دن سے

بس چپکے ہی بیٹھے رہو کچھ منھ پہ نہ لاؤ
گردن کو جھکاؤ کہ اب آنکھونکو چراؤ
فقرے یہ کسی اور کو دو قسمین نہ کھاؤ
ہم جان گئے آنکھ ملاؤ نہ ملاؤ
بگڑے ہوے تیور ہین تمھارے کئی دن سے

یہ عشق فسونکار نیا رنگ ہے لایا
لیلی جسے سمجھے تھے وہ مجنون نظر آیا
اب آپ کو بھی ہونے لگا اپنا پرایا
آخر مری آہون نے اثر اپنا دکھایا
گھبرائے ہوئے پھرتے ہو پیارے کئی دن سے

آئینے کے مانند نظر آتے ہو حیران
کنگھی ہی نہ چوٹی ہی نہایت ہو پریشان
مسی ہی نہ کاجل ہی نہ مہندی ہی نہ ہی پان
کس کشتہ کا کل کا رکھا سوگ مری جان
گیسو نہین کیون تم نے سنوارے کئی دن سے

لب خشک نظر آتے ہین اور چشم ہی پر نم
ہر بات مین بھرتے نفس سرد ہو پیہم

کس کے لیے صاحب نے بنایا ہے یہ عالم
کس چاک گریبان کا لیا آپ نے ماتم
کپڑے بھی نہین تم نے اُتارے کئی دن سے

شکرانے کا ہنگام ہے شکوہ کرین کیونکر
انفضال الٰہی سے کرم ان کے ہین ہم پر
ہوتے ہین عنایات خطاب اب تو مکرر
دیوانہ بھی سودائی بھی فرماتے ہین اکثر
ان ناموں سے جاتے ہین پکارے کئی دن سے

مجبور ہوئے ہم نہین کچھ عشق سے چارہ
زیبا نہ تھے جو تنگ کیے وہ بھی گوارا
کیا عرض کرین آپ سے باعث ہے یہ سارا
دل پھنس گیا ہے آپ کی زلفون مین ہمارا
ہین بندۂ بے دام تمھارے کئی دن سے

بیجا ہے مری جان اب انکار نہ کیجے
جو دل مین تمھارے ہے وہ سب ہم ہین سمجھتے
انداز روش دیکھتے ہی جان گئے تھے
پامال کرو گے کسی وارفتہ کو اپنے
اٹکھیلیاں ہین چال مین پیارے کئی دن سے

ہے سبکو یقین انکے نہ آنے سے یہانکے
بس ترک ملاقات ہوئی اب نہ ملین گے
جو وجہ ہے یارو وہ بیان کیجیے کس سے
اک شب مرے گھر آن کے مہمان رہے تھے
آتے نہین اس شرم کے مارے کئی دن سے

مین بیٹھتا تھا ملکے تو فرماتے تھے ہٹکر
اور لیٹتے تھے پاس تو سرکا کے سمٹ کر
آرام وہ اب کرتے ہین چھاتی سے لپٹ کر
مُنھ گال پہ رکھدیتے ہین سوتے ہین چمٹ کر
کچھ کچھ تو حیا کم ہوئی بارے کئی دن سے

آرائش و تزئین کے جو ساماں ہین سراسر
بیوجہ نہین کوئی سبب ہو گا مقرر
کھلجائیگا ہمپر بھی کسی روز تو دلبر
مہندی بھی ہے مسی بھی ہے لاکھا بھی ہے لب پر
کچھ رنگ ہین بیرنگ تمھارے کئی دن سے

اس کوچہ مین کب اہل نظر مین چلتے ہین رستے
کاٹے ہوئے وہ راہ حسین چلتے ہین رستے
پر خوف بھی راہو مین کہین چلتے ہین رستے
ڈر سے ترے کاکل کے نہین چلتے ہین رستے
دم بند ہین اس سانپ کے مارے کئی دن سے

اب ربط ہین اگلے نہ ملاقات ہے ویسی
وہ چین جبین صاف ہے رنجش کی نشانی
اس ماجرے سے رند کچھ آگاہ ہو تم بھی
پھر شوق سے کیا اس بت عیار سے بگڑی

ہوتے نہین باہم جو اشارے کئی دن سے

مسدس موسوم بافسانہ محبت

پیش ازین یار ترا عاشق شیدا تھا مین ہمہ تن آئینہ سان محو تماشا تھا مین
بستۂ سلسلۂ زلف چلیپا تھا مین کوبکو شہر مین تیرے لیے رسوا تھا مین
اک زمانہ ترا عاشق مجھے بتلاتا تھا
انگلیان اٹھتی تھین جس راہ مین جاتا تھا

مدتون بلبل مست گل رخسار رہا سالہا سال تپ ہجر سے بیمار رہا
چشم میگون کا تری والہ و سرشار رہا سحر مین نرگس جادو کے گرفتار رہا
بیخودی تیرے لیے آٹھ پہر رہتی تھی
دو دو دن تک سر و پا کی نہ خبر رہتی تھی

آتش ضبط سے دن رات جگر پکتا تھا حال دل اپنا کسی سے مین نہ کہہ سکتا تھا
یاد آئینۂ رخسار مین اک سکتا تھا ہوکے ششدر مین کبھی چار طرف تکتا تھا
گاہ بیگاہ کوئی بات کی تو اس ڈھب کی
دن کی پوچھی جو کسی نے تو بتائی شب کی

درد سر تھا یہ کسے جو مرا سنتا سر درد کوئی مونس نظر آتا تھا نہ کوئی ہمدرد
نالہ گرم تھا ہمدم مرا یا آہ سرد ڈبڈبائے ہوے اشک آنکھون مین اور رنگ تھا زرد
یاد مین خنجر ابرو کے کلیجا شق تھا
صدمۂ ضبط سے لب خشک تھے چہرہ فق تھا

چاہا ہر چند محبت نہ ہو فتنہ پرداز دل کے دل ہی مین رہین عشق کے سب راز و نیاز
گوش زد ہوچکا گو خرد و کلان کے یہ راز پر سنے میری زبان سے تو نہ کوئی غماز
کر دیا مجھکو ضعیفی نے جو پتلا غم کا
داغ سوداے جنون اور زیادہ چمکا

دوست سمجھاتے تھے ہر بار تو سودائی ہے کس پہ مرتا ہے تو کیا تیری قضا آئی ہے
بیمروت ہے وہ بیدید ہے ہرجائی ہے خاک لاکھون ہی پہ اس شوخ نے چھنوائی ہے
ہوئی پروا اسے اصلا نہ تری حالت کی

خودغرض ہی وہ اسے قدر نہین اُلفت کی

رحم کر اپنی جوانی پہ نہ کر اس کا خیال — مول لیتا ہی عبث جی کے لیے یہ جنجال
خون عشاق سمجھتا ہی وہ سب بے پیر حلال — خوب اطوار سے اس بُت کے ہین ہم واقف حال

ہم نے مانا کہ وہ بے مثل ہی لاثانی ہے
دل مگر ایسے کو دے بیٹھنا نادانی ہے

پہلے اشفاق و عنایات سے پیش آتا ہی — غمزہ و ناز کرشمہ بھی دکھاتا ہے
دام تزویر وہ سو رنگ کا پھیلاتا ہے — مثل دیوانون کے پھر تنکے ہی چنواتا ہے

لاکھ معشوقین اک عربدہ پرداز ہے وہ
بے مروت ہی ستمگار ہی دمباز ہے وہ

دیکھ پچھتائیگا تو مان کسی کا کہنا — یاد آئینگی یہ باتین تجھے جب ہوگی دغا
آنکھین کھل جائینگی سب نشہ اُتر جائیگا — ہاتھ مل مل کے کہیگا کہ کوئی کہتا تھا

جان اور بوجھ کے نادان نہ ہو ہشیار ہی تو
دوستانہ تجھے سمجھا چکے مختار ہے تو

مطلقا پند و نصیحت نہین کرتی تھی اثر — سن سا رہا تا تھا ایک ایک کی باتین سُنکر
عشقبازی کا تری جن جو چڑھا تھا سر پر — جسجگہ بیٹھ گیا کاٹ دیے آٹھ پہر

ہین کہان خواب و خورش اور بت خودکام کہان
جسکا دل پھوڑا سا پکے اسے آرام کہان

دیکھین کہتا تھا تجھے جیسے تھا ایجان دیکھا — حور آئی تھی نظر یا کوئی انسان دیکھا
پھر نہ اکبار بھی اسکو کسی عنوان دیکھا — حیف صد حیف یہ کیا خواب پریشان دیکھا

وصل کسطرح سے اس شوخ ستمگر کا ہو
نام معلوم ہو جسکا نہ پتا گھر کا ہو

ڈھونڈھنے اس گل رعنا کو کہان جاؤن مین — آؤ اب اپنا گلا کاٹ کے مرجاؤن مین
وہ تو گذرا نہ ادھر جی سے گذر جاؤن مین — عشقبازی مین بھلا نام تو کر جاؤن مین

شمع و گل گور پہ شاید وہ چڑھانے آئے
پیٹتے روتے جنازے کو اٹھانے آئے

دن تو ہر طور سے ہو جاتا تھا چل پھر کے بسر
مردنی شام سے چھا جاتی تھی میرے منھ پر
لاتی تھی آفت تازہ شب فرقت دلبر
روز کرتا تھا شب ہجر کی مر مر کے سحر
ایک جا پر نہ قرار آتا تھا سیماب کی طرح
لوٹا کرتا تھا پڑا ماہی بے آب کی طرح

جو ہوا اور قلق اس دل مضطر کو سوا
دیکھا جب یون بھی تسلی نہین ہوتی صلا
ایڑیان رگڑین زمین پر کبھی سر سے پٹکا
دونون ہاتھون سے جگر تھام لیا اُٹھ بیٹھا
کیا کہون رات غضب لاتی تھی کیا کیا جانی
کبھی لیٹا کبھی بیٹھا کبھی ٹہلا جانی

ہر سحر وصل کی کرتا تھا مین خالق سے دعا
علم حضرت عباس مین باندھا چلا
کربلا جاتا تھا تو چند یون مین دیتا تھا
پیر دیدار کا تیرے لیے کونڈا مانا
ٹونے کیا کیا نہ کیے سحر کے اور افسون کے
نقش و تعویذ بہت مین نے جلائے پھونکے

موت کا سامنا تھا ہو گئی تھی زیست حرام
عشق خونخوار مرا کر چکا تھا کام تمام
قصد کرتی تھی نکلجانے کا جان ناکام
بیشتر ورد زبان رہتا تھا حافظ کا کلام
اے نسیم سحر آرام گہ یار کجاست
منزل آن مہ عاشق کش عیار کجاست

الغرض وقت برابر نہ ہوا تھا دلدار
میری تقدیر مین لکھا تھا ترا بوس و کنار
دیکھتا تھا تجھے ان آنکھو سنے پھر دو بار
اکدن اک شخص نے آکر یہ خبر دی اکبار
مین نے پیدا کیا اس یوسف کنعانی کو
بلکہ دیکھ آیا ہون آنکھون سے ترے جانی کو

دفعتاً سنتے ہی یہ مژدۂ راحت افزا
جتنے باقی تھے نہ اُتنے بھی رہے ہوش بجا
فرط شادی سے ہوا اور ہی میرا نقشا
بیخودی کیسی ہوئی طاری مجھے غش سا آیا
آگیا سینے سے ہونٹون پہ مرا دم گھٹ کر
سرد اطراف کا عالم ہوا نبضین چھٹ کر

دیر کے بعد طبیعت ہوئی فی الجملہ بحال
کچھ تسلی ہوئی کم ہونے لگے رنج و ملال

دلِ مشتاق تھا ازبس ترا جویائے جمال
جانِ مہجور کو وہ چند ہوا ذوقِ وصال

درمیاں نامہ و پیغام مری جان ہوئے
قول و اقرار ہوئے وصل کے ساماں ہوئے

شکر صد شکر ہوئے ہجر کے ایام تمام
گرچہ آغاز برا تھا پہ ہوا نیک انجام
زندگانی کی ہوئی مجھکو امید اے گلفام
صبحِ وصل آئی نظر گذری مصیبت کی شام

لائے تشریف مرے گھر میں سرافراز کیا
جو تصور میں نہ تھا مجھسے وہ انداز کیا

آتے ہی ڈال دیئے ہاتھ گلے میں میرے
اپنے آنچل سے مری آنکھوں کے آنسو پونچھے
خوب سا رو دیئے میرے ساتھ گلے مل مل کے
منھ پہ منھ رکھے ہوئے دیر تلک کہتے رہے

رنج ہوتا ہے نہ رو مجھکو مرے سر کی قسم
جان رو رو کے نہ کھو تجھکو مرے سر کی قسم

جشنِ شادی کا ہے ہنگام نہ کر حال تباہ
مجھکو بھی رنجِ جدائی تھا نہایت واللہ
ہو قلق دشمنوں کو رو دیں ہمارے بدخواہ
عالم الغیب مری حالتِ دل کا تھا گواہ

تجھکو باور نہیں آنے کا تو کیا واقف ہے
جو مرے دل پہ گذرتی تھی خدا واقف ہے

جیسے دیکھا تھا تجھے تھی تری الفت مجھکو
بھولتی تھی نہ کوئی دم تری صورت مجھکو
ہو گئی تھی تری الفت سے محبت مجھکو
تیری حالت پہ رہا کرتی تھی حالت مجھکو

سن نہ لیویں کہیں اندیشہ تھا غمازوں سے
تذکرے تیرے رہا کرتے تھے ہمرازوں سے

للہ الحمد کہ پھر تجھسے ملاقات ہوئی
جو نہ تھی وہم و گماں میں کبھی وہ بات ہوئی
دو گرفتاروں پہ خالق کی عنایات ہوئی
اسکو اعجاز کہوں میں کہ کرامات ہوئی

عقل حیران ہے کس طور سے یاں ہم آئے
کس طرح وصل ہوا کس نے یہ دن دکھلائے

سرگذشت اپنی تو جو کچھ تھی وہ سب ہم نے کہی
کیونکر ایامِ جدائی کی مصیبت جھیلی
داستاں اپنی سنا تجھ پہ میں کیا کیا گذری
بھولتی بھی تھی مرا یاد تجھے کوئی گھڑی

کس طرح صدمۂ جانکاہ میں دن بھرتا تھا
کوئی نئے شغل میں مصروف رہا کرتا تھا

میں نے آغاز کیا حسن کے یہ افسانۂ غم — سب بیاں کر دیے گذرے تھے جو کچھ ظلم و ستم
روئے اُس دکھڑے پہ پھر خوب سا ملکر باہم — تھا یہی قول ہر اک بات پہ تیرا اس دم

مجھکو باور ہوا کاذب نہیں تو صادق ہے
مرا شیدا مرا دیوانہ مرا عاشق ہے

مجھپہ ثابت ہوئی واللہ محبت تیری — ہو گئی میری جدائی میں یہ حالت تیری
دلمیں میرے بھی اثر کر گئی اُلفت تیری — ہو گی دم بھر نہ گوارا مجھے فرقت تیری

میرے عاشق مجھے چاہینگے خدا شاہد ہے
عمر بھر تجھسے نباہینگے خدا شاہد ہے

آپکے دیوانے ہیں ہم آپ پہ جو شیدا ہو — جان دیں اسپہ کوئی ہم پہ اگر مرتا ہو
واسطے اپنے جو بدنام ہوا اور رسوا ہو — کس طرح اس سے محبت نہ ہمیں پیدا ہو

بوالہوس ہمکو ہر اک پیر و جوان ملتا ہے
چاہنے والا زمانے میں کہاں ملتا ہے

واقعی مجھسے اسی طور سے تم پیش آئے — جو نہ دیکھے تھے وہ اُلفت کے مزے دکھلائے
چین آرام جو صاحب کی بدولت پائے — لا بیاں ہیں وہ زباں پر کوئی کیونکر لائے

راحتیں وہ کسی دلبر سے نپائیں میں نے
لذتیں ساتھ تمھارے جو اُٹھائیں میں نے

دلدہی تھی مری ہر وقت تمھیں مدنظر — حال پرسی ہی میں ہوتے تھے بسر آٹھ پہر
اُٹھنے دیتے تھے نہ تم پاس سے مجکو دم بھر — بیشتر زانو کو کرتے تھے مرے بالش سر

تیری ہی فکر تمھیں شام و سحر رہتی تھی
دین و دنیا کی نہ صاحب کو خبر رہتی تھی

عاشقانہ غزلیں بندے سے پڑھوا لیتے تھے — کتنا جو شکوہ تو تعریف بھی فرماتے تھے
پان میرے ہی لگائے ہوئے نوش کرتے تھے — اور سے لیکے گلوری نہ کبھی کھاتے تھے
سرمہ میں دیتا تھا مسی میں ہی ملواتا تھا — مہندی میں ملتا تھا گہنا میں ہی پہناتا تھا

یاد ہو تمھیں سونے کو جو آئے حور لقا
اور کہتے تھے مرے ساتھ لپٹ کر سوجا
سر مرا رکھتے تھے بازو پہ ہٹا کر تکیا
صبح تک یونہیں پڑا رہیو نہ کروٹ لینا
تھا یہی ساتھ کے سونے کا قرینہ تا صبح
لب پہ لب رہتے تھے اور سینہ بسینہ تا صبح

رات دن یونہیں رہا کرتی تھی باہم صحبت
نام اغیار سے صاحب کو ہوئی تھی نفرت
عشق تھا تمکو مجھے مجھسے تمہیں تھی الفت
گھر تلک اپنے نہ جاتے تھے مرے بے رخصت
کبھی جاتے تھے تو دم بھر کے لیے جاتے تھے
جی نہ واں لگتا تھا گھبرا کے چلے آتے تھے

ابتدا میں تو یہ اخلاص جتایا تم نے
جو نہ دیکھا تھا کبھی لطف دکھایا تم نے
چھل کرکے مجھے پھندے میں پھنسایا تم نے
بعد چندے یہ مری جان ستایا تم نے
نہ وہ صحبت نہ وہ الفت نہ مدارات رہی
آٹھویں ساتویں کی مجھسے ملاقات رہی

ہو گیا طبع کا صاحب کی دگرگوں عالم
گھر سے بلواتا جو میں کہتے تھے ہو کر برہم
یک قلم بھول گئے تھے جو کبھی قول و قسم
یہ حکومت ہے اور دو پہ نہیں آئینگے ہم
چاہیں رکھیں کہ نہ رکھیں وہ محبت مجھسے
ہو نہیں سکتی کی اب انکی اطاعت مجھسے

اور جو آئے بھی کبھی دل میں کیا خوف خدا
دیر ملنے کا اگر میں نے گلا کچھ بھی کیا
منہ لپیٹے ہوئے لیٹے رہے خاموش جدا
روٹھے بیٹھے ہوئے پھر ہو کے ترش فرمایا
چاہو ناراض ہو یا خوش یونہیں ہم آئینگے
ابتو آتے ہیں بہت اور بھی کم آئینگے

چپ رہو حالت دل مجکو سناتے ہو عبث
بیقراری مجھے تم اپنی دکھاتے ہو عبث
بیٹھ کر پاس مرے باتیں بناتے ہو عبث
مجکو پروا نہیں تم جان سے جاتے ہو عبث
اب کسی اور سے تم جی کو لگا لو اپنے
دھیان میرا نہ کرو دل کو سنبھالو اپنے

سنتے سنتے تری اکھڑی ہوئی باتیں ہربار
بخدا میرا ابھی دل پھٹ گیا تجھسے دلدار

بلکہ بے لطف ملاقات سمجھکر بیکار رہا
رفتہ رفتہ ترے ملنے سے کیا خود انکار

صدمۂ ترک ملاقات گوارا کرکے
کیا کرون بیٹھ رہا تجھسے کنارا کرکے

یہ نہ کرتا تو مریجان بھلا کب کرتا
وصل مین ہجر مین کس طرح گوارا کرتا
کیا بجز اسکے علاج دل شیدا کرتا
کب تلک ظلم و ستم روز کے دیکھا کرتا

ہر طرح اپنی طبیعت کو سنبھالا مین نے
خار اُلفت کو ترے دل سے نکالا مین نے

خود کو او غیرت شمشاد یہی سمجھایا
پھول سے رخ کا ترے دھیان جو دلکو آیا
کس لیے ان سرو قدون سے ہی بھلا پھل پایا
باغ سبز اور زمانے کا اُسے دکھلایا

دل لگا جسمین اسی شغل مین مصروف کیا
مختصر قصہ ترے عشق کو موقوف کیا

یک قلم دل سے مٹی یار محبت تیری
بلکہ یہ یاد نہین کیسی تھی صورت تیری
مضطرب اب نہین کرتی مجھے فرقت تیری
کون عاشق ہے کسے باقی ہے الفت تیری

ہمکو تم بھول گئے تم نہ ہمین یاد رہے
ہم نہ دیوانے رہے تم نہ پریزاد رہے

تم نے پھر ملنے کا پیغام جو بھجوایا ہے
یہ تو بتلائیے اب جال جو پھیلایا ہے
مہربانی کی کہ ہم بندے پہ فرمایا ہے
ستم نو کوئی میرے لیے ٹھہرایا ہے

وجہ کیا اسکی جہت کونسی مستور ہے اب
ظلم باقی کوئی رکھا تھا جو منظور ہے اب

تیری ہی سر کی قسم کھاتا ہون مین او دلبر
پھوٹین آنکھین یہ اگر دیکھون تجھے بھر کے نظر
سامنے میرے جو ہو تو اسے تیری ہی خبر
تو جدھر آکے بیٹھے نہ کرون منہ بھی اُدھر

ربط اسکے سے کہان اب وہ ملاقات کہان
ہم تم اکٹھا بھی اگر ہونگے تو وہ بات کہان

دوستی بندے کو صاحب سے نہین اب منظور
گرچہ بدوضع ہے یہ رند جہانمین مشہور
رکھیے تکلیف ملاقات سے مجکو معذور
پر زمانے پہ ہے ظاہر جو مرا ہے دستور

عمر بھر پھر نہ زبان سے کبھی اقرار کیا
جب کسی بات کا ناچیز سے انکار کیا

نامۂ شوقیہ

مرے دلربا محرم غمگسار — انیس دل و مونس جان زار
ریاض لطافت کے سرو روان — سرور دل و راحت جسم و جان
سدا تندرست اور سلامت رہے — سلامت رہے بے ملامت رہے
زبان ایک ہی ایک میرا کلام — یہ معلوم ہو تجکو بعد سلام
تری خیریت سبکو مطلوب ہی — بہر حال حالت مری خوب ہی
گذرتا ہی جیسا قلق میری جان — لکھوں کیا قلم کی ہی قاصر زبان
ترے دلکو معلوم ہی سر بسر — کہ ہوتی ہی دل کی تو دل کو خبر
مجھے آہ و زاری سے یان کام ہی — مین کیونکر کہون تجکو آرام ہی
نہین بے اثر ہوتی عاشق کی آہ — کرے اور کرے دلمین بسر کے راہ
زبان پر نہ لاتے ہو گو حال دل — نہ جانے کوئی تا کر احوال دل
مگر جی مین واللہ ہوگا خیال — وہ محروم یان سے گیا بیوصال
اڑاتا تھا آکر جو کوچہ مین خاک — وہ دیوانہ یان سے گیا دردناک
مجھے بھی یہی رنج ہی اور ملال — اسی بات کا ہر گھڑی ہی خیال
نہ بیٹھے گھڑی بھر بھی تنہا بہم — عبث وصل سے ہو گئے متہم
رہا ہجر ہی وصل کی رات بھی — نہ کی شرم سے اپنے تو بات بھی
مین ناشاد اک شب جاتا اگر — نہ ہوتا جدائی کا رنج اسقدر
عبث دل لگا کر غضب مین پڑا — مصیبت مین رنج و تعب مین پڑا
رہا درمیان میرے اسکے حجاب — نہ سر کا دوشالے کا رخ سے نقاب
تصور یہی دل مین کرتا ہوا — چلا جاتا تھا آہین بھرتا ہوا
قلق جبکہ از حد زیادہ ہوا — تو رو رو کے بس اس غزل پڑھا

غزل

مجھے اسکے کوچے سے آنا تھا کیا — گر آنا تھا تو دل لگانا تھا کیا

لگاتے ہی دل کے پھنسا ہجر میں
یہ کیا ہو گیا مین نے جانا تھا کیا

اُسے دوستی جو نہ منظور تھی
تو پھر اپنے گھر مین بلانا تھا کیا

مرے حال پر گر نہ تھی چشم لطف
تو چھپ چھپ کے آنکھین لڑانا تھا کیا

دکھانا نہ تھا پھر جو مُنھ چاند سا
تو اکبار صورت دکھانا تھا کیا

مین جان تک تو دینے کو موجود تھا
مجھے اور پھر آزمانا تھا کیا

مین مرتا تھا خود جان سے میری جان
ستائے ہوئے کا ستانا تھا کیا

نشانی نہ دینی تھی اپنی اگر
تو پھر نام مجھکو بتانا تھا کیا

کوئی دل کا ارمان نکلا نہ تھا
ابھی کوچ در پیش آنا تھا کیا

دلا کر دیا تو نے مغرور اُسے
غم عشق اسکو جتانا تھا کیا

کسی پر جو عاشق نہیں رند تم
تو تیلاؤ آنسو بہانا تھا کیا

غرض صبر کو چھاتی کی سل کیا
اسی غم مین طے منازل کیا

تصور رہا تیرا مرے دھیان مین
نہ تھی جان گویا مری جان مین

یہ دل راہ بھر جان مارا کیا
ترا نام لے لے پکارا کیا

مین پہونچا جب افرخ آباد مین
رہا یان بھی ہر دم تری یاد مین

تجھے یان سے نامہ روانہ کیا
تسلی کو دل کی بہانہ کیا

جواب اس کا اب جلد بھجوائیو
تغافل کو مت کام فرمائیو

تصور مجھے خط کا دن رات ہے
کہ مکتوب نصف الملاقات ہے

کیا تھا یہ اقرار اے رشک حور
تجھے دینگے ہم کچھ نشانی ضرور

یہی دیکے دم دان ٹوٹا لا مجھے
بتایا نیا روز بالا مجھے

پر اب تو سفر مین ہون اے دلربا
خدا جانے کب ملائے خدا

کوئی ہاتھ کا اپنے چھلا ضرور
مجھے بھیجیو خط مین اے رشک حور

رہیگا مرے پاس تیرا نشان
کرونگا مین تعویذ دل حرز جان

اور اکثر جو فرقت مین گھبراؤنگا
اُسے لال کر کرکے گل کھاؤنگا

یہ نامہ لکھا فرخ آباد مین
بھرین حسرتین جان ناشاد مین

یہان سے بریلی کو جاتا ہون مین قدم اپنا آگے بڑھاتا ہون مین
جو باقی رہا میری جان دم مین دم تو پھر آنکر دیکھتا ہون قدم
بجالاؤنگا سب حق بندگی غلامی کرونگا مین تا زندگی
نہ چھوڑونگا تجھکو کسی حال سے مین قربان ہون جان و سال سے
جو اہر جو تو ہی تو مین جوہری مین دیوانہ ہون تو اگر ہی پری
اگرچہ نہین تجھپہ ہر گز گمان کہ ہو غیر کے حال پر مہربان
ولیکن مین مجبور ہون رشک سے کہ ہی عشق مین بدگمانی ضرور
خبر میری مرنیکی جبتک نہ پائے مجھے بیٹھے جاوے سے دل لگائے
کہ شاید مین جیتا پھر آیا وہان ہوئے غیر کے بس مین تم میری جان
یہ سنتے ہی جی سے گذر جاؤنگا یقین جان بے موت مر جاؤنگا
ذرا دھیان میرا رہے آپکو نہ سننا کوئی کچھ کہے آپکو

یہ خط ہی مرا میرے دلبر کے نام
ہوا ختم نامہ یہان والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آلی حمد و جواہر ثنا شائستہ زیور ردائے کبریائے خداوند واجب التعظیمی است جلشانہ کہ گروہ بنی نوع بشر را انعکاس اشعۂ انوار لامعۂ ربوبیت و محل ظہور آثار باہرۂ احدیت خود ساختہ قابلیت و استعداد تدبیر و تفکر در مضامین خیالیہ عطا فرمودہ بشاہراہ شناسائی علوم باطنیہ ہدایت نمود و درر غرر صلوۃ و درود بیرون از حیز حصر و احصا بایستہ زینت کریاس گردون اساس رسول لازم التکریمے است صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم کہ بہ نظم بیان لب تشنگان بوادی جہالت را بزلال ابد الاتصال شریعت غرا سیراب ساخت و تلخ کامان صحرائے ضلالت را شربت گوارائے ملت بیضا بکام جان انداخت و گلدستۂ محمدت بے منتہا تحفۂ بارگاہ فلک اشتباہ آل اطہار و اصحاب کبار رسول مختار خصوص امام مستحکم التقدیسیت کہ بہ شمشیر زبان قطع براہین ملل و ادیان باطلہ نمودہ و بزبان شمشیر بمضارۂ مذاہب

منسوخه تکلم فرمودا بالعد بر راے بیضا ضیائے ارباب فراست و اصحاب کیاست مخفی و محتجب نماناد که این بے مایهٔ هیچ میرزرا از ایام صبی سوداے شعر و سخن در سر بود و روز و شب بمطالعه دوا دین اساتذه متقدمین چه فارسی و چه هندی صرف اوقات مینمود اصلا بتحصیل کتب درسی نمی پرداخت و ابیات عاشقانه بیش از حد و زیاده از عدا زبر نموده مانند عندلیب فصل بهاری زمزمهٔ شعرخوانی بلند میساخت و باستماع ابیات عاشقانه حالت وجد طاری میشد و دل عشق منزل مثل مرغ بسمل بیتابانه میطپید گویا مانند قیس مجنون عشق لیلاے سخن از بطن مادر همزاد آورده بود و بالآخره هواے شاعری در سر افتاد و اکثر اوقات مراثی و سلام و رباعیات و رعزاے مولانا و مولے الکونین ابا عبد الله الحسینؑ منظوم میکرد و تخلص وفائی نمود و بیشتر گوهر بے بهاے غزلیات هم به بنان بیان در سلک نظم انتظام میداد و دیوان ضخیم ترتیب داده بود و از میر مستحسن خلیق که در فن مرثیه گوئی عدیل و نظیر ندارند اشغل مشاورت می داشت. بعد چندے میر موصوف روانه فرخ آباد شدند و راقم آثم بتاریخ هفتم رجب سنه ۱۲۴ هجری از فیض آباد وارد دار السلطنت لکهنؤ گردید از حسن اتفاقات با جناب مولانائے معظم و مکرم زبدهٔ شعراے عالم خلاق المعانی نهنگ بحر سخندانی غواص بحار کمال فارس مضمار سحر حلال صیرفی دینار بلاغت محک عیار فصاحت چکیدهٔ قلم اعجاز رقمش را اگر مغز قلم گویم بجاست و زادگان طبع وقادش را اگر یوسف وقت خوانم زیباست ابلغ البلغا افصح الفصحا جناب خواجه حیدر علی صاحب متخلص آتش مدظله العالی ملاقات اتفاق افتاد بصد شوق و کمال ذوق استدعاے تلمذ بخدمت فیض موهبت شان نمودم از وفور مهربانیها و اقتضاے حسن اخلاق که سجیه مرضیه و شیوه سینه ذات بابرکات ست عرض آثم مقبول گردید از ان روز داخل زمرهٔ شاگردان عقیدت گزین و حلقهٔ بگوشان ارادت آئین گشته استفادهٔ غزل گوئی از جناب مغری الیه حاصل کرده و میکنم و تخلص خود که اسم بامسمی یا فهم حسب ارشاد جناب مخدومی رند قرار دادم و اجزاے سابقه که مثل یوسف عزیز میداشتم روبروے اخوان زمان بالتمام درچاه انداختم و آنچه از ابتداے

شاگردی جناب مخدومے لغایت آخر ماہ رجب ۱۳۴۸ھ ہجری رطب ویابس موزون کردم داخل کلیات ہذا نمودہ موسوم بہ گلدستۂ عشق ساختم التماس بخدمت منصفان زمانہ آنکہ اگر بمقتضائے بشری خطائے رفتہ باشد از دخل بیجا بدرستی آن پردازند مصرع کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود ** واین خوشہ چین مزرعۂ سخن را بدعائے خیر یاد فرمایند

تمام ہوا دیوان پہلا

دیوان دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اک جہان دیوانہ اس زلف دوتا کا ہوگیا
ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہوگیا

آپ کو کھویا مگر جویا خدا کا ہوگیا
راز جس پر منکشف فقر و فنا کا ہوگیا

ہمکو بھی آخر حضور قلب ہوتا ہے کبھی
عرض کر لینگے جو موقع التجا کا ہوگیا

خال رخ کے عشق مین مرتے ہین عاشق سیکڑون
سنکھیا کا عالم اس حب شفا کا ہوگیا

کیا اثر پھیلا ہے میرے نالۂ جانسوز کا
شعلۂ آتش ہر اک جھونکا ہوا کا ہوگیا

حائل نظارۂ دیدار کیا ہوگی نقاب
دور پردہ جس گھڑی شرم و حیا کا ہوگیا

اس نگاہ تیز سے دل ہوگیا جسدم دوچار
مین نے جانا سامنا تیر قضا کا ہوگیا

سجدۂ عاشق سے او بت تجکو کیا حاصل ہوا
مفت بے ایمان اک بندہ خدا کا ہوگیا

حور کے غمزے اسے جنت مین کیا خوش آئینگے
اے پری پیکر وہ کشتہ جو تیری ادا کا ہوگیا

بت پرستی مین جو آئی اس بت کافر کی یاد
نالۂ ناقوس مین عالم بکا کا ہوگیا

یاد آیا ہے کہ معشوقون مین بھی تھین الفتین
قحط اپنے عہد مین مہر و وفا کا ہوگیا

ٹالنا منظور تھا ہر چند پہلے سے و لے
حیلۂ معقول صاحب کو حنا کا ہوگیا

پا پہنچے اُس شوخ کے پر بن گئے اڑنے لگا
بادپا اُس ترک کے نیچے ہوا کا ہوگیا

خار و خس ہوتے ہین پیدا جسجگہ تھے سرو گل
کیا چمن مین اختلاف آب و ہوا کا ہوگیا

ہے یہی عالم نموے یار کا تو دیکھنا
کچھ دنون مین وہ قد بالا بلا کا ہوگیا

یاد مین اُس راست قامت کے یہ کی فریاد رند
وہ قد بالا الف آخر ندا کا ہوگیا

تسلی روز تو کس کسکو جان جان دیگا
یہی ہے حسن تو جان اپنی اک جہان دیگا

مجھے بھی ضبط اگر رخصت فغان دیگا
سُنے گا جو کوئی کانون مین انگلیان دیگا

حیات خضر خدا تجکو باغبان دیگا
چمن مین مجکو اگر حکم آشیان دیگا

گر آئیگا نہ کوئین مین جو حسن یوسف کو
عزیز مصر کو کیا تحفہ کاروان دیگا

طلب کرینگے بھلا روز حشر کیا مجھ سے
جو لٹ کے آئیگا وہ خاک رمغان دیگا

بہار تک ہم اسیرون کی زندگی معلوم
جو پھنکنے دل پہ یہی ہین موسم خزان دیگا

لگا ہین اشک بہانے تو ہنسکے بولا یار
ابھی تو روتا ہے آگے دوہائیان دیگا

دل و جگر کے تو ٹکڑے اُڑادیے غم نے
مسیح آنکے نہ انکے کہان کہان دے گا

نہ لکھو شوق ملاقات اسکو نامے مین
وہ بدزبان ہے قاصد کو گالیان دیگا

بھرا ہے خون کے بدلے بخار سوداوی
بدن کو چیرون جہانسے وہین دھوان دیگا

تمھارا چاہ ذقن دیکھتے ہی سمجھے تھے
ریاض حسن کو پانی یہی کنوان دیگا

بیان نہ کیجیو قاصد تو میرا حال خراب
ہزار طرح کے فقرے وہ بدگمان دیگا

ملے گی روز جزا بے طلب جزائے عمل
کریم دیگا اُسے وان جو کوئی یان دیگا

وہ ہون غیور نہ لونگا مین ایسے سفلے سے
اگر زمین بھی گرنے کو آسمان دیگا

جو چند شعر کہے ہین سُنا دو پڑھ کر رند
تمھین بھی داد سخن کوئی نکتہ دان دے گا

نگاہ ناز پہ ٹھہرا ہے تصفیا دل کا
کرو تو آج مین کرتا ہون فیصلا دل کا

غم فراق نے کیا حال کردیا دل کا
سنو تو عرض کرون تم سے ماجرا دل کا

کرے اُدھر کو سرایت نہ عارضا دل کا
بہت قریب جگر سے ہے فاصلا دل کا

مسیح وقت نہ کر تو معالجا دل کا
کہ جان گسل نظر آتا ہے عارضا دل کا

ہم ابتدا ہی سے کہتے تھے یا الٰہی خیر
کہین نہ طول پکڑ جائے عارضا دل کا

طریق عشق مین پیش آئے مرحلے کیا کیا
معین دیا ورو نا صر رہا خدا دل کا

تپک رہا ہے یوہین مدتون سے پہلو مین
مسیح قابل نشتر ہے آبلا دل کا

فسردگی ہے طبیعت کو عہد طفلی سے
نہ تھا شباب مین بھی تجکو ولولا دل کا

گرا نہ کوہ الم اُسپہ چرخ نا انصاف
حباب سے بھی ہے نازک یہ آبلا دل کا

وفور ضبط سے دم گھٹ کے آگیا لب پہ
مگر زبان پر آیا نہین گلا دل کا

کہا تو کرتے ہو تم پر مجھے یقین نہین
کرو تو آج کرون مین معاوضا دل کا

صفا نے بخشا ہے آئینے پر بھی فوق اُسے
کریگی صورت شاہد مقابلا دل کا

بچھڑا یا چاہتا ہے شغل عشق بھی اے خط
کبھی کبھی کا جو باقی ہے مشغلا دل کا

دو روزہ زندگی مین جان سے کیا ہی تنگ — مجھے ہلاک کیا اس نے ہو بُرا دل کا
نجات حکم حشر سے نپائے گا + — پڑیگا سامنا اک روز تجھکو عادل کا
قلق کا ہی یہی عالم وصال ہو کہ فراق — مری سمجھ مین نہین آتا مدعا دل کا
نوالے چند سے ہین گوش آشنا جبکے — خوش آئیگا نہ انھین زمزمہ عنادل کا
سبیل عشق کا سالک ہو خضر راہ نہ ڈھونڈ — لگائے گا تجھے ڈھرے پہ رہنما دل کا
برنگ غنچہ تپہ مرقدہ مضمحل ہے غریب — عجیب حال کیا تو نے بیوفا دل کا
بجز خدا نہین کرتا رجوع بندے سے — کیا ہے تجربہ مشکل مین بارہا دل کا
الٰہی جلد یہ آنکھون سے خون ہو کے بہے — غضب مین ڈالدیا تجھکو ہو بُرا دل کا
دم اخیر ہے بیچارہ جان بلب ہے آج — معاف کیجئے اب تو کہا سنا دل کا
وہی ہوا جو لکھا تھا مرے مقدر مین — مجھے نہ یار سے شکوہ نہ کچھ گلا دل کا
مآل کار ضرر جان کا ہے الفت مین — خدا کسی سے نہ ڈالے معاملا دل کا
پرائے جھگڑے مین کیا مفت جان نے ارجلی — پڑا ہے سر آکر مواخذا دل کا !
نہ گفتنی ست چگویم چہ شرح حال کنم — نہین ہے قابل اظہار ماجرا دل کا
ہجوم غم مین بھی ثابت ہی بل بے استقلال — مین وجد کرتا ہون اللہ رے حوصلا دل کا
عیان ہو صورت شاہد جو چشم حق بین سے — کرے بغور تو غافل مشاہدا دل کا
یقین ہی ہے سیب پڑے آجکل مین چھوٹیگا — تپک رہا ہے کئی دن سے آبلا دل کا
نہو گا عہدہ برا عشق مین کھرے پن سے — پڑا ہے کھوٹے سے آکر معاملا دل کا
یہی ہے مرشد کامل رہ حقیقت مین — خبر نہو تو کسی سے رہ آشنا دل کا
نہ جان مردہ نہ پژمردہ ہی سمجھ اس کو — لگا کسی سے ذرا دیکھ پھر مزا دل کا

نگین سے ایک ہی دونون مکان اسی کے ہین
سمجھ نہ کعبے سے کم رند مرتبا دل کا +

تو آپ کو پوشیدہ و اخفا نہ سمجھنا + — مین دیکھ رہا ہون مجھے اندھا نہ سمجھنا
کم شیر ژیان سے مرا رتبا نہ سمجھنا + — کتا ہون علیؑ کا سگ دنیا نہ سمجھنا
گو زار ہوا ہون مگر امداد جنون سے — ہے دیو کی طاقت مجھے مردانہ سمجھنا
ہمراہ مرے رہتی ہے ہر دم مدد غیب — لاکھون پہ ہون بھاری مجھے تنہا نہ سمجھنا

بزم غم شبیر مین جو چشم سے نکلے
ہر اشک کو تسبیح کا اک دانہ سمجھنا

جو دل کہ بھرا ہو محبت سے بتانکی
اس دل کو دلا یار کا کاشانہ سمجھنا

نامہ جو لکھا ہے اسے رکھ چھوڑیو صاحب
وہ خط غلامی ہے نوشتہ نہ سمجھنا

کافر ہون نہ پھونکون جو ترے کعبے مین اے شیخ
ناقوس بغل مین ہے مصلا نہ سمجھنا

دیدار دکھاؤ مجھے عشق آئین تو آئین
عاشق ہون تمہین عاشق مجھے موسیٰ نہ سمجھنا

رکھنا نہ توقع دل نادان تو کسی سے
اس وقت مین اپنون کو بھی بیگانہ سمجھنا

حاصل نہین سمجھانے سے ناصح تو سمجھ تو
کیا سمجھے بھلا یہ دل دیوانہ سمجھنا ؞

بہکا ہوا عاشق نظر آجائے جو کوئی
اُس چشم فسونساز کا دیوانہ سمجھنا

جاتا ہون تو نکل جاؤن ابھی پیچ سے تیرے
اُلجھا مجھے او زلف چلیپا نہ سمجھنا

سر کٹ کے جو قدمون پہ گرے راہ وفا مین
یہ بھی مدد ہمت مردانہ سمجھنا ؞

صحت تری ممکن نہین سن لے کہ دل بیمار
یہ گورکن آیا ہے مسیحا نہ سمجھنا

ہر حال مین خرسند ہون تم خوش ہو کہ ناخوش
بندہ ہون مجھے عاشق شیدا نہ سمجھنا

پلوا دے مے ہوشربا دیکھ مرا ظرف
ساقی جو بہک جاؤن تو دیوانہ سمجھنا

آجائے کوئی ڈھیر اگر پاؤن کے نیچے
اے شمع رخو مرقد پروانہ سمجھنا

دیکھو کسی چہرے پہ جو گیسو کوئی بلدار
افعی ہے اسے زلف چلیپا نہ سمجھنا

جو پایہ ہے اگر رتبہ عالی کا جہان مین
ادنیٰ سے بھی خود کو کبھی اعلیٰ نہ سمجھنا

اے رند نہ ٹکنا کبھی ارباب ورع پاس
مل بیٹھنا اس سے جسے رندانہ سمجھنا

دل کس سے لگاؤن کہین دلبر نہین ملتا
کیا ظلم سہون کوئی ستمگر نہین ملتا

خط لیکے گیا جو وہ کبوتر نہین ملتا
کیا ذکر کبوتر کا ہے اک پر نہین ملتا

زلفون کی طرح عمر بسر ہو گئی اپنی
ہم خانہ بدوشون کو کہین گھر نہین ملتا

کیا خاک مداوا کرین شوریدہ سری کا
سر پھوڑنے کو ڈھونڈھین تو پتھر نہین ملتا

گنجلک نہین ملتی جو طبیعت مین پڑی ہے
دل تجھ سے کسی طور سے دلبر نہین ملتا

کیا کیجئے تعریف بناگوش کی اُسکے
آویزے کو جس کان کے گوہر نہین ملتا

گم جب سے ہوا ہون مین تری راہ طلب مین
جب ڈھونڈھتا ہون آپکو اکثر نہین ملتا

کچھ طالب زر ہی نہیں غور سے دیکھو
حق یون ہے کہ اللہ بھی بے زر نہیں ملتا

صورت نہیں ملتی تری صورت سے کسی کی
گہنے سے کسی کے ترا زیور نہیں ملتا

آرایشین موقوف ہوئین کسلیے ایجان
گوہر نہیں ملتا ہے کہ زرگر نہیں ملتا

ابرو کی محبت مین کسے زیست ہے منظور
مر جاؤن گلا کاٹ کے خنجر نہیں ملتا

رندان مے آشام نہین جام کے پابند
ہم اوک سے پیتے ہین جو ساغر نہیں ملتا

وحشت مین نکل جاؤن مین سرحد سے زمین کی
اس گنبد گردان کا ولے در نہیں ملتا

او برق تجلی ترے کشتے کی لحد پر
کیا لوح بنے طور کا پتھر نہیں ملتا

حاضر ہون مجھے بستۂ فتراک فرس کر
گر صید کوئی ترک ستمگر نہیں ملتا

عاشق سے نہ کھینچ آپکو اے بادشہ حسن
درویش سے کیا جھک کے تونگر نہیں ملتا

جو زخم کو سینے کے سیے ٹانکے جگر کو
ایسا کوئی استاد رفوگر نہیں ملتا

اے رند لبالب ہو جو عرفانکی مے سے
ساغر وہ بجز ساقی کوثر نہیں ملتا

مزہ دل سے اٹھا جاتا ہے لطف زندگانی کا
مجھے پیری مین یاد آتا ہے جب عالم جوانی کا

برنگ فصل گل مہمان ہے موسم جوانی کا
پلا ساقی کوئی ساغر شراب ارغوانی کا

گذشتہ سال تک حسن شباب ایسا نہ تھا اس کا
بچھڑا پڑتا ہے جوبن اب یہ عالم ہے جوانی کا

حقیقت مین وہی ہے قول تک مین کبھی شاہد ہون
سنا تھا ذکر موسیٰ سے جو تیری لن ترانی کا

تری خلوت سرا جب سے بنایا خانۂ دل کو
دیا ہے دیدۂ حیران کو عہدہ پاسبانی کا

کسی سے وقت خواب افسانۂ الفت نہ سنناتم
اڑا دیتی ہے نیند الٹا اثر ہے اس کہانی کا

ہنسی سے گالیان دیتے ہو دو پر مجکو یہ ڈر ہے
غضب ہوگا اگر لپکا پڑیگا بدزبانی کا +

قد بالا دکھانے اپنا وہ گلشن مین جاتے ہین
ہوا ہے کاٹنا منظور سرو بوستانی کا

رہا افسانۂ عشق و محبت ناتمام اب تک
کیا ہے خاتمہ بالخیر کس نے اس کہانی کا

بنی ہے شاخ گل منبر چمن اک بزم ماتم ہے
ملا ہے بلبل نالان کو عہدہ روضہ خوانی کا

جدا ہوتے نہین ہین لب سے لب خاموش بیٹھے ہین
نتیجہ یہ ہوا حاصل ہمین شیرین بیانی کا +

دل مضطر کو فرقت مین بڑی تسکین ہووے گی
کمال مہربانی ہے جو چھلا دو نشانی کا +

بس از مدت جو آئی بھی طبیعت تو کہان آئی
نہ پہنچے خط جہان موقع نہ پیغام زبانی کا

عیادت کو وہ آئے تھے مگر ہم غش میں لیٹے تھے
نہ دیکھی انکی صورت بھی برا ہونا توانی کا
ہوئے ہیں دست و پا بیکار رعب حسن سے یکسر
نظر آتا ہے نقشا اور کچھ بہزاد و مانی کا
اسے جو رو پری بتلاتے ہیں جو لوگ انسان ہیں
کہیں روح مجسم بھی لقب ہے میرے جانی کا
زبان قاصر ہے کیونکر اسکا شکریہ ادا ہوگا
عنایت کا توجہ کی نظر کا مہربانی کا
فراق یار میں مذکور مے کا کیا ہے او ساقی
جلیں تیزاب کی ہوتی جو پیتا گھونٹ پانی کا
گھلا کر میرے جسم زار کو اس کی جدائی میں
فراق یار نے پتلا بنایا ناتوانی کا ٭

جوانی تک مزہ تھا شاعری کا رند سنتے ہو
بڑھاپا آگیا گذرا زمانہ شعر خوانی کا

سنا گیا مجھے باتیں وہ بدزبان کیا کیا
کلام آ گئے بے لطف درمیان کیا کیا
بہار آتی ہے چٹکا ہے جب کوئی غنچہ
تو پھول پھول کے بیٹھا ہے باغبان کیا کیا
سوا ے تازہ مضامین لب نہیں واقف
نئے سنائی ہے فقرے مری زبان کیا کیا
وہ کون ہے جو نہیں تیری گفتگو کرتا
سنے ہیں تذکرے تیرے کہاں کہاں کیا کیا
الٰہی دیکھئے یہ دیکھنا دکھائے کیا
بری نظر سے وہ گھورے ہیں الاماں کیا کیا
شکایتیں تھیں بہت اور مجال وقت تھی تنگ
دم اخیر سناتا یہ نیم جان کیا کیا
یہ ہیں جو منھ پہ کہیگی یہ نیک و بد سب کا
تجھے سنائیگی دیکھوں مری زبان کیا کیا
زمین میں گاڑ کے ہر عضو تن کریگا خاک
ابھی دکھائیگا نیرنگ آسمان کیا کیا
یہ چرخ پیر کی کیا خصلتوں سے غافل ہیں
گھمنڈ کرتے ہیں اللہ نوجوان کیا کیا

ملال و حسرت و اندوہ و یاس و داغ جگر
جہاں سے لیکے چلے رند ارمغان کیا کیا

سائلانہ انکے در پر جب مرا جانا ہوا
ہنسکے بولے شاہ صاحب کس طرف آنا ہوا
ٹوٹے بت مسجد بنی مسمار بت خانہ ہوا
جب تو اک صورت بھی تھی اب صاف ویرانہ ہوا
ہر جگہ موجود سمجھا اس کو سجدہ کر لیا
خواہ مسجد خواہ گرجا خواہ بت خانہ ہوا
باز رکھتی ہے ہمیں خدمت سے از خود رفتگی
آن نکلیں گے کبھی گر آپ میں آنا ہوا
بیشتر بلبل سے تھا سر میں مرے شور جنون
فصل گل آنے نہ پائی تھی کہ دیوانہ ہوا
گرمی فرقت میں جب اشکوں سے مژگان نم ہوئیں
مردمان چشم کے رہنے کو خسخانہ ہوا

کارخانے جتنے ہین دنیا کے سب ہین بے ثبات
آنکھ سے جو آج دیکھا کل وہ افسانہ ہوا

ہنستے ہنستے دل لگی کیواسطے ناپا جو آج
سرو کا قد اس سہی قامت کے تا شانہ ہوا

یوسف مصر محبت کیسا ارزان بک گیا
نقد دل قیمت ہوئی اک بوسہ بیعانہ ہوا

جلکے اسنے جان دی تا لے کر کے رنگینی
عشق بلبل پر بھی فائق عشق پروانہ ہوا

عشق دندان کی خطا پر قتل جو مجھکو کیا
اسلیے شمشیر قاتل مین بھی دندانہ ہوا

مین نے جانا کاسہ سر ہے کسی مے خوار کا
وائے گو نہ دست ساقی مین جو پیمانہ ہوا

مژدہ باد اے بادہ خوار و دور واعظ ہو چکا
مدرسے کھودے گئے تعمیر مےخانہ ہوا

رند ہون روز ازل سے ہو نہین وارفتہ مزاج
اس لئے طور سخن بھی اپنا رندانہ ہوا

آفت شب تنہائی کی ٹل جائے تو اچھا
گھبرا گئے جو دم آج نکل جائے تو اچھا

او جان حزین جانا ہی اکدن تجھے آخر
اب جائے تو بہتر ہے کہ کل جائے تو اچھا

جھکوا دیا سر ضعف نے قاتل کے قدم پر
تلوار اگر اس کی اگل جائے تو اچھا

بہتر نہین ہے صورت جانان کا تصور
دل اور کسی شے سے بہل جائے تو اچھا

اک سل ہے کلیجے پہ نہین روح بدن مین
چھاتی کا پہاڑ آہ یہ ٹل جائے تو اچھا

دیوانہ عبث شہر کی گلیون مین ہے برباد
مجنون کسی جنگل کو نکل جائے تو اچھا

او آتش دل پھونک دے تن اشک بہا دے
یہ جائے تو بہتر ہے یہ جل جائے تو اچھا

ہر مرتبہ ڈسنے کے ارادہ مین ہے وہ زلف
اژدر یہ اگر مجھکو نگل جائے تو اچھا

پھر رکنا ہے دشوار یہ جب آئی تو آئی
ایسے مین طبیعت جو سنبھل جائے تو اچھا

تابوت مرا تھم کے اٹھاؤ مرے یارو
وہ بھی کف افسوس جو مل جائے تو اچھا

اے رند لڑو یار سے یا ہاتھ اٹھاؤ
جھگڑا ہی چکے ہر شب کا خلل جائے تو اچھا

بیستون سے یہی کہتا ہوا فرہاد آیا
رند آیا مرا مرشد مرا استاد آیا

آشیان کنج قفس مین نہ کبھی یاد آیا
بند آنکھین تھین جو لیکر مجھے صیاد آیا

اے لحد بعد فنا تو نے وہ راحت دی ہے
چین آغوش کا مادر کی مجھے یاد آیا

سرو قد نے مرے کاٹا جو اسے خوب کیا
تا ابد سا قد لیے کیون سامنے شمشاد آیا

شکل قاتل نے دکھائی تو ہوئی جان و بال
موت دکھلائی دی جب سامنے جلاد آیا

خاک انسانمین باقی رہین پھر ہوش و حواس
حور کی شکل بنا کر وہ پریزاد آیا

تا سحر پھر بھی نچھوڑے گا چمن مین بلبل
صبح ہوجائیگی جب شام سے صیاد آیا

دخل کاشانۂ دل مین دیا خوشنودی کو
آج کیا جی مین یہ چرخ ستم ایجاد آیا

مین تو اک عمر سے تکتا رہا دونونکی راہ
آجتک موت ہی آئی نہ وہ جلاد آیا

مین جو پہونچا تو کہا عالم ارواح نے یون
خانہ برباد یہ سوے عدم آباد آیا

کیا بڑی عمر ہے انصاف تو کر او بلبل
یاد ابھی دل مین کیا تھا کہ وہ صیاد آیا

حق شاگردی ادا خوب کیا بعد وفات
لے کے شیرینی مری قبر پہ فرہاد آیا

پھر گئی صورت مریخ نظر مین میری
لال آنکھین کئے جسوقت وہ جلاد آیا

کھینچی اسکو جو منظور تھی نیرنگی حسن
دم طاؤس کا خامہ لیے بہزاد آیا

آمد آمد جو سنی اپنی پئے استقبال
دشت سے قیس چلا کوہ سے فرہاد آیا

پاؤن پھیلا دیے کس شوق سے مجھ مجنون نے
بیڑیان ہاتھ مین جسدم لیے حداد آیا

گر گئے کٹ گئے کیون سرو چمن او قمری
آج کیا باغ مین وہ غیرت شمشاد آیا

رو کے بیساختہ سر پیٹ لیا شیرین نے
آگے پرویز کے جب تیشہ بکف فرہاد آیا

فرقت عالم ارواح گوارا تھی کسے
مین تو مجبور سوے عالم ایجاد آیا

میرے مردے کی قسم یہ تو بتا دو یارو
بعد مردن بھی کسی کو مین کبھی یاد آیا

صحبت شعر و سخن ہو گئی برہم اے رند
بعد آتش نہ نظر ایک بھی استاد آیا

جز مسیحا نہ کسی سے مرا مردہ اٹھا
اسنے کاندھا دیا آکر جو جنازہ اٹھا

زہد و تقوی سے پھر اے رند مین گھبرا اٹھا
پھر چلا دیر کو مسجد سے مصلا اٹھا

شکر کر قید سے صیاد کی ہونی ہی رہا
آب و دانہ ترا او بلبل شیدا اٹھا

بان مارے مرے نالون نے جو پیہم شب ہجر
مست ہاتھی کی طرح چرخ بھی چلا اٹھا

بارہا مین نے کبادہ کی طرح سے کھینچا
جس کمان کا کبھی رستم سے نہ چلا اٹھا

طرفہ کہتے ملک ساتھ رہے تا لب گور
دھوم سے کشتۂ قاتل کا جنازا اٹھا

قیس سمجھا مری لیلی کی سواری آئی
دور سے جب کوئی صحرا مین بگولا اٹھا

جوش وحشت میں جو دریا کی طرف جا نکلا
قد آدم مری تعظیم کو مینڈھا اُٹھا

ہجر کی شب جو تری گرمیاں یاد آئیں مجھے
مغز سے نکلا دھواں دل سے وہ شعلہ اٹھا

تاب نظارۂ دیدار نہ لاؤ گے کلیم
پردے پڑ جائینگے آنکھوں پہ جو پردہ اٹھا

نہ گیا وادی ایمن کو کوئی بعد کلیم
آتش طور نہ بھڑکی نہ وہ شعلہ اٹھا

ضعف اسے کہتے ہیں سینہ سے لبوں تک آ کے
سو جگہ راہ میں نالہ مرا بیٹھا اٹھا

کوچۂ یار سے جب گھر کو چلا میں اپنے
دل پکڑ بیٹھ گیا درد اک ایسا اٹھا

رم چلے اور کسی دیس کو ہم یا معبود
بستر آج ترے کوچے سے اپنا اٹھا

اول شب سے موذن نے اذاں دی شب وصل
او سر شام ہی سے آج یہ مرغا اٹھا

حشر کو ہوتی ہے اک تازہ قیامت برپا
گور سے سر میں اگر لے کے یہ سودا اٹھا

بن پڑا کچھ نہ علاج تپ فرقت اس سے
ہاتھ ملکر مری بالیں سے مسیحا اٹھا

جسکو تیرے لب جاں بخش نے مارا قاتل
حشر تک پھر نہ مسیحا سے وہ مردا اٹھا

سنکے مرنے کی خبر رند کے بولا رو کر
آج دنیا سے مرا چاہنے والا اٹھا

اس قدر پیکے نہیں بادۂ احمر بہکا
نشۂ کبر سے ہے جتنا کہ تو اکثر بہکا

کر کے وعدہ کسی نادان کو دلبر بہکا
تو نے بہکایا مجھے اور میں مقرر بہکا

پھیر لاتا ہے خط شوق مرا ہو کے تباہ
ذبح کر ڈالونگا اب کی جو کبوتر بہکا

عوض ساغر مے دیتا ہے خالی کنٹر
میں تو بہکا مرا ساقی بھی برابر بہکا

کیسے دمباز کے فقروں پہ چڑھا مستانے
ہوش کر اپنے بجا کیوں دل مضطر بہکا

پھر نہ رہجائے کہیں شوق شہادت باقی
المدد موت کہ جلاد کا خنجر بہکا

کر دے مژگاں کا اشارہ جو بچا ابرو سے
تیر اک مار کلیجے پہ جو خنجر بہکا

سالک راہ محبت ہی تو سنبھلا رہیو
یہ وہ وادی ہے جہاں خضر سا رہبر بہکا

ساغر مے نہ پلانا متواتر ساقی
کس سے سنبھلے گا جو وہ ترک ستمگر بہکا

نقش ہستی کو ذرا سوچ کے بھرنا غافل
سب غلط ہوگا یہ تعویذ جو اک گھر بہکا

آ کے اس میکدہ میں ایک سا عالم نہ رہا
بیشتر نشہ میں سنبھلا ہوں میں اکثر بہکا

خضر راہ جناں شمع ہدایت ہیں یہ رند
چھوڑی گو پیروی آل پیمبر بہکا

گر کلاہ فقر سے تو آشنا ہو جائیگا
بار سر پر طرۂ بال ہما ہو جائے گا

گل سے رنگ گل بھی مثل بو ہوا ہو جائیگا
راہی اکدن قافلے کا قافلا ہو جائیگا

کب گمان تھا درد دل کا جا نربا ہو جائیگا
یہ مرض بھی رفتہ رفتہ لا دوا ہو جائیگا

دل جو وحدت کے مزے سے آشنا ہو جائیگا
عین کثرت مین ترا عالم جدا ہو جائیگا

چھید کرتے ہین فلک مین اپنے تیر آہ سے
ایکدن چھلنی یہ لوہے کا توا ہو جائیگا

رشک لیلی سونگھ لیگا گر ترے کشتے کی لاش
شیر کتے کی طرح سے باؤلا ہو جائیگا

بچ کے طوفانسے پہونچ جائیگی ساحل تک بخیر
گر خدا کشتی کا اپنی ناخدا ہو جائے گا

ہاتھ لگنے کی نہین اکسیر کی بوٹی کی طرح
شوق اگر اسکو ہوا قحط حنا ہو جائیگا

یہ تکبر ایسی نخوت حسن پر اتنا غرور
کیا معاذ اللہ او بت تو خدا ہو جائیگا

آکے یان بیمار فرقت ہو گئے جو تندرست
او مسیحا گھر ترا دار الشفا ہو جائے گا

کیسۂ زر خرچ کرنے سے نہو ویگا تہی
دیگا سائل کو جو منعم کیا گدا ہو جائیگا

عالم وحشت مین بکتے ہین جو دلکا حال ہے
راز اپنا بے تکلف بر ملا ہو جائے گا

بیٹھنے دیگی نہ چھپکر حسن کی شوخی اسے
آج اگر پردے مین ہے کل بر ملا ہو جائے گا

زندگی تک ہے یہ فرق اعتباری چند روز
مر کے یکسان رتبۂ شاہ و گدا ہو جائیگا

عین ہستی مین سمجھتے تھے کہ ہونا ہے فنا
ابتدا سے جانتے تھے خاتما ہو جائیگا

باغبان اتنا بہار باغ ہستی پر نہ پھول
دیکھ لینا دو ہی دن مین کیا سے کیا ہو جائیگا

ہے یہی گر مایہ مین عاجز نوازی کی صفت
سلطنت کا ہر گدا کو حوصلا ہو جائیگا

تاب و طاقت چل بسین مجھ روح ہے بھی پیشتر
پہلے یوسف سے روانہ قافلا ہو جائیگا

جھولیان بھر بھر اڑائیگا اگر یون باغبان
گل سے مملو دامن باد صبا ہو جائے گا

منزل مقصود پر ہر طرح سے پہونچین گے ہم
غول مثل خضر اپنا رہنما ہو جائے گا

ملک ہستی سے نکر تنہا روی کا دل مین خوف
دس چلے جب ملکے باہم قافلا ہو جائیگا

مین گدا تم بادشاہ حسن پھر کیون ہے یہ ٹال
کیا برا ہوگا کسی کا گر بھلا ہو جائیگا

کوچۂ گیسو مین جائیگا نہ کر زنہار قصد
او دل نادان بلا مین مبتلا ہو جائیگا

آن واحد مین سلجھ جائیگی ساری گتھی
ناخن تقدیر اگر عقدہ کشا ہو جائے گا

رو ئیگا اے رند سن لیگا جو شعر حسب حال
واقعہ اپنا بھی اکدن مرثیا ہو جائیگا

بیمروت بیوفا تو باوفا کیونکر ہوا — خودغرض نا آشنا ہی آشنا کیونکر ہوا
خواجۂ قنبر کے در کا جو کہ کہلایا فقیر — بادشاہ ہفت کشور ہی گدا کیونکر ہوا
کس نے کی معجز نمائی کس نے دی پیغمبری — یہ عصا موسی تمہارا اژدہا کیونکر ہوا
وادی الفت میں آپ آوارہ پھرتا ہی غریب — خضر خود گمراہ ہے وہ رہنما کیونکر ہوا
توبہ کر تو او برہمن سجدے کرتا ہی کسے — بت جو پتھر کا بنا ہو وہ خدا کیونکر ہوا
دعوئین رندونکی اب کہنے لگا پیر مغان — تھا بڑا کم ظرف یہ ذی حوصلہ کیونکر ہوا
مجھ گرفتار قفس سے تجکو کیا تھا مدعا — اسطرف آنا ترا پیک صبا کیونکر ہوا
عشق کا قصہ کسی سے منفصل ہوتا نہین — یہ قضیہ پیش قاضی فیصلہ کیونکر ہوا
شاید اس ناوک فگن نے تیر مارا سینہ دوز — ورنہ بسمل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا
مطلقاً آثار الفت پہلے کچھ پیدا نہ تھے — عقل حیران ہے یہ دردلا دوا کیونکر ہوا
عشق ہوجانیکا باعث پوچھتے ہین لوگ سب — کیا سبب انکو بتاؤن کیا ہوا کیونکر ہوا
گر نہین خون شہیدان جائے آب اسمین خمیر — بچھا اے شوخ پھر رنگ حنا کیونکر ہوا
بھول کر بھی مین نہین لایا زبان پر حرف عشق — راز الفت یا الٰہی برملا کیون کر ہوا

سنتے ہین چند پیسے سے خادم ہی وہ بیت اللہ کا
رند تھا مرد قلندر پارسا کیونکر ہوا

کون ہے نائب محمدؐ کا سوائے بوتراب — کسکو یہ رتبہ دیا حق نے ورائے بوتراب
ہی یہ اکسیر خالص خاکپائے بوتراب — بادشاہ ہفت کشور ہی گدائے بوتراب
ہی بلاشک مرتضیٰؑ حاجت روا مشکلکشا — کی ہی سارے مرسلون نے التجائے بوتراب
ہی علی کا حکم بھی لاریب مثل فرمان حق — جو مشیت ہی خدا کی ہی وہ رائے بوتراب
کیون نکرتے اپنا نائب کیون نکر جاتے وصی — کیا پیمبر سے نہان تھا اتقائے بوتراب
مرحبا سوئے شب ہجرت نبیؐ کے فرش پر — دل یہ کسکا اور جگر کسکا سوائے بوتراب
خاطر من پہ نہین جو عین جنگ مین ٹوٹی حسام — ذوالفقار آئی فلک پر سے برائے بوتراب
کیا بشر سے ہو سکے مدحت شیر خدا — حق نے کی قرآن مین مدح و ثنائے بوتراب
نور سے اللہ کے پیدا ہوئے بارہ امام — ہین علی سے مہدی دین تک بجائے بوتراب
منزل قنبر مین بھی شیدا ہون علی کے نام کا — جان و دل سے ہون غلام باوفائے بوتراب

گرمی خورشید محشر جب جلائیگی مجھے
چھپ رہونگا حشر کو زیر لوائے بوتراب

مار ڈالا ہی فلک نے دے کے صدمے بیشمار
گو زمین ضغطہ ندے مجکو برائے بوتراب

ہمسری کا وہ کرین دعوی ہے بے فہم و تمیز
جنکو قنبر سے نہو رتبہ چہ جائے بوتراب

خوف سے تیرے لرزتا ہی یہ پتلا خاک کا
یا الٰہی بخشدینا تو برائے بوتراب ؑ

طرہ و دستار دونون کو بنائے ہی فلک
مہر و مہ شاید ہین دونون نقش پائے بوتراب

کیا کہون ناگفتنی ہی نیست جائے دم زدن
کیا نصیری مجکو کردیگی ولائے بوتراب

تھی شب معراج احمد اسطرف کو جلوہ گر
اسطرف تھی نور کے پردے کے جائے بوتراب

مالک نار و جنان ہی ساقی کوثر بھی ہے
رند کس کا آسرا رکھے سوائے بوتراب

قبر پہ ہوئین دو نہ چار درخت
ایک کافی ہے سایہ دار درخت

تھا مین دیوانہ گور پر ہے ضرور
بید مجنون کا سایہ دار درخت

ہون وہ بدبخت میرے سائے سے
خشک ہوتے ہین باردار درخت

تو جو اے سرو باغ مین جائے
ثمر و گل کرین نثار درخت

پست ہون تجھ سے غیرت طوبی
ایک کیا ہون اگر ہزار درخت

واہ رے میرے آہ کے جھونکے
اڑتے پھرتے ہین کاہ وار درخت

مین جو تاثیر آہ دکھلا دون
کوہ ہل جائین در کنار درخت

باغ ہستی مین ضعف پیری سے
رند ہون مثل بیخ خار درخت

باغبان کیون نہ جانے اسکو فضول
کر چکے اپنی جب بہار درخت

عزیز رکھتے نبی اسکو بھی اخی کی طرح
اکھاڑتا در خیبر کو جو علی کی طرح

نسیم کوچۂ دلبر ہے یہ کہ باد بہار
شگفتہ غنچۂ دل ہو گیا کلی کی طرح

حسین لاکھ تتبع کرین بناوٹ مین
نہو گی تجھ سے مشابہ مگر کسی کی طرح

گئی عدم کو سبکدوش روح صورت مار
نہین رہا یہ گلی جسم کیچلی کی طرح

تمام عمر بسر کی نظارہ بازی مین
رہا مین حیرتی حسن آرسی کی طرح

تھمے نہ نالۂ دل گور مین بھی بعد فنا
ہر استخوان سے صدا نکلی بانسری کیطرح

جمال دوست کا گر ہے مشاہدہ منظور
صفا رکھو آئینۂ دلکو آرسی کی طرح

نہ کام آئینگے دم عرض مدعا گل سے
دہن مین گو کہ زبانین ہون سوکلی کیطرح

ہوا پہ جائیگا مردہ بھی شکل جوہر پاک
وبال دوش نہ ہونگا مین ہر کسی کی طرح

کہوئین حال دل اس غیرت پری سے کیا
جو دو گھڑی نہ ٹکے پاس آدمی کی طرح

بچہ فقط غم ہی نہ دنیا سے گیا میرے بعد
عشق بازی کا بھی چرچا نہ رہا میرے بعد

اپنے مرنے کا اگر رنج مجھے ہے تو یہ ہے
کون اٹھائیگا ترے جور و جفا میرے بعد

بعد مجنون کے مین دیوانہ گیا صحرا کو
پھر نہ آیا کوئی زنجیر ہلا میرے بعد

کون لیکن شانے سے ہر وقت کریگا سیدھا
خوب بل کھائیگی وہ زلف دوتا میرے بعد

سب نکلجائیگا دعواے خدائی دل سے
بندگی کرنے لگوگے بخدا میرے بعد

چادر گل کی ہین امید رکھون تجھ سے کیا
فاتحہ تک تو نہ مرقد پہ پڑھا میرے بعد

مجکو مرجانیکا اپنے یہی غم ہے اے یار
کون دیکھے گا ترے ناز و ادا میرے بعد

نغمہ سنجی کا مزہ میرے ہی دم سے ہے فقط
روئیگی بلبل بے برگ و نوا میرے بعد

نہین ملتا کوئی مرنے پہ بھی رونے والا
بیکسی اپنا دکھائیگی مزا میرے بعد

سرمہ ہو جائیگا معدوم برنگ اکسیر
گھس لگانے کو ملیگی نہ حنا میرے بعد

یاد رکھیے گا مجھی تک ہین یہ سارے غمزے
بھول جاؤگے یہ سب ناز و ادا میرے بعد

مسی دہان کو مرے سوگ مین کردوگے ترک
رنگ لائیگی نہ ہاتھون مین حنا میرے بعد

کون پھر میری طرح داشت کرے گا اسکی
جلد لٹ جائیگی وہ زلف دوتا میرے بعد

تشنہ دکھلاتا ہی ہر خار زبان کے کانٹے
کاش آجائے کوئی آبلہ پا میرے بعد

کون بندھوائیگا پٹکا لیے ہاتھون مین کمر
کون کھولیگا ترے بند قبا میرے بعد

حوصلہ عشق و محبت کا کرے گا نہ کوئی
ستم و جور کا دیکھوگے مزا میرے بعد

آنکھ نرگس کی بدلجائیگی گلچین کی نظر
اور ہو جائیگی گلشن کی ہوا میرے بعد

کرینگے آکے بگولے مرے مرقد کا طواف
خاک اڑائیگی بہت باد صبا میرے بعد

چھوٹینگے قبرونسے فوارے لہو کے قاتل
جوش مین آئیگا خون شہدا میرے بعد

جب مین مرجاؤنگا پھر غور کروگے کسکی
کس کو بلواؤگے پسوا کے دوا میرے بعد

کون سلجھائیگا یون میری طرح اک اک بال — سب سے اُلجھے گی تری زلف دوتا میرے بعد
مر گئے پر بھی نچھوڑے گی گدائی مجکو — گور پر برسے گی شان فقرا میرے بعد
بھولے بیٹھے ہین عبث حسن کے دروزہ پر رند — یاد آئے گی بہت میری وفا میرے بعد
رند کی ہے یہ وصیت اسے سب سُن رکھین — پاس تربت مین رہے خاک شفا میرے بعد

مین تو زندان مین ہون اور دھومین مچاتی ہے بہار — رنج دیتی ہے مرے دل کو دکھاتی ہے بہار
بے مے و معشوق و مطرب کس کو بھاتی ہے بہار — ساغر گل رنگ لا ساقی کہ جاتی ہے بہار
کھل رہے ہین غنچہ و گل ہر طرح کے ہر طرف — گلشن فردوس کا عالم دکھاتی ہے بہار
وقت رخصت گرچہ تاراج خزان ہوتے ہین گل — ساتھ کیفیت کے پھر گلشن مین آتی ہے بہار
رفتہ رفتہ غنچہ و گل پر تصرف کرتی ہے — رنگ اپنا پہلے گلشن مین جماتی ہے بہار
دفن ہے یان کونسا دیوانہ ہر دل عزیز — باغ مین ہر سال آکر خاک اڑاتی ہے بہار
ہی خزان کو مجھ سے الفت اس سے مین مانوس ہون — میرے گلشن مین عبث تشریف لاتی ہے بہار
درپے ویرانی گلشن ہوئی ہے کس لیے — جاے بلبل جغد کے نغمے سناتی ہے بہار
مین تو مجنون ازل ہون میرا کیا مذکور ہے — ہوشیارونکو بھی دیوانہ بناتی ہے بہار
چشم عبرت بین سے دیکھو اس باغ کی نیرنگیان — ہر برس آکر تجھے غافل سجھاتی ہے بہار
پا بہ زنجیر ایک دیوانہ نظر آتا نہین — حیف ہے ابکی برس کیا مفت جاتی ہے بہار
ہوگا یان آخر خرامان کونسا رشک چمن — دیدۂ نرگس سے جو آنکھین چھپاتی ہے بہار
بادہ خوارو چھوڑ دو گھر فصل گل ہے چار دن — جا رہو سب بھٹیون مین ورنہ جاتی ہے بہار
بھولے ہین مرغ چمن سب اپنے اپنے چہچہے — وہ پری گلشن مین بیٹھی آج گاتی ہے بہار
چشم بر رہ منتظر بیٹھے ہین مرغان قفس — برگ گل شاید چمن سے لے کے آتی ہے بہار
یاد آتا ہے قفس مین لطف گل گشت چمن — داغ دیتی ہے جگر پر دل جلاتی ہے بہار
گل کھلے ہین ہر طرف تو بھی کرتا شاد ہو — یار بن مجکو تو بلبل پھاڑے کھاتی ہے بہار
باغ سے ہوتا ہے راہی قافلہ کا قافلہ — غنچہ و گل ساتھ لے کر اپنے جاتی ہے بہار
آمد آمد اس گل رعنا کی ہے گلزار مین — صورت گل پیرہن مین کب سماتی ہے بہار
کھاتے ہین گل چھین کر چھلا کسی محبوب کا — ہر برس اک داغ تازہ دیکے جاتی ہے بہار

کرمکِ شب تاب سمجھے ہو جنھیں جگنو نہیں
اپنی منت سے چراغ آکر جلاتی ہے بہار
اک نہ اک دیوانہ ہو جاتا ہے سر کو پھوڑ کر
ہر برس آکر نیا اک رنگ لاتی ہے بہار
داغ سودا تن کو دے یا سر کو دے جوشِ جنون
دیکھیے ابکی برس کیا گل کھلاتی ہے بہار

دیکھ لین گے سال آیندہ اگر جیتے رہے
گل روانہ ہو گئے اے رند جاتی ہے بہار

نہین قول سے فعل تیرے مطابق
کہون کس طرح تجکو اے یار صادق
نہ جنت کے قابل نہ دوزخ کے لائق
مجھے کیون کیا خلق اے میرے خالق
ہوے ہجر مین وہ مرض مجکو لاحق
رہے دنگ جس مین اطباے حاذق
بھروسا کرم پر ہے ہم عاصیون کو
غضب پر سمجھتے ہین رحم اس کا فائق
فقط کنہ ذات اسکی اتبک نہ سمجھے
ہوے منکشف اور سارے دقائق
جھگڑ لینگے آپس مین شیخ و برہمن
تجھے کیا بکھیڑون سے او مرد عاشق
جو یہ اسکی رحمت کی طغیانیان ہین
کجا زہد زاہد کہان فسق فاسق
کیا نفس کو مجھ پہ کیون تونے غالب
نہ تھا کیا تری بندگی کے مین لائق
نہ رکھنا مجھے اپنی رحمت سے محروم
تری ذات سے ہے یہ امید واثق
نہ تاب آئیگی حسن کی تیرے اے دوست
مین موسیٰ نہین ہون جو جلوے کا شائق
تجرد کا عالم سمجھے کیا برا تھا
ہوا کس لیے پاے بند علائق
شکایت کا فقرہ زبان تک نہ آیا
بہر حال کرتا رہا شکر خالق
سر و چشم سے مین بجالاؤن صاحب
جو خدمت کوئی ہووے بندے کے لائق
بھلا کس سے بہلاؤن دل اس چمن مین
نہ سنبل نہ نسرین نہ گل نہ شقائق
رولاتے ہو عاشق کو بیوجہ و باعث
ہنسے گی مری جان تم پر خلائق
کیے معجزے حسن نے دونون یکجا
شب تیرہ گیسو جبین صبح صادق
کہاں سن کے افسانۂ قیس و لیلیٰ
عبث کرتے ہو حال مین ذکر سابق
گیا وہ زمانہ وہ لوگ اٹھ گئے سب
نہ معشوق ویسے رہے اب نہ عاشق
شنیدیم نام و نشانش ندیدیم
جو عنقا ست معدوم یار موافق
مری جان مدت سے مرتا ہون تجھ پر
ترے چاند سے منہ کا عاشق ہون صادق

ہوا رشک لیلی کی فرقت مین مجنون
عبث فوق دیتا ہی تو خود کو نادان
وہ منشی بنے قدرت حق تو دیکھو

عزا حال اور قیس کا ہے مطابق
کیا ایک کو ایک پر اس نے فائق
جو مکتب مین پڑھتے تھے انشا فائق

دعا ہے یہی اور یہی ہے تمنا
نجف مین مرے جا کے یہ رند فاسق

پڑتی ہی آکے جان پہ آخر بلاے دل
غصہ ہی غم ہی خون جگر ہے غذاے دل
یارب کسی طرح کوئی اُسکا ستاے دل
آنے دے میری جان کسی پر جو آے دل
تیرے بغیر کس کی تمنا کرے بشر
آیا کسی طرح سے نہ فرقت مین جب قرار
کرتے ہین اشک آتش ہجران پہ کار نفط
تو ایک بار ہنسکے گلے سے اگر لگاے
جو کچھ سلوک تو نے کئے اس غریب سے
تاب و توان و صبر و خرد کب کے جل بجھے
گاڑا فلک نے پھر کسی عاشق کو خاک مین
سوراخ پڑ گئے کہ لہو ہو کے بہ گیا
ایسا کہان انیس کہان ایسا غمگسار
او ترک تیری آنکھون پہ عیاری ختم ہے
چندے یہ ہین جو عشق ریاضت یہی رہی
گستاخیان ہین بے ادبی کے کلام مین
جو اس کا استشارہ ہی بے شبہہ وحی ہے
غفران پناہ جب سے لہو ہو کے بہ گیا
چھوڑا اگر اجل نے وفا زیست نے بھی کی
لیکا اسے پڑا ہے بری طرح سپاہ کا

یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آے دل
کھاے نہ شوق جتنی کہ ہو اشتہاے دل
ناحق عبث کسی کا جو کوئی دکھاے دل
کچھ مشغلہ ضرور ہے آخر براے دل
تو آرزوے جان ہے تو مدعاے دل
لیٹا رہا مین ہاتھ کے نیچے دباے دل
ایسی لگی ہوئی کہو کیونکر بجھاے دل
سینے مین خرمی سے نہ پھولا سماے دل
کیون بیوفا بتا تو یہی تھی جزاے دل
رکھتے ہین کائنات مین ہم کیا سواے دل
مرقد سے آرہی ہے صدا ہاے ہاے دل
جو کچھ ہوا بجا تھا یہی تھی سزاے دل
بیگانہ سب سے ہے جو ہوا آشناے دل
دونون نے کیا نلوہ ہزارون اڑا کے دل
حیرت فزاے آئینہ ہوگی صفاے دل
کیونکر کہون زبان سے جو ہے مدعاے دل
اپنی رضا وہی ہے کہ جو ہو رضاے دل
سینے مین آکے در در رہا ہی بجاے دل
اے بیوفا دکھاؤنگا تجکو وفاے دل
ایسا نہو کہ جان بھی اکدن گنواے دل

پروردگار صدمے جو مقسوم ہین مجھے / ہوتا جو ہے کا اک تو ادا ہوتا بجائے دل
پوچھون علاج کس سے محبت کے روگ کا / لیلیٰ کے پاس بھی تو نہین ہے دوائے دل
افسردگی نے کر دیا اس درجہ مضمحل / آتی نہین ہے سینہ سے باہر صدائے دل
اے عندلیب مل کے کرین آہ و زاریان / تو ہائے گل پکار مین چلاؤن ہائے دل
قربان ہو وہ تجھ پہ تصدق ہون تجھ پہ مین / دل تجھ پہ ہے نثار تو مین ہون فدائے دل
بالکل عنان صبر ندے اختیار سے / جینے تو اور طاقت صبر آزمائے دل
آپ ہو نسبت لہو کی فقط اس لب پہ / کس غضب مین پڑ گیا ہی مین فدائے دل
غم کا گزر ہو آ مین نہ غصہ کا دخل ہے / سنسان مدتون سے ہے ماتم سرائے دل

اشکون کے ساتھ وہ بھی لہو ہو کے بہ گیا
اے رند دیکھ لو یہ ہوئی انتہائے دل

وہ لطف وہ مہر کی جس پر نگاہ کرتے ہین / جو ذرہ ہو تو اُسے رشک ماہ کرتے ہین
عبث وہ اب مری جانب نگاہ کرتے ہین / مین مٹ چکا ہون مجھے کیون تباہ کرتے ہین
تمھارے واسطے کرتے ہین خانہ ویرانی / تمھاری راہ مین گھر کو تباہ کرتے ہین
چھری سے کم نہین ترچھی نظر حسینون کی / حلال کرتے ہین یہ بانگاہ کرتے ہین
ہزار شکر رسائی ہوئی برہمن تک / خدا نے چاہا تو اب بت سے راہ کرتے ہین
کہان کا عشق محبت کسے ہے کیسا پیار / جو قول ہارے ہین اسکا نباہ کرتے ہین
ہلین گے لوح و قلم عرش تھرتھرائے گا / ترے جلے بھنے اب ایسے آہ کرتے ہین
خبر بھی ہے درِ دولت پہ مستغیث ہین سب / تمھاری نالشین اب دادخواہ کرتے ہین
دل انکے ہین جو محبت مین تری ثابت ہین / جگر ہین انکے جو تجھ سے نباہ کرتے ہین
تو ہی ہادی رہِ واماندگان کہین لے شوق / یہ بھولے بھٹکے تجھے خضر راہ کرتے ہین
سزا اٹھائینگے عاشق کے خون ناحق کا / عبث وہ قتل مجھے بیگناہ کرتے ہین
مری طرف سے ابھی دل مین آہ ہے کچھ کچھ / ادھر سے بھی وہ گذر گاہ گاہ کرتے ہین
غفور اسکو سمجھتے ہین تجکو کیا واعظ / ثواب کرتے ہین ہم یا گناہ کرتے ہین
وہ ایک خط بھی نہ لکھیگا ہم عبث قاصد / وفور شوق سے دفتر سیاہ کرتے ہین
فراق یار نے ہشیار کر دیا ہم کو / وہ بیخبر ہین جو الفت کی چاہ کرتے ہین

غرور حسن سے اصلا خدا کا خوف نہین
جو مر بھی جاؤ تو وہ کب نگاہ کرتے ہین

شب فراق مین ہم سے تو نالہ کر نہ سکا
وہ کون لوگ ہین جو ضبط آہ کرتے ہین

خضر بھی وادی الفت مین تھک کے بیٹھ رہا
وہ پاے مرد ہین جو طے یہ راہ کرتے ہین

کسی کو کیا جو سیہ کار ہین ہم اے زاہد
ہم اپنا نامۂ عصیان سیاہ کرتے ہین

کوئی یہ رند سے پوچھے تو کہین درد ہے کیا
پڑے کراہتے ہین آہ آہ کرتے ہین

ہم اشک بزم مین منھ پر بہاے بیٹھے ہین
یہ سوجھتا نہین اپنے پراے بیٹھے ہین

ذرا خیال رہے سوختہ دلون کا بھی
بھلستے ہین یہ تری لو لگاے بیٹھے ہین

ہماری جان نکلتی ہے جسپہ مرتے ہین
اسی حسین پہ سب زہر کھاے بیٹھے ہین

کہان ٹھکانا ہے کس سرزمین پہ جائین
تری گلی مین فلک کے ستاے بیٹھے ہین

ہم اس کے واسطے پھرتے ہین کو بکو برباد
ہمارے گھر مین وہ تشریف لاے بیٹھے ہین

ہوا یقین کہ آنے مین ان کے عرصہ ہے
ابھی گندھی نہین چوٹی نہاے بیٹھے ہین

فقیر ترے ہین برداشتہ طبیعت سے
یہان سے جائین گے بستر اٹھاے بیٹھے ہین

کہین نہ راز محبت دہن سے باہر ہو
زبان دانتون کے نیچے دباے بیٹھے ہین

ہمین کو کیون وہ بلا بھیجتے نہین گھر مین
جو ہاتھ پانون مین مہندی لگاے بیٹھے ہین

خبر سنی جو مرے در پہ آنے کی تو کہا
وہ کیون چلے نہین آتے جو آے بیٹھے ہین

فقیر ہو گئے عشاق تجھ پہ اے شہ حسن
ہزار دن کوچے مین دھونی رماے بیٹھے ہین

یہ کل کا ذکر ہے لیٹے ہوے تھے میرے پاس
وہ آج غیر کے گھر ہاے ہاے بیٹھے ہین

فقیر ہونے کا اس پر جو قصد رند نہین
تو گیروی کفنی کیون رنگاے بیٹھے ہین

غزل مشاعرہ سراج الدولہ فرمائش آتش

حسین بگڑین تو بگڑین مجھے ملال نہین
غضب ہے تو نگاہی کچھ قہر ذو الجلال نہین

بھوین ہین صورت محراب ایک خال نہین
تمھارا کعبۂ ابرو تو بے ہلال نہین

تب فراق سے باقی بدن مین حال نہین
وصال ہی سہی اس سے اگر وصال نہین

ہزاروں ٹھوکریں کھائیگا موج آئے گی
اُڑائے کبک دری ایسی تیری چال نہیں

شہادتین ہے کافی جواب کے بدلے
دقیق ایسا نکیرین کا سوال نہیں

چھڑکدے پیس کے زخم جگر پیا و جراح
اگر ہو مشک گران لون کا تو کال نہیں

الجھ کے بالکی مچھلی پڑی پھڑکتی ہے
وہ زلف کیا ہی اگر مچھلیونکا جال نہیں

خدا نے بخشا ہے اے حور تجکو جسم لطیف
ہمیں تو آدمی کا تجھ پہ احتمال نہیں

وصال عاشق تازہ ہو تم کو ارزانی
حسین اور بہت ہیں جہاں میں کال نہیں

دیا طلاق مرے جد نے زال دنیا کو
کسی طرح سے یہ بیوہ مجھے حلال نہیں

جو دیکھے اُسے واجب ہے شکر کا سجدہ
ظہور جلوۂ حق ہے ترا جمال نہیں !

بنایا صانع عالم نے سیر چشم مجھے
مری نظر میں تو قارونکا گنج مال نہیں

یہ ٹھنڈی گرمیاں کیوں ہیں شبانہ بند کئے
ہمارے آپکے مدت سے بول چال نہیں

یہ داغ مہر علی ہے وہ نیر اعظم
جس آفتاب کو محشر تلک زوال نہیں

یہ سب ہے عشق کی معجز نمائی او فرہاد
پہاڑ تیشے سے کاٹا تو کچھ کمال نہیں

ہم ابتدا ہی سے سمجھے تھے ہوگا بد انجام
بخیر عشق کے آغاز کا مآل نہیں

کرو ثبوت نہ آزردگی مری جانب
تمھیں کو رنج ہے مجھ سے مجھے ملال نہیں

خدا کی شان ہے جو روپری میں ہو شاید
مگر بشر میں تو یہ حسن بے مثال نہیں

سدا ہے ایک صدا ارغنون دلکی مرے
یہ ساز وہ ہے کہ محتاج گوشمال نہیں

وہ سرفراز نہو گا کبھی زمانے میں
برنگ سایہ جو عالم کا پائمال نہیں

کلیجہ آتا ہے منھ کو اب اسکے دیکھنے سے
نہ پوچھ رند کا احوال اسمیں حال نہیں

بجز فتور عناصر میں اعتدال نہیں
یہ کیا ہے آب و ہوا کا جو اختلال نہیں

تمھارے گال پہ بیوجہ لال لال نہیں
جما ہے اڑ کے شہیدونکا خون گلال نہیں

نہیں دکھائی دی مدت سے وہ تجلی طور
یہ کیا ہوا ہے الٰہی کہ اب ہلال نہیں

میں بد نظر نہیں اے یار دیکھنے دے مجھے
نہ گھور مجکو تو آنکھیں عبث نکال نہیں

وہ کون لوگ ہیں ہے دوستی سے رنج جنھیں
ہمیں تو جان کے دشمن سے بھی ملال نہیں

چھری ہی ہجر میں میرے حلال کرنے کو
سپہر پہ یہ عیاں عید کا ہلال نہیں !

تری امید پہ آیا ہوں در سے ساقی
پلا دے درد ہی تھوڑا اگر زلال نہیں

میں ہجر یار میں مرجانے پر بھی راضی ہوں
فراق روح و بدن ہو اگر وصال نہیں

کبھی کبھی تو ہے عاشق سے اپنے گفت و شنید
کہ گوش کر نہیں تیرے زبان لال نہیں

ہوں اپنی جان سے بیزار اسکی فرقت میں
کسی سے رنج کسی سے مجھے ملال نہیں

سوال جلوہ دیدار اس سے کر بیٹھوں
کسی کا حوصلہ ہوگا مری مجال نہیں

جنوں ہمارا ہی مسکن ہو دشت وحشت خیز
کہ جسمیں منزلوں گرد رم غزال نہیں

وہ بے نظیر ہے اس کا کوئی نظیر نہیں
وہ بے مثال ہے اسکا کوئی مثال نہیں

خرام ناز کو دیکھا سنا کلام ترا
حقیقۃً ہے کسی کی یہ بول چال نہیں

یہ وجہ کیا ہے جو ٹانکا ہے حسن نے الٹا
اگر وہ زلف گنہگار بال بال نہیں

نہ صوفی وجد سے واقف نہ قال سے قوال
یہ حال ہے کسی محفل میں حال و قال نہیں

کبھی وہ منزل مقصود تک نہ پہونچے گا
مثال جادہ جو اس راہ میں پامال نہیں

زمین سے عرش تلک جائے عرش سے تا فرش
بجز بشر یہ فرشتے کی بھی مجال نہیں

نگاہ بد سے ہے محفوظ خط عارض یار
یہ سبزہ زار چراگاہ ہر غزال نہیں

چھڑا دو الفت گیسو سے آپ کو اے رند
بڑی بلا میں پھنسے ہو تمھیں خیال نہیں

قدم بڑھائے ادھر جن کی مجال نہیں
کنام شیر ہے یہ بیشۂ شغال نہیں

بچائے تیر مژہ دیو کی مجال نہیں
خدنگ ترکش رستم ہے تیر زال نہیں

تہی ہے جب سے کہ دلدار سے مرا آغوش
فلاسفہ سے ہوں کہتا خلا محال نہیں

کریم جو مجھے دیتا ہے بانٹ کھاتا ہوں
مرے طریق میں تنہا خوری حلال نہیں

لہو شہید محبت کا رنگ لائے گا
اڑا دو چٹکیوں میں تم یہ وہ گلال نہیں

میں اک پھڑک میں ابھی دونگا توڑ کر صیاد
بنا ہے ڈور کا فولاد کا تو جال نہیں

تونگروں کو مبارک ہو زینت دنیا
ہماری کملی تو ہے پشم سے جو شال نہیں

حباب وار ہوں آمادۂ فنا ہر دم
سوائے حال مجھے فکر ماہ و سال نہیں

جو اب ملے تو رہا ہوں تیری راہ میں ثابت
ولی نہیں ہیں نہیں درویش با کمال نہیں

غذا ہے سگ دنیا کی جیفۂ دنیا
مجھے تو میسرے فاقے بھی یہ حلال نہیں

عیان ہے نخل تمنا کی بے برو بر گی
پھلے کہ پھولے ہرا ہو یہ وہ نہال نہین

دیے سے بوسے کے آیا نہ حسن پرادبار
سخی کے مال کو سچ کہتے ہین زوال نہین

عروج نشہ مین افتادگی پسند ہے یان
گرون تو گرنے دے ساقی مجھے سنبھال نہین

شراب جلتی ہے واعظ کیا کرے قدغن
یہ کون کہتا ہے بھٹی نہین کلال نہین

جمیل کے لیے لازم ہی عظمت و جبروت
نہو جلال تو یہ شان ذو الجلال نہین

تمھاری زلف مین جو مرغ دل پھنسا سو پھنسا
پھڑک کے صید نکلجاے یہ وہ جال نہین

خم غدیر کی تلچھٹ ہے جام مین ساقی
ہمارے درد سے بہتر ترا زلال نہین

کریم ذات ہی جسکی ہین اسکے سائل ہون
کسی لئیم سے درویش کا سوال نہین

رہا شباب تلک تاک جھانک کا لپکا
وہی ہین آنکھین تو لیکن وہ دیکھ بھال نہین

غزل کہی ہے یہ اے رند حکم آتش سے
وگرنہ شعر کا مدت سے کچھ خیال نہین

سہ غزلہ حسب الحکم بادشاہ جمجاہ واجد علی شاہ

ہم نے مانا وہ کمر اہل نظر ملتی نہین
کوئی دکھلا دے دہن ہی گر کمر ملتی نہین

کیا فقط بینش کو اے اہل نظر ملتی نہین
واہمہ بھی ڈھونڈھتا ہی پر کمر ملتی نہین

ہی یہ ممکن انتہا لاؤن سمندر کی ابھی
تھاہ تیری پر مجھے اے چشم تر ملتی نہین

عنبر ممکن ہی کہ بے صندل لگائے دور ہو
درد سر کی بھی دوا بے درد سر ملتی نہین

وصل کی شب پھیر دو دن تیر گلے پر ہاے ہاے
کیا کرون مجکو چھری مرغ سحر ملتی نہین

جسکے پیچ و تاب سے کھاے رگ جان پیچ و تاب
کہتے ہین شاعر مگر ایسی کمر ملتی نہین

روز و شب کیونکر نہ سینے مین جلے مانند شمع
بتی مرہم کی بپے داغ جگر ملتی نہین

چاند سورج کو تمھاری شکل سے نسبت ہے کیا
کچھ شبیہ و صورت شمس و قمر ملتی نہین

دل کے لگجانے پہ ہی موقوف اپنی دیکھ بھال
دل نہین ملتا کسی سے تو نظر ملتی نہین

آنکھ بدلی کسلیے ایسے ہوے بیدید کیون
اپنے ہم چشمون سے بھی اب تو نظر ملتی نہین

مقتضا تیری جہالت کا ہی لیتا ہے جو آڑ
روکے جو تیغ قضا ایسی سپر ملتی نہین

اس پری کو مالکی خواہش ہی مین مرد فقیر
کیا کرون لوح طلسم گنج زر ملتی نہین

ہے دم آخر مرا اسن لے وصیت آنکر
اتنی مہلت کیا تجھے اور حیلہ گر ملتی نہین

خاکپا اس غیرت خورشید کی چہرے پہ مل
تجکو وا اور دے کلف کیا او قمر ملتی نہین

باندھون پشتارہ گناہونکا نہ کیونکر پیٹھ سے
بار برداری تو ہنگام سفر ملتی نہین

سانس لینے کا کسے یارا ہی فرط ضعف سے
حال دل کچھ کہنے قدرت اسقدر ملتی نہین

ہی بہ از صندل اگر ہاتھ آئے خاک پای یار
سر ٹپکتا ہون دوا درد سر ملتی نہین

حسن حیرت نما سے تیرے پتلیان پتھرا گئین
اب پلک سے بھی پلک دو دو پہر ملتی نہین

صبح لیجاتا ہی رقعہ شام کو لاتا ہے پھیر
یار کی ڈیوڑھی تجھے کیا نامہ بر ملتی نہین

ہنستے ہنستے کھول دیتا ہے اگر جوڑا کبھی
ایسی چھپ جاتی ہے بالون مین کمر ملتی نہین

رند ہی سرکار عالی مین قدیمی جان نثار
کب اسے خلعت مین شمشیر و سپر ملتی نہین

مبتدا اے حسن کامل کی خبر ملتی نہین
ہے دہن غائب تمہارا اور کمر ملتی نہین

حیف او عیسی نفس تجکو خبر ملتی نہین
نبض اس بیمار کی دو دو پہر ملتی نہین

مین تو کیا ہون موشگافونکو بڑی ہین دقتین
شانہ بین حیران ہین اسکی کمر ملتی نہین

مرغ دل بیتاب ہے کیون صبر کر اب جانکو
دام گیسو سے رہائی عمر بھر ملتی نہین!

دیکھیے جس بے ہنر کو آج مالا مال ہے
تھا غلط مشہور دولت بے ہنر ملتی نہین

سرکشی کی گلشن ہستی مین چلتی ہے ہوا
اس چمن مین جھک کے شاخ بارور ملتی نہین

خاک چھنواتی ہی دیوانونسے اپنے مدتون
وہ پری جبتک نگر لے دربدر ملتی نہین

کیون جگر سے عرش تک تکلیف کرتی ہی عبث
وان قبولیت جو آہ بے اثر ملتی نہین

لشکر اندوہ کے نرغے مین ہی تنہا یہ دل
فوج غم پر مرد غازی کو ظفر ملتی نہین

عشق دندان نے پھرایا جوہری بازار مین
آبدار ایسی کوئی سلک گہر ملتی نہین

زندگی کے کسلیے صدمے اٹھاتی ہے عبث
راہ کیا جانے کی جان نوحہ گر ملتی نہین

کیا شرف مادر پدر کو ہی اگر فرزند نیک
کچھ صدف کو آبرو مثل گہر ملتی نہین

آمد فصل بہاری سے گلستان ہین نہال
گھس لگانے کو بھی شاخ بے ثمر ملتی نہین

نالہاے شب کا ہی اس ناتوان پر اتہام
ضعف سے تو رخصت آہ سحر ملتی نہین

تکتے تکتے راہ اسکی تم بھی کیا پتھرا گئین
اب پلک سے کیون پلک اے چشم تر ملتی نہین

فکر کو کیا دخل یا رب تیری کنہ ذات مین
عقل کو اس جا رسائی بیشتر ملتی نہین

اے خضر کیسی سبیل عشق ناہموار ہے
ایک پگڈنڈی بھی جسمین راہ بھر ملتی نہین

جب سے اس رشک سلیمانکی ہے چشم لطف ادھر
آدمی کیا دیو کی مجھ سے نظر ملتی نہین

روز و شب خورشید و مہ رہتے ہین چکر مین مرے
یا تجھ تک غیرت شمس و قمر ملتی نہین

گم ہوا ہی جسنے اس وادی مین رکھا ہی قدم
رہروانِ راہِ الفت کی خبر ملتی نہین

رند اندیشہ کی جا ہے دیکھیے کیسی بنے
اب طبیعت یار کی اک وضع پہ ملتی نہین

ہم صفیران چمن کی کچھ خبر ملتی نہین
ہم قفس ہین بند ہین یا د سحر ملتی نہین

دلکو تسکین بے ترے او نامہ بر ملتی نہین
غش پہ غش آتے ہین جب اسکی خبر ملتی نہین

چاہیے انسان کو بھی پاس حفظ آبرو
یاد رکھے جا کے پھر آب گہر ملتی نہین

ناوک مژگان کی دلپر وہ جراحت لگائی ہے
چشم سوزن کو بھی جوا د بخیہ گر ملتی نہین

سرو قد کا ہے نمونہ ہر عقیق داغدار
ڈھونڈھیے تو اک انگوٹھی بے شجر ملتی نہین

مثل عنقا اکثرونکا نام سے یان ہے نشان
کہتے ہین اکسیر ہے دنیا مین پر ملتی نہین

یک قلم خالی ہوا مرغان خوش الحان سے باغ
نام کو بھی بلبل بے بال و پر ملتی نہین

دل مین اسکے گھر کرے تاثیر کچھ اپنی دکھائے
کیون اثر سے جا کے آہ بے اثر ملتی نہین

کیون سلیمان آپکے جلسے مین کیا آتی ہی رونہ
وہ پری اک رات مجکو اپنے گھر ملتی نہین

وار اسکی تیغ کے بڑھ بڑھکے سب سینے پہ روک
اس سے بڑھکر کوئی فولادی سپر ملتی نہین

سر بکف باندھے کفن مین گئے قاتل کو چلا
راہ آنے کی تجھے او موت اگر ملتی نہین

گھر مین بیٹھے سے برآتی ہے کوئی امید دل
جب تلک انسان نہ ہو بے در بدر ملتی نہین

اب تلک سو مرتبہ وہ باندھ چکتا قتل پر
کیا کرے قاتل کو خود اپنی کمر ملتی نہین

مشعلین روشن ہین فریادی ہین در پر مستغیث
داد انکی کس لیے اے دادگر ملتی نہین

اب نہ وہ الفت تمھاری ہی نہ الفت کی نگاہ
جسکو آنکھین ڈھونڈھتی ہین وہ نظر ملتی نہین

ایک قاصد روز کرتا ہون پے قاصد روان
نامہ بر جاتا ہے جو اسکی خبر ملتی نہین

کیجئے دربار کسکا روز وان برخاست ہے
نذر گذرانے کسے ان کی نظر ملتی نہین

ہجر کی شب ہاتھ مین لیکر چراغ ماہتاب
ڈھونڈھتا پھرتا ہون گر وقت سحر ملتی نہین

پارہ ہائے شیشۂ دل ہین بھرے دامان مین — کسکے سر مارون دکان شیشہ گر ملتی نہین
فصد کسکی لیجئے کس طرح نشتر دیجئے — رگ ترے سودائی کی دو دو پہر ملتی نہین

بے سر و سامان روانہ ہو گئے کیا بتلاؤں رند
کوچ ہے اور فرصت ساز سفر ملتی نہین

بے ملاقات نہ بندے کا عدم جانا ہو — آ چکین آ چکین صاحب کو اگر آنا ہو
قید ہستی سے رہا جلد یہ دیوانہ ہو — آج ہی آئے اگر موت کو کل آنا ہو
ہوشیارون مین گنے مجکو سو دیوانہ ہو — رفتگی دیکھئے اب آپ مین کب آنا ہو
کعبۃ اللہ کے حاجی کرین جا جا کے طواف — ہم ہون اور ساقی مہوش ترا میخانہ ہو
حسن اگر مصر کے بازار مین لیجائے تجھے — جو کہ تھی قیمت یوسف ترا بیعانہ ہو
دل سودا زدہ ہر بار یہی کہتا ہے — سیر کر عالم وحشت کی بھی دیوانہ ہو
نقل کو اصل کا سامان نہین ہوتا ممکن — دخل کیا گیسوے سنبل مین کبھی شانہ ہو
رونق افزا ہو کسی روز جو وہ غیرت حور — قصر جنت سے منور مرا کاشانہ ہو
سر پھرے میرا برا حال ہو چکر آئین — مین نہ ہون بزم مین گردش مین جو پیمانہ ہو
جام کوثر لئے موجود ہو ساقی میرا — زندگی کا مرے لبریز جو پیمانہ ہو
دشت غربت کی فلک ٹھوکرین کھلواتا ہے — بیکسی دیکھیے کب سوے وطن جانا ہو
تلخ و شیرین جہان دونون گوارا ہین مجھے — کھاؤن میٹھے کی طرح زہر کا گر کھانا ہو
صحبت بادہ کشان مین جو تو جاے شیخ — نقل محفل تری تسبیح کا ہر دانہ ہو

پھر گئی آ کے جو اے رند مرے بالین سے
ہے یقین موت نے بھی مجکو نہ پہچانا ہو

آشنا اپنے کو گنتا ہے نہ بیگانے کو — پھر وہی جھک سی ہوئی ہے ترے دیوانیکو
دل اڑا جاتا ہے آبادی سے ویرانیکو — جوش وحشت ہے کہ پر لگ گئے دیوانیکو
خم کے خم اس مین سمایا کرین ایام ساقی — ظرف اتنا تو خدا دے ترے پیمانے کو
سمجھے بازیچۂ ہستی کو جو ہین نقش فنا — کھیل لڑکون کا سمجھتے ہین وہ مرجانے کو
رزق خود اڑکے پہونچتا ہے جو تقدیر کا ہو — پر دیے ہین مرے رزاق نے ہر دانیکو
میرے بھی نخل تمنا کو ہرا کر دے گا — خاک مین جسنے کہ سر سبز کیا دانیکو

آفرین آفرین مجھ مست کے مے پینے پر
مرحبا مرحبا ساقی ترے پلوانے کو

ہر طرف پھیل گیا لغبض وحسد عالم میں
نہ ہی مہر و محبت تو قسم کھانے کو

مر گیا منتظری میں تری او وعدہ خلاف
موت آئے ملک الموت ترے آنیکو

رہنما عشق صنم کا ہو تو انشاء اللہ
کعبۃ اللہ پھر کر چلیں بت خانے کو

عقل کامل پہ شرف پا تو لے جوش جنون
وہ پری آئی ہے گر بیڑیاں پہنانیکو

حیف ہے سبکی صحبت میں چلے دنیا سے
تا لب گور کبھی آیا نہ وہ سمجھانے کو

کیوں فلک کا سر ٹھوکریں کھائیں اکے
دیکھ سکتے ہوں جو گردش میں پیمانیکو

ہم دل ہوں نہ کبھی دیکھ سکو نگا یہ ظلم
گل سے بلبل کو جدا شمع سے پروانیکو

شان رزاقی رزاق تو دیکھ او صیاد
لے اڑا دام سے میں مار کے پروانیکو

باوجودیکہ موا آگ میں جل کر وہ بھی
پر ملا رتبہ سمندر کا نہ پروانے کو

ہو گئی کیونکر دل مہوش کی تسلی ساقی
اور دے اور رٹ لگ گئی مستانیکو

تازہ ہے لیلی و مجنون کی کہانی اب تک
لوگ سنتے ہیں ابھی عشق کے افسانیکو

تخلیہ یار سے منظور رہے ہو آج کی رات
شمع کے گرد پھٹکنے نہ دو پروانے کو

آپ نے آپ کے مرشد مرے یا حضرت عشق
خون دل پینے کو حاضر ہے جگر کھانیکو

آب ور خاک میں طاقت تھی ہرا کرنے کی
قوت نامیہ ملتی نہ اگر دانے کو

بعد مردن بھی رہے عاشق صادق ناکام
شمع تربت پہ میسر نہیں پروانے کو

ساقیا ہم نے تہی دست کبھی یاں چھلکے ہیں
پر رکھے ساقی کو تر تیرے میخانے کو

میں تو کیا دیکھے رشک سے کبھی لگنے کا نہیں
دل ہے یہ دل اسے کیا لگتا ہے آجانیکو

اوپری عالم ارواح ہو رندت تنگ
گاڑ دیں کاش مسلسل ترے دیوانیکو

سچ روپ پہ وہ رشک چمن اور زیادہ
اسلوب پہ آیا ہے بدن اور زیادہ

رکھے چمن آرا اسے جہان باغ جہان کو
پھولیں گل نسرین و سمن اور زیادہ

گلگشت گلستان سے چلے آوگے جب تم
چلائیں گے مرغان چمن اور زیادہ

اللہ رے شوخی تری چشمان سیہ کی
وحشی ہوئے اتنے یہ ہرن اور زیادہ

بس خیر یہاں تک ہی جو بیٹھا ہو نہیں خاموش
چل نکلو نہ اے مشفق من اور زیادہ

اے موت ترے آنے مین ہوتی ہی جو تاخیر
میلا ہوا جاتا ہے کفن اور زیادہ

ہر چند ادائین تری قتال جہان ہین
خونریز ہے بیساختہ پن اور زیادہ

ہوتا ہے لب سرخ سے تیرے جو مقابل
خوش رنگ ہے کیا لعل یمن اور زیادہ

کہتا ہون عدم گاہ گہے نقطۂ موہوم
کیا بڑھ کے کرون وصف دہن اور زیادہ

چندے جو رہا سر مین یونہی زلف کا سودا
لٹ جائے گا ہر عضو بدن اور زیادہ

کس گردش دنیا مین مجھے ڈالدیا ہے
چکر مین پڑے چرخ کہن اور زیادہ

شبنم نے جو دھویا ہی غبار رخ گل کو
نکھرا نظر آتا ہے چمن اور زیادہ

آغاز محبت ہی سے معلوم ہوا تھا
ہوتے ہین ابھی رنج و محن اور زیادہ

اس سے نہ ملا بوسہ وہ آغوش مین آئی
منحوس کمر سے ہے دہن اور زیادہ

لاحاصل و بیفائدہ ہے تیری مشقت
پائے گا نہ دو گز سے کفن اور زیادہ

خس پوش کیا سبزۂ خط نے مرے یوسف
بے فیض ہوا چاہ ذقن اور زیادہ

صدمے جو اُٹھائے ترے او شام غریبی
یاد آنے لگی صبح وطن اور زیادہ

جلوے ہین یہی تیرے تو اے روشنی طبع
چمکے گا ابھی میرا سخن اور زیادہ

طفلی سے جوانی نے تصرف جو کیا ہے
گدرا گیا کافر کا بدن اور زیادہ

طول شب فرقت تری زلفونکو خدا دے
پیدا ہون خم و پیچ و شکن اور زیادہ

پوشیدہ کیا جسقدر احباب سے اے رند
مشہور ہوا میرا سخن اور زیادہ

کیون نہ جویا رہے اُس حسن خداداد کی آنکھ
حور کی شکل ہے کافر کی پریزاد کی آنکھ

مژدہ کنج قفس تجکو مبارک بلبل
آج پڑتی تھی بری طرح سے صیاد کی آنکھ

دم آخر ہے جو آنا ہو تو آ جلد ورنہ
بند ہوتی ہے ترے عاشق ناشاد کی آنکھ

گل کو دیکھا تو تصور گل عارض کا ہوا
دیکھا نرگس کو چمن مین تو تری یاد کی آنکھ

چھوڑ ڈالون مین سوائے رخ و قد دلدار
ہو جو مائل کبھی دید گل و شمشاد کی آنکھ

آج کل سے نہین منظور نظر ٹھہرا ہون
عہد طفلی سے پڑی مجھپہ تو صیاد کی آنکھ

جز مشقت کبھی دم بھر بھی نہ راحت پائی
کس گھڑی سے پڑی شیرین پہ فرہاد کی آنکھ

شوخ چشمی نے کیا سور کا عالم پیدا
کام لاکھون نہین کرے اس ستم ایجاد کی آنکھ

اڑ گئی نیند مری زمزمے سنکر شب کو
نہ لگی صبح تلک شام سے صیاد کی آنکھ

مرض ہجر نے اس درجہ کیا زار و نحیف
ڈھونڈھتی پھرتی ہے مجکو مرے ہمزاد کی آنکھ

کس طرح دیدۂ مریخ سے دیجائے مثال
اژدہے سے بھی سوا سرخ ہے جلاد کی آنکھ

ہو خدا حافظ و ناصر ترا اے مرغ چمن
ٹیڑھی ٹیڑھی تری جانب ہے صیاد کی آنکھ

کھینچیے دیکھ لیا اس نے اگر اپنی شبیہ
دیکھ لینا کہ نکلوائے گا بہزاد کی آنکھ

مہربانی ہے نہ اگلی سی نہ الفت کی نظر
پھر گئی چار ہی دن میں ستم ایجاد کی آنکھ

کس طرح سے نہ فن شعر میں کامل ہو رند
دس برس دیکھی ہو آتش سے استاد کی آنکھ

کیا سن چکے ہیں آمد فصل بہار ہاتھ
جاتے ہیں سوئے جیب جو بے اختیار ہاتھ

کر دینگے پیرہن کو مرے تار تار ہاتھ
دوڑے جو سوئے جیب ہیں یہ بار بار ہاتھ

رکتے ہیں بڑھکے کیا سوئے جیب و کنار ہاتھ
وحشت میں پیرہن کو کریں تار تار ہاتھ

باندھو رسن سے زلف کے تم استوار ہاتھ
فی الواقعی گنہ ہیں مرے تقصیروار ہاتھ

زوروں پہ چڑھ چکا ہے ترا او نگار ہاتھ
مرجان کرے کلائی تو اسکا اتار ہاتھ

تو جسکو چاہے دم میں اسے کر دے بے نیاز
دینے کے لئے کریم ہیں تیرے ہزار ہاتھ

پٹیا کروں میں سینہ و سر اپنا عمر بھر
پائے تھے کیا اسی لیے پروردگار ہاتھ

رہجاتے ہیں الجھ کے گریبان کے تار سے
ایسے تو ہو گئے مرے زار و نزار ہاتھ

تیرے سوا جو شانہ بنے اور زلف کا
سوکھے خدا کرے صفت پشت خار ہاتھ

صبح شب وصال کی جب تو چل گئی
دل سینے میں اچھلنے لگا چار چار ہاتھ

میرے گلے میں ہے ابھی تسمہ لگا ہوا
قاتل خدا کیواسطے اک اور بار ہاتھ

انکو وہی گریز شب وصل بھی رہی
چھونے دیا نہ پاؤں کو بھی در کنار ہاتھ

صدمہ سے پاے رخش کے تھراتی ہے زمین
نیزے سے کر رہا ہے کوئی شہسوار ہاتھ

آویزہ گوش یار کا اس کو بناؤنگا
آجائیگا جو کوئی در شاہوار ہاتھ

آتے ہیں یاد پاے نگارین جو یار کے
ناچار ملنے لگتا ہوں بے اختیار ہاتھ

کیا کیا کروں طرح سے منتر پڑھے ہزار
آیا مگر نہ افعی گیسو پہ یار ہاتھ

شانے کی طرح اسکو بھی لپکا سا پڑ گیا
جاتا ہے سوئے زلف جو بے اختیار ہاتھ

میری خطا ہی انکو عبث باندھتے ہین آپ
تقصیروار مین ہون کہ تقصیروار ہاتھ

بہتر ہی میری لاش جو اس طرح دفن ہو
مردہ درون قبر برون مزار ہاتھ

کاٹین اگر تو رعشۂ پیری نہ جانیو
چاک کفن کیو اسطے ہین بیقرار ہاتھ

اے دوست دل جو کہتا ہی کرتے ہین یہ وہی
مجبور ہین جو پاؤن تو بے اختیار ہاتھ

سرگرم چاک جیب وہ ہم کوچہ گرد ہین
قابو مین پاؤن بھی تو نہین درکنار ہاتھ

مولا مرے عدو نے اُٹھایا ہی سر بہت
اک چھوڑ دو اُدھر بھی شہ ذوالفقار ہاتھ

خلوت سرا نہ پائی گئی رند ایسی عمر بھر
مر کر لگا ہے گوشۂ کنج مزار ہاتھ

مُنھ نہ ڈھانکو انہو صورت دیکھ لی
دیکھ لی اسے حور طلعت دیکھ لی

شکل بدلی اور صورت ہو گئی
اک نظر جسنے وہ صورت دیکھ لی

ایک بت سجدہ نہین کرتا تجھے!
بس خدایا تیری قدرت دیکھ لی

ہے عیان حال سگ اصحاب کہف
جانور کی آدمیت دیکھ لی

چار دن بھی تو نہ تم سے نبھ سکی
آپ کی صاحب سلامت دیکھ لی

جانتے تھے ہم نہ ایذا ہجر کی
وہ بھی صاحب کی بدولت دیکھ لی

گھورتے ہین اب نگاہ قہر سے
چار دن چشم عنایت دیکھ لی

کیون اجل اب زہر پسوا تا ہو نہین
راہ تیری ایک مدت دیکھ لی

کھل گئی بندے پہ قدر و منزلت
تھی جو صاحب کی حقیقت دیکھ لی

جاکے گھر جھوٹون نہ پوچھی بات تک
بس تری جھوٹی محبت دیکھ لی

اس سے کہہ عادت سے جو واقف ہو
دیکھ لی خو تیری خصلت دیکھ لی

بحر ہستی مین فقط مثل حباب!
ہے تجھے اک دم کی مہلت دیکھ لی

آپ حیران ہو گا اپنے حسن کا!
آئینہ مین گر وہ صورت دیکھ لی

چاندنی راتون مین چلا تا پھرا
چاند سی جس نے وہ صورت دیکھ لی

پھر رہی ہے بوریا اور اپنا فقر
چار دن کی جاہ و حشمت دیکھ لی

کیون نہ پھراتا ہی وہ کافر مجھ سے آنکھ
کیا نگاہ چشم حسرت دیکھ لی

یاد آیا رند وہ پیمان شکن
گر کہین باہم محبت دیکھ لی

ہین یہ سارے جیتے جی کے واسطے
کون مرتا ہے کسی کے واسطے

آدمی سہتا ہے کیا کیا ذلتین
نفس مردود و شقی کے واسطے

ہم بھی جائین گے سلیمانؑ تک کبھی
عرض کرنے اک پری کے واسطے

دربدر کوچون مین ہم بھی پھر چکے
ایک حسن خانگی کے واسطے

کشت زار زعفران سے کم نہین
رنگ زرد اپنا ہنسی کے واسطے

کیون دیے ہین تو نے قسام ازل
رنج لاکھون ایک جی کے واسطے

دو زکوۃ حسن کچھ درویش کو
ہین بڑے رتبے سخی کے واسطے

آتے اک ہین ایک سے لاکھ تک
صف شکن مرد جری کے واسطے

غم نے اس درجہ کیا دل مین ہجوم
جا نہین ہے خرمی کے واسطے

اور کیا ہو یار کی آنکھون سے کام
خلق ہین جادوگری کے واسطے

یاد رکھنا شرط اور مشروط ہے
آدمیت آدمی کے واسطے

رنج و اندوہ و ملال و درد و غم
صدمے ہین یہ آدمی کے واسطے

سبزۂ مدفن اُگا تھا کیون فلک
آہوؤن کی کیا چری کے واسطے

لڑ گئے وہ ایک ذراسی بات مین
پہرون روٹھے اک گھڑی کے واسطے

جی نہ گھبرائے ترا اے مشغلے !
عشق کر لے دل لگی کے واسطے

کیا مجھے پیدا کیا ہے اے خدا
ان بتون کی بندگی کے واسطے

بیکسی میرے لیے پیدا ہوئی
مین بنا ہون بیکسی کے واسطے

بولا مرغ نامہ بر کو کر کے ذبح
یہ سزا ہے ایلچی کے واسطے

دہگدگی مین جان اٹکی ہے مری
ہائے کس چنپا کلی کے واسطے

بار یاب خلوت محبوب ہے
کیا شرف ہے آرسی کے واسطے

مرقد تیرہ مین کافی ہے مجھے !
داغ سودا روشنی کے واسطے

کیجیے ہر دم عبث تن پروری
اے اجل کس زندگی کے واسطے

خامۂ قدرت نے کھینچین وہ بھوین
راستی یہ ہے کجی کے واسطے

حشر کے دن رند کو بخشائیو !
یا علیؑ روح نبیؐ کے واسطے

برباد نہ جائے گی یہ فریاد ہماری
کوئی تو سنے گا دل ناشاد ہماری

اُٹھ جائینگے جب ہم تو بہت یاد کروگے
بھولے ہوے بیٹھے ہو عبث یاد ہماری

نکلے تھے چمن سے کہ پھنسے کنج قفس مین
لوگھات ہی مین بیٹھا تھا صیاد ہماری

کچھ تیری خدائی کی قسم ہم نہین سمجھے
خلقت ہوئی کیون صانع ایجاد ہماری

کرنے کا نہین قصد کبھی کوہ کنی کا
جانکاہیان دیکھے گا جو فرہاد ہماری

رہزن تھی اجل منزل الفت نہوئی طے
افسوس مشقت ہوئی برباد ہماری

تھرائینگے او چرخ فرشتے تری سُنکر
تا عرش جو پہونچی کبھی فریاد ہماری

اچھا نہین ہر وقت اسیرونکا ستانا
پڑ جاے کہین آہ نہ صیاد ہماری

پیدا تو کرے پہلے فصاحت یہ بلاغت
کیا طرز کہے گا کوئی استاد ہماری

تسلیم کیا کرتا تھا جھک کر ادبا قیس
تعظیم کیا کرتا تھا فرہاد ہماری

چند سے یہ ترقی ہے تنزل ہی پھر آگے
سُن رکھے ذرا حُسن خداداد ہماری

ہم راضی ہین نکلے تو غبار آپکے دلسے
ہو جاے کہین خاک بھی برباد ہماری

کاغذ پہ نہ ٹھہریگی شبیہ اہل جنون کی
تصویر مسلسل کھنچے بہزاد ہماری

گھر ہے عدم آباد مین دنیا سے غرض کیا
یہ اُجڑے وہ بستی رہے آباد ہماری

دم بھر نکرین نشو و نما باغ جہان مین
مائین جو یہ سرو و گل و شمشاد ہماری

اپنے ید قدرت سے بنا کر جو بگاڑا
تقصیر تھی کیا صانع ایجاد ہماری

یہ ننگ گوارا نہین سر کٹتا ہی کٹ جاے
پٹی نہ بندھے آنکھ پہ جلاد ہماری

جب کوئی ستم سہنے کے قابل نہ ملیگا
تب ہوئیگی قدر او ستم ایجاد ہماری

رندانہ کلام اپنا پسند آتا ہی ملے رشک
اکثر غزلین پڑھتے ہین آزاد ہماری

جھوم جھوم آئی ہے گھنگھور گھٹا ساونکی
ٹھنڈی ٹھنڈی چلی آتی ہی ہوا ساونکی

صورت ابر ہوا پر ہی مزاج اے ساقی
لے اُڑی مجکو مے ہوشربا ساون کی

خون عشاق مین پھر پسنے لگی گندھنے لگی
رنگ لائی ترے ہاتھونمین حنا ساونکی

کوکے اک سمت پپیہا کہین کوئل کرے شور
مور چلاتے ہین آفت آئی ہی کیا ساون کی

لہلہانے لگے جنگل ہوے پھر کھیت ہرے
روپ دکھلانے لگی نشو و نما ساونکی

اس سے بالیدہ ہون اشجار کھلائے جو یہ گل
کم نہین بادِ بہاری سے ہوا ساونکی

فرقتِ یار مین یون لگتی ہی اشکونکی جھڑی
زور سے جیسے برستی ہے گھٹا ساونکی

دیکھیے کالی گھٹا ہجر مین رلوائے کسے
جان پر کسکی ہو نازل یہ بلا ساونکی

پھول لانے کے بھی شرمندہ ہین یہ شوخ نہ کیون
کیا رچی ہاتھونمین اُس گل کے حنا ساونکی

کان مین دیس کی آواز چلی آتی ہے رند
تانین لیتی ہے کوئی حور لقا ساون کی

سائل ہون اے کریم تو دے ذوالمنن مجھے
عشقِ علیؑ و حبِ حسینؑ و حسنؑ مجھے

جوشِ جنون مین ہے یہ وبالِ بدن مجھے
کیا پھاڑ تو نہ کھائے مرا پیرہن مجھے

آخر ہوا نصیب نہ گور و کفن مجھے
مارا قضا نے کرکے غریب الوطن مجھے

دندان بٹھائین نقش لبِ سرخ یار پہ
دکھلائین کندہ کرکے عقیقِ یمن مجھے

وحشی جو سمجھے ہین کسی شہر غزال کا
آنکھین دکھانے آتے ہین جنگلی ہرن مجھے

ہی نفس میری فکر مین مین فکرِ نفس مین
مین راہزن کو تاکتا ہون راہزن مجھے

لے نکلے سوے دشت یہ یا کوہ کیطرف
دیکھون دکھائے کیا مرا دیوانہ پن مجھے

فرقت کی شب یہ تنگ کیا یادِ زلف نے
پھانسی لگاتا اپنے جو ملتی رسن مجھے

بعد فنا بھی جوشِ جنون رنگ لائیگا
للہ گاڑیو مع طوق و رسن مجھے!

یکجا ہوے نہ لازم و ملزوم جب تلک
ڈھونڈھا کیا سخن کو مین اور سخن مجھے

شاگردی مین رہا ہے مرے قیس مدتون
استاد اپنا جانتا ہے کوہکن مجھے

پھر مجھ سا خوش بیان کوئی پیدا ہوئیگا
روئینگے میرے بعد سب اہلِ سخن مجھے

مٹی نہ پائی دستِ احبا کی یا نصیب
مارا فلک نے کرکے غریب الوطن مجھے

دلوائے یاد خط کسی روے صبیح کا
کانٹون مین کھینچتے ہین گل یاسمن مجھے

آجائیگا جو مرگ غریبی کا تذکرہ
روئینگے ڈاڑھین مار کے اہلِ وطن مجھے

بے یار سر پھر آئے گی گل گشتِ بوستان
ہوگی نہ سازوار ہواے چمن مجھے

موذی فنا کے بعد بھی دینگے اذیتین
روز آکے تاک جاتے ہین دزدِ کفن مجھے

واقف ہین اب تلک نہین اسرارِ غیب سے
ثابت ہوئی کمر نہ تمھارا دہن مجھے

خنجر ترا ہر ایک سے لیتا ہے نوک کی
او ترک جب سے بھایا ترا بانکپن مجھے

کھدوائے گور قبر مین گڑوائے لاش کو — امید یہ کسی سے نہین گورکن مجھے
دریا مین سب بہائینگے ملکر عزیز و دوست — بے غسل و بے نماز یو ہین بیکفن مجھے
دیوان سے لے چکین ہین مضامین میر کے سب — ڈر ہی چرانہ لین کہین دزد سخن مجھے
سیف زبان سے لیتا ہون کہین کا تیغ رند — اللہ نے بنایا ہے شمشیر زن مجھے

حیران سی ہے جھجک رہی ہے — نرگس کس گل کو تک رہی ہے
آئی ہے بہار غنچے چٹکے !! — کیا پھولون کی بو مہک رہی ہے
میخانے پہ مینہ برس رہا ہے — بجلی کیسی چمک رہی ہے
باقی ہے اثر ابھی جنون کا !! — سودا تو گیا ہے جھک رہی ہے
پوچھو نہ جلن کا دل کے احوال — اک آگ پڑی دہک رہی ہے
نرگس کو تو آنکھ اٹھا کے دیکھو — کس یاس سے تم کو تک رہی ہے
لیلی مجنون کا رٹتی ہے نام — دیوانی ہوئی ہے بک رہی ہے
پیغام بہار آن پہونچا — بلبل کیا کیا چہک رہی ہے
مژگان کا جو دل مین ہے تصور — اک پھانس پڑی کھٹک رہی ہے
ہو جائے گا رام رفتہ رفتہ — وحشت تو ابھی جھجک رہی ہے
باقی جو یہ جان ناتوان ہے — کیا زندگی مین ہی سسک رہی ہے
آنے کی ترے ہی منتظر ہے — او موت کہان تو ٹھٹک رہی ہے
کیا شوخ ہے وہ سنہری رنگت — کندن کی طرح دمک رہی ہے
روے رنگین عرق فشان ہے — شبنم گل سے ٹپک رہی ہے
ہم رند ہین بزم اپنی کس رات — بے جام مے و گزک رہی ہے

خاموش داب عشق کو بلبل لیے ہوے — گل مست ہو چمن مین پیالے پیے ہوے
امسال فصل گل مین وہ پھر چاک ہوگئے — اگلے برس کے ٹکڑے جو گریبان سیے ہوے
ہم بھی ہوا ہین اک گل فرخندہ حسن کے — برسون پھرے ہین چاک گریبان کیے ہوے
دوکانین مے فروشون کی سب بند ہی ہین بند — رہ رہ گئے ہین قفل دیے کے دیے ہوے

عشق صنم ہے آئین ہین خود داریان ضرور
اے دل خدا کیواسطے خود کو لیے ہوے

مرشد ہے عشق ہم ہین مرید اس جناب کے
برسون گذر گئے ہین پیالہ پیے ہوے

وہ آکے مسکرائے اس انداز و ناز سے
گل کھل گئے جو زخم جگر تھے سیے ہوے

روز ازل سے دخل وجود و عدم مین ہی
دونون علاقے ہین یہ ہمارے لیے ہوے

ہین بت پرست دیر مین حاجی ہین کعبہ مین
طالب غذاے دوست کے دھرنے دیے ہوے

میدان امتحان مین ہمین بھیجدیجیے
سب اپنے انکھین یہ کام ہین جنگ کیے ہوے

نامرد اپنے وادی مین رکھیگا کیا قدم
سر ہو ہم عشق نہ لیے سر دیے ہوے

کس طرح کا بھیس بدل کر ہو بیٹھے ہین
عاشق ہوے نہ آپ کے بہروپیے ہوے

حاصل ہوا بتون سے نہ عاشق کو مدعا
روشن کبھی نہ دیر مین گھی کے دیے ہوے

تعویذ و نقش کچھ نہین کرتے اثر وہان
سایے یہ کھلتے ہین ہمارے سکے ہوے

اک شب ہوئی نصیب سلیمان نہ جو پری
ہم روز سوے اسکو بغل مین لیے ہوے

آنکھون مین پھرتی ہین جو وہ آنکھین نشیلیان
دو بوتلونکی مستی تو پیے ہوے

باندھا جو چست چست مضامین کو کیسا تھا
بندش سے میری تنگ بہت قافیے ہوے

عاشق مزاج رہتے ہین پڑھ پڑھ کے بیشتر
اشعار رند کے نہوے مرثیے ہوے

چہکتے ہین مرغ چمن کیسے کیسے
کھلے ہین گل و یاسمن کیسے کیسے

کیے نظم وصف دہن کیسے کیسے
سنائے زبان نے سخن کیسے کیسے

ذرا دیکھ عبرت سے سوتے ہین غافل
مزارون مین پہنے کفن کیسے کیسے

تجھے دیکھ کر چوکڑی اپنی بھولے
چھلاوے بنے ہین ہرن کیسے کیسے

کسی کے نہ ہتے چڑھا راہ بھر مین
لگے گھات مین راہزن کیسے کیسے

خدا نے بنائے ترے گیسوؤن مین
خم و پیچ و چین و شکن کیسے کیسے

عدم جاکے ہستی کا یاد آئے گا کیا
اٹھائے ہین رنج و محن کیسے کیسے

ہمین بھی کبھی عشق کے ولولے تھے
دکھاتے تھے دیوانے پن کیسے کیسے

نہ کی اف بھی سوتے ہین اللہ رے ضبط
جلے میرے داغ بدن کیسے کیسے

نہ رنگت ہے تیری سی بو ہے نہ تیری
ہزارون ہین یان گلبدن کیسے کیسے

کھلے بند جھکے ان گوٹے گوٹے ڈڑ و نہر — یہ بھجنبد اور نور تن کیسے کیسے
جلائین نہ کیون غول صحرا مین شمعین — موئے یان غریب الوطن کیسے کیسے
دکھاتے ہین دیوانے جب زور وحشت — توڑاتے ہین طوق و رسن کیسے کیسے
نہ ہمسنگ ٹھہرے جو یاقوت لب کے — ہوے زرد لعل یمن کیسے کیسے
یہان گل تھے اک خار بھی اب نہین ہے — اجاڑے خزان نے چمن کیسے کیسے
لڑین سب سے وحشی نگاہون کی آنکھین — سجے ہین یہ جنگلی ہرن کیسے کیسے

ملے تھے ہمین رند کل اتفاقا
رہے ذکر شعر و سخن کیسے کیسے

چڑھی تیرے بیمار فرقت کو تب ہے — بشدت قلق ہی نہایت تعب ہے
مریض محبت ترا جان بلب ہے — تجاہل ستم ہے تغافل غضب ہے
وہ آفت ہی آفت ہی آفت — غضب ہی غضب ہی غضب ہے
گلی یار کی ہے قدم رکھون کیونکر — چلون سر کے بل یان مقام ادب ہی
جو ابرو دکھایا تو عارض بھی دکھلا — وہ قرآن ہے یہ ہلال رجب ہے
ہوئی صبح پیری کٹی اب جوانی — یہ جلنا فقط شمع سان شب کی شب ہی
وہ زلف سیہ ہے کہ مشک ختن ہی — نہین خط سواد دیار حلب ہے
کھلا کچھ نہ مجھ پر نہ آنے کا منشا — جہت کچھ تو فرمائیے کیا سبب ہی
جو شجرہ تھا مجنون کا شجرہ ہے میرا — جو تھا قیس کا سلسلہ وہ نسب ہی
غنیمت سمجھ وقت فرصت کو غافل — نہ ہاتھ آئیگا پھر یہ موقع جو اب ہے
خدائی خدائی کا جلوہ ہے او بت — یہ حسن بجانی نہین شان رب ہے
کرون کیون نہ سامان عشرت مہیا — شب وصل دلبر عروسی کی شب ہی
جسے لوگ کہتے ہین شاہ خراسان — وہ بے شبہہ ابن امیر عرب ہے

غلام اسکا ہون جو ہے کوثر کا ساقی
جبھی رند میخوار میرا لقب ہے

یہ رفتار گفتار اللہ رکھے ؛ — تجھے او طرحدار اللہ رکھے ؛
کرے ساتھ کس کس کے شیرین زبانی — بہت ہین نمک خوار اللہ رکھے

سنبھالا ہے نام خدا آپ کو اب
ہوے ہین وہ ہشیار اللہ رکھے

یوہین خم کے خم روز ہوتے رہین صرف
یہ بھٹی یہ میخوار اللہ رکھے

اکڑ کر وہ چلتے ہین بانکپنکے بل سے
سنبھالی ہے تلوار اللہ رکھے

رہین روز شیخ و برہمن مین جھگڑے
یہ تسبیح یہ زنار اللہ رکھے

مسیحا کی ہین ان دنون آنکھ سیدھی
بچا اب یہ بیمار اللہ رکھے

پڑا ہے بڑا عشق بازی کا لپکا
تجھے او دل زار اللہ رکھے

وہ زلف سیہ دیکھ کہتے ہین عاشق
بلا مین گرفتار اللہ رکھے

رہے گرم بازار حسن و محبت
یہ جنس اور خریدار اللہ رکھے

مسیحا بھی بیمار الفت ہے تیرا
تجھے چشم بیمار اللہ رکھے

رہے شوق آنکھونکو حسن بتان کا
مجھے محو دیدار اللہ رکھے

پھلے پھولے ہر فصل مین یا الٰہی
شگفتہ یہ گلزار اللہ رکھے

پھنسے ہو بری طرح رند نہین واعظ
یہ جبہ یہ دستار اللہ رکھے

یہی تو وسیلہ ہے اک مغفرت کا
ہمیشہ گنہگار اللہ رکھے

غنیمت ہی ایسے برے وقت مین رند
یہ دربار سرکار اللہ رکھے

غزل مشاعرہ واجد علی شاہ

وقار شاہ ذوی الاقتدار دیکھ چکے
ظہور قدرت پروردگار دیکھ چکے

نقاب کھولکے روے نگار دیکھ چکے
پھر ایک بار نہین لاکھ بار دیکھ چکے

جہان کے عیش و غم روزگار دیکھ چکے
جو دیکھنا تھا سو پروردگار دیکھ چکے

وہ جیتے جی ہوے ایذا سے نزع کی آگاہ
جو صدمے تیرے شب انتظار دیکھ چکے

خدا کے واسطے اب چھوڑ جسم خاکی کو
اذیتین بہت اے جان زار دیکھ چکے

جنون نے خوب دکھائی بہار جیب و کنار
ہوا مین اڑتے ہوے تار تار دیکھ چکے

وہ قول غیر کو دیتے ہین لیتے ہین اقرار
تری طرف کو دل بیقرار دیکھ چکے

یقین ہے اب نکرین میرے قتل مین تاخیر
فسان چڑھا کے وہ خنجر کی دھار دیکھ چکے

نہ ڈال پیچ مین خاطر نہ اب پریشان کر
بہت سے درد سر او زلف یار دیکھ چکے

کرے وہ زینت فتراک یا حلال کرے
کہین ادھر کو بھی وہ شہسوار دیکھ چکے

نہ پہونچا ایک بھی ذرہ تمھارے دامن تک
اڑا کے خاک بھی ہم خاکسار دیکھ چکے

ہوے سفید و سیاہ جہان سے واقف
بہت سی گردش لیل و نہار دیکھ چکے

کئے ہین خوب سے نظارے باغ ہستی کے
جہان کو بس مرے پروردگار دیکھ چکے

الٰہی تو نے شرف جسکو آسمان پہ دیا
وہ سر زمین بھی یہ خاکسار دیکھ چکے

نہین ہے ایک مین ہمت یہ وہ زمانہ ہے
غریب دیکھ چکے مالدار دیکھ چکے

تہی ہے نشۂ الفت سے یہ خم گردون
شراب پیکے ترے بادہ خوار دیکھ چکے

کلاہ کج کو ہٹا کر دکھا دیا ابرو!
قسم علیؑ کی کھینچی ذو الفقار دیکھ چکے

بھلا وہ خاک کرین قصد بزم ہستی کا
جو لوگ راحت کنج مزار دیکھ چکے

ہوا یقین فرشتون کو خاکساری کا
کفن کھلا جو یہ خود اعتبار دیکھ چکے

عمامے باز جو یہ کنٹھے گھٹے والے ہین
جہانین جیسے ہین ذی اعتبار دیکھ چکے

اُٹھائی گیرے ہین سب حیلساز ہین مفسد
کچھ ایک دو نہین ہمتو ہزار دیکھ چکے

جنبیو مسخرون سے بہتر ہوا انکے زہد سے کفر
یہ لوگ جیسے ہین ایماندار دیکھ چکے

سوائے ذات خدا سب کے واسطے ہے فنا
ثبات ہستی نا پائدار دیکھ چکے

قصور بخت ہی پھر جائین اب اگر محروم
در کریم تو امیدوار دیکھ چکے

ہزار شکر کہ باقی نہین کوئی حسرت
بہار تیری بھی او گلعذار دیکھ چکے

سخن کو لے گئے میت فرشتۂ نقال
عزیز کھول کے میرا مزار دیکھ چکے

فقیر بھی مترصد نگاہ لطف کا ہے
ادھر بھی رند مرا شہریار دیکھ چکے

دروغ ٹھہرے سب اقرار یار دیکھ چکے
تری صداقت گفتار یار دیکھ چکے

فریب دیتا ہے ہر بار یار دیکھ چکے
نہین تو ایک کا بھی بار بار دیکھ چکے

نگاہ کج سے بھلا جسنے عمر بھر دیکھا
وہ سیدھی آنکھ سے سو سے ہزار دیکھ چکے

رہی ہے کس سے نہان یار کی تجلی حسن
کچھ اک تمھین نہین موسیٰ ہزار دیکھ چکے

دلا جو عشق مین صدمے دیے ہین یاد ہین سب
ترے فتور بھی او نابکار دیکھ چکے

سوال حسرت دیدار سن کے فرمایا
یہ دل لگی نہین بس ایکبار دیکھ چکے

ثبوت جرم پہ اندیشہ کیا رہا باقی
رحیم جب تجھے تقصیر وار دیکھ چکے

یہ بار کفر تو ایمان سے بھی سنگین ہے
گلے مین ڈال کے زنار یار دیکھ چکے

وہ راز کونسا ہی ہم سے جو رہا ہے نہان
بھلے برے ترے کردار یار دیکھ چکے

رہا نہ طعنہ زنی کا مقام یوسف پر
تجھے بھی ہم سر بازار یار دیکھ چکے

گران ہی اپنی تو تہمت پہ بار احسان بھی رند
اٹھا کے دوش پہ یہ بار یار دیکھ چکے

سب عمر خاک کر تری حسرت مین کھوئی ہی
او موت کیا تو مر گئی کس نیند سوئی ہے

جان حزین یقین ہوا دل نے کھوئی ہے
یا خضر آپ ہی نے یہ کشتی ڈبوئی ہے

یان رہ کے کون عمر کو ضایع کرے عبث
تم غور سے تو دیکھو ہمارا بھی کوئی ہے

رویا جو مین تو یار کے دلکا مٹا غبار
شبنم نے گرد عارض گل آ کے دھوئی ہے

بھفا کون آ کے لاش پہ ہوتا جو نوحہ گر
ہان بیکسی تو آج تلک مجکو روئی ہے

کیا جانے پیر چرخ یہ نیرنگ ساز یان
مجکو یقین ہے کہ پس پردہ کوئی ہے

جھولی مین ہین فقیر کے ٹکڑے یہ بھیک کے
رغبت جو ہو تو ٹکو تو حاضر رسوئی ہے

بیداری کیسی لسنے تو کروٹ کبھی نہ لی
کس نیند اے خدا مری تقدیر سوئی ہے

بہتر نہ ہو دوشالے سے کیونکر گلیم فقر
اوڑھا کیا گلیم جسے یہ وہ لوئی ہے

شیرین شکر سے بھی تنگ و پو کا غبار ہے
اے دل سمند یار کی کیا میٹھی بوئی ہے

دشمن سے بھی نہین ہے عداوت فقیر کو
اے دوست یان بدیکا عوض بھی نکوئی ہے

عادل ہے دیگا حاصل کشت عمل ہمین
کاٹینگے آپ ہم نے یہ کھیتی جو بوئی ہے

رو رو کے بھی کٹی نہ شب تار ہجر یار
بھاری ہوئی ہے جون جون یہ کملی بھگوئی ہے

شبنم تجھے قسم چمن آرائے دہر کی
کیا سوچکر تو حالت گلشن پہ روئی ہے

روشن ہے آفتاب سے وہ گورا گورا پیٹ
بہتر کرن سے یار کی کرتی کی توئی ہے

تار سر شک سوزن مژگان مین ڈال کر
لخت جگر کی عشق نے بدھی پروئی ہے

مجھ سخت جان کو موت نہ آئیگی حشر تک
آب حیات سے مری مٹی بھگوئی ہے

اب نصف گنتے ہین اُسے آگے جو عیب تھا
لاکھون ہنر ہین جسمین کہ اک عیب جسئی ہے

بہت ہو استعارہ و اغراق سے نہین
پھر کیون پسند خلق مری سادہ گوئی ہے

کیا شاعران حال کے جلسو نمین جائیے
اب ہند شاعری نہ رہی یاوہ گوئی ہے

کیا ہی قلب مین شیطان نے حلول چلے
بسنت آتے ہی اصوفی قدم رسول چلے

شراب مین خوب سی ہین بادہ خوار پھول چلے
مدام پیتے رہے پھول جب سے پھول چلے

اڑاتے رند جو صحرا کو خاک دھول چلے
جلا کے مشعلین جادو نظر سے غول چلے

نہ بدلے چال کو اپنی فلک کوئی ساعت
یہ ہین الٰہی کبھی اس گھڑی کی چول چلے

وہ ساتھ رکھتے ہین اسطرح مجمع عشاق
صحابہ ساتھ رہے جس طرح رسولؐ چلے

بہت سے گردش افلاک کے سہے صدمے
اسی ہنڈولے مین کچھ روز ہم بھی جھول چلے

لگے نہ تالو سے جز مدح پنجتن دم بھر
زبان جب تلک اے نائب رسولؐ چلے

نکل کے گھر سے اگر جائین دشت وحشت کو
خضر سے پہلے ہدایت کو اپنے غول چلے

زبان حال سے کہتا ہی اپنی ہر اک گل
شگفتہ آئے تھے اس باغ سے ملول چلے

یقین ہی کہ زمین پر گرے وہ چکرا کر
فلک جو چاہے قدم تو مرے شمول چلے

خیال یار کا خود رفتگی نتیجہ ہے
جو یاد آگئی اسکی تو خود کو بھول چلے

ہی خوف جان کا ایسے پھکیت سے ہر دم
بتا کے باہرہ قاتل کہین نہ ہول چلے

ہو چکے یان کوئی ابتک پھر انہین محروم
فقیر پر در دولت سے بے حصول چلے

نہوگا شاعر کامل بغیر علم عروض
نہ کار فرع زمانے مین بے اصول چلے

بس اب تعلقہ دہر سے علاقہ کیا
جو جمع اپنی تھی سب کر چکے وصول چلے

ہوئی تمھارے تصور مین بیخودی طاری
تمھاری یاد مین عشاق سبکو بھول چلے

سنی جو بلبشتر اس مین صفت رحیمی کی
قبول ہونیکو ہم سے بھی نا قبول چلے

ضرور چاہیے گلشن مین شغل بادہ کشی
ملے نہ چین اگر ساقیا تو پھول چلے

یہ کیا سمائی طبیعت مین قبلہ و کعبہ
ذرا سی مدح مین ایسے جناب بھول چلے

فراق یار مین جب فکر شعر کو بیٹھے
ردیف یاد رہی قافیہ کو بھول چلے

بجیر تا دی پر غار کی طرف مجنون
جو بچ چکے دشت مغیلان سے کوئی غول چلے

مین اسکی بازی شطرنج عمر کر دون مات
اگر بکھیڑے کی چالین کوئی فضول چلے

بگاڑا شاعرون نے حال کے طریق سخن
الٰہی کونسے مسلک پہ یہ جہول چلے

ملا ہے غنچہ دہن کون سا بتا و رند
بہے نہ آپ مین تم ہاتھ پانوٗن پھول چلے

قیامت کی علامت ہے کہ انکا قد و قامت ہے
قد بالا وہ دکھلاتے ہین برپا اک قیامت ہے

بلا ناغہ ترے گھر دوست اور دشمن کی دعوت ہے
کشادہ کس قدر اللہ تیرا خوان نعمت ہے

نشان تک تاجدارون کے نہین ملتے یہ نوبت ہے
جو چشم غور سے دیکھو تو دنیا جائے عبرت ہے

بنایا خاک سے سب کو جدا پر سبکی صورت ہے
سوا تیرے یہ اے صناع عالم کس مین قدرت ہے

اگر دریافت ہو جاتا تو فرصت جلد کر لیتا
نہین معلوم مجکو اے اجل کے دم کی مہلت ہے

سمجھتے ہین گدا معراج اپنی خاکساری کو
اگر عرش معلیٰ پر دماغ اہل دولت ہے

جو آیا آفتاب حشر مین زاہد یہ ترد امن
مرے دامان تر کو سب کہین گے ابر رحمت ہے

دفینے گاڑ کر قبرون مین آخر گڑ گئے منعم
مآل مال دنیا خاک غیر از یاس و حسرت ہے

مجھے کیا خوف ہے ہنگامۂ محشر کا او واعظ
مرا مولا امیر المومنین شاہ ولایت ہے

ملایا خاک مین اس کو جسے چمکا ہوٗا دیکھا
فلک ان رفعتون پر دیکھنا کیا پست ہمت ہے

مین روز و ماہ و سال اپنے تولد کا بتاتا ہون
وہ رکھین یاد تحقیقات جن لوگونکی عادت ہے

سن ہجری پہ تھے بارہ سو بارہ جمعہ کا دن تھا
ربیع الاولین کی گیارھوین یوم ولادت ہے

عجائب ہے خدائی کا تری جو کارخانہ ہے
طلسمات جہان مین بار الٰہا مجکو حیرت ہے

غم سود و زیان واریم ما نہ فکر کالا ئے
جنون تری بدولت رنج دنیا سے فراغت ہے

تصور کر کے کعبہ کا صنم خانہ مین ساجد ہون
بظاہر بت پرستی ہے حقیقت مین عبادت ہے

یہ تابش حسن کی ہے ڈوبے ہین اپنے عرق مین ہم
بلا تشبیہ وہ چہرہ بھی خورشید قیامت ہے

دم آخر تصور ہے ز بس وحشی مزاجون کا
غزالی نبض ہے میری رم آہو کی سرعت ہے

گل تازہ شگفتہ ہوتے ہین مضمون رنگین سے
زمین شعر مین مجکو چمن بندی کی خدمت ہے

غلط فہمی ہے یہ کہنا کہ دنیا مین نہین مجھ سا
خدا نے ایک کو یان دوسرے پر دی فضیلت ہے

حبابم بر سر موجم ز بنیاد م چہ می پرسی
فقط بحر جہان مین رند غافل دم کی مہلت ہے

بدلیے کروٹین ہر دم کہان یہ تاب و طاقت ہے
گھٹا زور جوانی ناتوانی تیری شدت ہے

ہوا ہیجان سودا پھر وہی پھر زور وحشت ہے
بہار آئی چلے صحرا کو ہم لو سب سے رخصت ہے

ملاقاتیں چھٹیں یاروں سے سب سے ترک الفت ہے
چھٹی آوارہ گردی ہم ہیں اب اور کنج عزلت ہے

چمن میں پرورش پائی گلستاں کی ولادت ہے
سُنا بلبل مجھے بھی خدمت گل میں قدامت ہے

ہوا ثابت جدائی سے تن و جان کی دم آخر
وصال عاشق و معشوق کا انجام فرقت ہے

وہ ساری ناتوانی اور نقاہت سب خزاں تک تھی
بہار آئی وہی طاقت وہی پھر زور وحشت ہے

کمر باندھی ہے اس نازک میاں نے قتل پر میرے
خوشا طالع زہے تقدیر راحت ہے سعادت ہے

مصیبت ہجر کی جسکو سناتا ہوں وہ روتا ہے
مرا احوال بھی اک مرثیہ ہے جائے رقت ہے

بڑھانا اس قدر ربط و محبت کا نہیں اچھا
تمھارا کچھ نہ جائے گا مرے حق میں قباحت ہے

جنوں جو فصل گل میں بچ رہا ہے دست وحشت سے
گریباں میں نہیں اس کو سمجھتا طوق لعنت ہے

تمنا یار کے دیدار کی ہے تا دم آخر
دلیل آرزومندی نگاہ چشم حسرت ہے

مثال رشتہ خام آج توڑیں میری ہتکڑیاں
زبردستی کی تیری انتہا کچھ زور وحشت ہے

تعجب ہے یہ پیچ و تاب کیونکر اس سے اٹھتے ہیں
ترے موے میاں میں تو رگ گل کی نزاکت ہے

حواس خمسہ کیونکر ہیں بجا عشق کیوں نہیں آتا
تم آئینے میں صورت دیکھتے ہو مجکو حیرت ہے

عجب ساعت سے تو نے ابتدائے عشق کی او دل
اذیت پر اذیت ہے مصیبت پر مصیبت ہے

ترے در پر پہونچتے ہی بھر آئے زخم دل میرے
یہ سنگ آستاں ہے یا صنم سنگ جراحت ہے

حسینوں سے مزہ کیونکر نہ اٹھے بوسہ بازی میں
نبات و شیر کی لب ہائے شیریں میں حلاوت ہے

شب وصل اسکا کہنا ہے غضب کیا قہر کرتا ہے
چلی توپ اور گجر بجتا ہے لو اب اپنی رخصت ہے

طرف قاتل کے ہو کر دشمن جانی ہوا میرا
تو ہی انصاف کر او دل یہی شرط رفاقت ہے

بہار گلشن فردوس ہے ہر شعر رنگیں میں
زبان مرد شاعر بھی کلید قفل جنت ہے

بناوٹ سے غرض ہے کچھ نہ مطلب استعارہ سے
میں عاشق تن ہوں مشفق سادہ گوئی میری عادت ہے

تعلی شاعری میں وہ کریں اے رند سنتے ہو
جنھیں اس فن میں دعوائے فصاحت ہے بلاغت ہے

ہر دم یہی خیال یہی آرزو رہے
پاپوش سے جو سر نہ ہے آبرو رہے

مثل زلیخا شوق پیے جا غم فراق
جب تک تن نزار میں میرے لہو رہے

رہیے دوچار صورت تمثال و آئینہ
میں اُسکے روبرو وہ مرے روبرو رہے

غمزے نے انکے اجل کی طرح آجھک ایکدن
پانی مین ہو مزہ دم خنجر کی آب کا
وحشت کی یہ بہار ہے جبتک رہے بہار
ے کا خمیر ہو گیا اپنا کہ مثل خم
واعظ چمن مین شغل شراب وکباب ہو
چرچے ہین حسن و عشق کے تیرے ہی دم سے یار
فرقت مین بھی تصور کامل کے فیض سے
ہو جائے جسم روح سے خالی حباب وار
ساکت نہ آدمی ہون کبھی ذکر خیر سے
ہون گر حواس خمسہ تو شوق جمال مین
حد سے زیادہ بڑھکے نہ فرمایئے گا کچھ
تشنیع و طعن بادہ پرستان سے فائدہ
کیونکر نہ الجھے تار نفس ہر نفس کے ساتھ
شکل صدف خدا سے دعا مانگ اٹھا کے ہاتھ
لازم ہے فصل گل مین رہین دونون ہاتھ بند
گلچین غضب پڑے تیرے اس ظلم و جور پر
واعظ بہت ہی انکو تو پابندی نماز
جو یا تھا جسکا مجھ مین وہ گل یون نہان رہا
ابرو کی یاد جب بھی نہ بھولون یقین ہے
ہم بھی کبھی کسی گل رعنا کے شوق مین
جو دل کی حسرتین ہین وہ کیونکر نکالیے

کب تک امیدوار دل او حیلہ جو رہے
ہر دم جو یاد سید تشنہ گلو رہے
جیب و کنار شکل کفن بے رفو رہے
اک عمر لاے مے مین گڑے تا گلو رہے
فردوس مین تو حکم کلوا واشربوا رہے
مین ہون نہون جہانمین مری جان تو رہے
تصویر یار آٹھ پہر روبرو رہے
مے سے اگر بھرا نہ شکم تا گلو رہے
گویا زبان ہو تو تری گفتگو رہے
اس شش جہت مین آکے نظر چارسو رہے
اتنا لحاظ تمکو دم گفتگو رہے !
رندونسے شیخ شہر نہ یہ گفتگو رہے
ہر دم جو یاد دلبر مرغولہ مو رہے
بحر جہانمین مثل گہر آبرو رہے
دہنے مین جام بائین مین ہر دم سبو رہے
مجکو خدا نہ رکھے چمن مین جو تو رہے
آزادونکے لیے تو نہ قید وضو رہے
پوشیدہ جیسے وش کسی غنچہ مین بو رہے
ہر دم اگر تہ دم خنجر گلو رہے
برباد مثل باد صبا کو بکو رہے
ہر وقت بدمزاج جو وہ تندخو رہے

طرز زمانہ رند بہت اب بگڑ گئے
بہر حسینؑ تشنہ گلو آبرو رہے

آفت جو راہ عشق مین او دل سہی سہی
ندی لہو کی دیدۂ تر سے بہی بہی
رونا اگر یہی ہے تو طوفان آئے گا
اشکونمین کائنات بکھریگی بہی بہی

ذمہ تمام عمر کا کرتا نہیں کوئی
الفت ہی یہ چھٹی تو چھٹی اور رہی رہی

للہ قدر حسن خداداد کیجیے
یہ جنس وہ نہیں جسے کہیے وہی وہی

جسم لطیف اور ملیگا وہاں تجھے
اے روح اگر گلی یہ عمارت ڈھئی ڈھئی

سنکر اذیت شب فرقت دیا جواب
ہاں مہربان سنا ہی سنا ہی سہی سہی

پلٹے اگر تو گدی سے کھینچوں زبان کو
ہے قول مرد بات جو منہ سے کہی کہی

اے رند سیکڑوں سنے اسکے کلام سخت
ہم نے بھی ایک بات کڑی گر کہی کہی

زمانے میں وہ مہ لقا ایک ہے
ہزاروں حسیں وہ دلربا ایک ہے

خداوند ارض و سما ایک ہے
قسم ہے خدا کی خدا ایک ہے

برابر ہے اپنا وجود و عدم
ہماری بقا اور فنا ایک ہے

عدم ابتدا ہے عدم انتہا
مری ابتدا انتہا ایک ہے

نہونگے یہ حادث رہے گا قدیم
غرض سب ہیں فانی بقا ایک ہے

ذرا غور سے مرآت دل کو دیکھ
یہ آئینۂ حق نما ایک ہے

جنہیں کفر و اسلام کہتا ہے شیخ
فقط پھیر ہے راستا ایک ہے

بہانے ہیں غافل بہت سے طریق
مگر راہ صدق و صفا ایک ہے

مآل سخن ذکر ہے یار کا!!
کہوں سو طرح مدعا ایک ہے

محل فقر کا ہے عجائب مقام
یہاں مسند و بوریا ایک ہے

کہاں اس کے آگے کسی کا فروغ
وہ خورشید رو مہ لقا ایک ہے

فضیلت ملی ایک کو ایک پر
غرض ایک سے یاں سوا ایک ہے

بچے گا نہ کاوش سے مژگان کے دل
کہ نشتر بہت آبلا ایک ہے

جفاکار دم باز کاذب محیل
میں واقف ہوں وہ بیوفا ایک ہے

ہے انبوہ عشاق عیسے کے گھر
مریض اتنے دار الشفا ایک ہے

نہیں بچتا دونوں کا مارا ہوا
تری زلف اور اژدہا ایک ہے

نہ آتا تو اس زلف کے پیچ میں
الہے دل وہ کالی بلا ایک ہے

ہزاروں شہید محبت ہیں دفن
گلی اسکی اور کربلا ایک ہے

ہر اک درد کا ہے مداوا وہ لب
مرض سیکڑون ہین دوا ایک ہے

دوئی کو نہ دے دل مین غافل جگہ
زبان ایک ہے اور خدا ایک ہے

کہو گے جو کچھ تو سنوگے کبھی رند
ہنسی مین تو شاہ و گدا ایک ہے

بچکر کدھر کو جائیگا بہرام گور سے
لاکھون نکل گئی ہے یہ بہرام گور سے

غافل نہ بیٹھنا کہین منہ دیکے چور سے
چھلے اتار لیگا تری پور پور سے

بوتل مے دو آتشہ کی چھنکے لائیو
ساقی بہار آئی بڑی زور شور سے

اللہ رے جوش بادۂ حسن شباب کے
مستی ٹپک رہی ہے تری پور پور سے

رخ اسطرف ہے گوشۂ ابروے یار کا
کھینچا ہے اس کمان کو الفت کے زور سے

ٹھکرا نہ یون مزار شہیدانکو اے مسیح
مردے کفن کو پھاڑ کے نکلینگے گور سے

رویا نہ شمع و گل کوئی لایا مزار پہ
پیدا ہے بیکسی ترے عاشق کی گور سے

گر زندگی مین یار سے پہلو تہی رہا
بعد فنا بھی لگ چکی تو پیٹھ گور سے

بزم جہان مین ایک کو ہے دوسرے پہ فوق
تم چاند سے سوا ہو ہم افزون چکور سے

تکمیل عشق پاک مبرا ہے رشک سے
کاوش نہین ہے ہالۂ مہ کو چکور سے

مانند شمع بہتی ہین مرہم کی بتیان
سازش جگر کے زخم کی ثابت ہے چور سے

غافل غرور و کبر کو اسمین جگہ نہ دے
بھر جائیگا یہ کاسۂ سر مار و مور سے

وہ زار ہون ہوا سے اگر اڑ کے جا رہون
پتلی کی طرح نکلون نہ پھر چشم مور سے

آنکھین جمال یار سے محروم ہین اگر
بینا برائے نام ہین بدتر ہین کور سے

بہتی ہین آنکھین الفت حسن ملیح مین
نکلے ہین دونون چشمے یہ دریا شور سے

چل نکلو ساتھ اسکے نہ رہجاؤ گے کہین
تم خوش خرامیون مین زیادہ ہو مور سے

اے رند وصل لیلی و مجنون ہے جای رشک
اٹھینگے دونون حشر کے دن ایک گور سے

جلن دلکی لکھین جو ہم دل جلے
زبان قلم مین پڑین آبلے

رہ صعب الفت مین گھبرا نہ دل
بہت ایسے پیش آئینگے مرحلے

نہ دن وہ تمھارے نہ اپنا وہ سن
تمھارے ہمارے وہ دن سن ڈھلے

عدم کی بھی کیا راہ ہے بے نظیر
چلے جاتے ہین پیش و پس قافلے

وہ اب نیچا کر چکے ہین علم
اجل آ چکی سر پہ کیونکر ٹلے

ٹھہر جا کوئی دم کے مہمان ہین
خبر لے ہماری چلے ہم چلے

لکیرین بھی مٹ مٹ گئین ہاتھ کی
زبس ہم نے دست تاسف ملے

لیے دل کے ارمان سب رکھین جیب
نکلنے نہ پائے مرے حوصلے

برا ہو بڑھاپے کا سب کھو دیا
نہ میری جوانی نہ وہ ولولے

گڑا کوئی لے کر دل مضطرب
مزارون مین آنے لگے زلزلے

سیہ کاریون مین کٹی عمر سب
قلم کی طرح سر کے بھل گو چلے

محبت بتونکی یہ دل چھوڑ دے
کسی طرح چھاتی سے پتھر ٹلے

شکایت کا موقع نہ تھا وصل مین
کہ تھی راہ تھوڑی بہت تھک گئے

کوئی دم مین ہے نقش ہستی فنا
کدھر دھیان ہے تیرا او باؤلے

کنار لحد مین پڑے ہین وہ آج
جو آغوش مادر مین تھے کل پلے

گلا تیغ قاتل سے رگڑا کیا
نہ جھوکا ذرا واہ رے منچلے

نہ لایا کوئی شمع و گل گور پر
لحد مین بھی داغ محبت جلے

چلے باغ ہستی سے ہم نامراد
کسی رت مین اے گل نہ پھولے پھلے

ازل سے ہین عشاق مذبوح حسن
جو مانند ماہی سرکٹے ہین گلے

جو فریادی تیرے بھی آنکلے وان
زمین ہوگی محشر کی اوپر تلے

جو ابرو کے ہونگے اشارے یونہین
مریجان لاکھون کٹین گے گلے

کیے جائے کاوش پلک یار کی
ابھی دل کے پھوٹے نہین آبلے

سرا مین نہ غافل ہو باندھو کمر
چلو ساتھ والو چلو ہم چلے!

رہے میرا جسم مثالی صحیح
بلا سے یہ پتلا سڑے یا گلے

یہ سب سر زمین فتنہ انگیز ہے
ہزارون ہی اٹھتے ہین یان غلغلے

نظر بھر کے پھر دیکھلون شکل یار
جو آئی ہوئی میری دم بھر ٹلے

ہمیشہ رہا داغ داغ اپنا جسم
سدا مثل سرو چراغان جلے

فلک کو ملانا تھا گر خاک مین
تو پھر ناز و نعمت سے کیون ہم پلے

رہے بار ور شاخ نخل مراد
الٰہی ہمیشہ تو پھولے پھلے

زمانے پہ افسردگی چھا گئی
نہین اب وہ چرچے نہ وہ مشغلے

مسافر ہون دیوانگا نذر خضر
جو طے ہونگے رستے کے سب مرحلے

لہو شب سے آتا ہی اشکونکے ساتھ
کلیجے کے ناسور شاید چھلے

بسر ہو گئی اس تمنا مین عمر
کوئی دوست یکرنگ مجکو ملے

یہ کیا روگ اب ہو گیا رند کو
کئی سال ادھر تک تھے چنگے بھلے

تہمت حسرت پرواز نہ مجھ پر باندھے
وجہ کیا کھولکے صیاد نے پر پھر باندھے

باغبان گھات مین صیاد ہمیشہ موجود
آشیان باغ مین بلبل کہو کیونکر باندھے

جو چھری دیکھ کے قصاب کی تھراتے تھے
شان حق ہے وہی اب پھرتے ہین خنجر باندھے

کل کیا تھا جو مرے چاک گریبان نہین رفو
اس خطا پر گئے ہین آج رفوگر باندھے

ہو چکا تھا جو مرے تیز پری سے آگاہ
چُست کرکے مرے صیاد نے شہپر باندھے

شعرا کھائینگے کیا کیا نہ ابھی تو دھوکے
سرو باندھے کوئی اس قد کو صنوبر باندھے

معجزہ لب ترا گویا کرے لے رشک کلیم
جو زبان سحر سے یہ چشم فسون گر باندھے

مطمئن بیٹھ تو صیاد نکر قید شدید
ہو نہین پابند محبت ترا بے پر باندھے

باغ عالم مین اُسی کے لیے ہے نشو و نما
صورت غنچہ رہے گانٹھ مین جو زر باندھے

بوسہ مانگا جو شب وصل تو بولا ہنسکر
کہین ایسا نہو ہر روز کی تو کر باندھے

دلکی بیتابی سے ٹانکے مرے سب ٹوٹ گئے
پٹی جرّاح کہو زخم پہ کیونکر باندھے

لے تو جائیگا خط شوق مگر رشک یہ ہے
آشیان بام پر اُسکے نہ کبوتر باندھے

اُمتی کیا کرین الجوع نہ چلاتے اگر
بھوکھ مین جبکہ نبی پیٹ پہ پتھر باندھے

افترا کرنے مین طوفان ہے وہ شوخ ظریف
تو تیا تازہ کوئی اور نہ مجھپر باندھے

مجھ سا محرم ترے محرم کا نہوگا کوئی
بیشتر کھولدیے بند اور اکثر باندھے

دست صنعت سے بنے اسکے اگر مجھ سے بت
کیون ہو اپنی خدائی کی نہ آذر باندھے

شاعری کیلئے لازم ہے تلازم نہ چھٹے
لعل لب کو ترے تو دانتونکو گوہر باندھے

پاے رفتار اگر ہوتے تو چلتا پھرتا
رند مردا سا پڑا آستانہ پہ یون سر باندھے

حیران نکرینگے کہ پریشان نہ کرینگے
کیا کیا وہ رخ و گیسو پیچان نہ کرینگے

غنچہ دہن تنگ کرو چاہو جہان تک
ہم صورت گل چاک گریبان نکرینگے

کیون روتے ہین یون پھوٹکے فرقت مین الٰہی
اندھا تو مجھے دیدۂ گریان نہ کرینگے

ہر وقت کے رونیکا سبب کچھ نہین کھلتا
طوفان تو یہ دیدۂ گریان نہ کرین گے

مجنون کا ستانا ہمین منظور نہین ہے
او وحشت دل قصد بیابان نکرینگے

نکلے ہی گا اس مصحف عارض پہ خط سبز
زنگار سے کیا جدول قرآن نکرینگے

دیوانون سے کہدو کہ چلی باد بہاری
کیا ابکی برس چاک گریبان نکرینگے

غل باغ مین ہے چار طرف زاغ و زغن کا
اب چہچہے مرغان خوش الحان نکرینگے

گھبرائیگی تربت مین مری روح بھی اے رند
مرقد پہ اگر ختم وہ قرآن نہ کرین گے

دولت کی ہوس حسرت دنیا نہین رکھتے
ہم رند کسی شے کی تمنا نہین رکھتے

آزاد ترے سینے مین کینا نہین رکھتے
جس سینہ مین کینہ ہو وہ سینا نہین رکھتے

گو آنکھین بڑی ہوئین تو ہون دکھی ہوئی ہین
چتون تو تری آہوے صحرا نہین رکھتے

کیا وجہ تھی جو آپ کو صورت نہ دکھائی
موسےٰ وہ کبھی ہم سے تو پردا نہین رکھتے

آ نکلے ہین گلشن مین ترے چہچہے سنکر
کچھ گل سے غرض بلبل شیدا نہین رکھتے

کھل جائے گا احوال مرے دل کی جلن کا
کیون نبض پہ تم ہاتھ مسیحا نہین رکھتے

میخانے مین سوتے ہین پڑے خاک پہ بدمست
جز خشت سر خم کوئی تکیا نہین رکھتے!

ہو جاتے ہین دریاے محبت سے وہی پار
تنکے کا بھی جو لوگ سہارا نہین رکھتے

محشر مین بھی دیدار کے ہوئین گے نہ طالب
دیوانے ترے سر مین یہ سودا نہین رکھتے

سیلاب کا ان چشمون کی اللہ رے تلاطم
یہ توڑ یہ طوفان تو دریا نہین رکھتے

رنگت ہے نزاکت ہی لطافت سے مگر حیف
اک بوے وفا یہ گل رعنا نہین رکھتے!

درویش زمانے سے نہ کیون ہوئین سبکدوش
قارون کی طرح سر پہ دفینا نہین رکھتے

لقمان سے کیا عشق کا ہووے کا مداوا
اس درد کی دارو تو مسیحا نہین رکھتے

اک خلق خدا شیفتۂ حسن بتان ہے
کس گھر مین وہ دس عاشق شیدا نہین رکھتے

تابندگی عارض انور کے مقابل
خورشید و قمر ذرون کا رتبا نہین رکھتے

مرتے ہین تمھارے لب جان بخش پہ دونون
جینے کی ہوس خضر و مسیحا نہین رکھتے

ہو وصل پس از ہجر غلط بات ہے مشہور
اعمال محبت کے نتیجا نہین رکھتے

وارستہ ہین اسباب رعونت سے ہم آزاد
تسبیح نہین پاس مصلا نہین رکھتے

شاعر وہ بنے پھرتے ہین قدرت ہی خدا کی
جو بات بھی کرنے کا سلیقہ نہین رکھتے

گو نرگس و گل نام کو لیتے ہین تو ہون رند
گوش شنوا و دیدۂ بینا نہین رکھتے

دید گلزار جہان کیون نہ کرین سیر تو ہی
ایکدن جانتے ہین خاتمہ بالخیر تو ہی

رند و اعظ سے عبث کرتے ہو شر خیر تو ہی
دونون گھر ایک ہین کعبہ نہ سہی دیر تو ہی

خوشہ چین بنتا ہی کیون فرع ہر دہقان کا
وصف انسان نہین یہ صفت طیر تو ہے

نہ بسر ہوئیگی بے نشہ قدح خوارون کی
ہوا گرمی کی منادی ہی فلک سیر تو ہے

آشنا بحر محبت کے شناور ہین سب
تو بھی اس آگ کے دریا کو اگر پیر تو ہے

رند و واعظ کے بکھیڑونمین بھلا کون پڑے
سبکو معلوم ہے ان دونونمین اک بیر تو ہی

مرغ دل مردم بیمار پہ صدقہ کر ڈال
واسطے صحت جان کے عمل طیر تو ہی

جیسے اڑتی سی سُنی ہے خبر قتل سفیر
پوچھتا پھرتا ہون اک ایک سے کیون خیر تو ہی

ساقیا چند گھڑے مے کے قدح خوار نہین
صرف للہ اگر ہون عمل خیر تو ہے

درگذر ہوتا ہے اور ہوگا بقدر امکان
آخر کار یہ پاپوش و سر غیر تو ہے

کہہ لیے رند نے سب قافیے کوئی نہ چھٹا
انگریزی مگر ایک قافیۂ فیر تو ہے

مجھ بلا نوش کو تلچھٹ بھی ہی کافی ساقی
بھر دے چلو مین جو ہو شیشے مین باقی ساقی

بھر کے پلواتا نہین ایک پیالی ساقی
ساری مین مانگتا ہون دیتا ہی آدھی ساقی

تو نے کیا آتش حلکردہ پلا دی ساقی
بھون ڈالا ہی جگر آگ لگا دی ساقی

پھول مانگون تو پلاتا ہی برانڈی ساقی
کرتا ہی بزم گذشتہ کی تلافی ساقی

جام جم چاہیئے رندونکو نہ شاہی ساقی
سلطنت ہی ترے کوچے کی گدائی ساقی

جام اورونکو دیے مجکو پیالی ساقی
خود بہکنے لگا مانند شرابی ساقی

کیا کرون پی کے بھلا ایک پیالی ساقی
اس تنک ظرف کا بندہ نہین عادی ساقی

کب سے کہتا ہون بلانوش ہین ساقی ساقی
اور پلوائے جو ہو شیشہ مین باقی ساقی

مرض ہجر مین مے گرچہ مضر ہے لیکن
مین تو پی جاتا ہون اللہ ہے شافی ساقی

صبح سے شام تلک ہاتھ سے چھٹتا نہین جام
چاہیے اپنا تخلص کرے جامی ساقی

مصلحت ہوگی جو محروم رکھا مے سے مجھے
فعل حکمت سے نہین ہے ترا خالی ساقی

مست کیا جائین کدہر دیر ہے کعبہ ہے کہان
عمر ساری تری بھٹی مین گذاری ساقی

مسجد و دیر و کلیسا کی وہ رونق نہ رہی
تو نے بنیاد جو میخانے کی ڈالی ساقی

دیکھیے صحبت ناجنس نبھیگی کیونکر
پست ہمت تو طبیعت مری عالی ساقی

فصل گل آچکی کیا دور سے ڈھکاتا ہے
مے گلرنگ سے بھر بھر کے گلابی ساقی

واعظا وہی کرونگا مین جو فتوی دیگا
قبلہ و کعبہ و مرشد مرا ہادی ساقی

شیشہ و جام و سبو ہونگے ابھی چکناچور
مست بہکے تو بڑی ہوگی خرابی ساقی

کوئی آفت ترے میخانے پہ آسکتی ہے
سب دعاگو ہین یہ جتنے ہین شرابی ساقی

صرف للہ کبھی میخانے مین جاری کر دے
مقتضی ہو جو تری ہمت عالی ساقی

تنگ ہو کر تسے ہر بار کے ڈھکا نیسے
کوس بیٹھے نہ کوئی رند شرابی ساقی

جو پیے گا نہ شراب آج وہ مجرم ہوگا
کو بکو کل سے تو کر دے یہ منادی ساقی

در د بھی مجکو پلا دے گا تو بدمستی مین
سب سنا دونگا مین دیوان زلالی ساقی

برف پلوا کے کلیجا مرا ٹھنڈا کر دے
آب انگور نے تو آگ لگا دی ساقی

تیرا جی چاہے تو پلوائے کوئی جام شراب
ہاتھ پھیلانیکا بندہ نہین عادی ساقی

نفس گرم کی تاثیر نے مے ساغر سے
شعلہ نفط کے مانند اڑا دی ساقی

اور تو حسرتین سب رند کے دل سے نکلین
جام کوثر کی تمنا رہی باقی ساقی

جام بھر بھر کے مے ہوشربا دے ساقی
آج اتنی تجھے توفیق خدا دے ساقی

خم کا خم لا کے مرے منھ سے لگا دے ساقی
بعد مدت تو مجھے آج چھکا دے ساقی

منھ سے لگتے ہی مرے ہوش اڑا دے ساقی
ایسی بوتل کوئی چنکر مجھے لا دے ساقی

دخل کیا میرے بہکنے کا وہ ہون حسب ظرف
ایک دو من جو بڑا انڈی کا پلا دے ساقی

اسکی ہمت پہ نظر کر کے بہ قصد حسنہ
مین تو پی جاؤن گر مجکو پلا دے ساقی

دم نکلتا ہی مرا پینۂ مینا لے کر
چند قطرے تو مرے منھ مین چوادے ساقی

عالم آب مین سیر گل و لالہ دیکھون
بھر کے ساغر مجھے گلرنگ کا لادے ساقی

ایک مے و جام کی خاطر نہ چرا مجھسے آنکھ
عین مستی مین تو مجکو نہ دغا دے ساقی

آنچ کل آنے نہ دے ساقی کوثر تجھ پہ
آج اگر میری لگی کو تو بجھادے ساقی

کیا ہی ہم رندونکو بلوا تا ہی چن چنکے شراب
ساقی نہر لبن اُسکا صلادے ساقی

بے گزک اتنو کلیجا ہی جلا جاتا ہے
بطے جلد مجھے بھونکے لادے ساقی

وہ قدح کش نہین فرقت مین پیون خالی شراب
زہر تھوڑا سا مجھے گھونکے لادے ساقی

سیر دو سیر کا کیا ذکر منون لنڈھتی ہی
صرف مے کا جو یہی ہی تو خدا دے ساقی

کہین ارواح نہ میخوارونکے محروم رہین
پہلے اک جام زمین پر تو لنڈھادے ساقی

رحمت اسکی ہوئی میخوارونپہ بدلی چھائی
تو بھی میخانے کو لٹّو لٹا دے ساقی

درد دل دور کرے ساغر مے کی تاثیر
تیرے ہی ہاتھ مین اللہ شفا دے ساقی

تیری امید پہ رند آیا ہی افتان خیزان
ہووے تلچھٹ ہی جو شیشے مین پلادے ساقی

یاد میخوارونکو گر بادہ پرستی ہوگی
بعد مرنیکے بھی اک جوشش مستی ہوگی

خاکساران محبت کے جہان مدفن ہین
ابر رحمت کے عوض خاک برستی ہوگی

قافلے یارونکے ہر روز چلے جاتے ہین
بستی اُن لوگونکی آخر کہین بستی ہوگی

حق نے وہ حسن دیا ہے تجھے او غیرت حور
بند محرم کے پری آنکے کستی ہوگی

ایک اک بال شرف نافے پہ رکھتا ہوگا
چوٹی جب رنگ کے عطر مین بستی ہوگی

زلف کا مارا ہوا سانس نہ لیتا ہوگا
او پری اڑکے یہ ناگن جسے ڈستی ہوگی

دفن جسجا ہوے عاشق دل صد چاک لیے
پھوٹ کی طرح زمین انکی پکستی ہوگی

ولولے عشق و محبت کے جوانی تک ہین
پھر جنون ہوگا مری جان نہ مستی ہوگی

حکم زاہد نہ رہا دور ہی اب ساقی کا
حق پرستی کے عوض بادہ پرستی ہوگی

عور آتا ہی اُدھر سے جو ادھر آتا ہے
ناکون کی شہر عدم بھی کوئی بستی ہوگی

یاد رکھ دیکھ کے دُنیا کے نشیب و فراز
اب بلندی ہی جہان پھر وہین پستی ہوگی

شمع و گل گور پہ عاشق کی کبھی لیکے چلو
روح مرحوم کی جنت مین ترستی ہوگی

نہ کبھی ہوش میں آیا وہ ہوں بے ہوش ازل
غفلت اس بیخبری پر مری ہنستی ہوگی

آتش ہجر سے جل بھن کے موا جو عاشق
لاش اسکی تہ مدفن بھی بھلستی ہوگی

کون کہتا ہے کہ بہہ جائیگی ارزانی حسن
کبھی بازار میں یہ جنس نہ سستی ہوگی

کیوں نہ بازیچۂ دنیا کو کہیں نقش فنا
ایکدن جانتے ہیں نیست یہ ہستی ہوگی

بعد مردن جو کوئی غور سے دیکھیگا کبھی
بیکسی اپنے ہی مرقد پہ برستی ہوگی

بادہ خوار و نہیں جو ذکر اپنا بھی آیا ہوگا
شیشے کیطرح سے حلق میں بھلستی ہوگی

آزما لیجئے جب چاہیئے وہ عاشق ہوں
اُف نہیں کرنیکا گر آگ برستی ہوگی

دل جگر دونوں ہی مشتاق ہیں اُس خنجر کے
سینے پر کھاؤنگا جو ضرب دو دستی ہوگی

جلوہ حق ہے عیاں حسن سے ہم سے واعظ
حق پرستی تو نہیں حسن پرستی ہوگی

یا علیؑ کہکے لحد میں جو پکاروں گا اے رند
ٹھہر جائیگی اگر گور بھی دھنستی ہوگی

ٹیسیں گئیں نہ دل کی دوا بارہا لگی
کوسا تھا کسنے کسکی اسے بددعا لگی

دل کیوں نہ تجھے وہ زلف سیہ خوشنما لگی
پیچھے پڑا کے جانکے پیچھے بلا لگی

خاطر سے تیری کہہ گئے سب آشنا لگی
او بت ہمیں ایک نہ بولا خدا لگی

فرقت کی رات آنکھ نہ دم بھر ذرا لگی
کیسی بُری گھڑی تھی جو آنکھ اے خدا لگی

پڑ جائیگا کہیں کسی عاشق کا کوسنا
مرجاؤ گے جوان اگر بددعا لگی

میرے سوا کہ ایک ہی عالم میں کی بسر
ہر اک شجر کو باغ جہان کی ہوا لگی

ماشاء اللہ آج تو اسپند سے کیجئے
پوشاک صندلی تمھیں کیا خوشنما لگی

سرگوشیاں چمن میں کرے خاک عندلیب
پھرتی ہے ساتھ ساتھ گلوں کے صبا لگی

آخر ترے مریض محبت نے جان دی
تاثیر کی دعا نے نہ کوئی دوا لگی

حق بولنا محال ہے جھوٹوں کے دور میں
سولی چڑھا دینگے جو کہونگا خدا لگی

اللہ حسن و عشق میں کیا اختلاف ہے
یہاں دلمیں چھپانے پڑے جب سے ان حنا لگی

کہنے دے شاعروں کو جو سنبل بناتے ہیں
میری نظر میں زلف تری اژدہا لگی

کیونکر بجھائے دیدۂ گریان اس آگ کو
دل جل چکا تھا کہ جگر کو بھی جا لگی

سوچیں ذرا سہاگ لے اگر چھو لیا کبھی
مجھ سے کبھی پل کی لینے وہ زلف رسا لگی

ہر چند ہے وصال مگر چاہتا ہے شوق
تصویر یار گھر مین رہے جا بجا لگی

لازم ہی اب تو تجھکو عیادت دم اخیر
ہچکی ترے مریض کو اور بیوفا لگی

افراط حسن مین نظر آتی ہے کچھ کمی
تجھکو نظر کسی کی مرے دلربا لگی

مانین برا تو انکا مجھے خوف کچھ نہین
ایسا ندر ہون مین کہون گا خدا لگی

بے لطف ہو گئی نمکینی کباب کی
تجھ بن شراب ناب مجھے بدمزا لگی

پایا نہ جبکہ اس گل رعنا کو باغ مین
گلشن مین سر پہ خاک اڑانے صبا لگی

جو دل مین ہے زبان سے کہتے ہین صاف صاف
ہم رند لوگ رکھتے نہین ہین ذرا لگی

آسکتے ہین لحد مین فرشتے عذاب کے
دیکھین گے جب کفن مین ہے خاک شفا لگی

حاضر ہے یہ غلام جو بلواؤ یا امام !
ہے رند کی بھی لو طرف کربلا لگی

جو دل پسند ہو آگ اس سخن کو لگے
کلام وہ ہے کہ خوش ساری انجمن کو لگے

جلا ہون اپنے پرائے سے بسکہ از غربت
نہ دیکھون پھر کے اگر آگ کبھی وطن کو لگے

فسردگی نے یہ خاموش کر دیا مجھکو
کہے تو گویا کہ تالا مرے دہن کو لگے

جنون مین پیرہن اپنا اڑا چکا پرزے
جو ایک تار بھی باقی ہو تو کفن کو لگے

رواج سرقہ ہی ہے تو کیا عجب اس کا
جو چور شمع کا بھی تاسنے لگن کو لگے

ملاتا شہریون سے آنکھ ہے یہ صحرائی
مین کیسا شاد ہون گولی اگر ہرن کو لگے

کیا تھا گلبدنون سے مقابلہ شاید
طمانچے خوب ہین نسرین و یاسمن کو لگے

ہر ایک فصل مین پھولے پھلے رہے سرسبز
نظر کسی کی الٰہی نہ اس چمن کو لگے

غم فراق نے کھایا ہے مجھکو گھن کی طرح
غذا بتاؤ تو کیونکر مرے بدن کو لگے

طلائی نقرئی ہتیار ہوتے ہین صیقل
وہ اور اب تو جلا دینے بانکپن کو لگے

لگائین کھوٹ نہ رفتار مین کہین نظرے
بڑا غضب ہی جو بٹا ترے چلن کو لگے

عمل ہو البِ لعلین یار کا وان بھی
خراج چاہیے اب حاصل یمن کو لگے

یہی دعا ہی ہماری الٰہی سانپ ڈسے
جو دست غیر تری زلف پر شکن کو لگے

نمود سبزۂ خط سے یہی ہے اندیشہ
مبادا داغ تمھارے بر ذقن کو لگے

وہ زلف رخ پہ ہے دیر تک تو ہوا اندھیر
جہان سیاہ ہو عرصہ اگر گہن کو لگے

مٹے گی ڈھل کرونسے نہ خواہش دنیا
کرا جوان کوئی ایسی قحبہ زن کو لگے

مین وصف لعل لب یار اور بڑھکے کرون
برا نہ گر کسی باشندہ یمن کو لگے

لیے کنار مین خسرو کو شاد ہے شیرین
جگر ہووے جو تیشہ کبھی کوہکن کو لگے

کیا تھا گیسوئے مشکین یار سے دعوی
سزا ہے کرم اگر نافہ ختن کو لگے

خط اسکے چہرۂ انور کا یاد آتا ہے
جو دیکھتا ہون کبھی چاند مین گہن کو لگے

برنگ غنچۂ سوسن کبود ہوتا ہے
جو چوٹ پھول کی بھی میرے گلبدن کو لگے

عجب نہین ہے جو شیرین نے بد دعا کی ہو
بلائے خسرو پرویز کوہکن کو لگے

زمین مجکو امانت کی طرح رکھے گی
قسم خدا کی جو دھبا مرے کفن کو لگے

غریق رحمت حق ہون بہائیو لاشہ
جو مر گئے پہ مرے دیر گورکن کو لگے

لحد مین نالے وہ مانند صور حشر کیے
کہ مردے کانپ گئے پھاڑنے کفن کو لگے

سنو نہ ایک کی بکنے دو سبکو تم اے رند
سخن وہی ہے جو خوش ساری انجمن کو لگے

تنگ ہون اے فلک زمانے سے
تجھکو حاصل مرے ستانے سے

بس لگا چک اجل ٹھکانے سے
فائدہ در بدر پھرانے سے

پھونک دے برق اجاڑ دے گلچین
اب غرض کیا ہے آشیانے سے

رنج غربت مین کچھ جو ہے تو یہ ہے
جو چھٹے اُس کے آستانے سے

ہم کہان اور کہان قفس صیاد
ہوے مجبور آب و دانے سے

حیلہ جوئی تو کر رہی ہے اجل
دیکھون آتی ہے کس بہانے سے

او فلک دل تھا گوشوارۂ عرش
کیا ملا خاک مین ملانے سے

ہو گیا ہے نفاق عالمگیر
اتفاق اُٹھ گیا زمانے سے

زندگی نے مجھے ہلاک کیا
مر گیا موت کے نہ آنے سے

دل تنکا تھا نگہ سے ٹوٹا جگر
تیر ترچھا پڑا نشانے سے

وہ دلائے تو ہو لئیم کریم!
زر ملے حرص کے خزانے سے

رہا کیا خاک اڑ گیا جب دم
وا کرا کوچ آشیانے سے

آتے ہو رنج کر کے جاتے ہو
تم نہ آیا کرو اس آنے سے

ہین بہائم بصورت انسان
آدمی اُٹھ گئے زمانے سے

شب فرقت نے دم یہ بند کیا
رہ گئی سانس آنے جانے سے

ہو گئی آخر دبال موی کمر
زلف پیچی ہوئی جو شانے سے

یا تو قالب مین آتے ڈرتی تھی
اب ہچکتی ہے روح جانے سے

آہ آتش فشان جو کرتا ہون
آگ بھڑتی ہے آشیانے سے

جس قدر ہو ضرور ملتا ہے
رندؔ کو غیب کے خزانے سے

تم عیادت کیلئے رند کے آتے ہی رہے
تو مسیحا مرے وہ جانسے جاتے ہی رہے

تمکو فرصت نہوئی موت نے یان عجلت کی
تم رہے کام مین ہم کام سے جاتے ہی رہے

یان کفن قطع ہوا گور بھی تیار ہوئی
گھر مین بیٹھے ہوے زیور وہ بڑھاتے ہی رہے

یان لحد مین ہم فرشتون سے سوال و جواب
جھوٹ سچ باتین وہ گھر بیٹھے بناتے ہی رہے

مرگئے خاک ہوے واسطے سب سے چھوٹے
اپنے رشتے وہ عزیزون سے نباتے ہی رہے

تھی نہ خود رفتگی یا رب کہ یہ موت آئی تھی
وہ چلے بھی گئے ہم آپ مین آتے ہی رہے

ولہ

ساقی پہونچ تو ہاتھ پہ ساغر دھرے ہوے
برسین گھٹا اُٹھے ہین بادل بھرے ہوئے

مرغان باغ بیٹھے ہین تجھ بن مرے ہوے
نرگس کھڑی ہے آنکھ مین آنسو بھرے ہوئے

کچھ غم نہین جو فیض سے خالی ہوا جہان
ہین اس کریم کے تو خزانے بھرے ہوئے

سرجنگ روزگار سے غافل ہین وہ ہنوز
پھرتے کلاہ کج ہین جو سر پر دھرے ہوئے

برسون سے داغہاے جگر کا یہ حال ہے
مرجھا چلا جو ایک تو پھر دو ہرے ہوئے

منھ چھوتے ہی جو خالی کیا دلکو مہربان
کس دن کے آپ بیٹھے تھے مجھسے بھرے ہوئے

قاتل کا بھی زمانے مین اب کال پڑ گیا
پھرتا ہون کب سے ہاتھ پہ سر کو دھرے ہوئے

گو لاکھ بار پڑھکے کرین شاہنامہ ختم
نامرد جو ازل کے ہین کب سنگھرے ہوئے

صید افگنی کا قصد ہے کس شہسوار کا
سہمے ہوے غزال کھڑے ہین ڈرے ہوئے

سنبل کے پاس بھی نہ کھڑی ہون سمجھ کے زلف
رسی سے بھاگین سانپ کے جو ہین ڈسے ہوئے

گو کر دیا ہے آج فلک نے ضعیف و زار
مین وہ ہون جس سے بہمن و رستم پرے ہوئے

مردانگی کا پیشہ ہے تکیہ فقیر کا
رند ہمنے اُلجھے قبلہ و کعبہ حضور کیون

صحبت مین میری ٹھرے جیسے بھی منگرے ہوئے
آ گئے جناب شیخ تھے اب مسخرے ہوئے

کیا جانے دل پہ رند کے صدمہ تھا آج کیا
لپٹے ہوئے تھے ہاتھ جگر پہ دھرے ہوئے

ستیر حق واقف خفی و جلی
محرم و راز دار لم یزلی

بات جو دل مین آئی منھ سے کہی
رند رکھتا نہین کسی سے لگی

بعد احمدؐ سمجھ علیؑ کو وصی
ورد کر صبح و شام ناد علی

عشق بازی مین یہ ہوا حاصل
دل کے جھگڑے مین مفت جان چلی

لوگ بد وضع ہین زمانے کے
آبرو رکھیو اے نبیؐ کے وصی

مجھ سا بیکس نہین زمانے مین
شمع تک گور پر نہ جس کی جلی

زندگانی ہے میری مثل حباب
مغتنم ہے گھڑی جو کوئی ٹلی

وعدۂ وصل تھا جو بعد زوال
روز فرقت کی دوپہر نہ ڈھلی

ذوالفقار علیؑ ہے میری زبان
رکنے والی نہین یہ اب تو چلی

دل پژمردہ کا یہ حال ہے اب
جیسے مرجھا گئی ہو کوئی کلی

یا علیؑ کہہ کے مار دشمن کو
زور بازو سمجھ تو نام علیؑ

ہے زبان منھ مین نام کو گویا
بات نکلی کبھی بُری نہ بھلی

رند بے دست و پا ہے مشکل مین
اب مدد کیجے یا علیؑ ولی

متفرقات

گلگشت کو جو آئے وہ رشک بہار باغ
بیدل چلین جلو مین گل سے سوار باغ

جلد یوسفؑ سے آکے ہو وصال یعقوبؑ
غیر ہے فرقت فرزند مین حال یعقوبؑ

توقف کا نہین ہے راہ کی کچھ خستگی باعث
تامل کا ہوئی ہے اس سرا مین زندگی باعث

نہان نظر سے ہو حور یا پری کی طرح
دکھاؤ حسن کے جلوونکو آدمی کی طرح

اک آن مین وہ زلف دوتا لے گئی دلکو
کیا حال کہون دلکا بلا لے گئی دل کو

چٹکی مین ملا دست حنائی نے کلیجا / ٹھکراتی ہوئی فندق پا لگیئی دل کو
عقدہ وہ کھولا کہ وقت بہین تھی تدبیر کو / چاہیے مہندی لگانا ناخن تقدیر کو
دیکھنا کس کشمکش مین پڑگئی ہی میری جان / تیر سے کھنچتا ہی دل دل کھینچتا ہے تیر کو

بوے گل سے بھی سوا ہی خلش خار پسند / طبع ہی روز ازل سے میری دشوار پسند
شیخ بھی مثل برہمن کے سری ٹیک کرے / بت وہ ہی جسکو کرین کافر و دیندار پسند
یونتو بازار جہان مین ہین ہزارون سودے / جنس وہ ہی کہ جسے کرلے خریدار پسند
دم آخر ہی تو پرہیز نہ کر شوق سے کھا / جو غذا آئے تجھے او دل بیمار پسند
دیکھا انداز پری حور کا بھی حال سنا / تیرے آگے نہوا ایک طرحدار پسند

کرے تجویز جنون یا کرے سودا تشخیص / دیکھیے کرتا ہے کیا میرا مسیحا تشخیص

جانکا دشمن ہر اک صورت سے گیسو ہو گیا / سانپ کھلنے سے ہوا جوڑے سے بچھو ہو گیا

لطف دو دو آہ دیکھا جنگلونکی ریت مین / سنبلستان کا تھا عالم چاندنیکی کیفیت مین

سمجھے تھے ابرو سے ہم جلاد ہو / زلف سے ثابت ہوا صیاد ہو
ظلمت گیسو مین دولت حسن کی / خوب لوٹو داد یا بیداد ہو
ضبط اچھا آہ بے تاثیر سے / آدمی یا بلبل ناشاد ہو

عشق مژگان نسے بھی دلکا نہ پیچھا چھوٹا / ایسا دیکھا ہی کسی کا بھی نصیبا پھوٹا

ظلمت ہی آب خضر کی لب پر دھڑی نہین / تیرے دہن کے ہونٹین دھوکا دھڑی نہین

اسقدر رشک پری مائل مخموری ہے / بیل بھی ہی جو ڈپٹے مین تو انگوری ہے

رند اگلے سے وہ دلدار کے حالات نہین
دل کو سمجھاؤ کہ اب لطف ملاقات نہین

سب حسینون کی نظر ہے عاشق دلگیر پر / لوٹ ہی ہر صید افگن آپکے نخچیر پر
قد ہمارا ضعف سے ایسا خمیدہ ہو گیا / آنکھ کے حلقے پڑے ہین پانونکی زنجیر پر

مری جان تم پرا و لہنا نہین ہے / مجھی کو محبت سے لہنا نہین ہے
عبث تنگ ہوتے ہین احباب ہم سے / مسافر ہین یان ہمکو رہنا نہین ہے
کرون کب تلک ہجر مین نالے ہر دم / مری نالے حلقوم سہنا نہین ہے

مدعا پوچھو نہ تم راز دنیا و عشق کا ! / حال کچھ کھلتا نہین یہ ماجرا کچھ اور ہی

کب مزے ایسے فقر کے ہوتے ہین واقف بادشاہ
خط مسند او رلطف بوریا کچھ اور ہے
بوالہوس کی طبع سے آنا موافق ہی محال
سرزمین عشق کی آب وہوا کچھ اور ہے

ہمیشہ بھوک مین چاٹا کیا مین لاے شراب
کبھی نہ پیاس مین پانی پیا سوائے شراب
وہ بادہ نوش ہون پابند درد و صاف نہین
ہو شراب تو کافی ہی مجکو لاے شراب
وہ بادہ خوار ہون رہنی کیطرح سے ٹپکے
جو میری خاک سے پیر مغان چوائے شراب

نالہ نہ کیا کہ مرنہ دیکھا
کیا کیا کچھ ہم نے کرنہ دیکھا

رنجش ذرا سی ہو نہ کہین مہربان دراز
ہین کم سخن نہین ہین جو تم ہو زبان دراز
گلچین تو کیا ہی پہونچے نہ صیاد کا بھی ہاتھ
وہ شاخ تاکتا ہون پے آشیان دراز
خلق خدا کو ہوتی ہین اس سے اذیتین
ظالم کی رسی کر تو نہ اوآسمان دراز
لازم ہے رند خضر سلامت پہونچکے دو
منزل ہی کل کی سنتے ہین ای کاروان دراز
بلبل ہمارے سامنے خوش لہجگی نہ کر
بس بس تو یاوہ گوئی نہ کر اوزبان دراز

جو کہ کیفیتین شراب مین ہین!
قند مین ہین نہ وہ گلاب مین ہین
وصف شیطان مین جو ہین واعظ
سب وہی خصلتین جناب مین ہین

چین اب زیست مین ممکن نہین اصلا آئے
موت آئے گی تو سمجھونگا مسیحا آئے

لب خشک ہین ہمارے منھ زرد ہوگیا ہی
اب دل نہین سراپا اک درد ہوگیا ہی

سر پہ مستون کیطرح جھومکے بادل آئے
مفتی وقت کا فتوی ہی کہ بوتل آئے
طے تو کی گھر کی مسافت تمہے نامے لائے
پر کبوتر مرے سب بازوون سے شل آئے

ابر اٹھتے جو دھوان دھار چلے آتے ہین
بھٹیان تاکتے میخوار چلے آتے ہین

گھبرا کے شب ہجر مین گر آہ نکل جائے
غالب ہے کہ دم آہ کے ہمراہ نکل جائے
اتنا نہ ستا چرخ کہ منھ سے کہین میرے
نالہ کوئی العظمۃ للہ نکل جائے
آئینہ دکھادے جو ہنوے خط نو خیز
سارا یہ گھمنڈا و بت گمراہ نکل جائے
کیون منتظر اس ماہ کا بیٹھا ہون سر راہ
شاید وہ قمر کاٹ کے یہ راہ نکلجائے
تب جانو کہ تاثیر ہوئی شعر مین پیدا
دشمن بھی کرے واہ تو بس آہ نکلجائے

اگر اس رشک رنگین کا بیان ہم کمترین کرتا
تو دم مین صفحۂ کاغذ نگارستان چین کرتا
عدم آباد جہان مین آکے تھوڑی زندگانی پر
تمنا خرمنی کی کیا دل اندوہ گین کرتا

فرمائیے کچھ غلط کہ کہے دلربا درست / ہیں ہاتھ باندھے باندھ کہونگا بجا درست
کیا اعتبار کیجیے حاسد کے قول کا / نفرین بجا ہی اُسکی نہ ہی مرحبا درست
لے لے قسم تو تخت سلیمان کی او پری / تکیے ہیں گر فقیر کے ہو بوریا درست

چودھویں رات جو تو مہ کے مقابل ہو جائے / چاندنی میلی ہو وصل اُسکے قابل ہو جائے
واہ ری شوخی تقدیر یہ ہے شامت بخت / دوست ہیں جسکو بنائیں وہی قاتل ہو جائے
او فلک تیرے شکنت بھی نہ سرکون جاسے / کاش کے قطب کا رتبہ مجھے حاصل ہو جائے

ولہ

ہاں یہی بوٹے کو ہم اے گلشن آزاد دیکھیے / مثل بلبل گل کو بھی ہیں جسکا شیدا دیکھیے
پھر نجاتے طور کی جانب کو مشتاق جمال / اک نظر موسی اگر اُس بت کا جلوا دیکھیے
ایک سے ہو ایک اعلیٰ پھول اس گلزار کا / مثل نرگس چشم نابینا سے پر کیا دیکھیے
گھر میں بیٹھے سیر کرتے ہیں سواد شام کی / روز و شب جو ہیں تری آنکھوں کا سرا دیکھیے

حصول دلکا کبھی مدعا نہیں ہوتا / حضور قلب جو وقت دعا نہیں ہوتا
اثر دکھائینگے کیا سوختہ دلونکے اشک / بجھا ہوا کبھی دانا ہرا نہیں ہوتا
نکر ریاضت بیہودہ غیر جنس کے ساتھ / جو غیر ہے وہ کبھی آشنا نہیں ہوتا

دلکو یوں روندے خرام اسکا فر گمراہ کا / جس روش سے ٹھوکریں کھاتا ہے روڑا راہ کا
کیجیے سے یکساں کیا رتبہ دل آگاہ کا / شکر ہے معبود کا احسان ہے اللہ کا

مثال نیشکران کو ٹھوکروں میں پل جائیں / کہیں شتاب زمیں آسماں نہ مل جائیں
سنا کریں جو بلک کر کراہنا میرا / دل اہل درد کے سینوں میں کیوں نہ ہل جائیں
جنوں میں زار ہوں پر زور ہے ابھی اتنا / جو ماروں دوڑ کے ٹکر پہاڑ ہل جائیں
مقام خوف ہے زلفوں سے الحذر مانگو / یہ سانپ وہ نہیں جو کھیلنے سے کھل جائیں

بیساختہ ڈھونڈھیں گی تری انجمن آنکھیں / جب گور میں کھولونگا میں زیر کفن آنکھیں
کس حسرت دیدار میں دم نکلا ہے یارب / پتھرائی ہوئی ہیں تری زیر کفن آنکھیں
بیکار بنائے نہیں صناع ازل نے / گوش و سر و بینی لب کام و دہن آنکھیں
یاد وہ نقطہ مہر عزیزاں پہ تھی کل تک / اب آج ملاتے نہیں اہل وطن آنکھیں
سر پر تجھے بٹھلائینگے اے نکہت گلزار / رستے میں بچھائینگے ترے دردمند آنکھیں

زندہ کرین مردے کو عنایات تمھاری
کیا بات ہی کیا بات ہی کیا بات تمھاری

سُن لو دو فقرے بات جاتی ہے
بات کہنے مین رات جاتی ہے

مرغ دل قابل لطف نگہ ناز نہ ہو
طائر مردہ کبھی طعمۂ شہباز نہ ہو

نالے کرتے ہین مرغ باغ اپنا پریشان دیکھکر
اب تلک سمع خراشی دل نالان بس کر

اے جنون ترک کر اب مشغلۂ جامہ دری
سالہا تونے پھرایا مجھے عریان بس کر

شب فرقت مین کسی نے بھی نکی دلجوئی
شمع بھی آگے مرے اپنا ہی رونا روئی

طعنہ زن ہو نہ لباس فقرا پر منعم!
پشم دونون ہین تری شال ہماری لوئی

توڑ ڈالئے بند علائق کوہ و صحرا دیکھیے
گلشن ایجاد کا چندے تماشا دیکھیے

کب تلک ہوگا برابر مرا وعدا دیکھیے
موت کبتک کرتی ہی امروز فردا دیکھیے

تکٹکی باندھے ہوے کو سمجھین عاشق جی ہین
کب اٹھاتی ہی صبا غنچے کا پردہ دیکھیے

مجکو کیا معلوم ہی واللہ اعلم بالصواب
حال دنیا یہ ہوا اب حال عقبا دیکھیے

موت ہو پہنچادے جو خیریت سے جنت تک ہمین
پھر نہ مرکر تیری صورت کو کبھی دنیا دیکھیے

کل تو مرکر شب فرقت کٹی تھی شکر ہے
آج کیونکر صبح ہوگی بار الٰہا دیکھیے

کبھی زمین کبھی دامان و آستین کے ہوے
بہ رنگ اشک جہان گر پڑے وہین کے ہوے

نہ ٹھہرے قابل جنت نہ لائق دوزخ
نہ ہم یہین کے ہوے اور نہ ہم وہین کے ہوے

ملک کہین وقنا ربنا عذاب النار
بلند نالے اگر آہ آتشین کے ہوے

تمام عمر گذاری فراغ بالی مین
نہ خود حسین تجھے نہ عاشق کسی حسین کے ہوے

نہوگا دوسرا مجھسا کوئی ہیٹا مقدر کا
نہ شفقت باپ کی دیکھی نہ چین آغوش مادر کا

مایوس ہین اب عاشق شیدا کی طرف سے
جب صاف جواب آیا مسیحا کی طرف سے

او قیس حزین لیلیٰ ہی کیا منہ کو لپیٹے
وہ دیکھ غبار اُٹھا ہی صحرا کی طرف سے

غالب جو ہوئی کفر پہ اب الفت اسلام
رخ پھر گیا کعبے کا کلیسا کی طرف سے

وا ناخن تدبیر کرے عقدۂ لاحل
جسوقت مدد ہو مرے مولا کی طرف سے

صاف تیرا تھا گئی عالم کو صفائی برسات
یہ نہ ثابت ہوا آئی کہ نہ آئی برسات

تیرے پانی کیلئے ساری خدائی برسات
تونے کیا ابکی برس خاک اڑائی برسات

اٹھائے کسب چمن ہستی عندلیب کے پھول
روز دو چار کا جہلم ہوا دو چار کے پھول

رند کے فاتحے مین تو ہو شریک اے قاتل — آج ٹھہرائے ہین اس کشتۂ دیدار کے پھول
کیا فقط رندونکو شوق مے گلرنگ ہی آج — دستِ صوفی مین بھی ساقی قدح سنگ ہی آج
اُلٹے پھرے فرشتے جواب و سوال کے — گھبرا جو مین نے گور مین آنکھین نکال کے
کاٹا ہی داب کے اب کے دانتو مین اس قدر — ٹکڑے اُڑا دیے ہین زبان سوال کے
موذی بھی راہ عشق کے مجکو عزیز ہین — دیکھین پھپھولے پانون کے کانٹے نکال کے
پہونچا دُن بھر کے آبلۂ پا کے چھاگلین — بیٹھے ہین خار خشک نے بالین نکال کے
تیرا کلام کتنا مشابہ ہے میر سے — عاشق ہین ہم تو رند اسی بول چال کے
ہر برگ خشک سرخ ہی گل کے غدار سے — آئی خزان چمن مین مرے کس بہار سے
ہی حوصلہ تو آکے نوا سنجیان کرے — بلبل تو کیا مین بند نہین ہون ہزار سے
بیہوش ارسطو ہی بدمست فلاطون ہی — اک گردش ساغر مین احوال دگرگون ہے
سب غیر نکلے ٹھہرے فقط آشنا ہمین — ہنسون نے گرچہ چھوڑے دو ذونکی ہما ہمین
اب غیر رنگ لائے ہین کچھ ورنہ پیش ازین — لاتے تھے عیش باغ سے جا کر حنا ہمین
عیب ہین بہتر ہنر سے بلکہ سارے وصف ہین — جانتے ہو ہم صفت کسکی تمھارے وصف ہین
دفع کردیتی ہی سو طرح کے آزار شراب — جو شفا چاہے تو پی لے دل بیمار شراب
محتسب نے کیا گو کوچہ بکوچہ قدغن — رند پیتے رہے لیکن سر بازار شراب
بخشوا لینے کو ہین ساقی کوثر موجود — ترک ہونیکی نہین ہمسے تو زنہار شراب
لٹ گئے آنکے رندون مین جناب واعظ — بیچ کر پی گئے ہم جبہ و دستار شراب
جو نزاکت ہمین ہی کب ہی کسی انسان مین — کنجری نے گلبدن کی چٹکیان لین لے ہمین
مرچکا ہون کیون کلپتے ہو عبث میرے لیے — آئیے اب تو اگر حضرت نہ آئین شان مین
آہ کے برمون نے سارے گھر کو چھلنی کر دیا — اور بھی چھن چھن کے پڑتی ہے مرے دالان مین
تھا قریب مرگ تیری جانسے دور اے مسیح — تو جو آیا اس دا سے جان آئی جان مین
ہم فقیرونکو ہی یکسان صدر و صف نعال — شہ نشین تک ہم نہین کہتے کہین دالان مین
جلوہ گر چار و طرف موسیٰ اسی کا نور ہے — ہیکل ایک ایک اس ادی کا کوہ طور ہے
کسی کا کوئی مرجائے ہمارے گھر مین ماتم ہے — بغرض یادہ پینے تیس دن ہمکو محرم ہے
منتظر تیرا اے نگار رہون مین — ہمہ تن چشم انتظار رہون مین ؛

داغ سودا کھلے ہین جسم پہ سب　　باغ ہون اے جنون بہار ہون مین
کوئی دیوانہ اب نہین باقی　　ایک مجنون کا یادگار ہون مین

بر حال خراب ما نظر لطف و عطا نیست　　کافر بخدا در دل تو خوف خدا نیست
در عشق تو گر تیر بدوزد و سنا ہیم　　ما ہیچ وفا پیشہ دغا شیوۂ ما نیست
راحت شمرم رنج و غم عشق حسینان　　آرام نصیب دل غمدیدۂ ما نیست
ناچار کشد دست مسیحا ز علاجم　　آخر چہ کند کس مرضی راکہ دوا نیست
دشمن بہ ازان دوست کہ در سعی نکوشد　　بیکار بود ناخن اگر عقدہ کشا نیست

مغتنم ہی جانیو اے دل سے جو حال ہے　　سال آیندہ نہو گا یہ بھی جو امسال ہے

پی لاکھ بار ساقی کی لاکھ بار توبہ　　بس کر چکا ہین توبہ توبہ ہزار توبہ

حسرت لے تازہ اسیران قفس آتی ہے　　دھوم سے فصل بہار ابکی برس آتی ہے

کھدوا لے گور حسرت قاتل قریب ہے　　مرجائے پھڑ پھڑا کے یہ بسمل قریب ہے
دور اسکو جاننا یہ فراست سے ہے بعید　　وہ شاہرگ سے بھی ترے غافل قریب ہے

روزے فقیر از اتفاقات مطلعی در بحر تازہ تالیف نمودہ بنا بر صحت بخدمت ناسخ مرحوم فرستاد در جواب نوشت از قرائن معلوم میشود کہ بحر نو از قوت فکر و طبع رسا پیدا گشتہ ارکان کامل دو افراد بکار بردہ اضمار و عصب را آوردہ اند و گرنہ از دوائر خارج است مستفعلن از متفاعلن با ضمار و مفاعیلن از مفاعلتن با عصب گرفتہ مستفعلن و مفاعیلن کردہ اند سبحان اللہ مطلع انیست —

مدت ہوئی نہین دیکھا دلدار کو قیامت ہے　　تدبیر کچھ نہین بنتی کیا موت ندامت ہے
مستفعلن مفاعیلن مستفعلن مفاعیلن　　مستفعلن مفاعیلن مستفعلن مفاعیلن

موافقت ہین خدا ہم کی گر نفاق نہ ہوتا　　فراق روح کا قالب سے اتفاق نہوتا

دردا دل کی گور سے پھرانے سے فائدہ　　تجھکو فلک ہمارے ستانے سے فائدہ
ہنزگر یہ خندہ ہماری تقدیر مین نہین　　طفلی سے رو رہے ہین ہنسانے سے فائدہ
جیتے جی غنچہ بات نہ کی ہنسکے ایکدن　　اب مر گئے پہ اشک بہانے سے فائدہ
تھا جسکو غم ہمارا تھم گئی دم مین ہے تمام　　تکلیف کس لیے کی اب آنے سے فائدہ

تھی اہل زبان سے ہو گیا اب رند بھی آخر　　روانہ ہو گئے شیراز کو کل رند بھی آخر

عالم نزع میں دن رات بسر کرتے ہیں
زندگی نام کو ہی موت کے دن بھرتے ہیں

مائل اگر وہ سوے جفا ہیں تو خوش رہیں
خوش ہیں تو خوش ہیں جو خفا ہیں تو خوش ہیں

خدا کرے جو ہدایت تو ایک کام کریں
حرم سے دیر چلیں بت سے رام رام کریں

کمال شوق ہی اے رند مجکو مولی کا
ظہور جلد الٰہی مرے امام کریں

ہو گھات میں وہ زلف گرہ گیر ہماری
الجھی ہوئی کیونکر نہو تقدیر ہماری

صورت یہ مبدل ہوئی جاتی ہی جو ہر دم
تصویر سے ملتی نہیں تصویر ہماری

اے جوش جنون ہی جو یہی روز نقاہت
پانؤں سے اتر جاے گی زنجیر ہماری

روح قالب میں تھرتھراتی ہے
جلد آؤ کہ جان جاتی ہے

زیست اپنی جو ابھی بار خدا باقی ہے
عمل بد کی مگر اور جزا باقی ہے

سانس آتی ہی نگھرے کی صدا باقی ہے
او مسیحا ترے بیمار میں کیا باقی ہے

مہر و ماہ ارض و سما جن و ملک وحش و طیور
سب یہ فانی ہیں مگر ذات خدا باقی ہے

ستم و جور و جفا ناز و ادا کرتے ہو
دلربائی کے جو حق ہیں وہ ادا کرتے ہو

مہربان کیوں ستم و جور و جفا کرتے ہو
ہوش میں آؤ یہ کیا کرتے ہو کیا کرتے ہو

ہاتھ اٹھاتا نہیں اسپر بھی وفاداری سے
جانتا ہوں بہ صریحا کہ دغا کرتے ہو

انچہ جستم جملہ در بازار عالم یافتم
با وجود این تگ و دو قحط آدم یافتم

جملہ بازار جہان گشتم و عالم دیدم
ہست ارزان ہمہ عنقا مگر آدم دیدم

نہ دکھا رشک مسیحا اسے ہر بار آنکھیں
پھیر دیگا کوئی دم میں ترا بیمار آنکھیں

صورت آباد سے جاتے ہیں طلبگار جمال
حق یہ ہی رکھتے نہیں کافر و دیندار آنکھیں

اس حیادار سے ہی شغل نظارہ بازی
نکرے عکس سے آئینے میں جو چار آنکھیں

قطعہ در مدح امجد علی شاہ بہادر

سلطان ابو الظفر بہادر
خاقان ابو الظفر بہادر

من بعد خدا رحیم و عادل
ہے شان ابو الظفر بہادر

احکام قضا کے ہے مطابق
فرمان ابو الظفر بہادر

مقداد و حذیفہ سے ہی کامل
ایمان ابو الظفر بہادر

ہے صوم و صلوۃ پر ادل سے
میلان ابو الظفر بہادر

ناغہ ہو جاے ذکر کیا ہے
قرآن ابو الظفر بہادر

مانند سحاب درفشان ہے
دامان ابو الظفر بہادر

سُنتا ہون جسے وہ کہہ رہا ہے
قربان ابو الظفر بہادر

ہو گا نہ کوئی ہوا جہان مین
ہم شان ابو الظفر بہادر

خسرو کو نصیب تھا نہ جم کو
سامان ابو الظفر بہادر

عالی ہے مثال قصر جنت
ایوان ابو الظفر بہادر

زیبا ہے لقب جو پاے رضوان
دربان ابو الظفر بہادر

روشن رہین نور معرفت سے
چشمان ابو الظفر بہادر

رکھتا ہے فوق عارفون پر
عرفان ابو الظفر بہادر

سرسبز رہے ہمیشہ یارب
بستان ابو الظفر بہادر

وہ مدح نہ ہو سکی کہ جو تھی
شایان ابو الظفر بہادر

المختصر اک جہان پہ ہے رند
احسان ابو الظفر بہادر

قصیدہ در مدح وزیر الممالک نواب علی نقی خان بہادر

حسن سے ابکی یہ جو کچھ عارض گل ہے معمور
رنگ رخسار بتان سبزہ ہے جس کے منظور

فیض سے باد بہاری کے کرے گا امسال
آہ بلبل کے شجر سے گل تاثیر ظہور

قوت نامیہ کے نشو و نما کے باعث
دانۂ اشک بھی سرسبز اگر ہو کیا دور

پشت طاؤس بنا رو سے ہوا سبکہ ہوا
دامن باد صبا سبزہ و گل سے معمور

جو ہی جوش نظارت کا زمانے مین رہا
کیا عجب زخم کا بھی سبز اگر ہوا انگور

لعل نے رنگ زمرد کا کیا ہے پیدا
سبز زنگار کے مانند ہوا ہے کافور

باغ مین جو گیا گلگشت کو اُس نے یہ کہا
فصل گل آئی تھی ہرگز نہ کبھی اس دستور

غنچہ و گل کا وہان کے مین کرون کیا کیا وصف
ایک سے ایک ہے رشک دہن و عارض حور

سرو مینا سے اور لالہ بھرا جام بکف
تاک تھیا رسے مین اور نرگس شہلا مخمور

زلف سنبل ہے وہ پر پیچ خم وچین جس کی / ہمسری کاکل خوبان جو کرے کیا مقدور
دام ریحان ہے وہ دلکش کہ اگر اسمین پھنسے / ہو رہائی نہ کبھی مرغ نظر کو منظور
گر چھوڈ برگ حنا کو تو اثر سے اس کے / سرخ ہو جائے اگر ہاتھ نہ سمجھو کچھ دور ؛
آنکھ اُٹھا دیکھو شگوفے کی طرف جو گا ہے / ید بیضا سا چمکتا ہے ہر اک شاخ پہ نور
گرد پھرتی ہے خیابان کے نسیم سحری / گل سے دامن کو صبا اپنے کئے ہے معمور
جھونکے لیتا ہے ہر اک نخل گلستان اسطرح / جس طرح کھاتا ہو لغزش کہین پاے مخمور
غنچہ کرتا ہے تبسم کہین گل ہنستا ہے ؛ / آبجو ایک طرف دیکھو تو ہے پر شور
جوشش فصل بہاری سے تعجب کیا ہے / روغن گل عوض شہد اگر دے زنبور
گرم بازاری گل ہو چکی ہے اس رتبے کو / اہل دنیا کی بھی گل ہو گئی ہے شمع شعور

یہ زمین خوب شگفتہ ہے تو اس مین اے رند / تازہ مضمون کی اک تازہ غزل کر مسطور

غزل

دیکھے گر عارض رنگین بت غیرت حور / حسن گل پہ نہو پھر بلبل شیدا مغرور
کوچۂ یار سے گذرے جو کبھی باد صبا / نکہت گل سے مشام و دل بلبل ہو نفور
اسکو کہتا ہو نہین بیجا تب محرق عشق / حشر کے روز بھی اُٹھے جو لحد سے محرور
مرغ دل کو مرے بیدام گرفتار کیا / بسکہ صیاد کا تھا میرے رسا فہم و شعور
دور رکھ دل سے مرے صدمۂ ہجران یار / سخت نازک ہے یہ شیشہ کہین ہو جانہ چور
غیر کے ہاتھ سے پلوایا مجھے جام شراب / نوش اس طرح کا کھلاتا ہے نیش زنبور
اس سے لبریز ہون اور آپ سے خالی ہون نند / شیشہ جس رنگ مے ناب سے ہووے معمور
دیکھ کر مین یہ تر و تازگی صحن چمن ؛ / ہو کے حیران لگا کہنے کہ اے رب غفور
کونسا سرو گل اندام یہان آئیگا جو / اسقدر زینت و عشرت سے چمن ہے معمور
سُنکے یہ مجھ سے کہا پیر خرد نے غافل / اسکا آنیکا ارادہ ہے یہان سبکے حضور
طفل مکتب ہے فلاطون و ارسطو نادان / بات کرنے کا نہین قائل سحبان کو شعور
شعر فہم ایسا کہ دیکھا نہ سنا عالم مین / نکتہ سنج ایسا کہ ہر علم پہ رکھتا ہے عبور

فخر خاقانی و فردوسی و سعدی و ظہیر — افتخار فصحا شمع بلاغت کا نور
نیر برج سعادت گہر درج شرف — صاحب جود و سخا اور شجاع و منصور
سنتے ہی پیر خرد سے وہیں فی الفور کہا — اسکی شوکت میں زبان سے یہی مطلع نے ظہور
آستانے کا ترے ناصیہ سا ہے فغفور — ہیچ ہے ہمت حاتم تری ہمت کے حضور
نام لیوے اگر اندوہ میں تیرا کوئی — فیبشنہ دل ہے فرحت سے ہوا اسکا معمور
برق خاطف سے زیادہ ہے تری تیغ غضب — سامنے آسکے اُسکے جو عدو کیا مقدور
کشتۂ تیغ غضب تیرا نہ اٹھے ہرگز — کان میں اسکے سرافیل بھی گر پھونکے صور
قلم اسد رجہ روان ہوکہ نہ روکے سے رکے — باد پا کا جو ترے وصف کرون کچھ مسطور
ہمسری اس سے سر مو نکرے جعد پری — بال کو اسکے تو پہونچے نہ کبھی گیسوے حور
باگ ڈھیلی جو کرے تو دم رفتار ذرا — کوسون ہی وہم و گمان سے بھی نکل جائے دور
کیا کرون مدح ترے فیل کی ای فیل نشین — جلد چلنے میں تو صرصر ہے یہ رفعت میں ہے طور
ہے مگر سرعت رفتار میں مثل شب وصل — گرچہ ظاہر میں وہ شب ہی جسے کہیے دیجور
آج خورشید گیا برج حمل کے اندر — کہتے ہیں دیکھ عماری میں تجھے اہل شعور
کی ثنا میں نے عماری کی بھی و فیل کی بھی — مدح راکب کی بھی اُسکے نہ کرون کیا مسطور
ہے سخی ابن سخی ابن سخی ابن سخی ! — تجھ میں ہیں لتنے جو اوصاف نہیں ہیں کچھ دور
تیرا دادا ہے علیؑ ابن ابی طالب سا — اور نبیؐ نانا وہ محبوب خداوند غفور
تو ہے ہم نام امام دہم ای سید پاک — کیون نہو خلق حسن تیرا جہان میں مشہور
تو امیر ابن امیر آپ ہی بالذات وزیر — تو سخی اور ترے جد و پدر تھے منصور
ہے بجا منتظم الملک جو پایا ہے خطاب — ہو گیا سارا جہان عدل و کرم سے معمور
تو سزاوار ثنا کے ہے کہی تیری ثنا — اور کچھ مجکو قصیدے سے نہیں ہے منظور
کر قبول اسکو طفیل نبیؐ و آل نبیؐ — مانگتا ہون یہ دعا تجھ سے میں اے رب غفور

بشکل ہلال

شاد و خرم رہے یہ فضل سے تیرے جب تک
مے عشرت سے یہ مینا ے فلک ہے معمور

مخمس غزل خود حسب الارشاد امجد علی شاہ بہادر مرحوم

جسے کہ یاد نہو اپنا آشیان صیاد
عبث عبث تو نہو مجھ سے بدگمان صیاد
بھلا وہ خاک کہے حال بوستان صیاد
کھلی ہی کنج قفس مین مری زبان صیاد
مین ماجراے چمن کیا کرون بیان صیاد

خراب تھا مرے ہمراہ سایہ سان صیاد
غرض کہ ساتھ ہی پہونچا جہان تہان صیاد
چمن مین تھا کبھی بن مین جو وان وان صیاد
جہان گیا مین گیا دام لیکے وان صیاد
پھرا تلاش مین میری کہان کہان صیاد

تنگ کر دیا دنیا کے کارخانے نے
پھنسایا لاکے کہان حیف اس زمانے نے
بٹھایا خاک مذلت پہ سر اٹھانے نے
دکھایا کنج قفس مجکو آب و دانے نے
وگرنہ دام کہان مین کہان کہان صیاد

کچھ اور مجکو شکایت نہین یہ ہے یہ گلا
عبث یہ او ستم ایجاد کیون غضب توڑا
بہار کیا کہ خزا مین چھوڑا نہ اک تنکا
اجاڑا موسم گل ہی مین آشیان میرا
الٰہی ٹوٹ پڑے تجھ پہ آسمان صیاد

بیان کر نہین سکتا جو میری حالت ہے
ابھی ہون تازہ گرفتار زور وحشت ہے
حواس باختہ ہون مجھ پہ اک مصیبت ہے
عجیب قصہ ہے دلچسپ اک حکایت ہے
سناونگا گل و بلبل کی داستان صیاد

تری ہی قید مین اللہ نے کیا پیدا
بیان کیا کرین واقف ہی جب نہون اصلا
یہین پہ ہوش سنبھالا نکالا پر پرنا
سنا نہین کسے کہتے ہین گل چمن کیسا
قفس کو جانتے ہین ہمتو آشیان صیاد

کلام کرتا ہی وہ دل کو جو خوش آتا ہے
ہر ایک بات مین سو سو طرح لبھاتا ہے
حکایت گل و بلبل مجھے سناتا ہے
اداس دیکھ کے مجکو چمن دکھاتا ہے
کئی برس مین ہوا ہے مزاج دان صیاد

سنے تو اب بھی ہین مذکور بیشتر میرے
پر اب تو رحم ہی لازم ہے حال پر میرے
وہ تیز پر تھا کہ تھے قاف تک گذر میرے
رہے نہ قابل پرواز بال و پر میرے

قفس سے اُڑکے میں اب جاؤنگا کہاں صیاد

خدا گواہ ہے تعریف ہو نہیں سکتی
اب اسکی ذات سے اتنی مجھے توقع تھی
زیادہ گھر سے بھی راحت مجھے قفس میں ملی
عزیز رکھتا ہے کرتا ہے خاطریں میری
ملا ہے خوبیٔ قسمت سے قدردان صیاد

مزاج نازک صیاد سے مجھے تھی یاس
جو پوچھیے تو کیا انتہا کا میرا پاس
کہ جی نہ لگتا تھا رہتا تھا رات دن میں اداس
قفس کو شام سے لٹکا کے فرش خواب کے پاس
سنا کیا مری تا صبح داستان صیاد

میں وہ ہوں لوٹ گلزار ہے مرے دم سے
ابھی نہیں ہے ستمگار میری قدر تجھے
اُڑا لے نغمہ سرائی میں ہوش بلبل کے
کریگا یاد مرے زمزمونکو بعد مرے
ہوں چند روز ترے گھر میں مہمان صیاد

عزیز رکھتے ہیں مجذوب اس اعزل کو
صد آفریں ہے مرے صبر اور تحمل کو
بغیر گل نہیں آرام و چین بلبل کو
کہ جھانکتا نہیں چاک قفس سے بھی گل کو
ہو وسوسے تا مری جانب سے بدگمان صیاد

مرا خیال ترے دل میں کب گذرتا ہے
غرضکہ میری ہلاکت پہ تو بھی مرتا ہے
کبھی نہ مانونگا میں تو خدا سے ڈرتا ہے
پروں کو کھول دے ظالم جو بند کرتا ہے
قفس کو لے کے میں اُڑ جاؤنگا کہاں صیاد

میں وہ ہوں صحن گلستاں میں تھا مرا بستر
پھنسونگا دام میں آکر مجھے نہ تھی یہ خبر
چمن کی سیر میسر تھی مجکو آٹھ پہر
الٰہی دیکھیے صحبت بر آ رہے کیونکر
زبان دراز ہوں میں اور بدزبان صیاد

ادھر ہے تاک میں اُلجھا ہے ترے سنبل
پھنسا ہی لینے کی ہے فکر جا بجا بالکل
اُدھر ہے دام بچھائے ہوئے محبت گل
نکالیو نہ قدم آشیاں سے اے بلبل
لگائے بیٹھے ہیں پھندے جہاں تہاں صیاد

اگرچہ میری بھی کی اُسنے خانہ بربادی
پر اب تو ظلم پہ جلاد نے کمر باندھی
مگر کبھی نہ کسی روز میں ہوا شاکی
چمن میں رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی
خدا کرے یوں ہی ہو جائے بے نشان صیاد

وہ عندلیب خوش الحان ہون ہی مرا شہرا
ہزار بار کیا بند نطق طوطی کا
بہت نہین اسے ہوتی اگر تمیز ذرا
مرے بیان کو سن سن کے کانپ کانپ اٹھتا
غضب یہ ہے کہ سمجھتا نہین زبان صیاد

نہ اسکے دام مین آتا نہین زنہار اے رند
یہ کشمکش نہ اٹھاتا مین زنہار اے رند
کبھی قریب نجاتا مین زنہار اے رند
فریب دانہ نہ کھاتا مین زنہار اے رند
نہ کرتا دام اگر خاک مین نہا صیاد

مخمس بر غزل اجد علی شاہ بہادر

آج تو رونق گلزار مٹاؤ صاحب
کھلیون مین گل و لالہ کو اڑاؤ صاحب
بلبلین غش کرین وہ روپ بناؤ صاحب
بدن صاف پہ رنگینی دکھاؤ صاحب
قول ہارے ہو تو گل پھلو نکے کھاؤ صاحب

حسن کا مرتبہ عالی نہ گھٹاؤ صاحب
اہل بینش کی نظر سے نہ گراؤ صاحب
عیب اس چاند سے منہ کو نہ لگاؤ صاحب
داغ دل سے رخ روشن نہ ملاؤ صاحب
مہر کو آتشی شیشہ نہ دکھاؤ صاحب

دل کو اس حسن خداداد سے الفت ہی بہت
مردم چشم کو نظارے کی عادت ہی بہت
انھین قدمونکی قسم مجکو محبت ہی بہت
حلقۂ چشم کو پابوسی کی حسرت ہی بہت
آنکھ مین بھی مع پاپوش سماؤ صاحب

فکر بربادی گلزار مری جان نہ کرو
خاطر جمع کو قمری کی پریشان نہ کرو
قصد ہرگز یہ تمھارے نہین شایان نہ کرو
ناتوان عاشق شمشاد کو عریان نہ کرو
طوق قمری کا گریبان ہو منگاؤ صاحب

بیخودی چھائی ہی ایسی کہ نہین ہوش بجا
منتشر کیون نہ ہے خمسہ جو اسونکا بھلا
مصرع قد نے تمھارے مجھے دیوانہ کیا
بیت ابرو سے مجھے ولولۂ عشق ہوا
چیدہ اشعار ہو دیوانہ کہین ہون لاؤ صاحب

آنکھین پھوٹین جو بری آنکھ سے تمکو دیکھے
رکھے خالق تمھین محفوظ نگاہ بد سے
موسے باریک کمر ہے یہ مبادا لچکے
کہین بار نظر بد نہ نزاکت پہ پڑے

بال کی اوٹ مین جانا ہو تو جاؤ صاحب

جسکو دیکھو نظر آتا ہے وہ آشفتہ دماغ
قدر انداز جو تھے گل ہوئے ان سبکے چراغ
کون ایسا ہی اس اندیشے سے ہی جسکو فراغ
تیر مژگان نے ترے چھوٹ گئے دیدۂ داغ
باغ عالم مین نہ کانٹو نسے رلاؤ صاحب

دل گرفتہ جو ہون گل انکے تو توڑا نکرو
چٹکلے باغ مین آن آن کے چھوڑا نکرو
نظر چشم عنایات کو موڑا نہ کرو
طفل غنچہ کے تو یون کان مروڑا نکرو
خندہ زن ہو کے گلستان کو ہنساؤ صاحب

مشفقا بندہ نوازا یہ اگر چاہتے ہو
خیر بہتر ہے مگر عرض ہماری بھی سنو
کرو بیدار کسی فتنۂ خوابیدہ کو
خواب خرگوش ہی انکو نہ رقیبونکو بھوؤ
چشم خوابیدہ کو آہو کی جگاؤ صاحب

ہمکو معلوم ہوا ہے یہی منظور جناب
گر میان یہ ہین تو کیون دل نہو جل بھننے کباب
شکل انسان کے حیوان بھی ہون نہ خراب
چال اڑوا چکے اب سامنے پیتے ہو شراب
کبک کو آگ کا کھانا نہ سکھاؤ صاحب

کس لیے اتنے سراسیمہ ہو کیون ہو مضطر
کبھی موقع نہین ہاتھ آئیگا اس سے بہتر
چھپکے تم اتنے نظر بازونسے جاؤگے کدھر
چشم پوشی نکرو باغ مین ہو پیش نظر
آڑ نرگس کی ہے جانا ہے تو جاؤ صاحب

رنج دیتے ہو تم ایجان ستاتے ہو ہمین
آنچ سے شعلۂ عارض کی جلاتے ہو ہمین
ہم ہین جنگے بھلے کیون روگ لگاتے ہو ہمین
شمع محفل کیطرح جسم دکھاتے ہو ہمین
ساق سیمین پہ نہ پروانہ بناؤ صاحب

دیکھو وہ قبلے کیجانب سے اٹھی ہے بدلی
موج مے سے یہان طوفان بھی ہوتا ہے کبھی
بات ابھی ہی پذیرا ہوا گر عرض مری
میکدے مین تن لاغر مرا لے لو ساقی
بادبان کشتی مے کا جو بناؤ صاحب

رند کچھ کچھ جو کرے دخل تو آزردہ نہو
کیجئے اسپہ عمل قول شہنشاہ ہے جو
اد با گر نا ہے تائید کلام اسکے سنو
ماہ و مہر پہ چڑھایا نہ کرو اختر کو
آسمان پر سے زمین پہ تو بلاؤ صاحب

رباعیات

ہے شام و سحر ورد زبان نادعلی — بھولا دو جہان یاد رہی یاد علی
کافی ہے رند بہر آمرزش جرم — مہر علی و ولائے اولاد علی

یا شیر خدا حزین ہون فرحت بخشو — غم دور کرو سرور و راحت بخشو
صدقہ بیمار کربلا کا مجھ کو — استاد مسیح جلد صحت بخشو

گو مالک ملک و مسند و تاج نہین — پر مجھسا غنی جہان مین آج نہین
صد شکر اے رند اپنے خالق کے سوا — دنیا مین کسی غیر کا محتاج نہین

عید رمضان ہے واہ کیا روز سعید — عالم مین ہین خرمی کے آثار پدید
اللہ وزیر ہند کو رکھے شاد — ہر شب ہو شب برات ہر روز ہو عید

قطعہ تاریخ وفات والد ماجدم غفران مآب سراج الدولہ مرزا غیاث الدین محمد خان بہادر نصرت جنگ

چون غیاث الدین محمد خان شیر — والد مرحوم من غفران مآب
رفت از دنیا سوے دار بقا — نوحہ کردم در عزاے آنجناب
در جہان ماتم بصد رنج و تعب — فکر کردم با دل و جان کباب
سال تاریخ وفاتش یافتم — در زمین پنہان شدی اے آفتاب

قطعہ تاریخ وفات حسن علی بیگ اکبر آبادی بہ صنعت صوری و معنوی

آہ ہم نام حسن آن عاشق نام علی — چون بتاریخ نہم ماہ محرم جان سپرد
سال تاریخ وفاتش را بجستم از خرد — یکہزار و دو صد و پنجاہ و سہ ہجری شمرد

قطعہ تاریخ مبارک باغ امین الدولہ بہادر

وزیر ہند دستور معظم — کہ قاصر مدح مین جسکی قلم ہے

کریم با مروت اسکی ہے ذات
دو بحر جود ہے ابر کرم ہے
بنایا ہے مبارک باغ اس نے
بہار باغ ہستی جس سے کم ہے
نہین دُنیا مین ایسا باغ دلچسپ
چمن آرا ہے جنت کی قسم ہے
کہا دل نے کہ اس گلشن کی تاریخ
یہی مفتاح قفل رنج و غم ہے
یہ سُنکر فکر کی مین نے جو اے رند
ندا ہاتف نے دی باغ ارم ہے

قطعہ تاریخ الماس باغ کہ امجد علی شاہ بہادر بہ امین الدولہ بخشیدند

خسرو جمجاہ سکندر سپاہ
دیدہ نہ در معد نقش لالہ داغ
باغ بہ نواب عنایت نمود
گشت ازین مژدہ دلم باغ باغ
باغ نکو گلشن جنت نظیر
نکہت او راحت روح و دماغ
از پے تاریخ عنایات او
رند چو از فکر گرفتم سراغ
ہاتف خوش لہجہ بگوش دلم
گفت ہمایون بود الماس باغ

قطعہ تاریخ وفات عباس مرزا

جب کہ عباس میرزا مرحوم
ہوا بزم جہان سے ناپیدا
دی ندا غیب سے یہ ہاتف نے
آج داغ جگر ہوا پیدا

قطعہ تاریخ تولد فرزند امجد علی شاہ بہادر

الٰہی چلی کیا نسیم بہاری
جو ہر غنچہ دل شگفتہ ہوا آج
چمن ڈہڈہے ہین چہکتے ہین بلبل
جو گلشن تھا پژمردہ تازہ ہوا آج
زرا شرفی کا چلن اس قدر ہی
گل یاسمن تک سنہرا ہوا آج
ملا خلعت فاخرہ ہر شجر کو
جسے دیکھیے وہ نکھرا ہوا آج
سبب مجھپہ کھلتا نہین کچھ ابھی تک
یہ سامان کیا بار الٰہا ہوا آج

یکایک یہ مژدہ دیا خرمی نے
تو غمگین ہی کیون رند بیٹھا ہوا آج

چل اُٹھ جلد دربار جانذر لے کر
کر اسباب عشرت مہیا ہوا آج

مبارک سلامت کا غل ہر طرف ہے
شہنشاہ عالم کے بیٹا ہوا آج

اسی کے تو یمن قدم کا ہی باعث
جو رنگ زمانہ ہی بدلا ہوا آج

لکھ اک قطعہ تاریخ کا تہنیت مین
جو مقصود ہی تیرے دل کا ہوا آج

یہ سُنکر سپے فکر سال ولادت
مین آمادہ جان سے سراپا ہوا آج

سر دل سے ہاتف نے فوراً صدا دی
خوش اقبال و مسعود پیدا ہوا آج

قطعہ تاریخ تقرر وزارت بنام مدار الدولہ بہادر

نواب علی نقی جو ہے خان دلیر
منظور نگاہ بادشاہ عالم

تاریخ بتائی اسکی یہ ہاتف نے
کہہ رند کہ اب ہے وہ وزیر اعظم

تاریخ کتاب انبہ پرشاد

عہد ملّا سے اب تک جہان مین
اکثر ہوے ہین اُستاد ہندی

کس نے زاد المعاد ایسی لکھی
جب سے ہوئی ہے بنیاد ہندی

فکر تاریخ تھی مجکو اے رند
بھاتا ہے ازبس ایجاد ہندی

ہاتف پکارا واحد بڑھا کر
تصنیف انبہ پرشاد ہندی

تاریخ تولد فرزند حضور عالم

زہے شاہ دستور سلطان عالم
کہ زیبا ہے فرمانروائی یہی ہے

جو ہین مجتمع ذات اقدس مین اسکی
مروت یہی ہے شجاعت یہی ہے

زہے دست جود و کرم واہ رے فیض
جو حاتم مین تھی وہ سخاوت یہی ہے

دیا حق نے فرزند دلبند اسکو
ولادت جو ہے باسعادت یہی ہے

ہوئی فکر تاریخ مولود لازم		مری طبع وقت کفالت یہی ہے

الف لا کے اقبال کا بولا ہاتف
گل گلستان وزارت یہی ہے

تمت

خاتمۃ الطبع

حمد وثنائے فراوان کے قابل وہ سخن آفرین حقیقی ہے کہ جس نے کلیات کائنات کو رباعی عناصر اور مخمس حواس اور مسدس جہات اور سبع افلاک سے تزئین کیا اور نعت پیمبران کے لائق وہ بادشاہ بیت قصیدۂ رسالت ہے کہ جس نے قوافی ائمہ اثنا عشر اور ردیف صحابہ کرام سے مطلع کونین کو موزون فرمایا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اما بعد بشارت ہو کہ درین ولا ہر دو دیوان فصاحت عنوان از کلام شاعر نازک خیال افسر شعرائے ہند نواب سید محمد خان رند تلمیذ رشید شہنشاہ اقلیم سخن خواجہ آتش مرحوم مطبع نامی منشی نولکشور صاحب واقع لکھنؤ میں بسرپرستی عالی جناب منشی بشن نرائن صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام کیسری داس سپرنٹنڈنٹ بار سوم بماہ نومبر سنہ ۱۹۳۰ء طبع ہوئے

فہرست منتخب دواوین اُردو

یہ وہ دواوین ہین جن مین سے اکثر دیوان آپ کو دوسری جگہ نہین مل سکتے۔
ہر علم و فن کی کتابین مطبع ہذا مین موجود ہین فہرست کتب طلب فرماکر ملاحظہ کیجئے فہرست بلاقیمت روانہ ہوگی۔

دیوان میرحسن دہلوی۔ نہایت دردانگیز کلام ہے ہر شعر سے استادی اور قادرالکلامی ٹپکتی ہے ۶ر

دیوان مردان صفی۔ تصوف کا رنگ کوٹ کوٹکر بھردیا گیا ہے۔ ۵ر

اکسیر سخن۔ ہر موسم اور ہر مہینہ کی تعریف نظم مین کہی گئی ہے یہ کتاب ہندی سے ترجمہ ہوئی از مہاراجہ کشن پرشاد صاحب۔ ۵ر

کلیات ظفر چہار جلد۔ کامل دو جلد سنگلاخ سے سنگلاخ زمینون مین نہایت روانی کے ساتھ غزلین لکھی ہین از ابوظفر سراج الدین بادشاہ آخری دہلی۔ ۱۲ر

انتخاب کلیات ظفر۔ اس مین ظفر کی مشہور مشہور غزلین درج ہین۔ ۸ر

کلیات مومن۔ مومن کے کلام کی شوخی مشہور عام ہے اسمین انکی مثنویات بھی شامل ہین۔ عہ ر

دیوان ناسخ۔ استعارات اور تشبیہ مین انکا کلام اپنی آپ نظیر ہے۔ از شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی ۱۲ر

کلیات میرتقی میر۔ تعریف فضول ہے کل شعراے ماضی و حال کے پیشوا مانے جاتے ہین اور زمانہ ان کی تعریف مین رطب اللسان نظر آتا ہے۔ اس کلیات مین ان کا تمام کلام مثنوی رباعی قطعات وغیرہ کے اقسام سے موجود ہے۔ عہر

کلیات سودا۔ ہجو گوئی کے بادشاہ اور قصیدہ کے اُستاد ہین میرتقی میر نے بھی ان کو شاعر مانا ہے ہر قسم کا کلام اس مین موجود ہے اس کا بہت قدیم نسخون سے مقابلہ کیا جارہا ہے اور بہت سادہ کلام بھی جو پہلے شامل نہ تھا اضافہ کرنے کے بعد خاص ترتیب سے چھپوایا جارہا ہے زیر طبع

کلیات صنعت۔ صنائع و بدایع و لفظی معنوی کی اکثر خوبیان اس مین دکھائی گئی ہین۔ ۱۲ر

کلیات نظیر اکبرآبادی۔ نظیر ہر رنگ مین فرد تھے جملہ اقسام کا کلام انکی کلیات مین موجود ہے عہ ر

دیوان وقار مصنفہ راے کشن کمار صاحب رئیس بلاری ضلع مرادآباد۔ ۱۰ر

کلیات صفدر۔ مصنفہ نواب صفدر علیخان صاحب کلام سادہ اور صاف ہے۔ عہر

بہارستان اشعار - از دیوان رائے کشن لعل صاحب - ۴/

کلیات وہبی - کاغذ دوم قسم سفید چکنا - ۱۲/

ایضاً - کاغذ سفید بھی از منشی شیو پرشاد صاحب وہبی - ۱۰/

دیوان غافل - از منور خان صاحب غافل لکھنوی - ۵/

دیوان داغ غیر مطبع اس کی تعریف فضول ہے یہی وہ کلام ہے جس نے داغ کو فصیح الملک کا خطاب دلایا - عہر

گلزار داغ - زبان اور محاورات دہلی کا معدن ہے - عہر

ذولسانین مجمع البحرین - از سید مظفر علی اسیر - ۴

دیوان غالب - اس کتاب کو نہایت صحیح کر کے بہ تقطیع بڑھایا گیا ہے اسمیں ایک چھوٹا سا مقدمہ بھی ہے جس میں مصنف کی سوانحعمری درج ہے اور اُس کلام کا اضافہ کیا گیا ہے جو جدید دستیاب ہوا ہے کاغذ گندہ - ۴/

دیوان ذوق - اس میں جدید کلام کا بھی اضافہ کیا گیا ہے - ۱۲/

دیوان امیر موسوم بہ مرآۃ الغیب منشی امیر احمد مرحوم کی پہلی شاعری کا رنگ ملاحظہ فرمانا ہو تو مرآۃ الغیب دیکھئے صنم خانہ جو آپ کا دوسرا دیوان ہے اُس سے اُسکا رنگ بالکل جُدا ہے - عہر

کلیات رعب - یہ وہ دیوان ہے جس کی آج اطراف عالم میں دھوم ہے مولوی محمد حنیف علی صاحب رعب مرحوم - ایک زبردست عالم ہونے کے علاوہ نہایت زبردست شاعر بھی تھے اس میں ہر رنگ کی غزلیں ہیں طرز جدید اور قدیم قصائد مثنوی نظمیں سب جمع کی گئی ہیں - اول میں مصنف کا عکسی فوٹو اور مرتب دیوان کی تصویر عکسی ہے - عگر

بہارستان سخن - اسمیں ناسخ اور آتش لکھنوی کی ہم طرح غزلوں سے تینوں کی طبیعت کا موازنہ کیا گیا ہے - ۹

شرح یوسفی دیوان حافظ - مصنف نے مشکل شعروں اور مشکل غزلوں کی تشریح کی ہے مصنفہ محمد یوسف علی شاہ صاحب - ۶/

دیوان نعت سروری - اس میں کل غزلیات جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں ہیں مصنفہ غلام سرور صاحب لاہوری - ۵

صنم خانہ عشق - یعنی منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی کا دیوان مطبوعہ نفیس - عگر

دیوان مخفی - ۱۰/

کلیات آتش -

المشتہر

مینیجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو لکھنؤ

DUE DATE